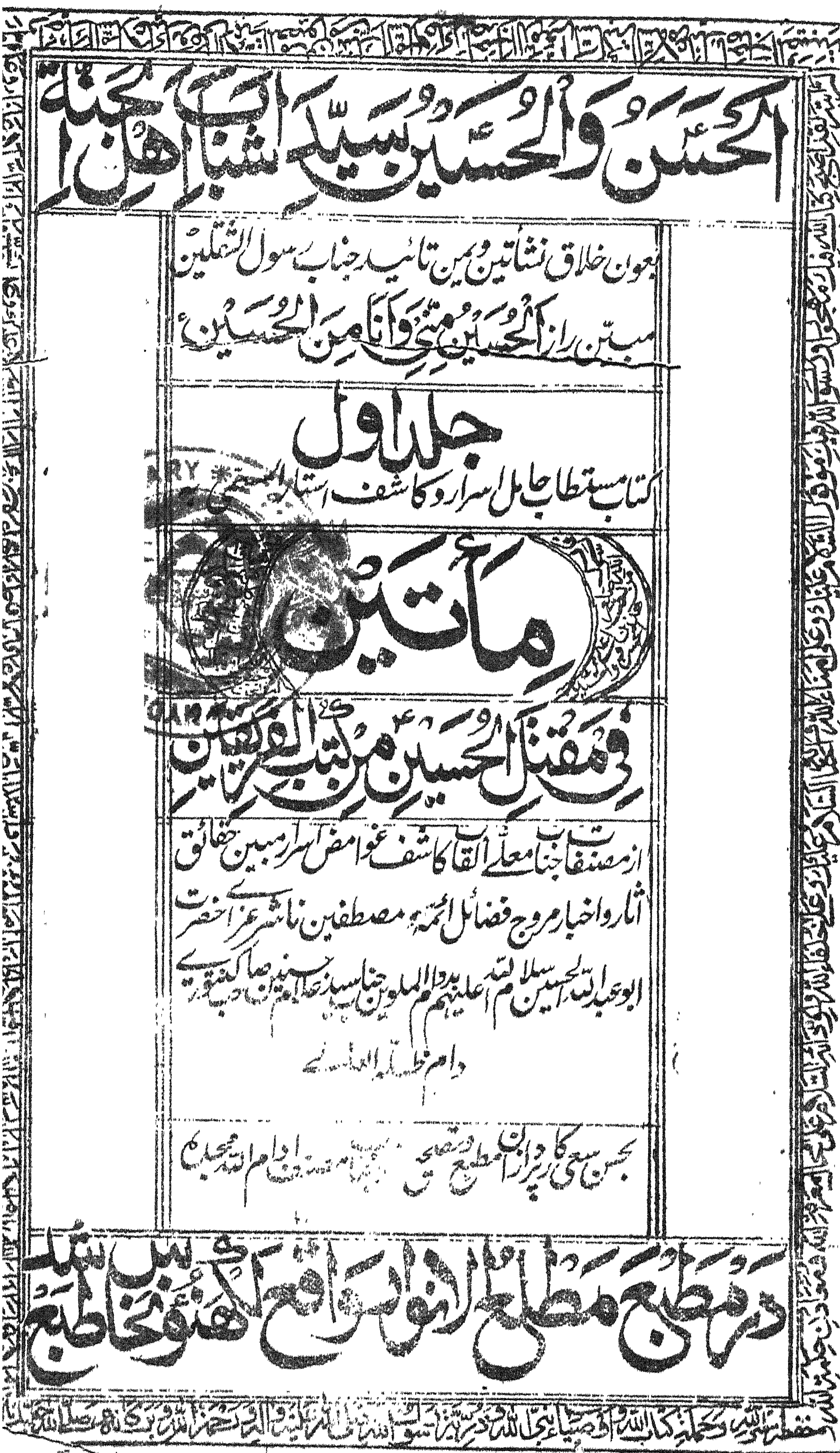


الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ

بعون خلاق نشاتین و بیمن تائید جناب رسول الثقلین

مبین راز الحسین منی وانا من الحسین

جلد اول

کتاب مستطاب حامل اسرار و کاشف استار الحسینی

مائتین

فی مقتل الحسین مرتب العریان

از مصنفات جناب معلی القاب کاشف غوامض اسرار مبین حقائق
آثار و اخبار مروج فضائل ائمہ مصطفین ناشر عزائے حضرت
ابو عبد اللہ الحسین سلام اللہ علیہم ابد الابدین جناب سید [illegible] حسین صاحب کنتوری
دام ظلہ العالی

بحسن سعی کارپرداز مطبع ... ادام اللہ مجدہ

در مطبع مطلع الانوار واقع لکھنؤ منطبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی ما انعم و علمنی من تاویل الاحادیث ما لم اکن اعلم و نجانی من الشکوک والشبہات وابعدنی من الاوہام المہلکات فبصرتنا بما لم یبصروا وفہمت ما لم یفہم ولم یدرک والصلوۃ علی سیدنا محمد و آلہ صلوۃ لا منتہی لحدہ ولا حساب لعددہ ولا مبلغ لغایتہ

بعد حمد اور صلوۃ کے خاکسار ہیچمدان سید غلام حسنین موسوی کنتوری نیشاپوری بخدمت برادران اسلامی کے یہ ظاہر کرتا ہی کہ چونکہ میرا نام بنظر طالع وقت ولادت کے ذاکر حسین رکھا گیا ہی اور ہفدہم ربیع الاول روز عید ولادت باسعادت سرور انس و جان حبیب الملک المنان میری بھی ولادت ہی طالع وقت جو برج حوت ہی اوسکے خواص مجربہ علم نجوم کو تو مین بنظر حرمت شرعیہ ہرگز اعتقاد نہین کرتا مگر ہر وقت یاد آوری مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثنا جو مراد میرے نام کی ہی ضرور مثل ماہی بے آب کے تڑپ جاتا ہون یہ مناسبت برج حوت کی ہی جو طالع وقت ولادت ہی۔ اور سعادت یوم اور تاریخ ولادت پر البتہ مجھے ناز اور فخر ہی جسکا ضروری اثر یہ ہونا چاہیے کہ جسطرح جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنے چھوٹے فرزند حسین ابن علی علیہما السلام خامس اصحاب الکسا کی ناز برداری بنظر رفاہ اپنی امت محجوبہ مرحومہ کے فرمایا کرتے تھے تاکہ وہ پارہ جگر اوس جناب کا مع اپنے اہل بیت اور اصحاب کے اوسے امت پر فدا ہو جاے اور جو جو مواعید صحیحہ بخشش امت کے خداے پاک نے اوسکے شہادت پر اپنے محبوب سے فرمائین ہین اون کے پورے ہونیکا پورا موقع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو از روز شہادت تا روز شفاعت ملجاے اور حدیث مروی کتب فریقین کا دوسرا فقرہ انا من الحسین کے پورے معنی سمجھہ مین ہم سب کے آجائین

اور یہ وہی معنی ہین جنکے بیان مین ایک باب جداگانہ ہمنے اسی کتاب مین لکھا ہی۔ اوسیطرح
بلاتشبیہ یہ ذرۂ بیمقدار اُسے روز متبرک کی برکت سے ایسا شیفتہ اور دلدادہ اپنے آقا
اور امام ہمام خامس آل عبا شہید الغربا کا ہو رہا ہے کہ جب سے مجھے کسی قدر شعور ہوا محبت
اوس پارۂ جگر رسول کے میرے دل اور دماغ مین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی پائی گئی
مجھے یاد نہین آتا ہے کہ جب کبھی از خود یا کسی دوسرے کے ذکر سے یاد اوس جناب کی
مجھے ہوئی ہو اور میرا دل پھر دوسرے کام کی طرف متوجہ ہوا ہو مین نے اوقات
مختلفہ مین اپنے عمر کے جتنا جتنا مجھے علم و ادراک بڑھتا رہا طرح طرح کی باتین متعلق بہ نشر
فضائل اور اظہار معجزات اوسی جناب کے ہمیشہ کرتا رہا اور رہونگا انشاء اللہ تعالی
اٹھارہ برس کے عمر سے جب سے مجھے دو مرتبہ زیارت جمال مقدس حسین بن علی علیہ السلام کے
خواب مین ہوئی مجھے اس امر کا زیادہ خیال رہتا تھا کہ جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو
اسقدر ناز برداری اپنے اس فرزند دلبند کی فرمائی ہے کہ اُنکے ساتھ کھیلنے والے حبیب ابن مظاہر
کو بھی اسی فرزند کے شیداے دل ہونے سے پیار کیا جیسا کہ حدیث مین وارد ہی سترالیہ
حکیم و دانائے مخفیات امور کا اسقدر فریفتہ ہونا تا اینکہ اُسکی سواری کا اونٹ بننا اور عف عف
زبان مبارک سے ارشاد فرمانا آخر اسکی کیا ضرورت داعی تھی۔ جب بخوبی کتب فریقین کو
دیکھا اور کتب سیر اور تواریخ اور متون احادیث کو پڑھا اب تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ خاطرداری
اور ناز برداری بنظر قرابت اور یگانگت کے نہ تھی اسلیے بنی اللہ کو قرابت کا پاس اسقدر کیا معنی
[illegible] رفاہ امت مجوبہ یہ لاڈ پیار فرماتے تھے اور امت سے زیادہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو کونسی چیز پیاری ہو سکتی ہی اسیطرح سیرت ہمارے امام ہمام حسین ابن علی علیہ السلام کی جب
معلوم ہوئی اور آپ کے اقوال افعال پر جب معتبر کتب فریقین سے اطلاع ہوئی اور تعصب اور
جنبہ داری سے قطع نظر کر لی تب بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ راز و نیاز درمیان نواسے اور نانا کے
جو کچھ تھا غرض اور غایت اوسکی یہی تہی کہ امت محمدی کا بیڑا پار ہو وگرچہ اس کتاب مین اکثر مقامات مین
اس دعوی کی پوری تصدیق منقولات معتبرہ سے بضم ضمیمہ دلائل عقلیہ بطور حدلیات کے
ہمنے کر دی ہی چنانچہ ملاحظہ ناظرین مین آئیگا مسلمان مینداد کو پہلے اس امر کا اعتقاد کرنا واجب ہی

کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی فعل اور قول متعلق بامور ہدایت خواہ عموماً بدون وحی الٰہی کے
نہ ہوتا تھا اور وحی خدا مین بجز منافع بندگان خدا کے کسیطرح کا ضرر مخلوقات ناممکن ہی جب عقیدہ
درست ہو جاوے پھر جو جو اقوال و افعال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کتب فریقین مین
مندرج ہین اونکو ملاحظہ کرنا چاہیے اور اونمین امت کے مصالح پر نظر کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوگا کہ
ضرور وہ نازبرداری قرابت اور یگانگت کے راہ سے نہ تھی تعصب کو چھوڑ کر ہمارے کلام کو
دیکھنا چاہیئے۔ اب رہے جناب امام حسین علیہ السلام اگرچہ اونکا سن شریف بروقت وفات اپنے نانا کے
چھ سات برس کا تھا مگر علماے محدثین اور صحابہ اور تابعین نے اوس جناب کی روایت
حدیث کو مثل روایت بالغان کامل العقل معتبر مانا ہی جسطرح بیعت اسلامی امیر المومنین علی
علیہ السلام کو بحالت صغر سن کامل بیعت سمجھکر ایک بڑی فضیلت اوس جناب کی سبعہ پر
ثابت کی ہے ویسا ہی بحال فریقین کو دیکھو اور احادیث مرویہ امام حسین علیہ السلام کی تصدیق اور
تحقیق کرو اور اونکے علم اور فضل کو علماے مصنفین کتب مناقب اہل بیت سے یقین کرو تو
یہی بات تحقیق برآمد ہوگی۔ اب اوس سے بڑھ کر لیجیے۔ سنیے باپ عمر بن سعد ہین جو اس
کتاب کا باب جنت چہارم منظر فہرست مطبوعہ اشتہار سے ایک حدیث معتبر منقبہ
سے بیرون خلاصہ نقل کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے بزمانہ حیات اپنے جد نامدار صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے خبر دی تھی کہ میرے قتل کیواسطے طغاۃ اور ناہنجاران امت جمع ہونگے جنکا سردار
اور افسر شریر سعد ہوگا۔ حذیفہ نے شاید براہ تعجب پوچھا کہ اے صاحبزادے یہ بات آپ کو
آپکے نانا نے بتلائی ہی۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ نہین۔ اب حذیفہ کو شاید اور بھی
تعجب دامنگیر ہوا کہ شش سالہ پسر کہین براہ لہو و لعب کے یہ بات نہ کہہ رہا ہو۔ لہذا بخدمت
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حاضر ہوے اور اپنے رفع تردد کی غرض سے یہ سارا ماجرا
بیان کیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علمہ علمی و علمی علمہ یعنی جو کچھ میرا پارہ جگر حسین جانتا ہی
وہ میرا علم ہی اور جو مین جانتا ہون وہی اسے معلوم ہی۔ اس حدیث سے بھی تصدیق حدیث
الحسین منی و انا من الحسین کی پوری ہوتی ہی اور کیون نہو ؎ خدا نے نور سے پیدا
کیے ہین پانچون تن محمد است و علی فاطمہ حسین و حسن۔ بہرحال جب امام حسین علیہ السلام کی یہ حالت ہو

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو اپنا جزو متحد فرما چکے اب ہمکو اور جملہ مسلمانونکو لازم ہی کہ جسطرح جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال ور افعال کو صحیح جانتے ہین اور جو فعل بظاہر کچھہ پیچیدگی
رکھتا ہی اوسکے تاویل واجب سمجھتے ہین اوسیطرح اس نور دیدہ مصطفےٰ کے افعال ور اقوال کو بھی صحیح جانین
اور خلاف ظاہر جو روایات ہون اونکی تاویل اور تصحیح کرین - اس کتاب مین بڑا اہتمام یہی کر رہا
ہون کہ جسقدر ارشادات امام حسین علیہ السلام متعلق بہ ماجراے شہادت ہین اون مین جو نصوص اور
کھلے ہوئے امور ہین وہ تو خیر اور جن اقوال اور افعال سے فوائد پوشیدہ ہین خواہ بظاہر
کسی قسم کا شبہہ اونپر وارد ہوتا ہی اونکی تاویل اور تصحیح کرون جس علم کے ذریعے سے ہو سکے
منجملہ اون علوم کے جنکو قطرہ از دریا مین جانتا ہون سُبحانَكَ لا عِلمَ لَنا اِلّا ما عَلَّمتَنا اِنَّكَ
اَنتَ العَزيزُ الوَهّابُ پہلی غرض میری اس کتاب کے تصنیف سے ہی - دوسری غرض
یہہ ہی کہ اس کتاب مین تمامی اصحاب خلمت مآب جو رفیق بالتحقیق مظلوم کربلا کے تھے
اونکے پورے حالات کتب رجال فریقین سے درج کرون اور اون کے علم و فضل
اور اسوۂ حسنہ کا پورا بیان کرون اسلیے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اِنّی لا اَعلَمُ اَصحاباً
صدق آنحضرت اپنی ہین لیئے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب کو نہین سمجھتا ہون اسیطرح
جملہ افسران لشکر یزید ابن سعد کے نامی فراعنہ اور افسران فوج کے خسران دین اور دنیا کا پورا
حال اور اون کے نسب اور حسب کی تحقیق بھی کرون جسقدر ممکن ہی - اگر خدا نے میری عمر کو
دراز کیا اسقدر فرصت عطا فرمائی کہ یہہ مہم عظیم طے ہونے تک زندہ رہا تو اوسکے رحمت ہی ورنہ مجھے
امید ہی کہ سیرت دین کے اساطین علماے کرام بھی اس کتاب کے ابواب کو پورا فرما دینگے
اور یہ نہ سمجھین گے کہ یہ کتاب خاص میری تصنیف سے ہی بلکہ ہر ایک عالم دین اسکو اپنی
ذاتی تصنیف تصور فرما کر میرے زمانۂ حیات مین بھی جو کچھہ امداد کتب اور مطالب کی جس سے
ہو سکے قُربَةً لِوَجهِ الله کرین اب مین ابواب جلد اول کے شروع کرنے سے پہلے ایک خطبہ
آمد آمد محرم الحرام کا جسکو مین ہمیشہ پہلی تاریخ محرم کے مجالس عزا مین تبرکاً پڑھتا ہون جسطرح
چاندرات کو دعاے ہلال صحیفۂ کاملہ سجادیہ کا ورد ہی اور یہ خطبہ جملہ ذاکرین کے پڑھنے کی
غرض سے مین نے تصنیف کیا ہی اوسکو مع ترجمہ اردو منظر برکت کے لکھون کہ نہایت

مناسب ہی اور مضامین عالیہ پر شامل ہی اور آغاز سال مین ایسا امتحان سخت جو اہل بیت
رسالت سے لیا گیا ہی اون کے پیروان کو یقین دلاتا ہی کہ اونکو کیا کرنا چاہیے - یہ بھی اُسی
خطبہ سے معلوم ہوگا کہ مجھے دخول ماہ محرم سے کسقدر بیخودی اور اضطراب قلب ہوتا ہی
اوتنا تو نہین جتنا جناب صادق علیہ السلام اور جناب امام رضا علیہ السلام کو ہوتا تھا۔ مگر میری
معرفت مراتب امام مظلوم مین جسقدر کم ہے بہ نسبت ائمہ علیہم السلام کے اوسیقدر میری بے تابی
بھی کم ہی لَاَنَّ الْمَعْرُوْفَ بِقَدْرِ الْمَعْرِفَۃِ خداوندا ہماری آنکھون مین وہ روشنی عطا کر کہ ہم
اون بزرگان معصومین کو جو شریک مجلس عزا ہوتے ہین بروقت ذکر مصائب اپنی
آنکھون سے دیکھ لیا کرین اور ہماری نابینائی دور کر دے بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَعَزِّیْنَ بِعَزَاءِ الْخَامِسِ مِنْ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ
حمد کرتا ہون اوس خدا کی جسنے ہمکو عزادار بنایا اوس پارہ جگر محمد مصطفٰے کا جو پانچوان بزرگ
پنجتن پاک ہین جنپر چادر تطہیر نازل ہوئی وَشَرَّفَنَا فَاَعْطَانَا الْعُیُوْنَ الْبَاکِیَۃَ وَالْقُلُوْبَ
الْخَاشِعَۃَ وَالصُّدُوْرَ الْمُنْشَقَّۃَ وَالْاَکْبَادَ الْحَرَّاءَ فِیْ مَصَائِبِ اِمَامِنَا شَہِیْدِ الشُّہَدَاءِ بزرگی
اور شرف دیا ہمکو اور دی خدا نے اسطرح کہ ہمکو چشمہاے گریان عطا کین اور دل ہمارے
نرم اور باخشوع پیدا فرمائی سینے ہمارے اس مصیبت مین چاک ہونے والے
جگر ہمارے تپان اور سوزان پیدا کیے مصیبت مین ہمارے امام مظلوم کے جنکا لقب شہید الشہداء
(مترجم) زیارت ناحیہ مین یہی لقب امام حسین ؑ کا وارد ہوا اور اسکے معنی شرح زیارت مذکورہ
مین ہمنے بیان کر دی ہین فَطَالَمَا کُنَّا مَتٰی سَمِعْنَا اَحَادِیْثَ مَصَائِبِہٖ اَوْ قَرَأْنَا الْمَرْوِیَّاتِ مِنْ
نَوَائِبِہٖ جَزِعْنَا وَبَکَیْنَا حَتّٰی بَلَّتْ خُدُوْدُنَا مدت سے ہمارا یہ حال چلا آتا ہی کہ جسوقت آپ کے
مصائب کو ہم پڑھتے ہوئے سنتے ہین یا خود ہم کو روایات مصائب یاد آتی ہین اسقدر ہم بیتاب
ہو جاتے ہین اور روتے ہین کہ ہمارے دونون رخسارہ آنسوؤن سے تر ہو جاتے ہین اَوْ مَتٰی ذُکِرَ
عِنْدَنَا اَوْ ذَکَرْنَا نَحْنُ مِمَّا جَرٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ تَضْطَرِبُ قُلُوْبُنَا وَتَرْتَعِدُ
فَرَائِصُنَا یا جسوقت ہمارے سامنے ذکر اون مصائب کا ہوتا ہی خواہ ہم خود اونکو یاد کرتے ہین

دل ہمارے مضطرب ہو جاتے ہین اور جوڑ بند ہمارے کانپنے لگتے ہین ظنّاً مِنّا
اِنَّ افضَلَ الاعمالِ بعدَ ما اوجبَ اللهُ سُبحانہٗ علینا ھُوَ البُکاءُ اَوِ التَّباکی اِمّا
مِن خشیۃِ اللهِ اَو علیٰ مصابِ سیّدِنا الحُسین یہ بیقراری اور گریہ وزاری
ہم اس خیال سے کرتے ہین کہ افضل ترین عبادت بعد اس طاعت کے جسکو خدا نے
ہم پر واجب کیا ہے یہی رونا ہے خواہ شبیہ رونے کی بنانے خوف خدا سے اور
اور مصیبت پر جناب امام حسین علیہ السلام کے فقد قال سیّدُنا و امامُنا عالِمُ اھلِ البیتِ
علیہِ السلامُ کلُّ عینٍ باکیۃٌ یومَ القیامۃِ الّا عینٌ بکت علی الحسینِ علیہِ السلامُ فانّھا ضاحکۃٌ مستبشرۃٌ
بنعیمِ الجنّۃِ اسلئے کہ فرمایا ہے ہمارے سردار اور امام عالم اہلبیت جناب صادق
علیہ السلام نے کہ سبکی آنکھین بروز قیامت گریان ہونگی سواے اُس آنکھ کے جو روئی ہوگی
مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کی کہ وہ آنکھ جسکے سر مین ہے وہ شخص خندان ہوگا اور نعمتہاے
بہشت سے خوشحال کیا جائیگا وفی بعضِ الروایاتِ قد اخبرنا بوجوبِ دخولِ الجنّۃِ
الباکین علیہ اور بعض روایات سے ہمکو معلوم ہوا ہی کہ اُس مظلوم کی مصیبت پر
جو روے بہشت مین داخل ہونا اُس پر واجب ہی بل وفی بعضِھا ما للباکی فھو ایضاً
للمتباکی بلکہ بعض روایتون سے یہ بھی پیدا ہی کہ جو مرتبہ رونے والے کا ہے وہے
اُسکا مرتبہ ہے جو رونے والے کی صورت بنائے وکیف لا یبلغ اجرُ البکاءِ علی مصابِہ
الی تلک الغایۃِ واِنّ مصابہٗ اعظمُ المصائبِ والمُعطی للثّوابِ اجودُ الاجودین
اور کیون نہ اس درجہ تک ثواب گریہ پہونچے یعنے ضرور پہونچنا ہی چاہیے اسلئے کہ مصیبت
بھی تو اُس مظلوم کی بالاتر جملہ مصائب سے ہے اور ثواب کا دینے والا خدا ہے جو بڑا سخی
اور جواد ہے اور سب سے اُسکی سخاوت بڑھی ہوئی ہی اللّٰھُمَّ فکما شرّفتنا دون الامم
السالفۃِ بتلک التشریفاتِ فاجعل قلوبنا فی کلِّ حینٍ تمیلُ الی ما اعددت لنا
من الثوابِ الجزیلِ خداوندا جسطرح تونے ہمکو یعنے امت محمدی کو بہ نسبت اور ابنیا کی امتون کے
ان بزرگیون سے خاص کر مشرف کیا ہے اب ہمارے دلون کو ہر وقت ہر دم راغب
کردی اُسے ثواب کے حاصل کرنے مین جو تونے ہمارے واسطے مہیا فرمادیا ہے

رَاغِبَةً اِلیٰ قَصْدِ السَّبِیْلِ وَنَافِرَةً عَنِ الْبِدْعَاتِ وَلَا بَاطِیْلِ ہمکو دلی رغبت پیدا
ہو جاے اس عزاداری مین اوس میانہ روی کے جو افراط اور تفریط کی طرف
نہ لیجاتی ہو اور ہمارے دلون کو نفرت رہی اون بدعت اور حرام امور سے جو اس
عزاداری مین لوگ بڑھا گھٹا دیتے ہین اور اون جھوٹی باتون سے جو لوگ
بناوٹ کر کے اسی عزاداری مین شریک کر دیتے ہین اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِی
کِتَابِكَ الْمُنْزَلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ خداوندا تو نے قرآن مجید مین
ارشاد فرمایا ہی کہ بہت سے عمل خیر ایسے ہین کہ اونکے کرنے سے بہت سے گناہ
معاف ہو جاتے ہین وَلَیْسَ عِنْدَنَا حَسَنَةٌ خَالِصَةٌ نُعِدُّھَا لِاِذْھَابِ
سَیِّئَاتِنَا الْمُخْلِقَةِ اَفْضَلَ مِنَ التَّعَزِّیْ بِعَزَاءِ سَیِّدِنَا وَاِمَامِنَا اور ہمارے
پاس کوئی نیک عمل خالص ایسا نہین ہی جسکو ہم ذخیرہ کرین اپنی بداعمالی کے
دور کرنے کی غرض سے اس گریہ وبکا سے بڑھکر جو ہم اپنے امام مظلوم کی مصیبت مین
کر رہے ہین اَللّٰھُمَّ فَاذْھَبْ لِسَیِّئَاتِنَا الْمُخْلِقَةِ الَّتِیْ اِقْتَرَفْنَاھَا فِیْ تِلْكَ السَّنَةِ
الْمَاضِیَةِ تِلْكَ الْحَسَنَةُ الْحَاضِرَةُ وَالْمُقْبِلَةُ خدایا بس ہمارے اون گناہان
عظیم کو دیکھے ایک ہی مرتبہ کرنے سے اس سال ہم پورا نے بدکارون مین داخل
ہو گئے ہین (نعوذ باللہ منہا) دور کر دے برکت سے اسی عبادت گریہ وبکا کی جو
آجکی تاریخ سے ادا ہو رہی ہے اور تمام سال ہم اسکو ادا کرینگے اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ
تَعْلَمُ اَنَّ النَّاسَ فِیْ اِقْبَالِ السَّنَةِ الْجَدِیْدَةِ اَکْثَرُھُمْ یَشْتَغِلُوْنَ بِاُمُوْرِ مَعَاشِھِمْ
خداوندا تجھے خوب معلوم ہی کہ اکثر آدمی شروع سال مین برکت سمجھکر اپنے امور معاش مین
مشغول ہو جاتے ہین فَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا بِالْحَرَامِ وَلَیْسَ عِنْدَھُمْ
مَا یُرْضِیْكَ عَنْھُمْ مِنْ ذِکْرِ الْمَعَادِ۔ پس زمین پر دوڑتے پھرتے ہین بارادۂ فاسد مثل
چوری اور غصب وغیرہ دیگر امور حرام کے اونکے پاس کوئی ایسی بات نہین ہوتی ہی
جو تیری خوشنودی کا باعث ہو کہ انجام کار مین اونکی بازگشت تیری ہی طرف ہونے
والی ہے لیئے محبت حرام نے اونکو یاد قیامت بھلا دی ہے [illegible]

استقبلنا سنتنا هذه بتلك التعزية مگر ہمارا یہ حال ہے کہ ہمنے شروع سال یعنے
پہلی تاریخ محرم کو اس جدید سال کا استقبال کیا ہے اسطرح پر کہ امام مظلوم کی عزادار بنکر
گریبان چاک سر برہنہ رونے والے پیٹنے والے اور تمام رسوم تعزیت کے ادا کرنے
والے معاش دنیوی سے بالکل جدا ہوکر۔ ہائے ہائے بعضے دیندارونکو سنا ہے
کہ گھر بار تک لٹا دیتے ہین۔ خاص میرا طریقہ یہ ہے کہ نماز مین دعا بھی کرتا ہون تو فقط
صلوۃ محمد و آل محمد پر اسلیئے کہ اس مصیبت کو یاد کرکے پھر کوئی خواہش دنیوی باقی ہی
نہین رہتی ہے لانك قد اجريت فی اوائل السنة من مصاب اصيب
به اهل بيت نبيك اسلیئے یہ طریقہ ہمکو کرنا لازم ہے اور بدشگونی کا عقیدہ
دور کردیا ہے کہ خدایا تو نے آغاز سال ہی مین اپنے نبی کے برگزیدہ اہلبیت کو بڑے
بڑے مصائب مین مبتلا فرمایا ہے و امرتنا بالتعزي فی تلك المصائب اور
ہمکو حکم دیا ہے کہ شروع ہی سال مین عزادار بنین فقد علمنا انهم صلواتك
و سلامك عليهم لما كانوا من اشرف عبادك نصيبا فاصابوا من الاجور
ما هو اعظم الاجور كلها فی مبدأ السنة پس ہمکو معلوم ہوگیا کہ یہ اہلبیت علیہم
السلام چونکہ تیرے بندون مین اشرف ہین اور ہر ایک اجر مین اونکا حصہ زیادہ تھا
لہذا شروع سال مین اونکو درجہ شہادت ملا جس سے بڑھکر اور کونسا درجہ ثواب
ہوگا و شرفتنا باجور التعزية تشريفا لنا باسوتهم اور ہمکو تو نے شرف اور بزرگی
عطا فرمائی اسی عزاداری کی بدولت اسلیئے کہ ہمکو پیروی پوری ہوجاے اون حضرات کے
حزن اور ملال اور اندوہ مین فقل انتم نحن موعودون على لسان حججك ايضا انا اذا
اقمنا تلك العزاء كما هو حق الاقامة پھر علاوہ فضیلت اور ثواب عزاداری کی
ہم تک یہ بھی وعدۂ الٰہی زبانی ائمہ علیہم السلام کے پہونچا ہے کہ اگر ہم اس عزاداری مین پورا پورا
اوسکا حق ادا کرین اور جسطرح سے مطلوب الٰہی ہے اوسیطرح بجا لائین افراط اور تفریط سے
اسکو ناجائز نکردین ثم نقول حين ما جرت عيوننا بالدموع يا ليتنا كنا معهم فافوز
فوزا عظيما پھر جسوقت ہماری آنکھون سے آنسو جاری ہون صدق دل سے یہ کہین کاش اگر

مین بھی ہمراہ ان شہیدونکے دشت کربلا مین حاضر ہوتا بڑے اجر عظیم شہادتکو پہونچ
جاتا فَکَاَنَّا قَدْ قُتِلْنَا بَیْنَ یَدَیْ اِمَامِنَا فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا اس کہنے سے ہمارا یہ مرتبہ
ہوجائیگا کہ جیسے ہم بھی شہید ہوچکے ہین ہمراہ امام مظلوم کے دشت کربلا مین اللہ اکبر
کیا پرورش ہے کیا بندہ نوازی ہے وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَکُوْنَ فِیْ زُمْرَۃِ الْاٰخِذِیْنَ بِثَارِہٖ مَعَ
اِمَامٍ مَھْدِیٍّ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صلعم اور اگر تو چاہے بارالٰہا تو ہمکو داخل کردے
گروہ مین اون مجاہدونکے جو عوض خون ناحق لین گے امام مظلوم کا جہاد کرکے ہمراہ جناب
امام مہدی علیہ السلام کے اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا یُھِلُّ ھِلَالٌ مِنْ اَھِلَّۃِ شُھُوْرِنَا ھٰذِہٖ اِلَّا وَقَدْ لَبِسَ
رِجَالُنَا وَنِسَائُنَا لِبَاسَ الْحُزْنِ وَالْعَزَاءِ خداوندا کوئی چاند محرم کا ایسا نہین آتا ہے کہ
ہملوگ زن ومرد لباس ماتمی نہ پہنتے ہون وَلَیْسَ یَنْزِلُ مَلَکٌ مِنْ مَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ
فِیْ مَجْلِسٍ یُجْلٰی فِیْہِ اَمْرُ نَبِیِّکَ اِلَّا وَقَدْ یَرٰنَا مَعَاشِرَ الشِّیْعَۃِ بَاکِیْنَ نَاحِیْنَ
اور کوئی فرشتہ تیرے مقربان بارگاہ سے اوس مجلس مین نازل نہین ہوتا ہے
جسمین تیرے نبی کی نبوت اور اونکے اوصیا کی امامت کا ذکر ان مصائب کے بیانسے
تازہ نکیا جاتا ہو اور ہملوگونکو وہ فرشتہ روتا ہوا اور نوحہ کنان ندیکھتا ہو فَنُشْھِدُکَ
وَنُشْھِدُ حُجَجَکَ وَالْمَلَائِکَۃَ الَّذِیْنَ یُشْرِکُوْنَنَا فِیْ تِلْکَ الْعَزَاءِ اِنَّ نِسَائَنَا
وَرِجَالَنَا ھُمُ الَّذِیْنَ وَصَفَھُمْ نَبِیُّکَ اَنَّ الرِّجَالَ مِنْ اُمَّتِیْ یَنُوْحُوْنَ عَلٰی رِجَالِنَا
وَنِسَائُھُمْ یَنُحْنَ عَلٰی نِسَائِنَا پس تجھکو خدا اپنا گواہ گردانتے ہین اور تیرے برگزیدہ نبی
اور اماموںکو اور اون فرشتگان مقرب کو گواہ کرتے ہین کہ ہمارے مرد اور ہماری عورتین
وہی ہین جنکے وصف مین تیرے نبی نے فرمایا ہے کہ میری امت کے کچھ مرد ہمارے اہلبیت کے
مردونکی مصیبت پر روئینگے اور اونکی عورات ہماری عورات کے مصائب پر روئینگے
اَفَلَیْسَ یَبْلُغُکَ یَا اِلٰھِیْ اَنَّ بِلَادَنَا فِیْ تِلْکَ الْاَیَّامِ وَاللَّیَالِیْ قَدْ ضَجَّتْ
الْاَصْوَاتُ بِھَا کیا تجھے خدایا یہ خبر نہین پہونچی ہوگی کہ ہماری بستیان اور شہر اور
گاؤن اندنون رات و دن رونیکی آواز سے گونج رہی ہین اور شور محشر برپا ہو رہا ہے
فَمِنْ رِجَالٍ بَاکِیْنَ وَمِنْ نِسْوَۃٍ نَاحِیَاتٍ کسی جگہ مردون نے مجلس عزا برپا کر رکھی ہین

اور ڈھاڑین مار مار کر رو رہے ہین کسی جگہ زنانی مجلس ہو رہی ہے اور عورتین ملبیلا رہی ہین صَارِخَاتٍ صَرَاخَ الثَّكْلٰى یسی بیتابی سے یہ عورتین چلا رہی جیسے کسی عورت کا بچہ مرگیا ہے لَاطِمَاتِ الْخُدُوْدِ وَنَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ یہ رخسارون پر طمانچہ مار رہے ہین بال سرونکے کھولدیتے ہین تَحْكِيْنَ مَا كُنَّ فِيْهِ زَيْنَبُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ صَلَوٰتُ اللهِ عَلَيْهِمَا انکے سوجی ہوے رخسار سے اور کھلے ہوے بالونکو دیکھکر ہماری خوزادیان زینب اورام کلثوم کی صورت آنکھون تلے پھرجاتی اور دیگر حرم محترم کی تصویر یا تم نظر آجاتی ہے كُلَّمَا يَمُرُّ عَلَيْهِنَّ مِنْ مَارَّةٍ يَظُنُّ اَنَّهٗ قَدْ قُتِلَ اَعَزُّ اَقَارِبِهِنَّ رُوْحِيْ لَهُنَّ الْفِدَاءُ جب کسی کا گذر انکی مجلس عزا مین ہوتا ہے اوسے یہی گمان ہوتا ہے انکی بیتابی اور تڑپنے کو دیکھکر شاید کہ انکا کوئی عزیز قریب مرگیا ہے جسکا سوگ برپا کر رکھا ہے میری جان ان رونے والی عورتون پر فدا ہو جاسے کیسی خلوص سی یہ عزاداری کرتی ہین اَللّٰهُمَّ فَلَيْفَ الْقَيْتَ فِيْ تِلْكَ الْقُلُوْبِ مَوَدَّةَ الْقُرْبٰى خداوندا مجھے تعجب اسی کا ہے کہ ہمارے زن و مرد کے دلونمین محبت اہلبیت کی کیونکر تونے ڈال دی ہے اَمْ كَيْفَ خَشَّعْتَهَا لِتِلْكَ الْمَبْلَغِ اور کیونکر تونے اسدرجہ تک ہمارے دلونکو نرم کردیا ہے ثُمَّ كَيْفَ اَلْهَمْتَ اَصَاغِرَنَا فَهُمْ يَرَوْنَ كِبَارَهُمْ فَيَبْكُوْنَ اَلْكَثِيْرَ كِبَارِهِمْ پھر زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے جب ہمکو روتا ہوا دیکھتے ہین ہمسے زیادہ وہ بلکنے لگتے ہین اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتے ہین حَتّٰى يَزِيْدُوْنَ فِيْ كَآبَتِنَا فَلَا نَتَمَالَكُ مِنَ الْبُكَاءِ انکے رونے سے تو اور بھی ہماری حالت تباہ ہوجاتی ہے کہ ہمکو تاب گریہ باقی نہین رہتے وَ يَتَيَقَّنُ بِكَوْنِنَا مِنْ اَنْصَارِ ذٰلِكَ الشَّهِيْدِ الْمَظْلُوْمِ اور ہمکو یقین ہوجاتا ہی کہ ضرور ہم ہی لوگ ہین جو زمانہ غیبت مین انصار امام مظلوم ہو رہے ہین اَللّٰهُمَّ فَبَارِكْ لَنَا فِيْ تِلْكَ الْعَزَاءِ خداوندا اب برکت دے دنیا اور آخرت کی ہمکو اس عزاداری مین وَ اجْعَلْ عَاقِبَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى اور ہمارے انجام کو آغاز سے بہتر کردے یعنے روز افزون توفیق ہماری بڑہتی رہے اس عزاداری کے برپا کرنے مین وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ درود خدا کا ہو ہمارے آقا اور سردار محمد پر اور اونکی اولاد پاک پر فقط

باب اول نزول ملائکہ جناب رسالتمآب پر خاک شفا لیکر جسکو جناب ام سلمہؓ کی سپرد فرمایا تھا اور بیان چند معجزات جناب رسالتمآبؐ کے اور ہر عاشورا کو خاک شفا کا خون ہوجانا اور جواب اس شبہہ کا اور ایک حکایت بچشم دید خاک شفا کے سرخ ہونیکی

اِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ اِذَا تَصَفَّحَ كُتُبَ الْاَحَادِيْثِ حَقَّ التَّصَفُّحِ وَ نَظَرَ فِيْمَا رُوِيَ مِنْ اِخْبَارِ اللّٰهِ تَعَ نَبِيَّهُ وَ اِخْبَارِ النَّبِيِّ اَصْحَابَهُ مسلمان آدمی جب حدیث کی کتابونکو دیکھے اور جو خبر دہی خدائی اپنے نبی کو کی ہے اور جو خبر دہی جناب رسالتمآب نے اپنے اصحاب سے کی ہے اوسمین غور کرے وَ اِخْبَارِ الصَّحَابَةِ عَوَامَّ الْاُمَّةِ بِمَا يَجْرِيْ عَلٰى ذُرِّيَّةِ الرَّسُوْلِ مِنْ سَفْكِ الدِّمَاءِ وَ الْهَتْكِ وَ الْاَسْرِ وَ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَصَائِبِ اور یہہ بھی دیکھئے کہ اصحاب نے عوام امت کو کیسی کیسی خبرین سنائی ہین کہ ذریت رسول اللہ پر کس قسم کی مصیبتین گذرینگی خون ناحق اونکا بہایا جائیگا بظاہر ہتک حرمت بھی ہوگی قید بھی ہونگی اور مصائب عظیمہ مین بھی مبتلا ہونگی لَمْ يَشُكَّ فِيْ اَنَّ ذٰلِكَ مِنْ مُعْجِزَاتِ سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ اِخْبَارُهٗ بِالْغَيْبِ پہر اوسکو یعنی دیکھنے والے اور سننے والے کو کسیطرح شک نہین ہوسکتا کہ یہ بات ہمارے نبی کے معجزات مین سے ہے جو اونہون نے خبر دہی غیب کی فرمائی ثُمَّ اِذَا تَدَبَّرَ فِيْ تِلْكَ الْاَخْبَارِ حَقَّ التَّدَبُّرِ وَكَانَ مِنْ ذَوِي الْاِيْمَانِ وَ الْعَقْلِ السَّلِيْمِ يَجْزِمُ بِاَنَّ ذٰلِكَ الْاِهْتِمَامَ لَهٗ وَجْهٌ وَجِيْهٌ سِيَّمَا عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ پہر جسوقت ان روایتون مین خوض اور فکر بخوبی کرے اور ایمان بھی اس شخص کا درست ہو اور عقل بھی سلیم ہو ضرور اسکے دل کو یقین ہوجائیگا کہ یہ اہتمام خدا کا کہ جسکی ہتک حرمت ہونے والی ہے اوسی نبی نے اپنی زبان سے اسکو بیان کیا اور پیشین گوئی فرمائی ضرور اسکے واسطے کوئی سبب عظیم درکار ہے لِاَنَّ ذٰلِكَ عَلَى الظَّاهِرِ يُوْجِبُ وَهْنًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَ عِتْرَتِهٖ عِنْدَ الْجَاهِلِ بِالْاَسْرَارِ الْاِلٰهِيَّةِ وَ النَّاكِبِ

عَنِ الصِّرَاطِ المُسْتَقِیم اسلئے کہ انکو منہ سے اپنی ذلت بیان کرنے مین بظاہر ایک سبکی ہے
جاہل کی نظر مین جسکو اسرار خدا پر اطلاع نہو اور صراط مستقیم سے وہ شخص جدا ہو
فَلَا یُتَصَوَّرُ التَّسَبُّبُ فِیهِ اِلَّا اِعْلَاءَ لِدِیْنِهٖ وَمَزِیْدَ التَّصْدِیْقِ لِنُبُوَّتِهٖ اور یہ سبب
جس نے جناب رسالتمآب کو اس پیشین گوئی پر مضطر کیا تھا یہی ہے کہ ان واقعات کی
واقع ہونے مین آپ کے دین کی ترقی تھی اور آپکے نبی برحق ہونیکی تصدیق زیادہ
ہوتی تھی بیان ذٰلِکَ اَنَّ اَرْبَابَ الْحَدِیْثِ وَالرِّوَایَاتِ مِنَ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ
مُطْبِقُوْنَ عَلٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ حَیٰوتِهٖ اَخْبَرَ مِرَارًا عَنْ شَهَادَةِ الْحُسَیْنِ
وَمَا یَجْرِیْ عَلٰی اَهْلِبَیْتِهٖ بیان اسکا یہ ہے کہ راویان حدیث دونون مذہب کے
اسبات پر متفق ہین کہ جناب رسالتمآب نے اپنے زمانہ حیات مین چند مرتبہ خبر دیتھی
شہادت جناب امام حسینؑ کی اور بیان کر دیا تھا جو مصائب اونکے اہلبیت پر گذرنے
والے ہین وَلَا یَکُوْنُ اِخْبَارُهٗ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تعو وَمَا یَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اور یہ خبر دہی جناب رسالتمآب کی بدون حکم خدا کے
نہین ہوسکتی فرمایا خداوندعالم نے کہ اپنی خواہش سے ہمارے نبی کچہ نہین کہتی ہین
جو کہتے ہین وہ محض وحی ہونیکے بعد کہتے ہین وَاَیْضًا قَدْ اَوْحَی اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اِلٰی نَبِیِّهٖ
مِنْ حِیْنِ وِلَادَةِ الْحُسَیْنِ اِلٰی حِیْنِ وَفَاتِ النَّبِیِّ مِرَارًا اور یہ بھی بالاتفاق روایات سے
ثابت ہے کہ خداوندعالم نے وحی نازل فرمائی جناب رسالتمآب پر روز ولادت
امام حسین سے تا روز وفات جناب رسالتمآب کے چند مرتبہ بہ نسبت شہادت
امام حسین علیہ السلام کے کَمَا هُوَ مَرْوِیٌّ فِیْ کُتُبِ السِّیَرِ بَلْ حَاصِلُ تِلْکَ الْقِصَّةِ کَانَّهٗ
مُتَوَاتِرٌ اَوْ مُسْتَفِیْضٌ چنانچہ تاریخی کتابون مین اسکی روایت کی گئی ہے بلکہ اس قصہ کا
حاصل گویا متواتر ہے اور عام لوگون مین پھیلا ہوا ہے فِیْ تَرْجَمَةِ تَارِیْخِ اَعْثَمِ الْکُوْفِیِّ
وَهُوَ مِنْ مَشَاهِیْرِ عُلَمَاءِ اَهْلِ السُّنَّةِ رِوَایَاتٌ عَدِیْدَةٌ تَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ چنانچہ
ترجمہ فارسی تاریخ اعثم کوفی مین جو ایک مشہور عالم اہلسنت کے ہین بہت سے روایتین
اسی قسم کی لکھی ہین جنمین خبر دہی جناب رسالتمآب کی اس شہادت پر مذکور ہے

تاریخ
مذکور

وَ اَنَّہَا دَلَالَۃٌ عَلٰی اِہْتِمَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِذٰلِکَ مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ
اور نہایت پوری دلالت کرنے والی اس بات پر کہ خداوند عالم کو اس شہادت کا بڑا اہتمام
تہا وہ روایت ہے جسکو اسی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا ہے ابن عباسؓ کہتی ہین
رَاَیْتُ جِبْرَائِیْلَؑ وَمَعَہٗ اَفْوَاجٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَہُمْ نَاشِرُوْا اَجْنِحَتِہِمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
وَہُوَ یَبْکِیْ وَیَرِنُّ عَلٰی مُصَابِ وَلَدِہِ الْحُسَیْنِ حضرت جبرئیل کو مین نے دیکھا کہ اونکے
ساتھ فوج فوج ملائکہ اپنے بال وپر کھولے ہوسے خدمت مین جناب رسالتمآب کی آرہے
اور جبرئیلؑ رو رہے تہی اور با آواز دردناک زاری کرتے تھے مصیبت پر فرزند اوسن جناب کی
جنکا نام حسینؑ ہے وَیُعَزِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالنَّبِیُّ یَاْمُرُہٗ بِالصَّبْرِ وَتَمَالُکِ الْبُکَاءِ
اور پرسہ دیتے تھے جناب رسول خدا کو اور وہ جناب حضرت جبرئیل کو صبر کی تاکید
فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ رونا موقوف کرو ثُمَّ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ اَعْطَی النَّبِیَّ
تُرْبَۃً مِّنْ تُرَابِ مَقْتَلِ الْحُسَیْنِؑ بعد اوسکے حضرت جبرئیل نے ایک مٹی مقتل امام حسینؑ کی جناب
سرور کائنات کو دی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَدْ شَمَمْتُ اَنَا اَیْضًا مِنْ تِلْکَ التُّرْبَۃِ وَکَانَتْ تَفُوْحُ
کَالْمِسْکِ الْاَذْفَرِ ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے بھی اوس مٹی کو سونگھا تہا وہ مٹی
مثل مشک تند بو کی بو دیتی تھی ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ کُلُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ مِنَ الْوَافِدِیْنَ عَلَی النَّبِیِّ قَدْ
لَطَخُوْا اَجْنِحَتَہُمْ بِتِلْکَ التُّرْبَۃِ وَزَفُّوْا اِلَی السَّمَآءِ بعد اوسکے وہ فرشتے جو ہمراہ حضرت جبرئیل کی
آئے تھے سبھون نے اپنے بال وپر اوس مٹی سے بہر لئے اور آسمان کیطرف روانہ ہوسے
وَلَمْ یَبْقَ فِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی مَلَکٌ اِلَّا وَقَدْ شَمَّہَا وَمَسَحَ بِہَا جَبِیْنَہٗ وَعَیْنَہٗ —
پھر کوئی فرشتہ آسمان پر باقی نہ رہا جس نے یہ مٹی نہ سونگھی ہو اور اپنی پیشانی پر اسکو نہ ملا ہو
اور آنکھون سے نہ لگایا ہو ثُمَّ شَمَّہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَبَکٰی بُکَاءً اَشَدِیْدًا بعد سب فرشتونکے
چلے جانیکے جناب رسول خدا نے اوس مٹی کو سونگھا اور بہت روے وَقَالَ اَللّٰہُمَّ لَا
تُبَارِکْ فِیْ قَاتِلِ وَلَدِیْ اور فرمایا کہ خداوندا برکت دینا اور آخرت کی نہ دینا میرے فرزند کے
قتل کرنے والے کو ثُمَّ نَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ تِلْکَ التُّرْبَۃَ اُمَّ سَلَمَۃَ وَحَکٰی لَہَا مَا یَجْرِیْ
عَلَی الْحُسَیْنِؑ بعد اوسکے حضرت نے وہ مٹی جناب ام سلمہؓ کو دی اور جو کچہ جناب امام حسینؑ پر

گذرنے والا تھا سب ام سلمہؓ سے بیان فرمایا ثُمَّ قَالَ احْفَظِی تِلْکَ التُّرْبَةَ فَاِذَا رَأَیْتِ اَنَّهَا صَارَتْ دَمًا عَبِیطًا فَاعْلَمِی اَنَّهٗ قَدْ حَانَ الْوَقْتُ الَّذِیْ یُقْتَلُ فِیْهِ وَلَدِیْ — اسکے بعد اوسکے فرمایا کہ بحفاظت رکھہ چھوڑو اس مٹی کو جسوقت دیکھنا کہ یہ مٹی خون تازہ ہوگئی جان لینا کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہی کہ میرا فرزند حسین قتل کیا جاتا ہے وَفِی سِرِّ الشَّهَادَتَیْنِ عَنِ الْبَیْهَقِیِّ وَاَبِی نُعَیْمٍ وَفِی الْبِحَارِ عَنْ اَنَسٍ اِنَّ تِلْکَ التُّرْبَةِ جَاءَ بِهَا مَلَکُ الْمَطَرِ ۔ اور سر الشہادتین مین مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے بیہقی اور ابو نعیم سے روایت کی ہی اور بحار مین علامہ مجلسیؒ نے انس سے کہ یہ مٹی فرشتہ باران خدمت مین جناب سرور کائنات کی لایا تھا فَاَخَذَتْهَا اُمُّ سَلَمَةَ فَصَیَّرَتْهَا فِی طَرَفِ خِمَارِهَا جناب ام سلمہؓ نے وہ مٹی لیلی اور اپنی اوڑھنی یا دوپٹہ کے کنارے مین اوسکو باندہ لیا اور بعض روایتونمین حضرت عزرائیل کا اس مٹی کو لانا دیکھا گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کئی مرتبہ یہ مٹی خدانے جناب رسالتمآب کو بھیجی ہے وَعَنْ سُمَاعَةَ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَمْ تَزَلْ عِنْدَ اُمِّ سَلَمَةَ حَتّٰی مَاتَتْ رَحِمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی اور بحار مین سماعہ سے روایت کی ہی کہ جناب صادقؑ نے فرمایا کہ وہ مٹی جناب ام سلمہؓ کے پاس اُس وقت تک رہی کہ وہ دنیا سی گئین خدا کی رحمت اون پر ہو قُلْتُ وَهٰذِهِ الرِّوَایَةُ مَشْهُوْرَةٌ قَلَّ مَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَدْ رُوِیَتْ فِی کُلِّ زَمَانٍ وَّکُلِّ حِیْنٍ مین کہتا ہون کہ یہ مٹی کی روایت ایسی مشہور ہی کمتر کوئی مسلمان ایسا ہوگا جن نے اسکو نہ سنا ہو اور ہر زمانہ مین اور ہر وقت اسکی روایت برابر ہوتی چلی آئی ہے وَقَدِ اشْتَمَلَتِ الرِّوَایَةُ الْمَرْوِیَّةُ فِی تَارِیْخِ اَعْثَمِ الْکُوْفِیِّ عَلٰی سِتِّ کَرَامَاتٍ لِنَبِیِّنَا وَعَلٰی کَرَامَةِ وَلَدِهِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَعَلٰی جَلَالَةِ قَدْرِ اُمِّ سَلَمَةَ اور یہ روایت اعثم کوفی کی چھہ معجزون پر جناب رسالتمآبؐ کی شامل ہے اور کرامت پر اونکے فرزند امام حسینؑ کی اور جلالت قدر جناب ام سلمہؓ پر بھی دلالت کرتی ہے اَمَّا الْکَرَامَةُ الْعَامَّةُ لِسَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاِخْبَارُهٗ بِمَا یَکُوْنُ وَهُوَ الْاِخْبَارُ بِالْغَیْبِ الْمَخْصُوْصِ بِاللّٰهِ ۔ لیکن عام کرامت جناب رسالتمآبؐ کی جو کرامت ششگانہ کو شامل ہی وہ تو یہی ہے کہ یہ غیب کی خبر دہی آپنے کی اور غیب کی خبر دہی مخصوص خداوند عالم سے ہے

وَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اور اپنے غیب پر خدا کسیکو
آگاہ نہین کرتا ہے سواے اوس شخص کے جو رسول مقبول خدا کا ہو اور غیب منحصر
پانچ چیزون مین ہے اونمین سے ایک یہ بھی ہے کہ وَلَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ
کوئی آدمی نہین جانتا ہے کہ موت اوسکی کس زمین پر واقع ہوگی فَاِخْبَارُهٗ بِشَهَادَةِ
اِبْنِهٖ کَرَامَةٌ لِلنَّبِیِّ وَدَلِیْلٌ عَلٰی کَوْنِهٖ نَبِیًّا مُرْسَلًا پس خبر دہی شہادت کی اور اوسی مطابق
اوسکا واقع ہونا یہی کرامت ہے جناب رسالتمآب کی اور آپکے رسول مقبول ہونے پر دلیل حتمی ہے
وَاَمَّا تَفْصِیْلُهَا عَلٰی سِتَّةِ کَرَامَاتٍ فَالْاُوْلٰی وُقُوْعُ الشَّهَادَةِ کَمَا اَخْبَرَ النَّبِیُّ بِهَا
اب رہی تفصیل اون چھہ معجزون کی پس پہلی کرامت تو یہ ہے کہ جسطرح آپنے خبر دی تھی
شہادت کی اوسی طرح واقع ہوئی وَالثَّانِیَةُ اِخْبَارُهٗ بِصَیْرُوْرَةِ التُّرْبَةِ دَمًا عَبِیْطًا یَوْمَ قَتْلِ وَلَدِهٖ
الْحُسَیْنِ دوسری کرامت یہ تھی کہ آپنے خبر دی تھی کہ مٹی بروز شہادت خون تازہ ہو جائیگی
وَقَدْ وَقَعَ کَمَا اَخْبَرَهٗ کَمَا هُوَ مَرْوِیٌّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَسَیَاْتِیْ
اور جیسا آپ نے فرمایا تہا ویسا ہے واقع ہوا چنانچہ یہ روایت بھی جناب ام سلمہؑ سے
مشہور ہے اور قریب ہے کہ ہم اسکو بیان کرین وَهٰذَا اَمْرٌ کَوْنُهٗ اِخْبَارَ الْغَیْبِ یَشْتَمِلُ عَلٰی
کَرَامَةٍ وَاِعْجَازٍ لَا یُتَصَوَّرُ مَخْفُوْقَهٗ اَمْرٌ مُعْجِزٌ اور یہ بات باانیکہ خبر دہی غیب کی تھی
خاص مٹی کا خون ہو جانا یہ بھی اتنا بڑا معجزہ ہے کہ اس سے بڑہکر کونسا معجزہ خیال مین آسکتا ہے
وَلَعَلَّهٗ مِنْ اَخَصِّ الْمُعْجِزَاتِ لِسَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ اور شاید کہ یہ معجزہ خاص معجزون مین ہمارے
نبی کے داخل ہے فَاِنَّ شَهَادَةَ الْحُسَیْنِ کَاَنَّهَا عَیْنُ شَهَادَتِهٖ اسلئے کہ شہادت جناب امام حسینؑ کی
گویا عین شہادت جناب رسالتمآب کی ہے وَلَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْصِیَاءِ تِلْكَ
الْمَنْزِلَةَ اَعْنِیْ صَیْرُوْرَةَ تُرْبَةِ قَبْرِهٖ یَوْمَ وَفَاتِهٖ دَمًا عَبِیْطًا - اور کسی نبی کو نہ کسی
وصی نبی کو یہ منزلت خدانے عطا کی کہ اوسکی قبر کی مٹی بروز وفات خون تازہ ہو جاسے
ثُمَّ لَمَّا لَمْ یُخَصِّصِ النَّبِیُّ اَنْ کَوْنَهَا دَمًا مَخْصُوْصٌ بِذٰلِكَ الْیَوْمِ فَحَسْبُ وَلَا تَصِیْرُ دَمًا فِیْمَا یَاْتِیْ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ پہر یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ چونکہ جناب رسالتمآب نے یہ نہین فرمایا کہ مٹی فقط
ایک ہی دن خون ہو جائیگی اور قیامت تک ہر سال جو دن عاشورہ کا ہوگا اوسمین نہو گی

وَقَدْ وَعَدَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِکْرَامًا لِنَبِیِّہٖ اِبْقَاءَ مُعْجِزَاتِہٖ وَدِیْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اور خدا نے
وعدہ کیا ہے بنظر عزت افزائی ہمارے نبی کی کہ اونکے معجزے اور اونکا دین قیامت تک
باقی رہیگا وَاِبْقَاءَ تِلْكَ الْعَزَاءِ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ مِنَ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ
اور یہ بھی خدا نے وعدہ کیا ہے کہ یہ عزاداری اور اسکے متعلق جو معجزات ہین اونکو بھی
خدا قیامت تک باقی رکھیگا فَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ مِنَ الْخَوَاصِّ اللَّازِمَۃِ لِتِلْكَ التُّرْبَۃِ
اَنْ تَصِیْرَ دَمًا فِیْ کُلِّ یَوْمِ عَاشِرٍ مِنَ الْمُحَرَّمِ بَعْدَ وُقُوْعِ تِلْكَ الشَّہَادَۃِ پس کچھ دور
نہین ہے کہ اس مٹی کی خاصیت خدا نے یہی رکھی ہو کہ ہمیشہ بروز عاشورا بعد شہادت
اوس جناب کے خون ہوجایا کرے وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِكَ اِمْتِنَاعٌ عَقْلِیٌّ وَلَا شَرْعِیٌّ اور اس
مٹی کے خون ہونے مین نہ عقلی محال ہے نہ شرعی اَمَّا الْعَقْلِیُّ فَکُلُّ مَا یَاْکُلُہُ الْحَیْوَانُ یَسْتَحِیْلُ
دَمًا عقلی تو یہ بات ہے کہ جو چیز حیوان کی غذا ہے کھانے کے بعد خون بنجاتا ہے گھاس
اور پتی اور مٹی وغیرہ وَاَمَّا الشَّرْعِیُّ فَلَیْسَ فِیْ مَنْعِہٖ نَصٌّ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ اور شرعی
دلیل پس قرآن اور حدیث سے یہ نہین ثابت ہوا کہ مٹی سوا ایکدن کے اور کبھی
خون نہین ہو سکتی ہے وَاِنَّ مَنْ یُنْکِرُہٗ فَاِنَّمَا یُنْکِرُ اَمْرًا مُعْجِزًا اور جو مسلمان اسکا انکار
کرتا ہے پس وہ ایک معجزہ نبوت کا منکر ہے وَمَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا مَنْ کَانَ مُبْغِضًا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ
وَمُعَانِدًا لِاَہْلِ بَیْتِہٖ اسکا انکار وہی شخص کریگا جسکو بغض اور عناد جناب رسالتمآب م
اور اونکے اہلبیت سے ہوگا اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ اَنْ نَکُوْنَ مِنْہُمَا ہم پناہ مانگتے ہین خدا سے
کہ اوس جناب اور اونکے اہلبیت کے دشمنو نمین ہون عَلٰی اَنَّ کَوْنَ تِلْكَ التُّرْبَۃِ دَمًا
یَوْمَ عَاشُوْرَا فِیْ کُلِّ عَامٍ مِمَّا قَدِ اشْتَہَرَ شُہْرَۃً مُتَاخِمَۃً لِلْیَقِیْنِ علاوہ یہ ہے کہ
خاک شفا کا بروز عاشورا خون ہوجانا ہر سال ایسی مشہور بات ہے کہ درجہ یقین کو پہونچ
گئی ہے وَاِنِّیْ عَلٰی رُؤْیَۃِ ذٰلِكَ مِنَ الشَّاہِدِیْنَ اور مین نے چونکہ بچشم خود اس
معجزہ کو دیکھا ہے اسلیئے مین اپنے دین و دیانت سے اسکی گواہی بھی دیتا ہون فَقَدْ
رَاَیْتُ بِعَیْنِیْ وَرَاٰی کَثِیْرٌ مِنْ اَقْرِبَائِیْ وَاَہْلِ بَلَدِیْ مِنَ الْخَاصَّۃِ وَالْعَامَّۃِ لَیْلَۃَ
عَاشِرِ الْمُحَرَّمِ اِلٰی بَعْضِ یَوْمِہٖ مین نے اپنی دونون آنکھون سے دیکھا ہے اور بہت سے میرے

عزیز قریب اور اہل وطن نے بھی دیکھا ہے کہ ایک شب عاشور کو عجیب واردات تھوڑے دن جو ہے تک ہوئی اَنَّ الصُّرَّۃَ وَالسُّبْحَۃَ وَالْاَلْوَاحَ الَّتِیْ یُسْجَدُ عَلَیْهَا مِنْ تِلْكَ التُّرْبَۃِ کُلُّهَا ظَهَرَتْ عَلَیْهَا نُقَطُ الْحُمْرَۃِ وہ یہ بات ہے کہ جتنے صرہ خاک شفا کے اور جتنے تسبیحیں اور کنٹھہ اور جتنی سجدگاہیں اس خاک پاک کی تھیں سب پر سرخ سرخ چتیان خون کی نمودار ہوئیں وَکَانَ ذٰلِكَ بِمَشْهَدٍ مِّنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ الَّذِیْنَ اَکْثَرُهُمْ اَحْیَاءٌ اِلٰی یَوْمِنَا هٰذَا وَفِیْهِمْ اَهْلُ السُّنَّۃِ وَالشِّیْعَۃِ اور یہ معجزہ سامنے بہت سے مرد اور عورتوں کے ظاہر ہوا کہ اکثر اونمیں سے ابتک کہ ۱۳۰۰ہجری ہے زندہ موجود ہین اونمیں سنی اور شیعہ دونون مذہب کے آدمی ہین وَبِالْجُمْلَۃِ فَمَنْ اَقَرَّ وَاعْتَقَدَ اَنَّهَا صَارَتْ یَوْمَ قُتِلَ فِیْهِ فَرْخُ رَسُوْلِ اللّٰهِ دَمًا عَبِیْطًا لَمْ یَمْتَنِعْ عِنْدَهٗ ذٰلِكَ اور خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو اقرار ہے اور معتقد اس بات کا ہے کہ یہ خاک پاک بروز شہادت امام حسینؑ خون تازہ ہو گئی تھی اور اوسکے نزدیک اوسکا خون ہو جانا محال نہین ہے فَکَیْفَ یُنْکِرُ کَوْنَهَا دَمًا بَعْدَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ پھر وہ شخص کیونکر انکار کرسکتا ہے کہ یہ مٹی بعد اوس دن کے بھی بروز عاشورا خون ہوسکتی ہے ثُمَّ کَیْفَ یَسْتَحِیْلُ عِنْدَ الْمُسْلِمِ وَالْمُؤْمِنِ بِمُعْجِزَاتِ النَّبِیِّ صَیْرُوْرَۃُ التُّرَابِ دَمًا فِیْ کُلِّ عَامٍ وَهِیَ جُزْءٌ مِّنْ اَرْضِ قَبْرِهٖ پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مسلمان جو معجزات نبی پر ایمان لایا ہے اوسکے نزدیک اس مٹی کا ہر سال بروز عاشورا خون ہو جانا کیونکر محال ہوسکتا ہے اسلیے کہ یہ مٹی جزء ہے اوس زمین جسمین قبر امام حسین کی بنی ہے وَقَدْ رَوَی اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَیْهَقِیُّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ بُصْرَۃَ الْاَزْدِیَّۃِ وَالْبَیْهَقِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُسْهِرٍ کَمَا فِی السِّرِّ الشَّهَادَتَیْنِ حالانکہ احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین اور بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدی سے اوس نے جناب ام سلمہ سے اور بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی ہے جسکو سر الشہادتین مین مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہین اَنَّ الْحُمْرَۃَ الَّتِیْ تَظْهَرُ فِی السَّمَاءِ هِیَ اَثَرٌ مِّنْ اٰثَارِ شَهَادَۃِ الْحُسَیْنِ کہ یہ زیادہ سرخی جو آسمان پر ظاہر ہوتی ہے یہ ایک نشانی ہے آثار شہادت امام حسین کی وَقَدْ خَاصَمَهٗ فِیْ ذٰلِكَ بَعْضُ الْمُلْحِدِیْنَ بِاَنْ قَالَ اِنَّ الْحُمْرَۃَ قَدْ کَانَتْ قَبْلَ

ذٰلِكَ اَیْضاً اگرچہ بعض دہریہ بیدین نے اس روایت پر احمد بن حنبل وغیرہ کی اعتراض کیاہے کہ یہ ایک امر قدرتی ہے اور شفق کا وجود ہمیشہ سے چلا آتا ہے تاریخی کتابیں موجود ہیں وَاُجِیْبَ بِاَنَّھَا وَاِنْ کَانَتْ مَوْجُوْدَۃً قَبْلَ تِلْكَ الْوَاقِعَۃِ لٰکِنَّھَا کَانَتْ قَلِیْلَۃً اور اس شبہ کا جواب فریقین نے یہ دیا ہے کہ سرخی شفق اگرچہ ہمیشہ سے تھی مگر کم ہوتی تھی وَازْدَادَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ بِکَثِیْرٍ لیکن جب سے حضرت کی شہادت ہوئی ہے اوس دنسے بہت زیادہ ہوگئی ہے فَاِذَا کَانَ اِحْمِرَارُ الْفَلَكِ وَاَرْجَائِہٖ فِیْ کُلِّ اَزْمِنَۃٍ جَائِزاً کَیْفَ یَسْتَحِیْلُ اِحْمِرَارُ التُّرْبَۃِ الَّتِیْ فِیْھَا مَدْفَنُہٗ پھر اگر آسمان کا سرخ ہوجانا اور اطراف آسمان کا سرخ ہونا ہر صبح و شام کو جایز ہے پھر روزعاشورا ہمیشہ اوس مٹی کا سرخ ہوجانا جسمیں قبر آپ کی بنی ہے کیونکر محال ہوسکتا ہے جَعَلَنِیَ اللّٰہُ جُزْءًا مِّنْ تُرَابِ تِلْكَ الْبُقْعَۃِ الشَّرِیْفَۃِ خدا مجکو بھی اسی مکان متبرک کی مٹی مین ملجانا نصیب کرے اَلْکَرَامَۃُ الثَّالِثَۃُ اِخْبَارُ النَّبِیِّ لِاُمِّ سَلَمَۃَ وَاِعْطَاءُہٗ تِلْكَ التُّرْبَۃَ اِیَّاھَا دُوْنَ غَیْرِھَا مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَفِیْہِ سِرٌّ جَلِیْلٌ وَحِکْمَۃٌ بَالِغَۃٌ تیسری کرامت یہ ہے کہ جناب رسالتمآب نے اس خبر کو فقط حضرت ام سلمہ سے بیان کیا اور خاص اونہیں کو یہ مٹی سپرد کی اور کسیکو مرد اور عورت مین سے اسکا امانت دار نفرمایا اسمین بھی ایک بڑا راز ہے اور پوری حکمت ہے وَھُوَ اَنَّ عِلْمَہٗ بِعَوَاقِبِ الْاُمُوْرِ کَانَ قَطْعِیًّا اور وہ راز یہ ہے کہ آپ کا علم یقینی تھا انجام کار مین ان امورات کے وَذٰلِكَ لَا یَکُوْنُ اِلَّا لِمَنْ کَانَ وَجِیْھًا عِنْدَ اللّٰہِ کَمَا کَانَ سَیِّدُنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اور یہ علم اوسیکو ہوتا ہے جسکی عزت او منزلت خدا کے نزدیک ایسی ہو جیسے ہمارے جناب رسالتمآب کی تھی فَاِنَّ مَجِیْءَ جِبْرَئِیْلَ بِتِلْكَ التُّرْبَۃِ وَاِعْطَائَہٗ لِلنَّبِیِّ اِنَّمَا کَانَ بِاَمْرِ اللّٰہِ اسلیے کہ حضرت جبرئیل کا اس مٹی کو لانا اور جناب سرور کائنات کو دینا یہ خدا ہی کے حکم سے تھا وَکَانَ مِنْ اِرَادَتِہٖ سُبْحَانَہٗ اَنْ تَبْقٰی تِلْكَ التُّرْبَۃُ مَصُوْنَۃً اِلٰی یَوْمِ قَتْلِہٖ لِتَصِیْرَ دَمًا عَبِیْطاً منظور الٰہی یہ تھا کہ یہ مٹی بحفاظت باقی رہے تا روز قتل امام حسین خون تازہ ہوجاے

وَيَرَاهَا النَّاسُ اَنَّهَا صَادِقَةٌ كَمَا اَخْبَرَبِهِ النَّبِيُّ اور اہل مدینہ دیکھین کہ یہ مٹی اوسیطرح
خون ہوگئی جسطرح کہ نبی اللہ نے اسکی خبر دی تھی وَيَسْتَفِيضُ خَبَرُهَا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ
فَيُصَدِّقُوْا بِالنَّبِيِّ اور خبر اس مٹی کی خون ہونیکے عام ہوجاے اور تصدیق نبوت جناب
رسالتمآب کی سب لوگ کرین وَيَعْلَمُوْا اَنَّ تِلْكَ الشَّهَادَةَ الْعُظْمَى الَّتِي شَرَّفَ اللّٰهُ
بِهَا الْحُسَيْنَ ع مِنْ اَعْظَمِ الْمَوَاهِبِ الْاِلٰهِيَّةِ اور یہ بھی سب جان لین کہ یہ بڑے
شہادت جس سے خدا نے امام حسین کو مشرف کیا ہے ایک بڑی بخشش اور عطاے اسلیے
مین سے ہے وَيُذْعِنُوْا بِكُلِّ مَا اَخْبَرَبِهِ النَّبِيُّ فِي تِلْكَ الشَّهَادَةِ فَيَبْقَى ذِكْرُهَا اِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ اور یہ بھی سب کو یقین ہوجاے کہ جو فضائل اور نتایج اس شہادت کے دنیا اور
آخرت مین جناب رسالتمآب فرما گئے ہین وہ بھی سب درست ہین پس اوسکا ذکر اوس دن
قیامت تک باقی رہے وَلَا يَحْصُلُ بَقَاءُ تِلْكَ التُّرْبَةِ مَصُوْنَةً اِلَّا اَنْ تُصَانَ حَقَّ
الصِّيَانَةِ اور اس مٹی کا محفوظ باقی رہنا اسیطرح پر ہو تاکہ جو حق اسکی حفاظت کا ہے ادا کیا
جاے حَتّٰى تَصِلَ مَصُوْنَةً اِلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ بَاقِيَةً اِلٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ
تاکہ یہ مٹی بحفاظت پہونچ جاے آئمہ علیہم السلام تک جو اولاد جناب رسالتمآب مین ہونگے
اور ہمیشہ باقی رہے جبتک اسکا باقی رہنا مشیت الٰہی مین گذرا ہے كَمَا رَوَاهُ سَدِيْرٌ عَنْ
اَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ تِلْكَ التُّرْبَةُ عِنْدَنَا عَلٰى مَا فِي الْبِحَارِ چنانچہ سدیر نے حضرت
امام باقر ع سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے وہ مٹی جو ام سلمہ کے پاس تھی اب بھی
ہم اہلبیت کے پاس موجود ہے یہ روایت بحار کی ہے وَيَظْهَرُ مِنْهُ اَنَّهَا مَصُوْنَةٌ اِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ وَهِيَ الْاٰنَ عِنْدَ اِمَامِنَا الْحُجَّةِ الْقَائِمِ اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ مٹی قیامت تک محفوظ رہے گی اور آج تک وہ مٹی ہمارے امام قائم آل محمد کے
پاس ہے وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اَحْرٰى بِذٰلِكَ الْحِفْظِ اَحَدٌ مِنْ اُمِّ سَلَمَةَ لِوُجُوْهٍ
لَا نُرِيْدُ ذِكْرَهَا عَلَى التَّفْصِيْلِ اور خدا اور رسول کے نزدیک ام سلمہ سے زیادہ کوئی شخص لایق
تر اس مٹی کے محفوظ رکھنے کا نہ تھا اور اسکی کئی وجہین ہین جنکا بیان ہم تفصیل سے کتاب مین
مناسب نہین سمجھتے ہین بَلْ نَقُوْلُ مُجْمَلًا اَنَّهُ كَانَ قَدْ جَرٰى فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ تعالى اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ رح

اب بھی امام مہدی ع کے پاس موجود ہے

کما تحب الحسین فی حیوۃ جدہ کذلک تحبہ بعد وفاتہ ایضاً بلکہ مجملاً ہم اسے قدر
کہتے ہین کہ علم الٰہی مین یہ بات گذری تہی کہ جناب ام سلمہ جسطرح حضرت امام حسین کو حالت
حیات مین اونکے نانا رسول اللہ کی دوست رکہتی تہین اسیطرح بعد وفات اوس جناب کی
بہی دوست رکہین گے بل تتکفل امور فاطمۃ وولدہا مثل امہا خدیجۃ الکبریٰ
ان کانت موجودۃ بلکہ جناب ام سلمہ متکفل رہینگے جناب فاطمہ اور اونکی اولاد کی پرورش
اور پرداخت مین مثل جناب خدیجہ کبریٰ کی اگر وہ زندہ ہوتین ولما کان فی بقاء تلک
التربۃ اظہار کرامۃ الحسین ایضاً فلذا اخص رسول اللہ صیانتہا بہا اور چونکہ اس
مٹی کے باقی رہنے مین اظہار کرامت جناب امام حسینؑ کا بہی منظور تہا لہذا جناب رسول خدا
نے اوس مٹی کی حفاظت کرنی ام سلمہ رض کو سپرد کی الکرامۃ الرابعۃ ان النبی ص قال
لام سلمۃ فاذا رایتہا صارت دماً عبیطاً فاعلمی ان ولدی الحسین قد قتل
چوتہی کرامت اس حدیث مین یہ ہے کہ جناب سرور کائنات نے ام سلمہ سے فرمایا کہ جب
تم دیکہنا کہ یہ مٹی خون تازہ ہوگئی جان لینا کہ میرا فرزند حسین قتل کیا گیا وھو نص صریح علی
ان تلک الشہادۃ تقع فی حیوۃ ام سلمۃ فھو اخبار بطول عمرہا ایضاً اور یہ ارشاد
حضرت کا صاف دلالت کرتا ہے کہ جناب امام حسین کے شہادت زمانہ حیات ام سلمہ مین
واقع ہوگی ورنہ کیونکر مٹی کا خون ہونا دیکہ سکتی تہین پس یہ ارشاد حضرت کا جناب ام سلمہ کے
طول عمر کی بہی خبر دیتا ہے ولقد صدق رسول اللہ فانہا رات بعینہا کما اخبرہا
رسول اللہ ولم تمت الی ذلک الیوم اور سچ فرمایا تہا جناب رسالتمآب نے چنانچہ
جناب ام سلمہ نے اپنی آنکہون سے دیکہا کہ مٹی خون ہوگئی اور اوس دن تک زندہ بہی مین
وکان ان تلک الروایۃ دالۃ علی حیوۃ ام سلمۃ الی یوم شہادۃ الحسین کذلک
الروایات الاخر مصرحۃ بہ بل بعضہا تدل علی بقاءہا بعد ذلک ایضاً اور جسطرح
یہ روایت مشہور دلالت کرتی ہے کہ جناب ام سلمہ تا روز شہادت امام حسین زندہ رہین اور
مٹی کا خون ہوجانا اپنی آنکہونسے دیکہا اوراسیطرح اور بہت سی روایتین بتصریح انکے زندہ
رہنے پر تا روز شہادت امام حسین دلالت کرتی ہین بلکہ بعض روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے

ف چہپ تہا

که بعد شهادت بهی ام سلمه باقی رہین فمنها روایة سماعها نوح الجن یوم قتل الحسین کما
فی سر الشهادتین عن ابی نعیم از انجمله جنونکی گریه وزاری سننا ام سلمه کا بروز شهادت امام
حسین ع جسکو سر الشهادتین مین ابو نعیم سے روایت کی ہے ومنها روایة رؤیتها النبی ص
فی المنام فی ذلک الیوم از انجمله ام سلمه کا جناب رسالتمآب کو بحال پریشان خواب مین دیکھنا اسی
دن کی یه بهی روایت مشهور ہے ومنها روایة خروجها الی قبر رسول الله یوم دخول اهل البیت
الحسین ع فی المدینة وفی یدها القارورة التی فیها تربة الحسین وقد صارت دما
یوم قتله کما فی روضة الشهداء از انجمله یه بهی روایت روضة الشهدا کی ہے که جناب ام سلمه
بروز داخله اهل حرم مدینه مین دمشق سے واپس ہوکر قبر جناب رسالتمآب پر تشریف لائین اور
اونکے ہاتهه مین وہی شیشی تهی جسمین مٹی بروز عاشورا خون ہوگئی تهی ومنها ما فی صحیح مسلم
من ان الحارث بن عبد الله بن ابی ربیعة وعبد الله بن صفوان سئلا ام سلمة عن الجیش
الذی یخسف به الارض وکان ذلک حین جهز یزید جیشا الی المدینة فکانت وقعة
الحرة فی سنة ثلث وستین از انجمله یه بهی روایت صحیح مسلم کی ہے که حارث بن عبد الله اور عبد الله
ابن صفوان نے جناب ام سلمه سے اوس لشکر کی نسبت پوچها جسکے زمین مین دهس جانیکی خبر
جناب رسالتمآب صلعم نے دی تهی اور یه سوال ام سلمه سے اوسوقت کیا گیا تها جبکه یزید ملعون نے
۶۳ھ ہجری مین ایک لشکر بطرف مدینه کے بهیجا تها اور اوسکے مدینه مین پہونچنے سے وه واقعه ہوا جو
بنام واقعه حره مشهور ہے اور جو کچھ ظلم وستم اہل مدینه پر گذرا اوسکو سر الشهادتین اور تحریر الشهادتین مین
دیکھو ودل علی حیوة ام سلمة بعد شهادة الحسین علیه السلام اقوال المورخین ایضا
منها ما نقل فی الاصابة عن ابن حبان ان وفاتها کانت فی سنة احدی وستین بعد
ما جاءها نعی الحسین اور حضرت ام سلمه کے بعد شهادت تک زنده باقی رہنے پر اقوال مورخین بهی
دلالت کرتے مین از انجمله ابن حجر نے اصابه مین خود ابن حبان سے نقل کیا ہے که وفات جناب ام سلمه کی
۶۱ھ ہجری کے آخر مین ہوئی بعد آنے خبر شهادت امام حسین کے وفیه عن ابی نعیم انها ماتت سنة
اثنین وستین اور یهی اصابه مین ابو نعیم سے منقول ہے که وفات جناب ام سلمه کی ۶۲ھ ہجری مین
ہوئی وفی تقریب التهذیب تزوجها سنة ثلث او اربع وعاشت بعد ذلک

سِتِّینَ سَنَۃً اور تقریب التہذیب مین ابن حجر نے لکہا ہے کہ نکاح جناب ام سلمہ کا جناب رسالتمآب سے سنہ ہجری مین یا سنہ ہجری مین ہوا تہا اور ساٹہہ برس اس نکاح کے بعد زندہ رہین وَهٰذَا اَیْضًا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّهَا بَقِیَتْ اِلٰی سَنَۃِ ثَلٰثٍ وَسِتِّیْنَ اور یہ قول بہی دلالت کرتا ہے کہ جناب ام سلمہ ۶۳ سنہ ہجری تک موجود تہین وَبِالْجُمْلَۃِ فَالرِّوَایَاتُ اَلدَّالَّۃُ عَلٰی حَیٰوتِهَا یَوْمَ شَهَادَۃِ الْحُسَیْنِ مُسْتَفِیْضَۃٌ خلاصہ یہ ہے کہ زندہ ہونا جناب ام سلمہ کا بروز شہادت امام حسین روایات فریقین سے بخوبی ثابت ہے فَمَا اشْتَبَهَ عَلَی الْوَاقِدِیِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ قُتَیْبَۃَ اَنَّهَا تُوُفِّیَتْ سَنَۃَ تِسْعٍ وَخَمْسِیْنَ فَسَهْوٌ ظَاهِرٌ یُفْضِیْ اِلٰی اِنْکَارِ الرِّوَایَاتِ الْمُسْتَفِیْضَۃِ بَلْ اِلٰی اِنْکَارِ الْمُعْجِزَۃِ پس جو واقدی اور عبداللہ بن مسلم کو اشتباہ ہوا کہ ام سلمہ نے ۵۹ سنہ ہجری مین انتقال کیا سہو اور غلطی اسمین ہے اور مشہور روایات بلکہ معجزہ ہونے انکار لازم آتا ہے اَلْکَرَامَۃُ الْخَامِسَۃُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبَرَ اُمَّ سَلَمَۃَ بِاَنَّهَا لَا تَکُوْنُ مَعَ الْحُسَیْنِ فِیْ سَفَرِهٖ ذٰلِکَ بَلْ تَکُوْنُ بَعِیْدَۃً عَنْهُ پانچوین کرامت یہ ہے کہ جناب رسالتمآب نے خبر دی ام سلمہ کو کہ وہ ہمراہ امام حسین کے اس سفر مین نہ ہونگے بلکہ اونسے دور ہونگے اور معرکہ کربلا اپنی آنکہو نسے نہ دیکہین گے وَتَعْرِفُ یَوْمَ قَتْلِهٖ بِاَنْ تَرَی التُّرْبَۃَ دَمًا عَبِیْطًا وَتُعَرِّفُ اَهْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِهٖ وَکَانَ کَمَا اَخْبَرَ النَّبِیُّ صلعم اور ام سلمہ روز شہادت شناخت اسیطور پر کرینگے کہ اوس خاک کو خون ہوتے ہوے دیکہین گی اور اہل مدینہ کو بہی یہ خبر دینگی کہ آج فرزند رسول کی شہادت ہوگئی چنانچہ ایسا ہی کچہہ ہوا کہ جناب ام سلمہ نے دیکہا اور اہل مدینہ کو دکہلایا اور مجلس عزا بروز عاشورا برپا کی اَلسَّادِسَۃُ اَنَّ هٰذَا الْکَلَامَ اِنْ کَانَ عَلَی الظَّاهِرِ اِخْبَارًا مَحْضًا لٰکِنَّهٗ فِی الْمَعْنٰی کَاَنَّهٗ نَهْیٌ مِّنَ الْخُرُوْجِ عَنْ بَیْتِهَا چہٹی کرامت یہ ہے کہ فرمانا جناب رسالتمآب کا کہ ام سلمہ کربلا مین نہونگی اگرچہ بظاہر خبر امر آیندہ کی ہے لیکن اس سے یہ معنی پیدا ہوتے ہین کہ ام سلمہ کو چونکہ زوجہ رسول کی ہین گہر سے باہر نکلنا جائز نہوگا هٰذَا اِذَا کَانَ مَجِیْءُ جِبْرَئِیْلَ عَ بِالتُّرْبَۃِ قَبْلَ نُزُوْلِ قَوْلِهٖ تَعَ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور یہ کرامت اوس وقت اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے اگر حضرت جبرئیل یہ مٹی قبل نازل ہونے اس آیہ کے لائے ہون جسمین خداوند عالم نے ازواج نبی کو گہر سے نکلنے کو حرام فرمایا ہے اور

معجزہ ۵
معجزہ ۶

فرمایا کہ تم اپنے اپنے گہروںمین رہو اور جسطرح قبل یعنے زمانہ جاہلیت مین گہر سے باہر نکلتی تہین اب نہ نکلو وان کان مجیٔ جبرئیل بالتربۃ بعد نزول الآیۃ فانما احتاج رسول اللہ الے منعہا عن المسیر مع الحسین لانہا کانت تحبہ حبا شدیدا وقلّ ما کانت تفارقہ اور اگر اس مٹی کا لانا حضرت جبرئیل کا بعد نازل ہونے اس آیہ کے واقع ہوا تہا پہر جناب رسالتماب کو احتیاج منع کرنیکی ام سلمہ کو سفر عراق سے یہ تہی کہ ام سلمہ جناب امام حسینؑ کو بہت دوست رکہتی تہین اور کمتر اونسے جدا ہوتی تہین وکان من علامات حبہا انہا کلّ ما کانت تدعو الحسین تقول یا ولدی یا بنی کما یقولہ رسول اللہ ولا تقول یا بن فاطمۃ اور منجملہ علامات محبت ام سلمہ کے ایک یہ ہی بات ہے کہ جب ام سلمہ حضرت امام حسین کو پکارتی تہین اپنا بیٹا اور فرزند کہکر پکارتی تہین جسطرح جناب رسالتماب بہی کہکر حضرت کو پکارتے تہے والحسین ایضا لما کان یدعوہا یقول یا اماہ ولا یقول یا جدتی اور جناب امام حسینؑ بہی حضرت ام سلمہ کو اپنی ماں کہتے تہے نانی نہین کہتے تہے اور بقیہ احوال محبت کا آیندہ بیان ہوگا

باب دوم تزویج ام سلمہ جناب رسالتمآب سی اور اہتمام حضرت کا اونسے نکاح کرنے مین اور مصلحت اس نکاح کی اور بعض فوائد جو اس نکاح سے اہلبیت کو پہونچے کہ اونہین کی وجہ سے شاید حضرت نے ان سے نکاح کیا تہا

قال ابن الاثیر فی اسد الغابۃ ان رسول اللہ تزوج ام سلمۃ سنۃ ثلاث بعد وقعۃ بدر ابن اثیر جذری نے جو عالم مورخ اہل سنت کے ہین اونہون نے کتاب اسد الغابہ مین یہ لکہاہے کہ ام سلمہ کا نکاح سرور کائناتؐ سے ۳ سنہ تین ہجری مین بعد جنگ بدر کے واقع ہوا وقال الاکثرون کما فی روضۃ الاحباب وتاریخ سبط ابن الجوزی وتاریخ الخمیس والمواہب اللدنیۃ وتحصیل الکمال و کتاب الاعلام بسیرۃ النبیؐ ان تزویجہا وقع فی شوال سنۃ اربع من الہجرۃ اور بہت سے کتب سیر اور تاریخ مثل روضۃ الاحباب و تاریخ سبط ابن جوزے اور تاریخ خمیس اور مواہب لدنیہ اور تحصیل الکمال اور کتاب اعلام مین لکہاہے کہ نکاح جناب ام سلمہ سنہ ۴ ہجرے مین

جناب رسالتمآب سے ہوا ہی اب ہم روایت ابن اثیر کو نقل کرتے ہین عن ام سلمة قالت لما
انقضت عدتها من ابی سلمة بعث الیها ابو بکر یخطبها علیه فلم تزوجه
ام سلمہ رح سے روایت ہی کہ جب ایام نکاعدہ وفات شوہر اول ابو سلمہ کا ختم ہو گیا ابوبکر نے درخواست
کی کہ مجھسے نکاح کرو ام سلمہ نے اسکو منظور نہین فرمایا فبعث الیها رسول الله عمر بن الخطاب
یخطبها علیه پس جناب رسول خدا نے عمر بن خطاب کو بھیجا کہ میری طرف سے نکاح کی درخواست کرین
فقالت اخبر رسول الله انی امرأة غیری وانی امرأة مصبیة جناب ام سلمہ نے تین عذر کیے
اور کہا کہ تم جا کر رسول خدا سے عرض کرو کہ ایک تو مجھے یہ عذر ہی کہ میری طبیعت مین
غیرت اور رشک دوسری عورتون پر زیادہ ہی اور آپ کے ازواج متعدد ہین اور دوسرا
عذر یہ ہے کہ مین لڑکے بالے والے عورت ہون اونہین کی پرورش مجکو کیا کم ہے
ولیس احد من اولیائی شاهدا اور تیسرا عذر یہ ہی کہ اسوقت کوئی میرا ولی اور قریب
رشتہ دار موجود نہین ہی جو مستحم یا رضا مند خواہ گواہ اس نکاح کا ہو سکے فاتی رسول الله
صلی الله علیه وآله فذکر ذلك له عمر بن خطاب یہ جواب لیکر خدمت مین حضرت کے آئے
اور لفظ بلفظ بیان کیا فقال ارجع الیها فقل لها اما قولك انی امرأة غیری فادعو الله
فیذهب غیرتك حضرت نے فرمایا کہ تم پلٹ جاؤ اور ام سلمہ رح سے کہو کہ یہ عذر تمھارا رشک اور
غیرت کا اسکے واسطے مین خدا سے دعا کرونگا اور اسکو تمسے دور کردیگا واما قولك انك امرأة
مصبیة فستکفین صبیانك اور یہ عذر تمھارا کہ میرے لڑکے بالے ہین اونکی پرورش
کرنے مین کچھ میرے گھر مین رہنے سے ہرج نہوگا یہین رہکر کرنا واما قولك لیس احد
من اولیائی شاهدا فلیس احد من اولیائك شاهد ولا غائب یکره ذلك اور
یہ قول تمھارا کہ کوئی میرا ولی اور عزیز قریب حاضر نہین ہو اسکا جواب یہ ہی کہ کوئی تمھارا
عزیز یہان ہو یا نہو میرے ساتھ عقد کرنے مین ناراض نہوگا الخ وقال ابن القیم فی
زاد المعاد وقد قیل ان الذی زوجها من رسول الله ابن عمها [illegible] ابن القیم نے
اپنی کتاب زاد المعاد مین یہ لکھا ہی لوگ کہتے ہین کہ نکاح جناب ام سلمہ کا عمر بن الخطاب نے
پڑھا تھا جو برادر عم ام سلمہ رح کے تھے وکنسب ام سلمة وعمر [illegible] بنسب ام سلمہ [illegible]

عمر بن خطاب کا کعب مین جا کر مل جاتا ہی اور سلسلہ یہ ہی کہ عمر بن الخطاب بن نفیل ابن عبد اللہ
ابن عبد العزا ابن ریاح ابن عبد اللہ ابن قرط ابن رزاح ابن عدی ابن کعب اور ام سلمہ دختر امیہ
بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ ابن مرہ بن کعب و علی کل حال کانت ام سلمۃ فی یوم تزویجھا من رسول اللہ
امرءۃ ذوات ابناء - اور کوئی روایت صحیح سے تعین سن ہجری کی پایا
ہجری جناب ام سلمہ جس دن نکاح مین سرور کائنات کے آئی مین کئی لڑکے انکے پیدا
ہو چکے تھے ولا اقل من ان یکون عمرھا فی ذلک الیوم خمسۃ عشر سنۃ بس کم سے کم یہ ہے
کہ اوس دن آپ کی عمر پندرہ برس کی تو ہوگی فتکون یوم وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ عمرھا ازید من عشرین پس بروز وفات جناب رسالتمآب انکے عمر بیس برس سے
زیادہ ہوگی اور جب سنہ ہجری یہ بیس برس سے زیادہ کی تھین فتکون یوم مقتل ولدہ
الحسین اعنی فی سنۃ احدی وستین عمرھا ازید من سبعین اس حساب سے بروز شہادت
امام حسین جو سنہ ۶۱ ہجری مین ہوئی ستر برس سے زیادہ انکی عمر ہوگی اما اھتمام رسول
اللہ م فی تزویجھا مع انھا کانت ذات ابناء وھی غیرا فلا یخلو من حکمۃ بالغۃ
اب اہتمام جناب رسالتمآب کا حضرت ام سلمہ سے عقد کرنے مین باوجود سے کہ
وہ لڑکے والے تھین اور مزاج مین اونکے رشک اور غیرت بھی زیادہ تھی خالی از حکمت
اور اعجاز نہین ہے ولا یکون ذلک الا ان یقضی منھا اغراضا لا یمکن قضائھا من غیرھا
اور غرض جناب رسالتمآب کے معلوم ہوتی ہے کہ جناب ام سلمہ جو خدمت گذاری
اولاد رسول کی کرینگی اور کسی آپ کے ازواج مین سے وہ نہوگی فکان کما اراد رسول
اللہ فانھا کانت کافلۃ لمھمات اولاد فاطمۃ الزہرا کہ ویسا ہی واقع ہوا کہ باوجودیکہ جناب ام سلمہ کی
مزاج مین دوسرے زوجہ سے رشک تہا مگر جناب رسالتمآب کی دعا کی برکت سے جناب
فاطمہ اور اونکی اولاد کی پرورش اور پرداخت دہی کرنے لگین یہ بھی ایک معجزہ ہے جناب
رسالتمآب کا وایضا کانت مؤتمنۃ عند رسول اللہ وعند علی فی اکثر الامور
جناب ام سلمہ امانت دار تھین نزدیک جناب رسالتمآب کی کہ اکثر نزول وحی انہین کے
گھر مین ہوتا تہا اور جناب امیر کے نزدیک بھی اکثر باتون مین انہین پر اعتماد تہا بعد وفات

جناب رسالتمآب کے ولنذکر الان ما نحن بصدده من فضیلۃ ام سلمۃ الی یوم شہادۃ الحسین
اب ہم اپنے اصلی مطلب کو بیان کرتے ہین کہ جناب ام سلمہ کا کیا حال تھا بعد اسکے کہ انتقال ہوا
جناب رسول خدا کے آئین تا روز شہادت امام حسین فقد رواہ ایضاً اصحاب الحدیث والمفسرون
انہ لما نزلت ایۃ التطہیر دونون مذہب کے محدثین اور مفسرین نے اس
روایت کو بالاتفاق ذکر کیا ہے کہ جب آیہ تطہیر نازل ہوئی وھی قولہ تعالی انما یرید اللہ لیذہب
عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اور یہ وہی آیت ہے کہ جسمین خدا فرماتا ہے ارادہ خدا کا
بس یہی ہے کہ پلیدی اور ناپاکی تمسے اے اہلبیت رسول اللہ دور کردے اور کامل طہارت
تمکو دیدے فجعل النبی مع نفسہ اربعۃ من اہلبیتہ وھم فاطمۃ وعلی والحسن والحسین تحت
الکساء جناب رسالتماب نے اپنے ساتھ چار شخصونکو اپنے اہلبیت مین سے اوس چادر مخصوص کے
نیچے بٹھایا یعنے فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین کو ثم دعی اللہ فقال اللھم ھؤلاء اہلبیتی
فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا پھر دعا مانگی اوس جناب نے کہ خداوندا یہی لوگ میرے
اہلبیت ہین ان سے تو پلیدی اور ناپاکی کو دور کردے اور انکو پاک اور پاکیزہ کردے
وکانت ام سلمۃ حاضرۃ فی ذلک المقام فارادت ان یدخلھا النبی صلی اللہ علیہ والہ تحت الکساء
جناب ام سلمہ اوسی مقام پر موجود تھین انکا یہ ارادہ ہوا کہ نبی اللہ مجکو بھی اس چادر کے
نیچے داخل کرلین لانھا زعمت ان تکون من اہل البیت اسلئے کہ جناب ام سلمہ کو یہ خیال ہوا
کہ اہلبیت مین مین بھی داخل ہوسکتی ہون لکن ھذا الفعل من النبی ھو سر من الاسرار التی لا یطلع
علیہ الا الواقف اور یہ فعل حضرت کا ایک راز الہی ہے جس پر سوائے راز دار اسرار الہی کے اور
کوئی واقف نہین ہوسکتا فلذا امنع النبی ام سلمۃ ان تدخل تحت الکساء
اسی واسطے جناب رسالتماب نے ام سلمہ کو منع فرمایا کہ تم اس چادر کے نیچے نہ داخل ہو
یعنے تم اہلبیت مین نہین داخل ہو وقال انت علی خیر اور تم اے ام سلمہ نیک انجام
خاتمہ تمہارا بخیر ہوگا کما ھو مروی ماثور چنانچہ یہی مضمون فریقین کی کتابون مین مندرج ہے
فقولہ انت علی خیر یدل علی حسن خاتمتھا پس فرمانا جناب رسالتماب کا ام سلمہ سے کہ تم نیکی پر ہو
اونکے انجام بخیر ہونے پر دلالت کرتا ہے وھکذا وقع اور یہی واقع ہوا جو حضرت نے

فرمایا تھا اور یہ آٹھوان معجزہ ہی بہ نسبت ام سلمہ رح کے جو اس باب مین لکھا گیا ہی وَالسّت
اَلْحَقِّقُ اَنَّ وَاقِعَۃَ اَلْکِسَاءِ کَانَتْ قَبْلَ مَجِیءِ جِبْرَئِیلَ بِالتُّرْبَۃِ اَوْ بَعْدَھَا
اسوقت مجھے اس بات کی تحقیق منظور نہین ہی کہ نزول آیہ تطہیر حضرت جبرئیل ع کی
خاک تربت امام حسین ع لانے سے پہلے ہوا یا پیچھے ہوا بل نقول اَیًّا مَاکَانَ فَاُمُّ سَلَمَۃَ
کَانَتْ مُطِیْعَۃً لِزَوْجِھَا بلکہ مین اس مقام پر یہ کہتا ہون کہ سپردگی اس مٹی کی
ام سلمہ رح کو کسی وقت کیون نہ ہوئی ہو مگر جناب ام سلمہ رح بجان و دل مطیع تہین اپنے شوہر
جناب رسول اللہ صہ کے طَالِبَۃً لِمَرْضَاتِہٖ تَابِعَۃً لِاَمْرِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ خوشنودی جناب رسالتمآب کی
طالب تہین حکم خدا اور رسول صہ کے پیرو تہین مُوَالِیَۃً لِمَنْ کَانَ قَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ
مَحَبَّتَھُمْ عَلٰی کَافَّۃِ النَّاسِ دوستدار تہین اون اہل بیت رسول ص کی جنکی محبت خدا نے
تمام آدمیون پر واجب کی ہی حَفِظَتْ مَا اَوْصَاھَا النَّبِیُّ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَحَفِظَتِ الْاَمَانَۃَ
جس بات کی وصیت جناب رسالتمآب نے ام سلمہ رح کو اپنے اہل بیت کے حق مین
فرمائی تھی اوسکو یاد رکھا اور جو امانت یعنے خاک تربت امام حسین ع جناب رسول خدا نے
اونکو سپرد کی تھی تا بمرگ اوسکو محفوظ رکھا چنانچہ بحار مین جناب صادق ع سے یہ روایت
مذکور ہے وَمِنَ الْبَیِّنِ الْوَاضِحِ اَنَّھَا لَمَّا صَانَتِ التُّرْبَۃَ الْمَنْسُوْبَۃَ اِلَی الْحُسَیْنِ ع حَتّٰی
مَاتَتْ فَمَا ظَنُّكَ بِصِیَانَتِھَا الْمَحَبَّۃَ الْحُسَیْنِ ع وَاَخَوَاتِہٖ وَغَیْرَ ذٰلِكَ مِنْ وَصَایَا النَّبِیِّ
فِیْھِمْ اور بہت کھلی ہوئی بات ہی کہ جس پارسا اور فرمانبردار بی بی کا یہ حال ہو
کہ جو مٹی جناب امام حسین ع کی طرف منسوب ہوئی تھی اوسکو تا بمرگ اپنی جان سے
زیادہ تر عزیز رکھا پس قیاس کرنا چاہیے کہ حضرت امام علیہ السلام اور اون کی
بہنون اور اولاد وغیرہ کے ساتھ کس حسن سلوک سے پیش آتی ہونگی اور کیسی
محبت کرتی ہونگی اور دیگر وصیتون کو اون کے بارہ مین کسطرح بجالاتی ہونگی

باب سوم معرکۂ کربلا کا بیان چلتے وقت مدینہ سے حضرت امام حسین ع کا ام سلمہ رض کو دکھلا دینا اور خواب مین جناب رسول خدا کی خبر دینی

ام سلمہ رض کو بروز شب عاشورا اور جواب تا قتل کا جو اس خواب میں ظاہر ہوا ہے اور تائید اس خواب کی اور چند معجزوں

فی البحار لما عزم الحسین علی الخروج من المدینۃ اتتہ ام سلمۃ فقالت یا بنی لا تحزنی بخروجك الی العراق بحار میں روایت کی ہے کہ جب امام حسین نے مدینہ سے چلنے کا قصد کیا جناب ام سلمہ رض آپ کے پاس تشریف لائیں فرمانے لگیں کہ اے فرزند عراق کی طرف جانیکی خبر مجکو مت دو فانی سمعت جدك یقول یقتل ولدی الحسین بارض العراق فی ارض یقال لھا کربلا اسلیے کہ میں نے تمھارے نانا سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میرا فرزند حسین عراق میں اوس زمین پر شہید ہوگا جسکا نام کربلا ہے فقال لھا یا اماہ وانا واللہ اعلم ذلك وانی اعرف من یقتل من اھل بیتی وانی مقتول لا محالۃ ولیس لی من ھذا بد ترجمہ امام حسین ع نے کہا کہ اے مادر گرامی میں بھی اس بات اچھی طرح جانتا ہوں اور میں پہچانتا ہوں جو شخص میرے اہل بیت کو قتل کریگا اور میں بھی ضرور قتل کیا جاؤنگا کوئی چارا مجکو نہیں ہے جو قتل سے بچ جاؤں وانی یا اماہ لا عرف الیوم الذی اقتل فیہ واعرف من یقتلنی واعرف البقعۃ التی ادفن فیھا میں قسم خدا اوس دن کو بھی جانتا ہوں جسدن میرے شہادت ہوگی اور اپنے قاتل کو بھی پہچانتا ہوں اور اپنی جائے قبر کو بھی پہچانتا ہوں جسمیں دفن کیا جاؤنگا وانی اعرف من یقتل من اھل بیتی وقرابتی وشیعتی اور میں پہچانتا ہوں اون لوگوں کو جو میرے اہل بیت اور اہل قرابت اور میرے دوستوں میں سے قتل کیے جائینگے وان اردت یا اماہ اریك حفرتی ومضجعی ثم اشار الی جھۃ کربلا اور اگر آپ کہیے تو میں اپنی قبر اور اپنی خوابگاہ آپکو دکھلا دوں بعد اوسکے امام علیہ السلام نے کربلا کیطرف اشارہ کیا فانخفضت الارض حتی اراھا مضجعہ ومدفنہ وموضع عسکرہ وموقفہ ومشھدہ زمین مدینہ کی پست ہوگئی اور کربلا کی زمین اونچی ہوئی یہانتک کہ ام سلمہ رض کو اپنی خوابگاہ اور اپنی جائے دفن حضرت نے دکھلا دی اور اپنی لشکرگاہ اور فرودگاہ اور خاص وہ مقام جسمیں آپ شہید ہوئے ہیں سب کو سامنے ام سلمہ کے کردیا اور صورت مثالی میں وہ مرقع دکھلا دیا جس سے روز عاشور کی صورت ام سلمہ رض کی آنکھوں کے سامنے پھر گئی

فعند ذلک بکت ام سلمۃ بکاءً شدیداً وسلمت امرہ الی اللہ تصور شرط ہے کہ چونکہ جناب
ام سلمہ بہت دوست رکھتی تھین اوس جناب کو تڑپ گئی ہونگی اور بیتاب ہوگئی ہونگی
راوی کہتا ہے کہ جناب ام سلمہ زار قطار رونے لگین اور کہا کہ مین تمکو خدا کے سپرد کرتی ہون
وہ تمکو اس سے بچالیگا فقال لھا یا اماہ قد شاء اللہ عز وجل ان یرانی مقتولاً مذبوحاً ظلماً وعدواناً
امام حسین نے فرمایا کہ خدا کی مشیت بنظر مصالح کے یہی جاری ہوئی ہر کہ مجھے بچشم قدرت
مقتول اور مذبوح براہ ظلم اور عداوت دشمنون کے دیکھے وقد شاء ان یری حرمی ورھطی ونسائی
مشردین اور یہ بھی خدا کی مشیت ہے کہ میرے اہل حرم اور میرے قبیلہ کو اور میرے
ساتھ کی عورتونکو متفرق اور دیار بدیار پھرتا ہوا دیکھے واطفالی مذبوحین مظلومین ماسورین مقیدین
اور میرے اطفال چھوٹے اور بڑے اون پر چند قسم کی مصیبت ہو کچھ تو ذبح کیجائین مظلوم
ہوکر اور کچھ دور دور پھرائے جائین قید ہوکر وھم یستغیثون فلا یجدون ناصراً ولا معیناً۔
وہ اطفال اور اہلبیت فریاد کرین اور کوئی اونکا مددگار اور معین بھم نہ پہونچے
وفی روایۃ ان الحسین مسح یدہٗ علی وجھھا ففتح اللہ عن بصرھا حتی اراھا ذلک کلہٗ
اور ایک روایت مین یہ ہے کہ جناب امام حسین نے اپنا دست مبارک چہرہ پر ام سلمہ کے
پھیر اخدا نے اونکی بصارت باطنی کی آنکھ کھولدی اور معرکہ کربلا کو پورا پورا دکھلادیا
وفی روایۃ اخری قالت ام سلمۃ وعندی تربۃ دفعھا الی جدک رسول اللہ فی قارورۃ
اور ایک روایت مین یہ ہے کہ ام سلمہ نے کہا میرے پاس وہ مٹی ہے جسکو تمہارے
نانا نے مجھے دیا تھا شیشہ مین بند کی ہوئی رکھی ہے فقال واللہ انی مقتول کذلک وان
لم اخرج الی العراق لقتلونی ایضاً امام حسین نے کہا کہ مین اسیطرح قتل کیا جاونگا
اگر عراق کو نہ جاؤن پھر بھی یہ لوگ مجھے قتل کرینگے ثم اخذ تربۃ فجعلھا فی قارورۃ واعطاھا
وقال اجعلیھا مع قارورۃ جدی پھر جناب امام حسین نے اپنے پاس کی
ایک مٹی شیشہ مین بند کرکے جناب ام سلمہ کو دی اور کہا کہ اسکو بھی آپ ہمراہ اوسی شیشہ کے
رکھئے جو میرے نانا نے آپکو سپرد کیا ہر فاذا فاضتا دماً عبیطاً فاعلمی انی قد قتلت جب ان
دونون شیشون مین خون جوش مارے اوسوقت جاناکہ مین شہید ہوگیا

وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ اَنَّ الْحُسَيْنَ فَوَّضَ الْكُتُبَ وَالْوَدَائِعَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْصِيَاءِ اِلَى اُمِّ سَلَمَةَ
اور بعض روایت مین یہ ہے کہ چلتے وقت جناب امام حسینؑ نے کچہ کتابین اور دیگر
اشیا جو انبیا اور اوصیا علیہم السلام سے آپکو پہونچی تھین جناب ام سلمہ کو سپرد فرمائین
وَاَمَرَهَا اَنْ تُفَوِّضَهَا اِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ اِذَا رَجَعَ عَنِ الْعِرَاقِ اور جناب ام سلمہؓ کو
حکم دیا کہ یہ امانت جناب سید الساجدین کو سپرد کرینگی جب وہ عراق سے واپس آوین
وَلَا يَبْعُدُ ذٰلِكَ فَاِنَّ اُمَّ سَلِمَةَ كَانَتْ مُؤْتَمِنَةً وَقَدْ رَوَى فِي الْبِحَارِ عَنْ اَعْلَامِ الْوَرٰى اَنَّ
اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ع لَمَّا سَارَ اِلَى الْكُوْفَةِ اسْتَوْدَعَ اُمَّ سَلِمَةَ كُتُبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ الْحَسَنُ دَفَعَهَا اِلَيْهِ
کچہ بعید نہین ہے اسلیئے کہ جناب ام سلمہؓ امانت دار اہلبیت کی تہین اسی وجہ سے
بحار مین کتاب اعلام الوریٰ سے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جب آخری
سفر کوفہ کیطرف کیا یہی چند کتابین جناب ام سلمہؓ کو سپرد فرمائین جب حضرت امام حسنؑ
بعد شہادت جناب امیرؑ کے واپس آئے وہ امانت جناب ام سلمہؓ نے آپکی سپرد کی
قُلْتُ فَهٰذَا مَا كَانَ مِنْ اَمْرِهَا يَوْمَ خُرُوْجِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْعِرَاقِ یہ کیفیت جناب ام سلمہؓ کی
جو بیان ہوئی اوسدن کی تھی جس دن جناب امام حسینؑ نے مدینہ سے عراق کا سفر کیا
ثُمَّ اِنَّهَا بَقِيَتْ فِي دَارِهَا تُعَالِجُ اُمَّ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ الَّتِي قَدِ اشْتَهَرَتِ الرِّوَايَاتُ بِاَنَّهَا
كَانَتْ مَرِيْضَةً پہر بعد روانگی جناب امام حسینؑ کے اور گہر اجاڑ اور سنسان ہوجانیکے جناب
ام سلمہؓ اپنے گہر مین رہین اور دل بستگی اونکی اسی مین تھی کہ فاطمہ صغرا دختر امام حسینؑ کی
خبرگیری کرتی تہین اور اونکو تسلی اور دلاسا دیا کرتی تہین وَتَرْكُ الْحُسَيْنِ اِيَّاهَا فِي الْمَدِيْنَةِ مَعَ
كَوْنِهِ اَمْلَاءُ قَلْبًا مِنْ حُبِّهَا لِابْتِلَائِهِ بِالْفِرَاقِ وَصَبْرِهِ عَلَيْهِ فاطمہ صغرا کے چہوڑ جانیکا سبب
مدینہ مین باوجودیکہ جناب امام حسین اون سے بہت مانوس تھے یہی تہا کہ آپ کی صبر کا
امتحان خدا کو منظور تہا کہ جسکو بہت دوست رکھتے ہین اور وہ بیمار کہ جان بلب بھی ہورہی ہے
اور کوئی اوسکا پرسان حال سوائے خدا کے باقی نہو اوسکے فراق پر بہی صبر کرین اور
موت واقع نہو سنے فاطمہ صغرا کے باوجود اس علالت اور مصائب فراق کی کل عزیزوں سے
جسمین ماں اور بہنین بھی داخل ہین اسمین صبر فاطمہ صغرا کا امتحان تھا

فِھِیَ وَاُمُّ الْبَنِیْنَ اَعْنِیْ اُمَّ عَبَّاسٍ وَاِخْوَتِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ کِلْتَا ھُمَا کَانَتَا فِی الْمَدِیْنَۃِ
جناب ام سلمہ رض اور حضرت ام البنین رض مادر جناب عباس اور اونکے بھائیون کی یہ دونون
مدینہ مین تشریف رکھتی رہین وَالْحُسَیْنُ سَارَ اِلَی الْعِرَاقِ حَتّٰی حَضَرَتِ اللَّیْلَۃُ الْعَاشِرَۃُ مِنَ الْمُحَرَّمِ
جناب امام حسین ع عراق کی طرف تشریف لے گئے یہانتک کہ نوین تاریخ محرم کی گذر کر
دسوین شب آئی فَقَدْ رَوٰی فِی الْبِحَارِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اَصْبَحَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ
تَبْکِیْ فَقِیْلَ لَھَا مِمَّ بُکَائُکِ فَقَالَتْ لَقَدْ قُتِلَ ابْنِیَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اللَّیْلَۃَ
چنانچہ بحار مین جناب امام باقر ع سے روایت کی ہے کہ صبح عاشور اکو جناب ام سلمہ رح
خواب سے روتی ہوئی اوٹھین پوچھا گیا کہ آپ کے رونیکا کیا سبب ہی کہنی لگین ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ آج شب کو میرے فرزند امام حسین ع کی شہادت ہوگی وَذٰلِکَ اَنِّیْ
مَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُنْذُ مَضٰی اِلَّا اللَّیْلَۃَ فَرَاَیْتُہٗ شَاحِبًا کَئِیْبًا دلیل اسکی یہ ہی کہ
جسدن سے جناب رسول خدا ص نے وفات پائی ہی مین نے کبھی آپ کو خواب مین نہین
دیکھا سوائے آجکی شب کے اور آج دیکھا بھی تو اسطرحپر دیکھا کہ آپ کی صورت بدلی ہوئی تھی
اور بہت رنجیدہ اور ملول دردناک آپ ہورہے تھے فَقَالَتْ قُلْتُ مَالِیْ اَرَاکَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ شَاحِبًا ام سلمہ کہتی ہین مین نے عرض کی کیا بات ہے اے
رسول خدا ص کہ مین آپ کو متغیر پاتی ہون فَقَالَ لَمْ اَزَلْ مُنْذُ اللَّیْلَۃِ اَحْفِرُ الْقُبُوْرَ لِلْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ جناب
رسالتمآب نے فرمایا کہ مین آج تمام شب حسین ع اور اونکے اصحاب کے واسطے قبرین کھودتا رہا
ترجمہ حدیث کا تمام ہوا قُلْتُ وَلَمَّا کَانَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ مُوْصَاۃً بِاِخْبَارِ تِلْکَ الشَّھَادَۃِ مُفَوَّضَۃً
عِنْدَھَا التُّرْبَۃُ فَلِذَا اَخَصَّ النَّبِیُّ اِیَّاھَا بِالْاِخْبَارِ بِمُقَدَّمَاتِ الشَّھَادَۃِ اَیْضًا
مین کہتا ہون کہ چونکہ جناب ام سلمہ رض کو وصیت ہوچکی تھی کہ اس شہادت کی خبر اہل مدینہ کو
دینگے اور مٹی بھی انکو سپرد کی گئی تھی اسی واسطے جناب سرور کائنات نے خاص ام سلمہ رض کو
اون چیزون کی خبر دی جو شہادت سے پہلے ہونیوالی تھین اَمَّا حَفْرُ الْقُبُوْرِ فَلَعَلَّہٗ عِبَارَۃٌ
عَنْ تَزْکِیَتِھَا وَتَصْفِیَتِھَا وَتَعْطِیْرِھَا بِالرَّوَائِحِ الطَّیِّبَۃِ قبرون کا کھودنا جو اس خواب مین ارشاد فرمایا شاید مراد
اوس سے اونکا صاف کرنا غبار وغیرہ سے اور پاکیزگی اونکی بڑھانے اور خوشبوہاے جنت سے اونکو معطر کرنا مراد ہی

وَكُلُّ ذٰلِكَ اِكْرَامًا لِوَلَدِهٖ وَالْمُسْتَشْهَدِيْنَ مَعَهٗ یہ سب باتین اپنے فرزند کی تکریم اور
عزت افزائی اور جو لوگ آپکے ہمراہ شہید ہوئے تھے اونکی عزت افزائی کی نظر سے تھین
اَوْ يَكُوْنُ فِيْ ذٰلِكَ سِرٌّ اٰخَرُ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ عُقُوْلُنَا یا اوسمین کوئی راز ایسا ہے کہ ہماری
عقل وہان تک نہین پہونچی وَاَمَّا قَوْلُهَا اِنَّ ابْنِيْ الْحُسَيْنَ قُتِلَ اللَّيْلَةَ فَكَاَنَّهَا حَمَلَتْ
فِعْلَ النَّبِيِّ مِنْ حَفْرِ الْقُبُوْرِ عَلٰى مَا جَرَتْ بِهِ الْعَادَةُ یہ جناب ام سلمہ رض نے جو کہا کہ آج شب کو
شہادت امام حسین ع کی واقع ہوگی شاید اونھون نے قبر کھودنے کے فعل کو اوسی بات
پر حمل کیا جسپر عادت جاری ہی فَاِنَّ حَفْرَ الْقَبْرِ اِنَّمَا يَكُوْنُ بَعْدَ مَوْتِ الْاِنْسَانِ اسلیے
کہ قبر انسان کی بعد مرنے کے کھودیجاتی ہی وَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ ذٰلِكَ لِاهْتِمَامٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اِخْبَارًا عَنْ وُقُوْعِ الشَّهَادَةِ فِيْ صَبِيْحَةِ تِلْكَ اللَّيْلَةِ اور یہ ام سلمہ رض کو معلوم نہوا کہ یہ
اہتمام جناب رسالت مآب ص کا واسطے خبر دہی اس امر کے ہی کہ اس شب کی صبح کو شہادت
واقع ہوگی مَعَ اَنَّهٗ كَانَتِ التُّرْبَةُ عِنْدَهَا وَجَعَلَهَا النَّبِيُّ عَلَامَةً عَلٰى ذٰلِكَ حالانکہ
وہ مٹی جناب ام سلمہ رض کے پاس موجود تھی جسکو جناب سرور کائنات صلعم نے
نشانی ذریعہ شناخت روز شہادت مقرر فرمایا تھا وَلٰكِنَّ النِّسَاءَ لِرِقَّةِ قُلُوْبِهِنَّ
وَلَاسِيَّمَا اُمُّ سَلَمَةَ لِكَوْنِهَا مَشْغُوْفَةً بِحُبِّ ابْنِهِ الْحُسَيْنِ ع لَمْ تَتَمَالَكْ نَفْسَهَا
وَاضْطَرَبَ قَلْبُهَا فَعَلِمَتْ اَنَّ ابْنَهٗ قُتِلَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مگر عورتون کے دل چونکہ نازک
ہوتے ہین خصوصًا جناب ام سلمہ رض جنکی محبت کا حال معلوم ہوچکا ہی انکو تحمل باقی نرہا
بیخود ہوگئین اور یقین ہوگیا کہ اسی شب کو شہادت واقع ہوگی وَلَمَّا كَانَ مَقْصُوْدُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ يَنْعِيَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَرْخَهٗ وَلَعَلَّهٗ كَانَ قَدِ اشْتَبَهَ عَلَيْهِمْ تِلْكَ
الرُّؤْيَا ذٰلِكَ الْاَمْرَ فَنَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثَانِيًا يَوْمَ عَاشُوْرَا اور چونکہ جناب رسالت مآب کو
خبر دہی روز شہادت کی اہل مدینہ کی منظور تھی اور اس خواب سے جناب ام سلمہ رض کے
غالبًا لوگون کو اشتباہ ہوگیا لہذا دوبارہ پھر جناب سرور کائنات صلعم نے انکو روز عاشورا کے
دوسرا خواب جناب ام سلمہ رض کو دکھلایا فِي الْبِحَارِ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا
اَنَا رَاقِدٌ فِيْ مَنْزِلِيْ بحار مین ہے کہ ابن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ مین

اپنے گھر مین سو رہا تھا اذ سمعت صراخا عالیا من بیت ام سلمة زوج النبی ص
یکایک مینے سنا کہ جناب ام سلمہؓ کے گھر سے چیخنے کی آواز بلند ہو رہی ہے فخرجت
یتوجه بی قائدی الی منزلها مین گھبرا کے اپنے گھر سے نکلا اور ایک آدمی نے میرا ہاتھ
پکڑے ہوئے لیجا کر ام سلمہ رض کے گھر تک مجکو پہونچا دیا واقبل اهل المدینة الیها
الرجال والنساء مین بھی پہونچا اور بہت سے زن و مرد مدینہ کے اونکا بھی ہجوم
دروازہ پر جناب ام سلمہؓ کے ہوگیا تھا فلما انتهیت الیها قلت یا ام المؤمنین
مالك تصرخین وتغوثین فلم تجبنی جب مین قریب ام سلمہؓ کے پہونچا مین نے کہا
ای ام المومنینؓ یہ کیا بات ہے کہ تم چلا کر روتی ہو اور فریاد کرتی ہو میرے کلام کا
اُس جناب نے کچھ جواب نہین دیا واقبلت علی النسوة الهاشمیات وقالت یا بنات
عبد المطلب اسعدننی وابکین معی ہاشمی عورتون کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ای
دختران عبد المطلب تم میری اعانت کرو اور میرے ساتھ بیٹھ کر روؤ فقد قتل
واللہ سیدکن وسید شباب اهل الجنة قسم خدا کی آج تمہاری سردار اور سردار
جوانان بہشت کی شہادت ہوگئی قد واللہ قتل سبط رسول اللہ وریحانته الحسین
قسم ہے خدا کی فرزند رسولؐ اور میوہ باغ رسالت امام حسینؑ قتل ہوگئے فقلت یا ام المومنین
ومن این علمت ذلك ابن عباسؓ کہتے ہین مینے پوچھا کہ ای ام المومنین تمکو یہ کیونکر معلوم
ہوا قالت رایت رسول اللہ فی المنام الساعة شعثا مذعورا اُسوقت ام سلمہؓ نے مجھے
کہا کہ ابھی ابھی مین نے خواب مین جناب رسالتمآبؐ کو دیکھا ہے کہ پریشان حال تھے اور دل
گرفتہ بجو دتھے وفی بعض الروایات فجعلت انفض التراب من راسه ولحیته اور بعض
روایات مین ام سلمہؓ سے یہ بھی وارد ہے کہ مین اٹھ کر آپ کی سر مبارک و ریش مبارک کی خاک
جھاڑنے لگی فسالته عن شانه ام سلمہ کہتی ہین مینے حضرت سے پوچھا کہ یہ آپ کی بیقراری کیسی ہے
اور کیسی حالت آپ پر اسوقت طاری ہے فقال قتل ابنی الحسین واهلبیته الیوم حضرت نے
فرمایا کہ آج میری فرزند حسینؑ اور انکی اہلبیت کی شہادت ہوگئی فدفنتهم والساعة فرغت من دفنهم
ابھی مین انکو دفن کرآیا ہون اور انکی اس دفن سے جو مجکو کرنا چاہیے تھا فراغت کر چکا

مراد اس دفن سے دفن روحانی ہے قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ الْبَيْتَ وَاَنَا لَا اَكَادُ
اَنْ اَعْقِلَ ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ وہ خواب دیکھکر مین اوٹھہ کہڑی ہوئی اور گہر کو اندر گئے مگر میرے حواس
درست نتہے اور نہ کچہہ میری سمجہ مین آتا تہا فَنَظَرْتُ فَاِذَا بِتُرْبَةِ الْحُسَيْنِ الَّتِي اَتٰى بِهَا
جِبْرَئِيْلُ مِنْ كَرْبَلَا فَقَالَ اِذَا اَصَارَتْ دَمًا عَبِيْطًا فَقَدْ قُتِلَ اِبْنُكِ ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ
ناگاہ مینے دیکہا وہ مٹی حسین کی جسکو حضرت جبرئیل کربلا سے لائے تہے اور کہہ گئے تھے کہ جب
یہ مٹی خون تازہ ہوجائیگی معلوم کرلینا کہ تمہارے فرزند کی شہادت ہوگئی وَاَعْطَانِيْهَا النَّبِيُّ
فَقَالَ اجْعَلِيْ هٰذِهِ التُّرْبَةَ فِيْ زُجَاجَةٍ اَوْ قَالَ فِيْ قَارُوْرَةٍ وَلْتَكُنْ عِنْدَكِ اُس مٹی
کو جناب رسالتمآبؐ نے مجہے دیا تہا اور فرمایا تہا کہ کسی آبگینہ مین یا شیشی مین رکہہ چہوڑو اور ہمیشہ
تمہارے پاس رہے وَاِذَا اَصَارَتْ دَمًا عَبِيْطًا فَقَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُؑ اور جب یہ
خون تازہ ہوجائے گی اسوقت جاننا کہ حسینؑ شہید ہوگئے فَرَاَيْتُ الْقَارُوْرَةَ الْاٰنَ
وَقَدْ صَارَتْ دَمًا عَبِيْطًا تَفُوْرُ مینے اس شیشہ کو اسوقت جاکر دیکہا مٹی خون تازہ ہوگئی
تہی اور خون جوش مار رہا تہا قَالَ فَاَخَذَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ ذٰلِكَ الدَّمِ فَلَطَخَتْ
بِهِ وَجْهَهَا ابن عباسؓ کہتے ہین کہ جناب ام سلمہؓ نے تہوڑا سا خون اُس شیشہ سے لیکر
اپنے چہرہ پر ملا وَجَعَلَتْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مَاتَمًا وَمَنَاحَةً عَلَى الْحُسَيْنِؑ اور اسی خون
آلودہ چہرہ سے مجلس ماتم مین امام حسینؑ کے بیٹہین اور نوحہ و فریاد کرنے لگین فَجَاءَتِ
الرُّكْبَانُ بِخَبَرِهٖ وَاَنَّهٗ قُتِلَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ پہر اس روز کے بعد جب سوارون کا قافلہ خبر امام حسینؑ
کی لیکر آیا یہی اُن لوگون نے بیان کیا کہ اسی دن آپ شہید ہوئے جسدن جناب ام سلمہؓ نے
یہ سب کچہہ دیکہا تہا وَقَالَتْ سَلْمٰى رَاَيْتُ الْقَارُوْرَةَ مَوْضُوْعَةً بَيْنَ يَدَيْهَا اور سلمیٰ مدنیہ
نے روایت کی ہے کہ مینے اوس شیشی کو بچشم خود دیکہا کہ سامنے جناب ام سلمہؓ کے وہی دن
رکہی ہوئی تھی وَاَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الْقَابِلَةُ پہر ابن عباس سے
روایت ہے کہ جب عاشور کا دن گذر گیا اور گیارہوین شب آئی رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
فِيْ مَنَامِيْ اَغْبَرَ اَشْعَثَ مین نے شب کو خواب مین جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا اس صورت سے کہ تمام بدن اور سر

آپ کا گرد سے اٹا ہوا ہی اور بہت پریشان حال ہین فذکرت لہ ذٰلک پس
ام سلمہ رح کے خواب کو مین نے حضرت سے بیان کیا مطلب یہ ہی کہ چونکہ ابن عباس کو
شک تھا ام سلمہ رح کے خواب کی حضرت سے تصدیق چاہی وسألتہ عن
شانہ اور آپ کی پریشانی اور غمناک ہونے کا سبب بھی پوچھا فقال الم تعلم انی
فرغت من دفن الحسین واصحابہ حضرت نے فرمایا کہ تجھکو ابھی تک نہین معلوم ہے
یا تجھکو یقین نہین ہوا یاان ام سلمہ رح پر کہ مین دفن حسینؑ ور اصحاب حسینؑ سے فارغ ہوچکا

باب چہارم تصدیق خواب ام سلمہ رح کی غرض سے ایک زاغ کا دیوار فاطمہ صغرا پہ خبر دہی کیواسطے آنا اسیطرح ایک ورطائر کا واسطے خبر دہی اہل مدینہ کے آنا اور تین سو یہودیونکا مسلمان ہونا اور جواب اُن شبہات کا جو دوسرے ان طائرونپر کیا جاتا ہی اور بدشگونی کا جواب

ثم ان اللہ تبارک وتعالیٰ ورسولہ قد بالغ فی تصدیق منام ام سلمۃ وتصدیق
صیرورۃ التراب دما انہ لیس من صنع الناس وانما ہو من معجزات نبینا
بعد اسکے یہ بھی جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے برکت دعا رسول خدا سے خوابہای ام سلمہ رح کے
سچ کرنے مین بڑا مبالغہ فرمایا ہی اور اسیطرح اوس مٹی کے خون ہو جانے مین اس بات کا
اہتمام خدا نے فرمایا کہ یہ معجزہ ہی اور انسانی طاقت سے باہر ہے کسی آدمی نے کوئی
ایسا فعل نہین کیا ہی جس سے عوام امت کو دھوکہ دے فجعل بعض العلامات البینۃ
اوضح منہما حتی ان بعث اللہ غرابا ناعیا الی المدینۃ اور بعض علامتین ان دونون باتو سے
زیادہ تر واضح اور روشن خبر دہی شہادت مین اوسے دن ظاہر فرمائین چنانچہ ایک زاغ کو خدا نے
بھیجا دیوار فاطمہ صغرا پر جو سنانی اہل مدینہ کو دینے آیا تھا کما روی فی البحار عن مولانا
زین العابدین قال لما قتل الحسین بن علی جاء غراب فوقع فی دمہ اور بحار مین جناب
سید ساجدین سے روایت کی ہی آپ فرماتے ہین جسوقت جناب امام حسینؑ شہید ہوئے ایک

زاغ آیا اور آپ کے خون پر گرا ثُمَّ تَمَرَّغَ وَطَارَ فَوَقَعَ بِالْمَدِينَةِ عَلَى جِدَارِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ
بْنِ عَلِيٍّ پھر وہ کوا خون مین حضرت کے لوٹ کر اوڑا اور مدینہ مین پہونچکر دیوار فاطمہ صغرا دختر امام حسین پہ
آکر بیٹھا فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَنَظَرَتْ إِلَيْهِ فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا وَأَنْشَأَتْ تَقُولُ
فاطمہ صغرا نے سر اوٹھا کر دیکھا کہ ایک زاغ جسکے پر دن مین خون بھرا ہوا ہی دیوار پر بیٹھا ہی
بیتاب ہوکر فاطمہ صغرا رونے لگین اور یہ شعر زبان پر لائین جو شامل ہین اون سوال اور جواب
پر جو فاطمہ صغرا سے اور اوس زاغ سے باتین ہوئین نَعَبَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ مَنْ
تَنْعَاهُ وَيْلَكَ يَا غُرَابُ کوا درد آمیز آواز سے بولا مین نے کہا واسے ہو تجھپر کسکی سنانی
لایا ہی اور مجھے وسواس مین ڈالتا ہی اس مقام پر اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ گریہ وزاری جناب ام سلمہ
اور زنان بنی ہاشم کی پہلے سے ہو رہی تھی وہی قرینہ ہو گیا کہ یہ زاغ سنانی لایا ہی
قَالَ الْإِمَامُ فَقُلْتُ مَنْ ؛ قَالَ الْمُوَفَّقُ لِلصَّوَابِ ؛ إِنَّ الْحُسَيْنَ بِكَرْبَلَا ؛ بَيْنَ الْأَسِنَّةِ وَالضِّرَابِ
زاغ نے کہا کہ مین امام برحق کی سنانی لایا ہون مین نے پوچھا کون امام زاغ نے کہا وہی
امام جنکو خدا نے راہ صواب کی توفیق دی حسین ابن علیؑ جنہون نے کربلا مین اپنے تئین
نیزہ اور شمشیر مین محصور کرایا اور زخمہاے کاری نیزہ و شمشیر کے اون کے بدن پر لگے
فَابْكِي الْحُسَيْنَ بِعَبْرَةٍ ؛ تُرْجِي الْإِلَهَ مَعَ الثَّوَابِ ؛ اے فاطمہ صغرا بڑے بڑے آنسوؤن سے حسینؑ
کی شہادت پر رووا اور اس رونے مین نیت خالص اسکی رکھو کہ خدا تمکو ثواب اخروی
عطا کریگا یعنی بہ نیت ثواب رونا چاہیے نہ بنظر درد قرابت پدری کے کہ وہ تمھارے باپ تھے
قُلْتُ الْحُسَيْنَ فَقَالَ لِي ؛ حَقًّا لَقَدْ سَكَنَ التُّرَابَ مین نے کہا کہ وہ حسینؑ جو میرے باپ ہین
زاغ نے کہا مین سچ کہتا ہون وہی امام حسینؑ آج پیوند زمین ہو گئے ثُمَّ اسْتَقَلَّ بِهِ الْجَنَاحُ
فَلَمْ يُطِقْ رَدَّ الْجَوَابِ بعد اوسکے وہ پھڑپھڑایا اور بیخود ہو گیا یا مر گیا پھر اوسمین طاقت جواب
دینے کی باقی نہ رہی فَبَكَيْتُ مِمَّا حَلَّ بِي ؛ بَعْدَ الدُّعَاءِ الْمُسْتَجَابِ مین کیا کہون کیسی حالت
مجھپر طاری ہوئی اوسکی یہ بیتابی دیکھکر پھر مین بھی رونے لگی مگر پہلے دعاء مغفرت مین نے
کر لی تب روئی اس شعر کے دو معنے سمجھ مین آتے ہین ایک تو یہ کہ جناب فاطمہ صغراؑ کو
یہ خیال ہوا کہ محبت اس زاغ کی ایسی پوری تھی کہ بیان حال کرتے کرتے مر گیا اور

مین زندہ ہون پس اُسکی واسطے فاطمہ صغرا نے پہلے دعاء مغفرت کرلی تب اپنے والد بزرگوار پر
روئین اور دوسرے معنی یہ ہین کہ دعاء مغفرت چونکہ مستحب ہے کہ پہلی آدمی
جب کسی کی خبر مرگ سنے اوسے دعاء مغفرت دیکر تب گریہ وزاری کرے
قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ فَنَعَتْهُ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالُوْا قَدْ جَائَتْنَا سِحْرُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
محمد ابن علی کہتے ہین کہ یہ خبر فاطمہ صغرا نے اہل مدینہ کے پاس کہلا بہیجی ان لوگون نے
کہا کہ جادوگری خاندان عبد المطلب کی ظاہر کرتے ہین کچہ اس بات کا یقین نکرنا چاہیے فَمَا
کَانَ بِاَسْرَعَ اَنْ جَائَهُمُ الْخَبَرُ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ ع بہت ہی تہوڑا زمانہ گذرا تہا کہ مدینہ مین
خبر شہادت امام حسین ع کی پہونچ گئی قُلْتُ وَلَیْسَ هٰذَا الْخَبَرُ مِنْ بَابِ التَّطَیُّرِ الْمَنْهِیِّ عَنْ اِعْتِقَادِ
صِحَّتِهٖ مین کہتا ہون کہ یہ خبر زاغ کے آنیکی اُس بدشگونی مین داخل نہین ہے جسکی صحت کا
اعتقاد کرنا شرعاً جائز نہین ہے فَاِنَّ التَّطَیُّرَ هُوَ الْاِعْتِقَادُ بِوُقُوْعِ بَعْضِ الْاُمُوْرِ
الْمُسْتَنْكَرَةِ وَالتَّشَاؤُمِ بِهَا عِنْدَ رُؤْیَةِ بَعْضِ الطُّیُوْرِ اَوِ الْوُحُوْشِ كَمَا هُوَ سِیْرَةُ
الْكُفَّارِ اَوِ الْجُهَّالِ اسلیے کہ تطیر کے معنی یہ ہین کہ جانور پرند اور چرند کو آگے پیچہے آتی
ہوئی دیکہکر بعض آیندہ امور کی بدحالی پر شگون لیا جاتا ہے جیسا کہ طریقہ کفار اور جہال کا
ہے وَقَدْ رَوٰی اَبُوْ زُرْعَةَ فِیْ شَرْحِ الْاَحْكَامِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ص
كَانَ يَقُوْلُ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یَقُوْلُوْنَ الطِّیَرَةُ فِی الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ اور ابوزرعہ
عالم اہل سنت نے اپنی کتاب شرح احکام مین عائشہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب ص فرماتی تہی
کہ اہل جاہلیت کو یہ اعتقاد تہا کہ بدشگونی عورت اور گہر اور چوپایہ مین جانورون کی لیتی تہے
یعنی اُن امور کے واقع ہونیسے عورت وغیرہ کو منحوس قرار دیتے تہے وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِنْ
اَصَابَتْهُمْ مُصِیْبَةٌ یَطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَعَهٗ اور خدا تعالی نے قرآن مین فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل کو
کوئی مصیبت پہونچتی تہی حضرت موسیٰ اور انکی ہمراہیون کو بدقدم کہتے تہے اور انپر تہمت کرتی
تہے کہ اُنہین کے نحوست سے ہمپر مصیبت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ انسان سے بہی بدشگونی کفار لیتے تہے اَمَّا قَضِیَّةُ نَعْبِ
الْغُرَابِ فِی الْمَدِیْنَةِ اَوْ مَجِیْءِ غُرَابٍ اٰخَرَ فِیْ مَجَالِسِ

یزید یوم وروداہل بیت نبینا کما فی نور العین لیکن سنانی لانا مدینہ میں اس
زاغ کی یاد دربار یزید میں ایک زاغ کا اُس دن آنا جس دن اہل بیت رسالتؐ داخل
دمشق ہوئے ہیں جسکو ملا ابو اسحق اسفرائنی نے اپنی کتاب نور العین میں ذکر کیا ہے
فھو تصدیق لمضاھات تلک القضیۃ لقضیۃ ھابیل وقابیل حیث روی
ان العذاب علی قاتل الحسینؑ اشد من العذاب الذی یعذب بہ قاتل
ھابیل ان دونوں زاغوں کا بحکم خدا آنا یہ تصدیق اس بات کی ہے کہ قصہ شہادت
امام حسینؑ شابہ قصہ ہابیل وقابیل کے ہے چنانچہ کتب سماوی میں وارد ہوا ہے
کہ جو عذاب قاتل حسینؑ پر کیا جائے گا بہت زیادہ ہو گا اُس عذاب سے جو قاتل
ہابیل پر کیا جائیگا فکما ان اللہ سبحانہ بعث الغراب فی قضیۃ ھابیل حیث
قال فبعث اللہ غرابا یبحث پس جس طرح کہ خدا نے ایک زاغ کو قضیہ
ہابیل میں بھیجا تھا چنانچہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے ایک کوّے کو بھیجا جو
اپنی منقار سے زمین کو کھودرہا تھا کذلک بعث غرابین فی قتل الحسینؑ
فاحدھما یتعلق بقتلہ فی دمشق واظھار کونہ من اعظم الامور ایک
تو وہ زاغ تھا جو دمشق میں یزید کے تنبیہ کیواسطے خدا نے بھیجا تھا کہ ظاہر کردے
کہ قتل جناب امام حسینؑ کا نہایت امر عظیم ہے وثانیھما فی المدینۃ اور دوسرا
زاغ مدینہ میں خبر شہادت لیکر آیا جو میرے نزدیک تصدیق خواب
ام سلمہؓ اور مٹی کے خون ہوجانے کی کرتا تھا وکلاھما یصدق قال
ولخبران بما وقع لا ان مجی احدھما کان تطیرا یہ دونوں زاغ
تصدیق کرنے آئے تھے اور خبر دیتے تھے اُس بات کی جو واقع ہو چکی یہ بات
نہیں ہے کہ اُنکے آنے سے کوئی بدشگونی لیگئی فبعثھما اللہ لیخبر المنکرین بذلک
ان دونوں کو خدا نے اسواسطے بھیجا تھا کہ جو لوگ سنکر وقوع شہادت یا عظمت شہادت
کے ہیں اُنکو تصدیق اسکی ہو جائے ویدل علی ذلک ما قال اور دلالت کرتا ہے اسی بیان پر
وہ کلام جو زاغ نے جناب فاطمہ صغراؑ سے کیا وفیہ من حفظ الحدود الشرعیۃ ما ھو

رونے کے بارہ مین جو زاغ نے فاطمہ صغرا سے کہا اونمین شریعت کی پابندی کسقدر رہی
یہی کلام دلالت کرتا ہی کہ یہ زاغ خدا کا بھیجا ہوا تھا ولیت شعری کیف یکون ذٰلک مِن
باب التطیر فان الغراب قد تمرغ بدم الحسین واتی بالخبر مجھے بڑا تعجب ہی اس روایت سے
بدشگونی کیونکہ ظاہر ہو سکتی ہی حالانکہ زاغ خون مین لوٹکر اس علامت کو لیے ہوئے خبر دینے آیا تھا
ولما اتی بما امر به من الله فات من شدة الکآبة والحزن علی سبط الرسول اور جب
اوس حکم کی بجا آوری کر چکا جو خدا نے اوسکو دیا تھا مر گیا شدت رنج اور قلق سے اوپر فرزند رسول
کے ثم لما قال اهل المدینة ما قالوا ونسبوا فاطمة الی السحر فظنی ان الله سبحانه و
تعالی اظهر امرا اوضح من ذلک پھر جبکہ اہل مدینہ اس زاغ کی خبر دہی کو جو ایک معجزہ
تھا سحر کہنے لگے مجکو یہ گمان ہی کہ خداوند تعالی نے اونکے منہ توڑنے کے واسطے ایک معجزہ ظاہر
فرمایا وهو مجیء طائر من الطیور فانه جاء یرفرف والدم یتقاطر من اجنحته ودار
حول قبر سیدنا رسول الله وہ معجزہ یہ ہی کہ ایک اور پرندا آیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ وہ گرا چاہتا ہی اور خون اوسکے پرون سے ٹپکتا تھا اسی حالت سے گرد قبر جناب رسالتمآب
کے پھرا یعلن بالنداء الا قتل الحسین بکربلا بہت بلند آواز سے اوس نے پکارا آگاہ
ہو جاؤ کہ حسین ابن علی میدان کربلا مین شہید ہو گئے ومع ذلک اهل المدینة لم
یتفطنوا اس پرندہ کی آواز دہی کے بعد بھی اہل مدینہ کو پورا یقین نہین ہوا فلما جاء
خبر قتله علموا ان ذلک الطائر کان ینعی رسول الله بقتل ولده الحسین ع پھر
جب خبر شہادت حضرت امام حسین ع کی آئی تب یقین ہوا اہل مدینہ کو کہ وہ پرندہ جناب
رسالتمآب کو اون کے فرزند کی شہادت کی خبر دینے آیا تھا هذا ما کان اخبار النبي
لاهل المدینة بقتل ولده یہ سب جو اوپر گذرا یعنی دو خواب جناب ام سلمہ رض کی اور مٹی
کا خون ہو جانا اور حکایت زاغ اور اس طائر کی یہ پانچون باتین فقط اسواسطے تھین کہ
اہل مدینہ کو خبر شہادت کی پہونچی اور یقین کرین ولم یکتف رسول الله بذلک القدر
بل اظهر معجزة بینة اخری اسلم بها ثلث مائة من یهود المدینة اور
ان پانچ باتون پر جناب رسالتمآب نے اکتفا نہین فرمائی بلکہ ایک ایسا معجزہ ظاہر فرمایا

جسکے برکت سے مین سو یہودی گیارھوین تاریخ محرم کی مسلمان ہوے قال المجلسی رح
وقد نقل انہ فی ذلک الیوم الذی جاء فیہ الطیر الی المدینۃ کان فی المدینۃ
رجل یہودی جناب مجلسی فرماتے ہین منقول ہے کہ اوس روز جس روز کہ یہ طائر عاشور کربلا سے
خبر دہی شہادت کے واسطے مدینہ مین آیا تہا یہ بھی ایک واقعہ ہوا کہ مدینے مین
ایک یہودی رہتا تہا ولہ بنت عمیاء زمناء طرشاء مشلولۃ والجذام قد احاط ببدنہا
اس یہودی کی ایک لڑکی زمین گیر بہری اور مشلول تھی کہ ہاتہ پاؤن اوسکے رہگئی تھے
اور جذام کی بیماری اوسکے تمام بدن مین پھیل گئی تھی فجاء ذلک الطائر والدم یتقاطر
منہ ووقع علی شجرۃ یبکی طول اللیلۃ یہی طائر اہل مدینہ کو خبر شہادت دیکر ایک مقام پر
آیا اور خون اوسکے پرون سے ٹپک رہا تہا ایک درخت پر جا بیٹھا اور تمام شب روتا رہا
وکان الیہودی قد اخرج ابنتہ تلک المریضۃ خارج المدینۃ الی البستان وترکہا
فی البستان الذی جاء الطیر ووقع فیہ اوس یہودی نے اپنی لڑکی جسکی
اوسکو مدینہ کے باہر پہونچایا تہا اور اوسی باغ مین اوسکو چھوڑا تہا جسمین وہ طائر جا بیٹہا تہا
ومن القضاء المقدر وان فی تلک اللیلۃ عرض للیہودی عارض فدخل
المدینۃ لقضاء حاجتہ ولم یقدر ان یخرج تلک اللیلۃ الی البستان
الذی فیہا ابنتہ المعلولۃ قضائے الہی سے اوس یہودیکو ایسی ضرورت
درپیش ہوئی کہ اوس شب کو مدینہ سے باہر نکلنا نہو سکا اور اوس باغ تک نہ پہونچا
جسمین اوسکی بیٹی بیمار تھی والبنت لما لم یاتہا ابوہا تلک اللیلۃ لم تنم طول اللیلۃ
وہ لڑکی اپنے باپ کے آنیکی منتظر رہی جب وقت آنیکا گذر گیا اور معلوم ہوا کہ اب نہ آئیگا
تمام شب نہین سوئی لان اباہا کان یسلیہا حتی تنام اسلئے کہ اوسکا باپ شب کو اوسکو
تسلی دلاسا دیکر سلاتا تہا قلت فہی اول لیلۃ من ہجر ابیہا کذلک ہی اول
لیلۃ فارق الحسین ابنتہ الصغیرۃ التی ماتت فی السجن
مین کہتا ہون کہ یہ پہلی شب تھی اس دختر کو جو اپنے باپ سے چھوٹ کر تنہا رہی تھی
اسیطرح یہ پہلی شب تھی فراق امام حسینؑ کی اوس چھوٹی صاحبزادی کو جسنی قیدخانہ مین

انتقال کیا ہے اور وہ جناب سکینہ کے علاوہ اور لڑکی ہے وَكَانَ الْحُسَيْنُ يُحِبُّهَا حُبًّا شَدِيدًا وَلَا تَنَامُ لَيْلَةً إِلَّا وَهِيَ قَدْ عَلِقَتْ أَبِيهَا اور جناب امام حسینؑ کو اس صاحبزادی سے محبت زیادہ تھی شاید یہ صاحبزادی بھی رات کو حضرت کے پاس سوتی ہو چونکہ بہت چھوٹی تھی مبالغہ ہو سکتا ہے کہ حضرت کے سینہ پر سوتی ہو فَاتَّهَا أَيْضًا أَنْ تَمْطُولَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ صاحبزادی بھی تمام شب نہ سوئی ہوگی اور رونے میں بسر کی ہوگی اب تتمہ روایت یہودی کو ہم بیان کرتے ہیں فَسَمِعَتْ بِنْتُ الْيَهُودِيِّ ذَلِكَ عِنْدَ السَّحَرِ بُكَاءَ الطَّيْرِ وَحَنِينَهُ دختر یہودی نے قریب صبح کے اوس طائر کی آواز دو بکا رونیکی سنی فَبَقِيَتْ تَتَقَلَّبُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ إِلَى أَنْ صَارَتْ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الَّتِي عَلَيْهَا الطَّيْرُ یہ لڑکی زمین پر ہاتھ پاؤں مارنے لگی اور اوٹھتی بیٹھتی جسطرح ممکن ہوا اوسی درخت کے نیچے تک پہونچی جسپر وہ پرندہ بیٹھا رو رہا تھا وَصَارَتْ كُلَّمَا حَنَّ ذَلِكَ الطَّيْرُ تَحِنُّ أَيْضًا مِنْ قَلْبٍ حَزِينٍ اب اسکی یہ کیفیت ہو گئی کہ درخت پر تو طائر روتا تھا اور نیچے درخت کے یہ لڑکی بھی روتی تھی اور فریاد کرتی تھی اور دلکی بیتابی ظاہر کرتی تھی فَبَيْنَمَا هِيَ كَذَلِكَ إِذْ جَرَتْ قَطْرَةٌ مِنَ الدَّمِ فَوَقَعَتْ عَلَى عَيْنِهَا فَفُتِحَتْ ثُمَّ قَطَرَتْ أُخْرَى عَلَى عَيْنِهَا الْأُخْرَى فَبَرِئَتْ ابھی یہ لڑکی رو رہی تھی۔ کہ ایک قطرہ خون کا اوس طائر کے پر سے ٹپک کر اسکی ایک آنکھ پر گرا فوراً اسکی آنکھ کھلگئی اور روشن ہوگئی پھر دوسرا قطرہ اسکی دوسری آنکھ پر گرا وہ بھی آنکھ کھلگئی ثُمَّ قَطَرَتْ عَلَى يَدَيْهَا فَعُوفِيَتْ ثُمَّ عَلَى رِجْلَيْهَا فَبَرِئَتَا پھر دو قطرہ اسکے ہاتھوں پر گرے ہاتھ سیدھی ہو گئی پھر پاؤں پر گرے پاؤں کا شل جاتا رہا وَعَادَتْ كُلَّمَا قَطَرَتْ قَطْرَةٌ مِنَ الدَّمِ تُلَطِّخُ بِهِ جَسَدَهَا اب اس لڑکی کا یہ حال ہو گیا کہ جو قطرہ خون کا اوسکے پر سے ٹپکتا تھا یہ لیکر اپنے بدن پر ملتی تھی فَعُوفِيَتْ عَنْ جَمِيعِ مَرَضِهَا مِنْ بَرَكَاتِ دَمِ الْحُسَيْنِؑ سب بیماریاں اسکی برکت خون ناحق امام حسینؑ سے دور ہو گئیں اور بالکل صحیح و تندرست ہو گئی فَلَمَّا أَصْبَحَتْ وَأَقْبَلَ أَبُوهَا إِلَى الْبُسْتَانِ فَرَأَى بِنْتًا تَدُورُ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهَا ابْنَتُهُ جب صبح ہوئی اور باپ اسکا باغ میں آیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک لڑکی صحیح و سالم اُس باغ میں چلتی پھرتی ہے

[illegible] بیٹی ہے ثم سألها انه كان في البستان ابنة عليلة تركها

[illegible] فقالت والله انا ابنتك اوس مرد یہودی نے تب

اوس لڑکی سے پوچھا کہ [illegible] ایک لڑکی ہمارا یہان چھوڑ گیا تھا جسکے [illegible]

اوس لڑکی نے [illegible] میں تیری وہی بیٹی ہون جو بیمار تھی فلما سمع كلامها

وقع مغشيا [illegible] وقام على قدميه فاتت به الى ذلك الطير

سنتے ہی [illegible] مسرت کی خبر سنی تھی یہودی کو غش آیا جب ہوش میں آیا

اور کہا [illegible] لڑکی اسے باپ کو اوسی مقام پر لائی جہان [illegible] بیٹھا ہوا تھا

فراه واقعا على الشجرة يأن من قلب حزين يحترق لما رأى مما فعل بالحسين

دیکھا کہ [illegible] درخت پر بیٹھا ہوا رو رہا ہے اور درد دل کو ظاہر کر رہا ہے سوز و گداز

طبیعت میں [illegible] آگیا ہے اوس مصیبت کو دیکھکر جو کچھ جناب امام حسین پر دشمنوں کے

ہاتھ سے پہونچی ہے فقال له اليهودي اقسمت عليك بالذي خلقك ايها

الطير ان تكلمني بقدرة الله تعالى یہودی نے کہا قسم

[illegible] جس نے تجکو پیدا کیا ہے تو گویا ہوجا قدرت خدا سے اور

بیان کر [illegible] برگزیدہ بارگاہ کا خون ہے جو تیرے پرون سے ٹپک رہا ہے

فنطق الطير [illegible] طائر گویا ہوا اور گریہ گلوگیر مین مبتلا تھا قال اني كنت واكل الى بعض

الاشجار مع [illegible] الطيور عند الظهيرة پھر کہنے لگا کہ مین بعض [illegible] پر آشیانہ مین بیٹھا ہوا

اور [illegible] پرندے بھی اس درخت پر میرے ساتھ بوقت زوال آفتاب کے

بیٹھے تھے واذا ابليس ساقط علينا وهو يقول ناگاہ ایک پرندہ اوڑتا ہوا ہمارے غول مین آبیٹھا

اور یہ کہنے لگا ايها الطيور تاكلون وتتنعمون والحسين في ارض كربلا في هذا الحر على الرمضاء

طريحا ظاميا ای پرند جانورو تم کہا رہے ہو اور عیش کر رہے ہو اور حسین زمین کربلا مین ایسے

گرم وقت مین زمین گرم پر پڑے ہوے ہین اور پیاسے ہین والنحر دام ورأسه

مقطوع على الرمح مرفوع اور گردن سے اونکی خون جاری ہے سر اونکا کاٹ کر نیزہ پر

چڑہایا گیا ونساؤه سبايا حفاة عرايا اہل حرم انکے قیدی بنائے گئے ہین اور برہنہ پا و چادر

ومقدمہ کی گئی ہیں فلما سمعن بذلک تطایرن الی کربلا جب ان پرندوں نے یہ خبر سنی سہو نے صدائے کربلا
کیطرف پروازکی فرایناہ فی ذلک الوادی طریحا سہو نے اوس جنگل کو دیکھا کہ اسی زمین پر پڑے ہوے ہیں الفضل فریضۃ الذکر
الرسل الثانی علیہ اپنے خون میں نہائے ہوئے اور بجائے کفن کے ریگ سنی ملی ہوئی جسم مبارک
پر پڑی ہوئی ہے فوقعنا علیہ فانکببنا نوح وتمرغ بدمہ الشریف ہم سب کے سب لاش
اقدس پر گر پڑے اور خون میں اس جناب کی لوٹنے لگے وکان کل منا طار الی ناحیۃ
مجھے ایسا خیال ہے کہ شاید ایک پرندہ ہم میں کا ایک ایک طرف کو اڑ گیا فوقعت انا فی ہذا
المکان میں اوڑتے اوڑتے اسجگہ پہونچ گیا جہاں تو مجھے دیکھ رہا ہے فلما سمع الیہودی
ذلک تعجب جب یہودی نے یہ حال سنا اوسکو تعجب ہوا وقال لو لم یکن الحسین
ذا قدر رفیع عند اللہ ما کان دمہ شفاء من کل داء اور کہنے لگا کہ اگر حسین کی قدر
ومنزلت خدا کے نزدیک بہتر نہوتی تو اونکا خون ہر مرض کی شفا نہوتا ثم اسلم الیہودی
واسلمت البنت پھر وہ یہودی بھی مسلمان ہوا اور اسکی لڑکی بھی مسلمان ہوئی واسلم
خمس مائۃ من قومہ اور پانسو یہودی اسکی قوم کے اور بھی مسلمان ہوئے اقول انی
الروایۃ انما جعلناہا تتمۃ لاخبار النبی اہل المدینۃ بقتل ولدہ الحسین یعنی کہ
اس روایت کو ہم نے خاتمہ باب خبردہی رسالتمآب اہل مدینہ کو شہادت سے اپنے
فرزند کے گردانا ہے لانی قد ذکرت فی آخر روایۃ الغراب النائح علی جدار فاطمۃ
الصغریٰ اسواسطے کہ ہم نے آخر میں اس کوے کی روایت کے بیان کیا ہی جو سنانی لیکر آیا تھا
اور دیوار جناب فاطمہ پر بیٹھا تھا انہا لما اخبرت بنعی الغراب عن شہادۃ ابیہا قالوا انہ
ذلک من سحر بنی ہاشم یعنی تو کہا ہے آخر میں اس روایت کے کہ جسوقت جناب فاطمہ
نے خبر دی اہل مدینہ کو کہ ایک کوا میرے باپ کی شہادت کی خبر لایا ہے وہ لوگ کہنے لگے
یہ بھی ایک جادو بنی ہاشم کا ہے وکذلک قال یزید یوم ورود اہل بیت الحسین [illegible]
نعی الغراب فی ساعتہ ہذہ انہ من سحر بنی ہاشم [illegible]
تھا جسدن اہل بیت اسکے دربار میں داخل ہوئے اور کوا بھی اسی [illegible]
کہا یہ جادو بنی ہاشم کا ہے فلیس ببعید ان تکون قد [illegible]

اَنْ یُظْهِرَ بَعْضَ مُعْجِزَاتِهٖ عَلَی الْمُنْکِرِیْنَ لِاِعْجَازِهٖ پس کیا بعید ہے کہ جناب رسول خدا
سے دعا کی ہو کہ اونکی بعض معجزون کو منکرین معجزہ پر ظاہر کر دے وَ اِذَا اَلْمَانِعُوْا اَنْ
یَنْسُبُوْا السِّحْرَ اِلٰی بَعْضِ اَهْلِ بَیْتِهٖ تاکہ منکرون کا قول رد ہو جائے اور جو نسبت سحر کے
بعض اہل بیت رسالت یعنی فاطمہ صغرا کی طرف کی ہے باطل ہو جائے وَاِنَّ ذٰلِكَ لَحَرِیٌّ
اَنْ یَجْعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مُجَازَاةً لَمَا صَبَرُوْا اور یہ قدرت نمائی اعجاز دکھلانے کے مناسب
ہے کہ خدا اسکو کرے بعوض اس صبر کے جو اہل بیت رسالت نے ظلم اعدا پر کیا ہے وَاَنَّهٗ
یُحِقُّ الْحَقَّ وَیُبْطِلُ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ خدا کا تو کام ہے کہ حق کو ظاہر کر دیتا
ہے اور باطل کو نیست و نابود کر دیتا ہے اگرچہ کافرون کو ناگوار ہی کیون نہو اَمَّا کَوْنُ تِلْكَ
الرِّوَایَةِ مِنَ الْاٰحَادِ وَغَیْرَ مَرْوِیَّةٍ فِی الْکُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ کَمَا اَدَّعَاهُ بَعْضُ مَنْ لَا مَعْرِفَةَ لَهٗ فَهُوَ
[illegible] بِبُطْلَانِ الرِّوَایَةِ اب رہا یہ اعتراض کہ [illegible] پایا اور یقین سے ہو وہ نہ ہون
کیا مسلمان ہوتا یہ ایک ہی شخص کی روایت ہے یعنی خبر [illegible] نہین ہو جاتی
ہے جیسا کہ بعض بے علم کرتے ہین پس یہ اعتراض [illegible] نہین رکھتا
اِنَّ اَکْثَرَ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِیْ صَدَرَتْ اَوْ تَصْدُرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ [illegible] عَامٍ بَلْ اَکْثَرُ
معجزے جو معجز نماؤن سے واقع ہوئی یا قیامت تک واقع ہونگے [illegible] عام مین نہین
ہوئے ہین اِذْ لَیْسَ مِنْ شَرْطِ الْاَمْرِ الْمُعْجِزِ اَنْ یَقَعَ [illegible] اسلئے کہ معجزہ کی شرط
نہین ہے کہ مجمع عام ہی مین واقع ہو اِنَّمَا شَرْطُهٗ اَنْ یَقَعَ وَلَهٗ [illegible] دَاعِیَةٌ بِالنِّسْبَةِ
اِلٰی شَخْصٍ وَاحِدٍ اَوْ اَشْخَاصٍ مُتَعَدِّدَةٍ شرط [illegible] یہ ہے کہ بوقت ضرورت کے واقع ہو
اور وہ ضرورت خواہ [illegible] ایک شخص کے ہو خواہ [illegible] کی ضرور ہی ہو وہ معجزہ
متواتر ہو جائے فَالضَّرُوْرَةُ هٰهُنَا [illegible]
اِخْبَارُ الطَّیْرِ بِکَوْنِهٖ مُرْسَلًا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی [illegible] اور وہ ضرورت [illegible]
[illegible] ظاہر ہو اس معجزہ کے [illegible]

[illegible] اور یہ جو شبہ کیا جاتا ہے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ [illegible]
[illegible] پہنچ جائے فَاِنَّمَا تِلْكَ مَسَافَةٌ بَعِیْدَةٌ لَا [illegible]

هِيَ مِنْ سَاعَةٍ اِلىٰ سَاعَتَيْنِ اسلیے کہ دونون جگہون کا فاصلہ دور دراز کا ہے اتنا فاصلہ
گھنٹہ دو گھنٹہ کی پرواز مین طی نہین ہوسکتا ہے فَمَنْ يُؤْمِنُ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَيُوْقِنُ بِمُعْجِزَاتِ
الرَّسُوْلِ وَاَهْلِبَيْتِهٖ فَلَا يَكَادُ اَنْ يَشُكَّ فِيْ ذٰلِكَ پس جو شخص آیات خدا پر ایمان لاچکا
ہے اور خدا کی قدرت کا بھی قائل ہے اور یقین کرتا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ صاحب اعجاز تھے
اور اُنکے اہلبیت ائمہ طاہرین بھی انھین کے برکت سے معجزنمائی کرسکتے تھے پس ایسا شخص
باایمان اور صاحب یقین تو کبھی اس معجزہ مین شک نہین کرسکتا اَمَّا الْمُنْكِرُ الْمُرْتَابُ وَ
النَّاصِبُ لِعَدَاوَتِهِمْ فَلِتَبْكِيْتِهٖ حُجَجٌ اُخْرىٰ مَذْكُوْرَةٌ فِي الْكُتُبِ الْكَلَامِيَّةِ لیکن جو شخص
منکر معجزات ہے اور جسکو ہمارے نبی کی معجزنما ہونے مین شک ہے یا جو شخص دشمنی اہلبیت
کو ظاہر کرتا ہے اور محض براہ عداوت انکار حق کرتا ہے اسکے چپ کرنیکے واسطے وہ دلیلین رکھی
ہین جو ہمارے علم کلام کی کتابون مین لکھی گئی ہین ثُمَّ كَيْفَ نَشُكُّ فِيْ تِلْكَ الْمُعْجِزَةِ وَ
اَمْثَالِهَا وَقَدْ عَلِمْنَا اَنَّ تِلْكَ الشَّهَادَةَ كَانَ الْغَرَضُ مِنْهَا ظُهُوْرُ الْمُعْجِزَاتِ فَحَسْبُ ۔
اور پھر کیونکر ہم شک کرسکتے ہین ایسی ایسی معجزون کے ظاہر ہونے مین حالانکہ ہمکو بخوبی معلوم
ہوچکا اس شہادت کے واقع ہونے سے غرض یہی تھی کہ معجزات ظاہر ہون اور بس لِاِعْلَاءِ
كَلِمَةِ اللّٰهِ وَدِيْنِ الْاِسْلَامِ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تاکہ حکم خدا اور دین اسلام قیامت تک بلند رہے
وَكَاَنِّيْ اُخْبِرْتُ اَنَّ بَعْدَ شَهَادَةِ الْحُسَيْنِ ظَهَرَ اَلْفُ مُعْجِزَةٍ مِنْ يَوْمِ عَاشُوْرَا اِلىٰ يَوْمِ رُجُوْعِ
اَهْلِ الْبَيْتِ بِالْمَدِيْنَةِ اور مجھکو پوری خبر ملی ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ کے ہزار معجزہ ظاہر ہوئے
از روز عاشورا تا روز واپسے اہلبیت علیہم السلام مدینہ مین وَاِنِّيْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ نَذْكُرُهَا وَاحِدًا بَعْدَ
وَاحِدٍ فِيْ اَبْوَابِ كِتَابِيْ هٰذَا اور مین انشاءاللہ ایک ایک معجزہ اسی اپنی کتاب کے ابواب مناسب مین بیان
کرونگا بَعْدَ اَنْ ظَفِرْتُ بِاَسَانِيْدِهَا فِي الْكُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ انتظار اتنا ہی کہ معجزون
کے اسناد کتب معتمدہ فریقین سے مل جائین اور جبتک تصحیح روایت نہین ہوتی عقلی یا نقلی دلیل
سے تب تک اس کتاب مین کسی روایت کا ذکر کرنا میرے ارادہ کے خلاف ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
کہ باب ام سلمہ رضی اللہ عنہا جیسا کہ مین چاہتا تھا ویسا ہی پورا پورا اتمام ہوگیا

باب پنجم حضرت امام حسینؑ مجبور کسی بات مین نتھے اور نہ کبھی ایسی بات آپ سے بیتابی وغیرہ کی فرمائی بلکہ اپنے اختیار اور رغبت سے بغرض شفاعت امت اور بقاء دین اسلام یہ مصائب گوارا فرمائے اور ثبوت ورود افواج ملائکہ اور جنات آپ کی مدد کے واسطے کتب فریقین سے اور جواب بعض شبہات کا۔

اِنَّ اَکْثَرَ الرِّوَایَاتِ الْمَرْوِیَّۃِ فِی سِیْرَۃِ الْحُسَیْنِؑ وَشَہَادَتِہٖ مِنَ الَّذِیْنَ شَہِدُوا الطَّفَّ وَلَمْ یَکُوْنُوْا مِنْ مُوَالِیْہِ بَلْ مِنْ حِزْبِ اٰلِ اَبِیْ سُفْیَانَ حزب سمجھ لینا چاہیے کہ اکثر روایتین جو حالات جناب امام حسینؑ مین متعلق آپ کی شہادت کی کتابون مین پائے جاتے ہین اُنہین لوگون سے منقول ہین جو کربلا مین حاضر تھے اور آپ کے پیرو اور دوست نتھے بلکہ گروہ یزید مین داخل تھے اَوْ مِنَ الَّذِیْنَ لَا اِلٰی ہٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی ہٰؤُلَاءِ فَہُمْ مُتَرَدِّدُوْنَ شَاکُّوْنَ فِیْ اَدْیَانِہِمْ یا اون لوگون سے یہ روایتین منقول ہین جو نہ ادہر تھے نہ اودہر تھے پس یہ لوگ اپنی دین مین خود متردد تھے اور شک مین گرفتار تھے وَمُتَذَبْذِبُوْنَ بَیْنَ کَوْنِ الْحُسَیْنِؑ عَلَی الْحَقِّ وَاِمَامَ الْخَلْقِ وَبَیْنَ کَوْنِ یَزِیْدَ لَعَنَہُ اللّٰہُ کَذٰلِکَ یہ لوگ دو دلے تھے اور ان کو یہ ثابت نتہا کہ جناب امام حسینؑ حق پر ہین اور امام برحق ہین یا کہ یزید خلیفہ ہے وَبَعْضُہُمْ وَاِنْ کَانُوْا قَدْ عَرَفُوا الْحَقَّ وَلٰکِنَّہُمْ لَمْ یَعْمَلُوْا بِہٖ عَلٰی مَا اَوْصَاہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ اَہْلِ بَیْتِہٖ اور بعض لوگ ایسی بھی تھے کہ اگرچہ حقیت امام حسین کی اُن پر ظاہر تھی مگر دیدہ و دانستہ انہون نے خلاف اُس وصیت جناب رسالتماب کے عمل کیا جو حضرت نے اپنے اہلبیت کے حق مین فرمائی تھی وَاَمَّا الْکُفَّارُ کَالْمَجُوْسِ وَغَیْرِہِمْ فَہُمْ یُنْکِرُوْنَ اَصْلَ الدِّیْنِ یہ تین قسم کے راوی مسلمان تھے رہے کفار مثل مجوس وغیرہ کے اون سے بھی اکثر روایتین منقول ہوئی ہین وہ تو اصل دین اسلام ہی سے منکر ہین وَلَا یَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ ذٰلِکَ الْحَرْبَ مِنَ الْاُمُوْرِ الدِّیْنِیَّۃِ جِہَادٌ اَمْ دِفَاعٌ کفار تو اسکے معتقد نہین ہین کہ دین کی لڑائی تھی جہاد تہا یا دفاع تہا وَاِنْ کَانَ یَزِیْدُ وَاَتْبَاعُہٗ اَیْضًا کَذٰلِکَ کَمَا ظَہَرَ مِنْ اَقْوَالِہِمْ

وَاَفْعَالِہٖ بَعْدَ تِلْكَ الْوَاقِعَۃِ اگرچہ یزید اور پیروان یزید بھی انھین کفار مین داخل تھے
چنانچہ انکے قول اور فعل اور حرکات و سکنات جو بعد واقعہ شہادت امام حسین کے ظاہر ہوے
اسی پر دلالت کرتے ہین مِنْ ھَدْمٍ وَاِحْرَاقٍ وَنَہْبٍ وَقَتْلِ الْمُسْتَامِنِیْنَ فِیْ بَیْتِ اللّٰہِ وَحَرَمِ
الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی مُشَرِّفِھَا اَلْفُ اَلْفِ التَّحِیَّۃِ وَالسَّلَامِ کھودنا اور جلانا اور لوٹنا اور خانہ کعبہ مین پناہ
لینے والون کو خواہ حرم مدینہ منورہ مین پناہ گرفتہ لوگون کو قتل کرنا تحیہ اور سلام خدا کا ہزار ہزار
جناب پر جنہون نے حرم مدینہ کو بزرگی دے رکھی ہے الغرض یہ سب باتین ان لوگون کے کفر
پر پوری دلیل ہین [illegible] سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین مین کیا کچھ لکھا ہے وَبِالْجُمْلَۃِ
فَالرِّوَایَاتُ الَّتِیْ تُرْوٰی عَنِ الْقَاتِلِ مَعَ کَوْنِھَا مُخْتَلِفَۃَ الْعِبَارَاتِ وَالْاَلْفَاظِ وَکَوْنِھَا
مَرْوِیَّۃً عَنْ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ کَیْفَ تُقْبَلُ عَلَیْھَا حاصل یہ ہے کہ جو روایتین کہ قاتلون سے
مین اس قسم کی نقل کی گئی ہین باوجودیکہ الفاظ اور عبارتین بھی انکی مختلف ہین اور پھر ایسے
ایسے دشمن دین جنکا حال اوپر بیان ہو چکا کیونکر ہم انپر اعتماد کرین اَعْنِیْ بِالرِّوَایَاتِ
الَّتِیْ دَالَّۃٌ عَلٰی اِنْحِطَاطِ الشَّانِ لِمَوْلَانَا وَسَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ وَاَھْلِ بَیْتِ نَبِیِّنَا
مراد یہان پر ان روایتون سے ہے جو انحطاط شان اور کمی مرتبہ صبر و کرامت امام حسین اور اہلبیت پر دلالت کرتی
فَاِنَّھَا مِنْ مَوْضُوْعَاتِھِمُ الْمُفْتَرَیَاتِ فَلَا یَنْبَغِیْ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّعْتَقِدَ صِحَّتَھَا
اِنْ کَانَ یَجِبُ عِنْدَہٗ مَوَدَّۃُ الْقُرْبٰی یہ روایتین بنائی ہوئین اور محض افترا کی باتین ہین
انھین دشمنون کی کسی مسلمان کو مناسب نہین ہے کہ ایسی روایتون کو صحیح سمجھے بشرطیکہ
دوستی اہل بیت کی اسکے نزدیک واجب ہو اور اسکو جزو ایمان جانتا ہو وَلَمْ یَکُنْ مِنَ النَّاصِبِیْنَ
لِاَھْلِ الْبَیْتِ وَالْقَائِلِیْنَ اِنَّہٗ لَمْ یَنْتَظِمْ لِلْحُسَیْنِ اَمْرٌ بَلْ قُتِلَ بِسَیْفِ جَدِّہٖ
فَضَّ اللّٰہُ اَفْوَاھَھُمْ اِنَّمَا قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ اور دشمن اہل بیت مین داخل نہو جو دشمن
خدا یہ کہتے ہین کہ حسین سے امر خلافت کا انتظام نہو سکا اپنے نانا کی تلوار سے مارے
گئے خدا [illegible] ناک انکی [illegible] مین پڑے جو ایسی کفر کی باتین کرتے ہین
وَلَمَّا کَانَ [illegible] السَّلَفِ اِلٰی یَوْمِنَا ھٰذَا اِنْکَارُ الْمَصَائِبِ وَرِوَایَتُھَا وَ[illegible]
[illegible] تِلْکَ الرِّوَایَاتِ [illegible] اور چونکہ عادت اور خصلت ہمارے علماء گذشتہ

بلکہ آج تک کہ علمار کی یہی ہے کہ مصائب کا ذکر اور ان لوگون نے کم و کاست بیان کرتے ہین جسطرح جو
روایتین وارد ہوئی ہین وقل ما یرد فیہا عن الائمۃ علیہم السلام اور کمتر احادیث
مصائب آئمہ علیہم السلام سے مروی ہین فحفظہا قوم من الموالین لاہل البیت کما
سمعوہا ووعوہا جسطرح یہ روایتین انہین راویون سے پائی گئین [illegible] اسکو
پیروان اہل بیت نے بھی یاد کرلیا ہے ولم یتعرض احد من العلماء لتنقیح ما ینبغی
ان ینقح اور کسی عالم نے جو تنقیح مناسب تھی ان روایات کی نہین فرمائی [illegible]
فی اذہاننا تلک الروایات بلا تاویل پس ہماری طبیعتون مین یہی روایات [illegible]
تاویل انکی معلوم ہوئی اما لانہم لم یلتفتوا الی المفاسد التی قد [illegible]
یا تو علمانے ان مفاسد کیطرف سے خیال نہ فرمایا جو ان روایتون سے [illegible]
اس زمانہ مین جب دہریت کا زور شور ہوتا جاتا ہے او لانہم لم یجدوا [illegible]
یستنکروا ما قد سمعوا من تلک الروایات یا یہ سبب تہا کہ [illegible]
ذکر کرنے ان روایات کے سامعین ہین کسی ایسی کو نہ پایا جو ان روایات سے انکار کرتے [illegible]
انا فقد اضمرت فی نفسی ان لا اذکر فی کتابنا ہذا روایۃ الا ان نبین ما یرد
علیہا لیکن مینے اپنے دلمین پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کتاب مین جو روایت اس قسم کی
لکھون اسکی تاویل بھی کرون اور جو اعتراض اس روایت پر وارد ہوتا ہے اوسکو دفع کردون
اور جو نتیجہ اس روایت سے نکلتا ہے اوسی بھی بیان کردون والان فنذکر ان الحسین
لم یکن مجبورا فیما اصابہ اب ہم کہتے ہین کہ جناب امام حسین پر جو مصیبتین گذرین ان مین وہ
مجبور نہین تھے بل کان اللہ تعالی قد جعلہ قادرا مختارا ولی علی تلک الدعوی من
الدلائل ما احدث لک منہا ذکرا بلکہ خدا نے انکو قادر و مختار کیا تھا اور میرے
واسطے اس دعوی پر بہت سی دلیلین ہین جنکو اب مین ذکر کرونگا اما الاول فان العبد
لیس بمجبور فی افعالہ کما ہو مذہب اہل الحق پہلی دلیل یہ ہے کہ بندہ اپنے افعال
مین مجبور نہین ہے چنانچہ مذہب حق یہی ہے والا لکان الثواب والعقاب ظلما قبیحا
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ورنہ ثواب اور عقاب دونون سے ظلم قبیح لازم

لازم آتا ہے خدا مبرا ہے اور بر تر ہے ظلم کرنے سے فاذا کان الحسین قادرا مختارا واختار تلک الشہادۃ بحسن رایہ لمصالح قد ظہرت منہا وتظہر الی یوم القیامۃ پھر جب حضرت امام حسین قادر و مختار تھے اور اس شہادت کو اپنی عمدہ رائی سے گوارا فرمایا تھا بغرض ان مصلحتون کے جو شہادت سے ظاہر ہوئین اور قیامت تک ظاہر ہوتی جائنگی بل یزداد ظہورھا الی ماشاء اللہ بلکہ ان کرامات کا ظہور بڑہتا جائیگا جبتک مشیت خدا کی جاری ہے فکیف یجوز ان یشکو ویقول ماھو شان المضطربین المرعوبین وکیف یجزع ویفزع پھر کیونکر جائز ہے کہ آپ شکایت کے کلمات کہتے اور ایسی باتین کرتے جو شان مضطر اور خوف زدہ لوگون کی ہے اور کیونکر نالہ و فریاد بدون کسی ضرورت شرعی کے آپ کر سکتی تھے فکلما یروونہ من جزعہ واضطرابہ فھو لیس علی ماینبغی عدا ما استثنیہ پس جتنی باتین بے صبری اور خوف زدہ ہونے کی آپ کی نسبت یہ لوگ بیان کرتے ہین ہرگز مناسب شان امام حسین ؑ کے نہین ہین سوای اُن باتون کے جنکو ہم بے صبری سی جدا ثابت کر دینگے جن کو اور انبیا نے بھی کہا ہے والثانی ان الحسین کان اشجع الناس فی زمانہ وارباطھم جاشا واملاھم قلبا من الشجاعۃ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جناب امام حسین اپنے زمانہ مین فرد یگانہ شجاعت مین تھے شیر دل اور شجاعت سی انکا دل بھرا ہوا تھا حتی انہ قد دونا فی الادعیۃ الماثورۃ ان الشجاعۃ من خواصہ اشخاصہ یہانتک جو دعائین منقول ائمہ سے ہین اُن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ شجاعت ایک خاصہ حضرت امام حسین کا تھا فکیف یحزن ویخاف من کان فی الشجاعۃ قد بلغ اقصی المدارج پھر کیونکر وہ شخص خائف و ترسان ہو سکتا ہے جو شخص شجاعت مین اعلی درجہ کو پہونچا ہو ثم کیف یظن العارف بسیرۃ الحسین انہ کان مرعوبا مضطربا فیما اصابہ پھر کیونکر اعتقاد کر سکتا ہے جو شخص حضرت کی سیرت سی آگاہ ہو کہ آپ خوف زدہ اور مضطرب تھے کلا فلیس ھذا ظن المؤمن فی الحسین ہرگز کبھی ایسا گمان مرد دیندار کو بہ نسبت امام حسین ؑ کے نہین ہو سکتا بل العارف بسیرتہ وان کان غیر مؤمن ایضا فانہ لا یعتقد انہ کان وجلا خائفا کما یدل علیہ تواریخ الیھود والنصاری بلکہ جو شخص آپ کے حالات کو جانتا ہی اگرچہ مسلمان نہ بھی ہو وہ بھی اسکا اعتقاد نہین کریگا کہ آپ ڈرتے

نے تھے اور خوف کرتے تھے دیکھو کتب تواریخ یہود و نصاریٰ کو کہ وہ کیا لکھتے ہیں اَلثَّالِثُ اَنَّ الْحُسَیْنَ ؑ مِنْ بَدْوِ شُعُوْرِہٖ اِلٰی اَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ مَتٰی مَا سَمِعَ مِنْ جَدِّہٖ وَاَبِیْہِ وَاَخِیْہِ اَنَّہٗ یُقْتَلُ وَیُصِیْبُہٗ مِنَ الْمَصَائِبِ فَرِحَ وَسُرَّ وَزَادَ غَرَامُہٗ فِیْھَا تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت امام حسین نے ابتدائے سن شعور سے تا روز شہادت جب کبھی اپنی نانا اور باپ اور بھائی سے خواہ اور کسی سے اپنے شہید ہونیکے خبر سنی او جو مصیبت ہیں آپ پر گذرنیوالی تھیں وہ آپ کی گوش زد ہوئیں خوش ہو جاتے تھے اور دل آپ کا شاد ہو جاتا تھا وَکُتُبُ السِّیَرِ وَالْاَحَادِیْثِ مَشْحُوْنَۃٌ بِہٖ اور کتابیں سیر اور احادیث کی اس مضمون سے بھری ہوئی ہیں فَمَنْ کَانَ سِیْرَتُہٗ ھٰکَذَا وَیَکُوْنُ مُنْتَظِرًا لِمَا یُصِیْبُہٗ مُدَّۃَ عُمُرِہٖ ثُمَّ اِذَا اُصِیْبَ بِہٖ فَہُوَ یَبْکِیْ وَیَخَافُ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ پس جو شخص سیرت اسکی ایسی ہو اور شبانہ روز منتظر اپنی شہادت کا رہتا ہو جب وہ زمانہ آئے اور شہادت کے آثار نمایاں ہوں تو رووے اور فریاد کرے اور ڈرے نعوذ باللہ ایسا نہیں ہو سکتا ہے وَاِنَّمَا ذٰلِکَ قَوْلُ الْمُعَانِدِ لِدِیْنِ الْاِسْلَامِ اور یہ قول کہ آپ ڈرتے تھے اور مضطرب ہو جاتے تھے اوسی بددین کا ہے جو دشمن دین اسلام کا ہے قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ الْاِسْفَرَایِنِیْ لَمَّا خَرَجَ الْحُسَیْنُ ؑ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ بِاَھْلِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ قَاصِدًا اِلَی الْکُوْفَۃِ وَالْعِرَاقِ اَتَتْہُ اَفْوَاجٌ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ ملا اسحاق اسفرائنی جو ایک عالم علماء اہل سنت میں سے ہیں نور العین میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین ؑ اپنی اہل و عیال کو لیکر بقصد کوفہ و عراق مدینہ سے نکلے فوج ملائکہ حضرت کی خدمت میں آئی وَبِاَیْدِیْھِمُ الْحِرَابُ وَھُمْ رُکُوْبٌ عَلٰی نُجُبِ الْجَنَّۃِ ہاتھوں میں فرشتوں کے ہتیار اور آلات حرب تہی اور ناقہای بہشتی پر سوار تھے فَسَلَّمُوْا عَلَیْہِ وَقَالُوْا یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَیَّدَ جَدَّکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ اُمُوْرٍ کَثِیْرَۃٍ سب فرشتوں نے عرض کی اور کہنے لگے کہ ای حسین آپ کی نانا رسول اللہ ؐ کی خداتعالے نے مدد بہت سی اوقات میں بہت سی باتوں میں فرمائی تھی وَاِنَّ اللّٰہَ تعالٰی قَدْ اَمَرَنَا اَنْ نُطِیْعَکَ فِیْ جَمِیْعِ مَا تَاْمُرُنَا بِہٖ اور اب خداتعالی نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم آپ کی اطاعت کریں اور جو کچھ آپ ہم کو حکم دیں اسکو بجا لائیں وَنَحْنُ بَیْنَ یَدَیْکَ اِنْ کُنْتَ تَاْمُرُنَا اَنْ نَسِیْرَ مَعَکَ اِلَی الْکُوْفَۃِ وَالْعِرَاقِ وَاَیَّ مَحَلٍّ تُرِیْدُہٗ نَنْصُرُکَ

عَلٰی کُلِّ مَنْ تَعَرَّضَ لَکَ بِسُوْءٍ ہم آپ کی خدمت مین حاضر رہین اگر آپ کا حکم ہو آپ کے
ہمراہ کوفہ اور عراق کو چلین یا جہان آپ جانے کا قصد کرین ہمکو حکم ہے کہ ہم آپ کی نصرت
کرین جو شخص آپ سے بری طرح سے پیش آئے اُسکو ہٹا دے اور دور کر دین ہم کوشش کرین
وَنُقَاتِلُ مَعَکَ جَمِیْعَ مَنْ قَاتَلَکَ اور ہم لڑین جو شخص آپ سے لڑنیکا ارادہ کرے فَقَالَ لَھُمُ الْحُسَیْنُ
لَاحَاجَةَ لِیْ بِکُمْ فَاللّٰہُ تَعَالٰی یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا مجکو تمہاری نصرت
کی کچھ حاجت نہین ہے اور خدا وہی کرتا ہے جو اسکی مشیت مین جاری ہوتا ہے فَقَالُوْا اِنَّ
اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَمَرَنَا اَنْ نُطِیْعَکَ وَنَرُدَّ عَنْکَ کُلَّ مَا تَخْشَاہُ اون فرشتون نے عرض کی
کہ ہمکو خدا نے حکم دیا ہے کہ آپ کی اطاعت کرین اور جس چیز سے آپ ڈرتے ہین اسکو آپ سے ہٹا دین
اور دور کر دین فَقَالَ لَھُمْ لَاسَبِیْلَ لِاَحَدٍ عَلَیَّ وَلَا عَلٰی قِتَالِیْ حضرت نے فرشتون سے فرمایا
کسی شخص کو مجپر غالب آنیکی مجال نہین ہے اور نہ کوی سبب ایسا ہی کہ مجھ سے کوئی شخص لڑے
لِاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ شَیْءٌ عِنْدِیْ یُوْجِبُ الْقِتَالَ اسلئے کہ مجھہ مین کوئی ایسی بات ہی نہین ہے
جسکے سبب سے کوئی شخص میرے دشمنون مین سے مجھسے لڑنیکو واجب سمجھے وَاِنَّمَا اَنَا عَامِدٌ
اِلٰی بُقْعَتِیْ وَحُفْرَتِیْ مین تو عمداً اور اختیاراً اس گہر کو جاتا ہون جو ازل سے خدا نے میرے واسطے
تجویز کیا ہے اور وہی جگہہ میری قبر کی ہے یہ سنکر وہ سب فرشتے پلٹ گئے قُلْتُ وَتِلْکَ الرِّوَایَةُ
رَوَاھَا شَیْخُنَا الْمُفِیْدُ عَنِ الصَّادِقِؑ بِاِخْتِلَافٍ عَنِ الْاَلْفَاظِ اَسْقَطَھَا اَبُوْ اِسْحٰقَ لِاَسْتِرَابِہٖ
اَوْلَمْ تَصِلْ اِلَیْہِ بِتَمَامِھَا مین کہتا ہون اس روایت کو جناب شیخ مفید نے امام جعفر صادقؑ سے بھی نقل کیا ہی
باختلاف چند الفاظ کے جنکو ملا ابو اسحق نے ساقط کر دیا یا تو کسی غرض خاص سے یا یہ کہ انکو یہ
روایت پوری نہین پہونچی وَھِیَ ھٰذِہٖ اور وہ الفاظ جو امام جعفر صادقؑ نے فرمائے ہین وہ یہ ہین
فَقَالَ لَھُمُ الْمَوْعِدُ حُفْرَتِیْ وَبُقْعَتِیَ الَّتِیْ اُسْتَشْھَدُ فِیْھَا وَھِیَ کَرْبَلَا وَاِذَا وَرَدْتُھَا فَاْتُوْنِیْ
حضرت امام حسینؑ نے اُن فرشتون سے فرمایا کہ میری وعدہ گاہ وہ جگہہ جہان میری قبر ہے اور
وہ مکان ہے جسمین کہ مین شہید کیا جاونگا وہ زمین کربلا ہے وہی مقام نصرت کا ہی جب
مین وہان پہونچون تمکو چاہیے کہ وہان پر حاضر ہو اور اس روایت کی تصدیق روایت کافی کلینی
سے ہم آگے ذکر کرینگے کہ فرشتے آئے مگر دیر مین آئے فَقَالُوْا یَا حُجَّةَ اللّٰہِ مُرْنَا نَسْمَعْ

وَنُطِيعُ فَهَلْ تَخْشَى مِنْ عَدُوٍّ يَلْقَاكَ فَنَكُونُ مَعَكَ فرشتون نے عرض کی ای حجت خدا
آپ ہمکو حکم دیجیے جسکو ہم بسر وچشم بجا لائین کیا کسی دشمن سے اپ کو خوف ہی کہ راہ مین آپ سے
ملیگا اگر ایسا ہو تو ہمارا لشکر اپ کے ہمراہ چلی فَقَالَ لَا سَبِيلَ لَهُمْ عَلَيَّ وَلَا يَلْقَوْنِي بِكَرِيهَةٍ
أَوْ أَصِلَ إِلَى بُقْعَتِي حضرت نے فرمایا کہ ان دشمنون کا خوف مجہہ پر نہین ہی اور اگر راہ مین وہ
ملین گے بھی تو کچہ گزند نہین پہونچا سکتے جب تک مین اپنی وعدہ گاہ تک نہ پہونچون ترجمہ حدیث کا تمام
ہوا أَقُولُ وَقَدْ ظَهَرَ مِنْهُ أَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَمْ يَكُنْ مَجْبُورًا وَلَمْ يَكُ خَائِفًا وَلَا وَجِلًا
مِمَّا يَلْقَاهُ ان دونون روایتون سے دونو باتین ثابت ہو گئین کہ حضرت امام حسین نہ تو مجبور
تھے اور نہ خائف و ترسان تھے اوس مصیبت و بلا سے جو انکو پہونچنے والی تھی وَأَمَّا مَا يُقَالُ
فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ مِنْ أَنَّهَا دَالَّةٌ عَلَى مَزِيَّةِ شَجَاعَةِ الْحُسَيْنِ ع عَلَى جَدِّهِ رَسُولِ اللّٰهِ
فَإِنَّهُ طَلَبَ النُّصْرَةَ مِنَ اللّٰهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى أَفْوَاجَ الْمَلَائِكَةِ لِنُصْرَتِهِ اور
یہ اعتراض جو اس روایت پر کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسین کی فضیلت لازم آتی ہی جناب رسالتمآب
پر اسلئے کہ اس جناب نے بارہا طلب نصرت کی اور خدا نے انکی نصرت کیواسطے فوج ملائکہ بھیجی وَرَدَّ الْحُسَيْنُ
أَفْوَاجَ الْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ قَدْ أَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالَى إِيَّاهُمْ لِنُصْرَتِهِ اور جناب امام حسین نے
افواج ملائکہ کو جنکو خدا نے آپ کی نصرت کیواسطے بھیجا تھا واپس کر دی پس انکی شجاعت جناب
رسالتمآب کی شجاعت سی زیادہ معلوم ہوتی ہے وَهٰذَا إِنَّمَا يَسْتَحِيلُ عِنْدَ الْعَقْلِ وَيَأْبَاهُ الشَّرْعُ
أَيْضًا اور یہ بات بنظر عقل کی بہی محال ہے اور شریعت بہی اسکو ناجایز کرتی ہے کسی نبی پر اسکی
وصی اور نائب کو فضیلت نہین ہو سکتی فَنَقُولُ وَلَيْسَ فِي هٰذَا مَزِيَّةٌ فَضْلٌ لِلْحُسَيْنِ ع
عَلَى جَدِّهِ مین کہتا ہون کہ اس بارہ مین کچہ زیادہ فضیلت حضرت امام حسین کو اپنے نانا پر نہین
تھی لِأَنَّ جَدَّهُ رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ أَشَارَ إِلَى الْحُسَيْنِ وَأَمَرَهُ بِكُلِّ مَا يَفْعَلُهُ اس لئے
کہ خود جناب رسالتمآب نے حضرت امام حسین کو وصیت فرمای تھی اور جو کچہ آپ کرتے تھے اپنے نانا کی
حکم کی اطاعت سے کرتے تھے وَالْمُطِيعُ كَيْفَ يُخَالِفُ الْمُطَاعَ اور جو شخص کسی کا مطیع اور فرمانبردار
ہو اپنے مالک اور حاکم کی مخالفت کیونکر کر سکتا ہی فَإِنَّ شَهَادَتَهُ مِنَ الْمَوَاعِيدِ الَّتِي قَدْ
اسْتَوْثَقَهَا رَسُولُ اللّٰهِ يَوْمَ وِلَادَةِ الْحُسَيْنِ ع اسلئے کہ شہادت آپ کی ان وعدون مین سے تہی

ہتی جس عہد و پیمان کو جناب رسول خدا سلئے مستحکم اور مضبوط خدا سے کر لیا تہا اوسی
دن سے جب سے حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے بلکہ بعض روایتون مین دیکہا گیا ہے
کہ ولادت سے پہلے یہ عہد و پیمان ہو چکا تہا فَاِنْ کَانَ الْحُسَیْنُ یَسْتَعِیْنُ بِاَفْوَاجِ
الْمَلٰئِکَۃِ فَکَیْفَ کَانَ یُسْتَشْهَدُ وَکَیْفَ یُوْفِی بِعَهْدِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۱۲ اب
اگر جناب امام حسینؑ فوج ملائکہ سے نصرت لیتی کیونکر شہید ہوتے اور کیونکر وہ عہد پورا ہوتا جو عہد
جناب رسالتماب نے خدا سی کیا تہا ثُمَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ فِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ ثُمَّ اَتَتْہُ طَائِفَۃٌ مِنْ
مُوْمِنِی الْجِنِّ بعد ذکر روایت نزول ملائکہ کے پہر ملا ابو اسحٰق نے نور العین مین لکہا ہے کہ پہر
اسکے بعد خدمت امام حسینؑ مین ایک گروہ جنات کا جو مومنین تہے حاضر ہوئے وَسَاقَ
الرِّوَایَۃَ کَمَا وَرَدَتْ عَنِ الصَّادِقِ ۲ ملا ابو اسحاق نے ورود جن کی روایت اسی طور سے نقل
کی جسطرح پر بحار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے وَنَحْنُ نَذْکُرُ اَلْفَاظَهَا
عَلٰی مَا رُوِیَ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّهَا اَبْلَغُ وَاَتَمُّ مُرَادِنَا ہم اس مقام پر وہ الفاظ
اس روایت کے لکھتے ہین جو بحار مین شیخ مفید رہ سے منقول ہین انہون نے جناب صادقؑ سی
روایت کی ہے اسلئے کہ وہ الفاظ پورے ہین اور ہماری تمام اغراض اون سی پوری ہوتی ہین
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَتَتْہُ اَفْوَاجُ مُسْلِمِی الْجِنِّ فَقَالُوْا یَا سَیِّدَنَا نَحْنُ شِیْعَتُکَ وَ
اَنْصَارُکَ جناب صادقؑ نے فرمایا کہ فوج مسلمان جنون کی خدمتمین جناب امام حسینؑ
کے حاضر ہوئی اور عرض کی جنات نے ای سردار ہمارے ہم سب لوگ آپ کی پیرو ہین اور
اپ کے انصار مین داخل ہونے کو حاضر ہوئے ہین فَمُرْنَا بِاَمْرِکَ وَمَا تَشَاءُ اب حکم
دیجیے آپ ہم کو اور جو کچہ اپ کی خواہش ہو اوس کو ظاہر فرمائیے فَلَوْ اَمَرْتَنَا نَقْتُلُ کُلَّ عَدُوٍّ
لَکَ وَاَنْتَ بِمَکَانِکَ لَکَفَیْنَاکَ ذٰلِکَ اگر آپ ہم کو حکم دین کہ آپ کی تمام دشمنون کو ہم
قتل کر ڈالین اور آپ اسی جگہہ تشریف رکہتی ہون ہم ہی فقط اس حکم کی تعمیل مین کافی ہین
فَجَزَاهُمُ الْحُسَیْنُ خَیْرًا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدا تمکو اس حسن عقیدت کی جزای
خیر عطا فرمائے اَوَمَا قَرَأْتُمْ کِتَابَ اللّٰہِ الْمُنْزَلَ عَلٰی جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۱۲ اَیْنَمَا
تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُشَیَّدَۃٍ کیا تم نے وہ قران نہین

پڑہا ہے جو میری نانا رسول اللہ پر اوترا ہے اسمین خدا فرماتا ہے جہان کہین تم ہو گے موت ضرور تمکو آئیگی اگرچہ تم بلند اور مضبوط برجون مین کیون نہ جا چہپو وقال سبحانہ لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم اور پہر یہی خدانے فرمایا ہے کہ ضرور نکلینگی اپنی گہر ون سے وہ لوگ جن پر قتل یعنی شہید ہو جانا واجب کر دیا گیا ہے اور اپنی خوابگاہ کے مقام مین ضرور پہونچ جائینگے واذا اقمت بمکانی فبماذا یبتلی ھذا الخلق المتعوس وبماذا یختبرون اگر مین اس مقام پر ٹہرا رہون اور تم میری سب دشمنون کو قتل کرڈالو پس امتحان اس خلقت خدا کا جو ہلاکت مین گرفتار ہو رہی ہے کس بات سے کیا جائیگا اور کس چیز سے ان لوگون کا امتحان لیا جائیگا یعنی میری شہادت خدانے ذریعہ امتحان خلائق گردانا ہے ومن ذا یکون ساکن حفرتی بکربلا اور مین یہان رہون پہر کون شخص میری قبر مین رہیگا جو کربلا مین بنی ہوئی ہے وقد اختارھا اللہ یوم دحی الارض وجعلھا معقلا لشیعتنا وہ کربلا جس کو خدانے تمام زمینون مین اسی دن پسند کیا ہے جبدن زمین کو پیدا کیا تھا اور اس کربلا کو ہمارے شیعون کیلیے جائی پناہ مقرر فرمائی ویکون لھم امانا فی الدنیا والاخرۃ وہ کربلا جو ہمارے شیعون کیواسطے امان آفات دنیا اور آخرت کی ہے ولکن تحضرون یوم السبت یوم عاشورا الذی اقتل فی اخرہ ولا یبقی بعدی مطلوب من اھلی ونسبی واخوتی واھلبیتی لیکن تمکو چاہئے کہ بروز شنبہ جو عاشورا کا دن ہے اس دن حاضر ہو یا مراد یوم السبت سے یہ ہے کہ یوم اسائش و آرام مکروہات دنیا سے ہمارے واسطے ہے اس دن حاضر ہو جس کے آخر روز مین شہید ہونگا اور بعد میری شہادت کی پہر کوئی شخص جسکی طلب درگاہ الہی مین ہی باقی نرہیگا میری اہل سے اور میری ہم نسب اور میری بہائی اور میری اہلبیت مین سے جنکی جنکی شہادت مطلوب ہی کوئی باقی نرہیگا ویسار براسی الی یزید لعنہ اللہ اور میرا سر یزید کے پاس بہیجا جائیگا فقالت الجن نحن واللہ یا حبیب اللہ وابن حبیبہ لولا ان امرک طاعۃ پس جنات سنے عرض کی کہ ہمکو قسم بخدا اے حبیب خدا اور فرزند حبیب خدا اتنا ہی خیال ہے کہ اگر آپ کا حکم بجا لانا طاعت الہی نہوتا وانہ لا یجوز لنا مخالفتک قتلنا جمیع

أَعْدَائِكَ قَبْلَ اَنْ يَصِلُوْا اِلَيْكَ اور آپ کے خلاف حکم کرنا ہمکو حرام ہوتا تو ہم تمام دشمنون کو آپ کے قتل کر ڈالتے قبل اسکے کہ وہ آپ تک پہونچتے اور آپ سے بی ادبی کرتے فَقَالَ لَهُمْ نَحْنُ وَاللهِ اَقْدَرُ عَلَيْهِمْ مِنْكُمْ حضرت نے فرمایا کہ قسم بخدا ہمکو تم سے زیادہ اپنے دشمنون کے ہلاک کرنے پر قدرت ہے وَلٰكِنْ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ مگر ہم صبر اس واسطے کرتے ہین تاکہ جو شخص ہلاکت دنیا اور آخرت مین گرفتار ہو جائے یا مر جائے حجت خدا اُس پر بھی تمام ہو جائے اور جو زندہ رہے اوسپر بھی حجت پوری پوری ظاہر ہو جائے حدیث تمام ہوئی اَقُوْلُ اَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّيْ اِذَا اُقْتَلُ اِلَى اٰخِرِهٖ مین کہتا ہون کہ یہ جو حضرت نے فرمایا کہ اگر میری شہادت نہو گی تو یہ خلائق جو تباہ کار ہے اسکا امتحان کیونکر ہوگا فَالْمُرَادُ بِالْاِخْتِبَارِ لَيْسَ اِخْتِبَارُ حِزْبِ اٰلِ مَرْوَانَ وَاَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ الَّذِيْنَ قَتَلُوْهُ وَسَلَبُوْهُ فَقَطْ پس مراد اس امتحان سے فقط امتحان بنی امیہ اور پیروان شیطان کا جنہون نے آپ کو قتل کیا اور لوٹنے وغیرہ کی بدعت کی انہین کا امتحان فقط منظور نہین بَلِ الْاِخْتِبَارُ الْعَامُّ لِجَمِيْعِ الْاُمَّةِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ بلکہ مراد حضرت کی امتحان عام تمامی امت سے قیامت تک ہے بِدَلِيْلِ قَوْلِهٖ جَعَلَهَا اللهُ مَعْقِلًا لِشِيْعَتِنَا وَيَكُوْنُ لَهُمْ اَمَانًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اس پر دلیل وہی ہے جو آپ نے فرمایا کہ ہماری کربلا کو خدا نے جای پناہ ہماری دوستون کے کر دیا ہے اور امان دنیا اور آخرت انکے واسطے اسی مین ہے اَلَا تَرٰى اَنَّ الْمُبْغِضِيْنَ لَهٗ وَلِاَوْلِيَائِهٖ كَائِنِيْنَ مَنْ كَانُوْا فِيْ كُلِّ عَصْرٍ وَاَوَانٍ كَيْفَ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِنَا الزَّائِرِيْنَ وَاِذَا اِمْتَحَنَّ نَذْكُرُ مَصَائِبَهٗ وَنَتَعَزّٰى بِعَزَائِهٖ کیا نہین دیکھتے ہو کہ دشمن اُس جناب کے اور دشمن آپ کی دوستون کی کوئی کیون نہو ہر زمانہ مین اور ہر وقت کیسی خندہ زنی کرتے ہین ہمپر جب ہم زیارت کربلا کو جائین یا مصائب جناب سید الشہدا کو بیان کرین اور عزاداری اس جناب کی عمل مین لائین بَلْ بَعْضُهُمْ بِمَثَابَةٍ مِنَ التَّعَصُّبِ يُحَاوِلُوْنَ اَنْ يُقَاتِلُوْنَا فَيَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَنَا بلکہ بعضون کو تو اس درجہ کا تعصب ہے

جبکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم سے لڑیں اور زیارت کو جانے پر یا عزاداری کرنے پر ہمکو قتل کریں وان لم یستطیعوا ذلک لم یدعوا ذلة ولا هوانا الا اصابونا به لکونا موالینا کہ اور اگر ہمارے قتل پر قادر ہوں پھر اون کا یہ ارادہ ہوتا ہے کوئی ذلت اور رسوائی باقی نرہجاوے جو ہم دوستداران اہل بیت کو نہ پہونچائیں فالی الله المشتکی صبراً یا ابا عبدالله پس خدا سے ہم شکایت کرتے ہیں صبر کیجئے ای اباعبدالله الحسین فانک ولو قاسیت الاحزان وصبرت علی مصائبک حق الاصطبار اسلیئے کہ اگرچہ آپ نے بڑی بڑے رنج اٹھائے اور بڑی بڑی ایذائیں آپ کو پہونچیں اور اپنی مصیبتوں پر اتنا ہی صبر کیا جو حق صبر کرنیکا تھا ولکن لم تخرج ضغائن قلوب اعدائک الان لیکن جو کینہ آپ کے دشمنوں کے دلوں میں پڑ گئے ہیں باوجود اسقدر ایذادہی کے ابھی تک ان کے دلوں سے نہیں نکلی فنحن ایضا صابرون علی ما یاتون به الینا پس ہم لوگ بھی آپ کی [illegible] صبر کرتے ہیں جو کچھ دشمنان دین کے [illegible] پہونچی یاتون علی مصائبکم لا علی مصائبنا ہم ہمیشہ آپہی کی مصیبت پر رویا کرینگے اور ہم جو مصیبت کہ زندگی آپ کی پر مصیبت میں ہیں ہرگز نروئینگے بلکہ خوش ہونگے اللهم اجعل لنا ولمن یرضی بما فیہا ذلک العزاء منزلاً کریماً عندک تجمعنا فیه مع اولیائک المعصومین خداوندا ہماری واسطے اور جو شخص ہماری اس عزاداری پر راضی ہو اور ہمارا ساتھ دے اسکے واسطے ایسا بزرگ مقام اپنی جوار رحمت میں تجویز کردے جسمیں ہم یکجا ہو جائیں ہمراہ تیرے اولیاء معصومین کے صلوات الله علیهم اجمعین

باب ششم توجیہ کلام حضرت کی جو آپ نے جنوں سے فرمایا کہ ہم اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے پر تم سے زیادہ قادر ہیں

انما قال الحسین نحن اقدر علیهم منکم تشبیها لهم بما ورد فی القرآن المجید فی سورة سبا حضرت امام حسین نے یہ جو لشکر جن سے ارشاد فرمایا کہ ہمکو اپنے دشمنوں کے قتل کرنے پر تم سے زیادہ قدرت ہے اسمیں مشابہت پیدا ہوتی ہے اس قصہ سے جو خدا نے قرآن مجید کی سورہ سبا میں

ارشاد فرمایا ہے لما ذکر سبحانہ من امر بلقیس واخبار الھدھد بقولہ ولھا عرش عظیم جب خدا نے ذکر کیا قصہ جناب بلقیس کا اور ہدہد کی خبر ہی کہ بلقیس کے پاس ایک تخت بہت بڑا ہے ثم ذکر قول سلیمان ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین بعد اسکے قول حضرت سلیمان کا نقل فرمایا کہ آپ اپنے حاضرین دربار سے ارشاد کیا کہ تم مین کوئی ایسا ہے جو اس تخت کو اوٹھا لاوے قبل اسکے کہ وہ لوگ میرے مطیع ہو کر حاضر ہون قال عفریت من الجن انا اتیک قبل ان تقوم من مقامک ایک جنیت جن نے کہا کہ مین اس تخت کو اتنا جلد لاؤنگا کہ آپ بہی دربار کو برخاست کر کے اپنی مسند خلافت سے اوٹھنے نہ پاوینگے فلما کان قول العفریت مشتملا علی دعوی عظیمۃ یفتخر بھا علی بنی ادم چونکہ دعوی اس خبیث کا بہت بڑا تھا جس سے بنی آدم پر اسکو فخر کرنا منظور تھا و لا یرضی اللہ سبحانہ ان یوقر بنی الجان علی اشرف مخلوقاتہ اعنی بنی ادم اور خدا کو یہ بات پسند نہین تہی کہ جنات کو ہمہ توقیر اور منزلت اتنا کرے کہ انسان سے انکی عزت بڑہجائے فلھذا لم یتمالک اصف بن برخیا علی ما حکاہ سبحانہ اسی سبب سے جناب آصف بن برخیا کو ضبط نہ باقی رہا اول اوٹھے جیسا قرآن مین خدا ارشاد فرمایا ہے وقال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک اور کہا اس شخص نے جسکو تہوڑا سا علم کتاب کا حاصل تہا یعنی ایک اسم اعظم معلوم تہا مین اس تخت کو اتنا جلد لاؤنگا کہ آپکی پلک نہ جہپکنے پاویگی فلما انف اصف بن برخیا من تفوق الجن علی نفسہ فکیف یرضی بہ الحسین جسوقت حضرت آصف بن برخیا وصی سلیمان علیہ السلام اس جن کی اپنے اوپر فائق ہونے سے راضی نہوئے پس جناب امام حسین جنون کی فضیلت سے اپنے اوپر کیونکر راضی ہوسکتے ہیں اذ ھو فرخ رسول اللہ الذی ھو افضل البریۃ اسواسطے کہ وہ جناب فرزند اس رسول کے تہے جو تمامی مخلوقات سے افضل ہین وابن علی بن ابیطالب الذی قال اللہ سبحانہ فیہ قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم ومن عندہ

علم الکتاب اور بیٹے اُس علی ابن ابیطالب کے ہین جن کی شان مین خدا نے قرآن مین
فرمایا کہ کہدو اے محمد کافرون سے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین
گواہی دینے کو خدا کافی ہے اور وہ دوست خدا کا جسکو تمام علم کتاب یعنی علم
لوح محفوظ کا حاصل ہے کما ھو مروی فی التفاسیر چنانچہ تفسیر فریقین مین
اس آیہ کا شان نزول جناب امیر کی شان مین ہے اگرچہ بعض مفسرین اہل سنت
نے اس آیہ سے حضرت جبرئیل کو بھی مراد لیا ہے فَاِنَّ اٰصَفَ بن برخیا کانَ عِندَہٗ
عِلمٌ مِن بعضِ الکتابِ وھُوَ الاسمُ الاعظمُ الّذی بہٖ یتصرّفُ العالمُ بہٖ فی
طیِّ الارضِ یعنی وہ اسم اعظم انکو دیا تھا اس سبب سے کہ جناب آصف بن برخیا کو بعض علم کتاب تھا جسکا جاننے والا طے
الارض کا معجزہ کر سکتا ہے وعلیٌّ علیہ السّلامُ قد جمع اللہ لہٗ کلَّ علمٍ و کلَّ
فضلٍ فکیف یرضی الحسینُ بشیءٍ فیہِ وھنٌ لبنی آدم اور علی ابن ابیطالب
مین خدا نے ہر ایک چیز کا علم اور ہر قسم کی فضیلت جمع کردی تھی پھر کیونکر راضی ہوتے
اس کلام کو سنکر حضرت امام حسین علیہ السلام جسمین سبکی بنی آدم کی پیدا
ہوتی تھی واَیضاً فیہِ وھنٌ لہٗ ولابیہِ اور نیز خود جناب امام حسین اور انکے پدر بزرگوار کی
بھی اسمین کسر شان لازم آتی تھی فکانّہٗ اراد لما لم یرض وصیُّ سلیمانَ اَن یَفتخرَ علیہِ
احدٌ من الجنِّ فکیف یرضٰی وصیُّ محمّدٍ المصطفٰی الّذی ھُوَ افضلُ
الانبیاءِ ووصیُّہٗ افضلُ الاوصیاءِ پس گویا جناب امام حسین نے اپنے زیادہ
قادر ہونیسے یہ مراد لی کہ ہرگاہ وصی سلیمان راضی نہوئے اسبات پر کہ جن آپکے سامنے
اپنا فخر ظاہر کرے پھر کیونکر راضی ہو سکتے ہین وصی محمد مصطفٰے جو تمامی انبیاء پر افضل ہین
پس اُن کے وصی تمام اوصیاء پر فضیلت رکھتے ہین اَمّا قولہٗ علیہِ السّلام لافواجِ
الجنِّ ولکن تحضُروا یومَ السّبتِ وھُوَ یومُ عاشورا فیُصدِّقُ ذلکَ ما رواہُ
ابو اسحٰق اَنّھُم حضرُوا الطّفَّ کما امرھُم الحسینُ علیہِ السّلام
لیکن قول اُس جناب کا گروہ جن سے کہ یوم سبت روز عاشورا
تسکو حاضر ہونا چاہیے اسکی تصدیق علاوہ ابو اسحق کی روایت سے ہوتی ہے

ہوئی ہے کہ وہ لوگ بموجب حکم آپ کے کربلا مین حاضر ہوئے چنانچہ ہم اس کو باب
آئندہ مین لکھینگے اب ہم اُن اسباب کو بیان کرین جنکی وجہ سے جناب امام حسینؑ نے
افواج ملائکہ اور جن کو آخر وقت عصر عاشورا مین طلب فرمایا تھا

باب ہفتم اُن اسباب کا بیان جنکی وجہ سے نصرت ملائکہ اور جن حضرت نے منظور نہین فرمائی اُنکو آخر روز عاشورا مین طلب فرمایا

اَمَّا تَخْصِيصُ اِحْضَارِ الْجِنِّ وَالْمَلٰئِكَةِ فِي آخِرِ يَوْمِ عَاشُورَا كَمَا اَمَرَ بِهِ
فَعِنْدِي لَهُ وُجُوهٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ یہی بات کہ جناب امام حسینؑ نے فوج ملائکہ اور
جن کو آخر روز عاشورا مین جو وقت آپ کی شہادت کا تھا طلب فرمایا اس طلب کرنے
کے میرے نزدیک چند سبب تھے اور خدا بہتر جانتا ہے مین اپنے گمان مین یہی
اسباب سمجھ رہا ہون اَمَّا اَوَّلًا فَلِاَنَّهُمْ اِنْ حَضَرُوْا فِي اَوَّلِ الْيَوْمِ اَوْ وَسَطِهِ لَ
كَانُوْا مُرِيْدِيْنَ لِنُصْرَتِهِ پہلا سبب یہ تھا کہ فوج ملائکہ اور جن اگر اول روز عاشورا یا
وسط روز مین حاضر ہوتی تو ارادہ اُنکا آنحضرت کی نصرت کا تھا وَكَانَ يَبْرُزُ وَاحِدًا
بَعْدَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَيُقْتَلُ وَيُسْتَشْهَدُ اور کیفیت روز عاشورا
کی صبح سے دوپہر تک یہ تھی کہ ایک ایک شخص آپ کی اصحاب اور اہل بیت سے
میدان جنگ مین لڑنے جاتا تھا اور شہید ہوتا تھا وَكَانَتِ الْاَطْفَالُ يَبْكُوْنَ وَ
يُوَلْوِلُوْنَ وَيَبْلُغُ اَصْوَاتُهُمْ وَاسْتِغَاثَتُهُمْ اِلٰى ذُرْوَةِ السَّمَاءِ اطفال خورد سال
کی یہ کیفیت تھی کہ رو رہے تھے اور خروش اُنکے رونیکا خیمہ گاہ مین برپا تھا اور
فریاد العطش آسمان تک جاتی تھی وَفِي اَيْدِيْهِمُ الْقِرَبُ وَالْاَوَانِيْ وَكَانُوْا
يَقُوْلُوْنَ لِكُلِّ مَنْ يَبْرُزُ اِئْتِنِيْ بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ وَهُوَ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ اَنَا اٰتِيْكُمْ
بِهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ہاتون مین چھوٹی چھوٹی مشکین سوکھی ہوئی اور خالی برتن
لئے ہوئے کھڑے تھے اور جو شخص میدان جنگ کی طرف جاتا تھا اس سے کس منت
اور عاجزی سے درخواست کرتے تھے کہ ہمارے واسطے تھوڑا سا پانی لیتے آنا وہ مجاہد
سعادتمند یہ سنکر تڑپ جاتا تھا اور رو دیتا تھا اور کہتا تھا کہ انشاءاللہ مین زندہ پھرا تو ضرور

منزور پانی لیکر آونگا والحسین ینظر الی مایجری علیہ ویقول واقلۃ ناصراہ
اور حضرت امام حسین دیکھہ رہے تھے جو کچھ ابپر گذرتی ہتی اور فرماتے تھے افسوس کہ
کہ ہمارے انصار کم ہیں ومرۃ یقول واغوثاہ ہل من ناصر ینصرنا ہل
من ذاب یذب عنا ہل من راحم یرحم علی اہلبیت الرسول اور کبہی فرماتے
تھے کہ افسوس ہے کہ اسوقت کوئی فریادرس نہیں ہے کوئی ایسا بہی ہے جو اسوقت ہماری
نصرت کرے کوئی ایسا ہی ہے کہ ان اذیتوں کو ہم سے دفع کرے کوئی ایسا بہی ہے
جو کہ اہلبیت رسول پر رحم کرے ہل من مسلم یسقینا شربۃ من الماء فقد
تشققت اکبادنا من شدۃ الظماء کوئی مسلمان بہی اب باقی ہے جو ہمکو تہوڑا سا
پانی پلائے کہ اب تو شدت تشنگی سے ہمارے جگر چاک ہو گئے ہیں وکل ذلک لم یکن
الا تماما لا احتیاجا اور یہ سب باتیں جو آپ فرماتے تھے بنظر الحاح و احتیاج
کے نہ تہی کیونکہ نعوذ باللہ یہ نہیں قدرت تہی کہ اگر زمین پر پانون ماردیتے اسی جگہ چشمہ
جاری ہوجاتا بلکہ اتماما للحجۃ واشہادا للہ ثم وصیۃ عن جدہ بلکہ محض بغرض
اتمام حجت یہ کلمہ آپ ارشاد فرماتے تھے اور خدا کو مظالم امت پر گواہ کرتے تھے اور
وصیت اپنے نانا کی بجالاتے تھے کیا خوب ایک مداح اہلبیت نے نظم کیا ہے رحمت خدا کی
اسپر ہو سے حسین اور طلب آب ای معاذ اللہ ❊ تمام کرتی تہے حجت سوال آب نہتا ❊ فان حضر
افواج الملائکۃ والجن فی ذلک الوقت کیف یسوغ لہ تلک الاستغاثۃ
اگر اسوقت فوج ملائکہ اور جن حاضر ہوتی یہ استغاثہ کرنا حضرت کا کیونکر صحیح و درست ہوتا
وکیف یقول یوم القیامۃ یا جبار یا منتقم ان عبدک الحسین قد استغاث
فلم یغیثوہ واسترحم فلم یرحموہ فلا یتم الحجۃ عند اللہ ثم یوم الحشر
اور کیونکر بروز قیامت آپ شکایت بحضور پروردگار کر سکتے کہ ای جبار ای منتقم حقیقی میرے
بندہ فرمانبردار حسین نے انسے فریاد کی پس فریاد کو نہیں پہونچے اور ان سے ترحم کی
اپنے حال پر طلب کی پس ان اشقیا کو رحم نہ آیا اور جب آپ یہ شکایت نکر سکتے تو اتمام
حجت بروز حشر نہوتا الثانی ان الاصحاب والاقرباء الذین استشہدوا معہ

إِنْ كَانُوا أَحْيَاءً وَيَأْتِيهِمْ نُصْرَةٌ مِنْ أَفْوَاجِ الْمَلَائِكَةِ وَالْجِنِّ دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ
اصحاب و اہلبیت جناب کے ہمراہ شہید ہوئے اگر زندہ ہوتے اور انکی حالت حیات میں فوج
ملائکہ اور جن کی آمد ہوتی فَإِنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ مُطِيعِينَ لِأَمْرِهِ وَلَكِنَّهُمْ لَمْ
يَكُونُوا مَعْصُومِينَ وَلَا حُجَجَ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ پس وہ شہدا اگرچہ وہ مومن کامل
تھے اور حکم امام کے بدل و جان فرمانبردار تھے مگر معصوم نہیں اور حجت خدا میں داخل نہ تھے
بشریت اوپر غالب تھی فَعَسَى أَنْ يَسْئَلُوا الْحُسَيْنَ إِنَّكَ قَدْ طَلَبْتَ النُّصْرَةَ مِنْ بِلَادٍ
مُخْتَلِفَةٍ كَالْبَصْرَةِ وَالْيَمَنِ وَالْغَاضِرِيَّةِ وَغَيْرِهَا شاید بمقتضای بشریت وہ لوگ حضرت سے
کہہ بیٹھتے کہ آپ نے نصرت مختلف مقامات سے طلب فرمائی تھی مثل بصرہ اور یمن اور غاضریہ وغیرہ
کے وَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَيْكَ الْآنَ وَأَيَّدَكَ بِالنَّصْرِ فَأَرْسَلَ إِلَيْكَ عَسْكَرَ الْجِنِّ وَالْمَلَائِكَةِ
فَخُذْهُمْ أَنْصَارَكَ وَقَاتِلِ الْكُفَّارَ وَاهْزِمْهُمْ عَنْ آخِرِهِمْ خدا نے آپ پر بخشش
کرکے اب اسوقت آپ کی تائید فرمائی ہے کہ لشکر ملائکہ اور جن کو آپ کی نصرت کیلئے
بھیجا ہے اب آپ انکو اپنے انصار میں داخل کرکے کفار بدکردار سے لڑیں اور ان سب
کو شکست فاش دیں فَإِنْ أَجَابَ الْحُسَيْنُ مَسْئَلَتَهُمْ فَلَا يَفُوزُ بِتِلْكَ الشَّهَادَةِ
الْعُظْمَى الَّتِي أَشَارَ إِلَيْهَا بِقَوْلِهِ لِأَفْوَاجِ الْجِنِّ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ الخ پھر اگر
جناب امام حسین بموجب درخواست اپنے اصحاب و اہلبیت کے نصرت ملائکہ اور
جن کو منظور کرلیتے اس درجہ شہادت عظمی کو نہ پہونچتے جسکی طرف آپنے لشکر جن کی
طرف خطاب کرکے آیہ قرآنی کی تلاوت فرمائے تھے کہ مجھپر شہید ہوجانا خدا نے واجب
کردیا ہے وَمَعَ ذَلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ فِي صَبِيحَةِ ذَلِكَ الْيَوْمِ لَقَدْ نَعَى الْحُسَيْنَ فِي
الْمَنَامِ وَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّكَ تَأْتِينِي الْيَوْمَ بَعْدَ الْعَصْرِ اور اسکی علاوہ صبح
عاشورا کو جناب رسول خدا نے خواب میں حضرت امام حسین کو خبر دی تھی کہ اے فرزند
آج بعد عصر کے تم ہمارے پاس پہونچ جاؤگے وَكَانَ حَاضِرًا فِي الطَّفِّ يَرَاهُ الشُّهَدَاءُ
حِينَ احْتِضَارِهِمْ وَيَقُولُونَ لِلْحُسَيْنِ هَذَا جَدُّكَ مُحَمَّدٌ الْمُصْطَفَى اور جناب سرور
کائنات میدان کربلا میں موجود تھے کہ شہدا انکو بروقت احتضار دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ

کہ اے حسین یہ آپ کے نانا رسولخدا محمد مصطفےٰ صلعم تشریف رکھتے ہین وفی یدہٖ کاسٌ ماءٌ
من کاسٍ الاوفیٰ ویقول لک العجل العجل فانا مشتاقون الیک اور آپ کیواسطے
جام سیراب لئے ہوئے فرمارہے ہین کہ ای حسین جلدی آؤ ہم تمہارے مشتاق ہین ھذا
وان لم یقبل الحسین ع مسئلۃ اصحابہ فی ذلک فعسیٰ بعضھم ان یکرھوا
شیئا وھو خیر لھم یہ بات تو اسوقت تھی جب کہ آپ اپنے اصحاب کا کہنا مان لیتے اور اگر
آپ انکا کہنا اور انکی درخواست منظور نکرتے شائد انکو وہ بات ناگوار ہوئی جو انکی حق مین بہتر تھی
اور بہتر ہو جاتی انما الامر الی اللہ ورسولہ والامام المفترض بالطاعۃ حکم
وہی ہے جو خدا اور رسول اور امام واجب الطاعۃ صادر فرماتے ہین اور عقل بشری انکی مصلحتون
کو نہین پہونچ سکتے الثالث ان الحسین ع کان مجاھدا فی سبیل اللہ وافواج
الملائکۃ والجن ایضا من جملۃ المسلمین اور تیسرا سبب یہ ہے کہ جناب امام حسین
مجاہد فے سبیل اللہ تھے جو مسلمانون کے جماعت سے پورا ہوتا ہے اور جن اور ملائکہ ان پر
بھی حکم مسلمانون کا جاری تھا فان حضروا وقد قامت الحرب باوزارھا یجب
علی الامام الحکم علیھم بالجھاد من اعداء الدین لنصرۃ الاسلام پس اگر جن اور
ملائکہ اسوقت آتے جب لڑائی کا بازار گرم تھا واجب ہوجاتا امام پر کہ ان کو اعداء دین سے
لڑنے کا حکم دین واسطے نصرت اسلام کے ھذا اما کان علی ظاھر الشریعۃ یہ وجوب
حکم وہی بنظر ظاہر شریعت کے تھا واما حکم الباطن فی تلک الواقعۃ فھو غیر ھذا الحکم
کما کان لبعض من تقدم من الامم السابقۃ لیکن حکم باطنی حضرت کا مخالف
اس حکم ظاہری کے تھا جس طرح اور بعض امتہای سابقہ پر بھی ہو چکا ہے فالحسین
علیہ السلام مع اصحابہ کان مامورا بتلک العبادۃ وھی ان یعرض نفسہ للقتل
پس جناب امام حسین مع اصحاب کے محکوم اس عبادت پر تھے کہ اپنے نفس کو فدا کرین اور
شہادت حاصل کرین فلھذا امر افواج الملائکۃ والجن ان یحضروا فی
الطف بعد العصر وھو زمان قریب من زمان شہادتہ وظھور الامر
علی الظاھر اسواسطے حضرت نے فوج ملائکہ اور جن کو حکم دیا کہ وہ لوگ کربلا میں بعد عصر

کے آئین جو زمانہ قریب زمانہ شہادت حضرت کے تھا او شکست ظاہری آپ کو
ہوچکی تھی وَیُؤَیِّدُ ذٰلِکَ مَارَوَاہُ اَبُواِسْحٰق فِی نُوْرِ الْعَیْنِ حَیْثُ قَالَ اور اسی کی تائید
وہ روایت کرتی ہے جسکو ملا ابو اسحاق نے کتاب نور العین میں لکھا ہے چنانچہ
کہتے ہیں وَرُوِیَ عَنِ الصَّادِقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبِی یَقُوْلُ
لَمَّا الْتَقَی الْحُسَیْنُ وَعَسْکَرُ ابْنُ سَعْدٍ روایت کی ہے جناب صادق رضی اللہ عنہ
سے وہ فرماتے تھے کہ مین نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہی کہتے تھے کہ جب جناب
امام حسینؑ اور لشکر ابن سعد کا مقابلہ ہوا وَقَامَ الْحَرْبُ بَیْنَہُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ النَّصْرَ حَتّٰی
رَفْرَفَ عَلٰی رَاْسِ الْحُسَیْنِؑ اور لڑائی دونون لشکرون مین شروع ہوئی تو خدای
تعالی نے نصرت کو مجسم کرکے نازل فرمایا تا اینکہ سر اقدس جناب امام حسین پر سایہ
افگن ہوئی جیسے کوئی پرندہ بروقت زمین پر اوترنے کے اپنے بال و پر اسطرح سے ڈھیلے
کرکے بلاتا ہی گویا اب گرا چاہتا ہے وہی صورت نصرت کی اسوقت تھی ثُمَّ خُیِّرَ
بَیْنَ النُّصْرَۃِ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَبَیْنَ لِقَاءِ رَبِّہٖ بعد اسکے خدا نے اس جناب کو اختیار
دیا تہا کہ تم مختار ہو چاہو اپنے دشمنون پر فتحیابی اختیار کرو اور چاہو ملاقات اپنے
پروردگار کی اختیار کرو فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّہٖ عَلَی النُّصْرَۃِ عَلٰی اَعْدَائِہٖ حضرت نے
ملاقات پروردگار کو ترجیح دیا اپنے دشمنون کے مغلوب ہونے پر وَرَوَاہُ اَیْضًا
السَّیِّدُ عَنِ التَّرْسِیِّ عَنْ کِتَابِہِ الْمُسَمّٰی بِمَعَالِمِ الدِّیْنِ اسی روایت کو جناب
سید ابن طاؤس نے ترسی سے روایت کی ہے کہ انہون نے اپنی کتاب معالم الدین مین
روایت کی ہے وَالرَّابِعُ لَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِظْہَارَ فَضِیْلَۃِ الْحُسَیْنِ وَالشُّہَدَاءِ
الَّذِیْنَ مَعَہٗ عَلٰی سَائِرِ الشُّہَدَاءِ کَمَا تَعْلَمُ فَاِنَّ شَہَادَتَہٗ کَانَتْ عَیْنَ شَہَادَۃِ
النَّبِیِّ ﷺ چوتہا سبب یہ ہے چونکہ خداوند عالم کو منظور تھا کہ فضیلت حضرت امام حسینؑ کی مع
شہداء کربلا سب شہیدون پر باقی رہے اس لئے کہ شہادت اس جناب کی عین شہادت
جناب رسالتمآب ﷺ کی تھی کَمَا اَثْبَتَ ذٰلِکَ بَعْضُ عُلَمَاءِ اَہْلِ السُّنَّۃِ وَبَیَّنَہٗ فِی سِرِّ
الشَّہَادَتَیْنِ چنانچہ اس بات کو بعض علماء اہل سنت نے ثابت کیا ہے اور شاہ عبد العزیز

حسب ب

کتاب سر الشہادتین مین اسکو بتفصیل بیان کیا ہے وکان من مصالح اللہ تعالیٰ ان یبقی
ذلک العزاء الی یوم القیامۃ اور منجملہ مصلحتہاے الٰہی کے یہ بہی تہا کہ عزاے
شہداء کربلا کو قیامت تک خدا باقی رکہے ویبکی علیہم کل من خلقہ اللہ
سبحانہ من الشجر والحجر والارض والسماء والانس والجن والملائکۃ مخلصین
فی ذلک العزاء اور تمامی مخلوقات خدا اونکی مصیبت پر روے درخت اور پتہر اور زمین
و آسمان اور آدمی اور جن اور فرشتی اور ان سب کا رونا خالص ونہین بزرگوارون کی مصیبت
پر ہو جن کو خدا نے اور شہدا پر فضیلت دی ہے ولہذا لقد کان الحسین محکوما
من اللہ تعالیٰ ان لا یشرک فی تلک الفضیلۃ الجن والملائکۃ اسیواسطے جناب امام حسین
کو حکم خدا یہ تہا کہ اس فضیلت مین جن اور ملائکہ کو شریک نکرین فانہم اذا قاتلوا و
جاھدوا معہ فلا یخلوا الامر ان یکونوا اما غالبین او مغلوبین اس لیے
کہ جن اور فرشتے اگر آپ کے ہمراہ کفار سے لڑتے اور جہاد کرتے دو حال سی خالی نتہا
یا او پر غالب آتے یا مغلوب ہو جاتے فان غلبوا وقتلوا اعداء اللہ عن آخرھم
لما تم امر اللہ ولما اوفی بعھدہ کما ذکرتہ سابقا اگر فرشتے اور جن دشمنان
خدا پر غالب آتے اور ان سب کو قتل کر ڈالتے وہ حکم خدا
کا جو حضرت امام حسینؑ کو تہا اسکی پوری بجا آوری نہوتی اور ایفاء وعدہ جناب سالتماب
نہوتا جیسا اسکو مینے اوپر ذکر کیا ہے وان قتلوا واستشہدوا مع الحسینؑ فالباقون
من بعدھم منہما اذ ابکوا وتعزوا بذلک العزاء ولم یکن بکاءھم خالصۃ
علی فرخ الرسول واھلبیتہ واصحابہ اور اگر ملائکہ اور جن جو نصرت کو آتے وہ
دشمنون کے ہاتہ سے مارے جاتے اور شہادت پاتی پس جو ملائکہ اور جن باقی رہجاتے جب
وہ اس مصیبت پر روتے اور اس عزاداری کو برپا کرتے انکا رونا اور عزاداری کرنا خالص
مصیبت پر فرزند رسول اور ان کے اہلبیت اور اصحاب پر نہوتا بل الجن والملائکۃ
المستشہدون ایضا کانوا شرکاء فی ذلک بلکہ ملائکہ اور جن جو شہید ہو جاتی
وہ بہی اس فضیلت مین شریک ہوتے اور رونیوالے جن اور ملائکہ ان پر بہی روتے

روتے فلا یحصل الغرض المطلوب من اللہ تعالیٰ وھو تفضیل ھؤلاء الشھداء علی الجن والملائکۃ پس جو غرض مطلوب خدا کی تھی وہ نہ حاصل ہوتی وہ غرض یہی تھی کہ فضیلت ان شہدا کو جنات اور ملائکہ پر حاصل رہے فافھم فانہ مع وضوحہ دقیق وحقیق بان یکتب بالذھب ولا تقضین منہ العجب اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ باوجودیکہ ہمنے بہت واضح بیان کیا ہے پھر بھی دقیق ہے اور لائق ہے کہ آب زر سے لکھی جاوے اور کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے فان نبینا خیر الخلائق اجمعین وامتہ خیر الامم کما نطق بہ القرآن المبین اسلیے کہ ہمارے نبی تمامی مخلوقات خدا پر افضل ہین اور انکی امت بھی کل امتون پر فضیلت دی گئی ہے اور خیر الامم اس امت کیواسطے قران مین وارد ہوا ہے اما ما روی عن الائمۃ علیھم السلام انہ من تذکر مصابنا واستعبر او تنفس الصعداء قائلا یا لیتنی کنت معھم یوجر اجر ھؤلاء الشھداء فھو مزید فضل ورحمۃ من اللہ علی عبادہ رہی یہ روایت کہ ائمہ علیہم السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہماری مصیبت یاد کرکے آب دیدہ ہوجاوے اور آہ سرد بھر سکے یا لیتنی کنت زبان پر لاوے اسکو اجر شہداء کربلا کا ملیگا اور آدمی اور جن اور ملک سب اسمین داخل ہین پس وہ زیادہ رحمت خدا کی ہے اپنے بندون پر ولکن فیہ نوع من التشبیہ ولا یکون المشبہ عین المشبہ بہ پس ان احادیث مین ایک قسم کی تشبیہ ہے لیکن جس چیز سے کسی چیز کی تشبیہ دی جاتی ہے وہ دونون سب باتون مین یکسان نہین ہوجاتین بلکہ اصل اور فرع کا جو فرق ہے وہ باقی رہجاتا ہے ورنہ تشبیہ مین بڑی وقت واقع ہو اس سلیے کہ اگر دو چیزین ہر طرح سے یکسان ہوجائین پھر وہ دو باقی نرہین بلکہ ایک ہوجائین گی ؛



باب ششم کربلا مین بروز عاشورا جن اور ملائکہ کا آنا بروایت فریقین اور انکا عزادار ہونا اس مصیبت پر اور ثبوت روایت زعفر جن

قد کنت برہۃ من الزمان اسمع فی المراثی القدیمۃ والجدیدۃ ان ملک الجن المسمّی بزعفر مع خیلہ وعسکرہ قد حضر فی الطف قبل ان یستشہد الحسین علیہ السلام بساعۃ مین ہمیشہ مدت سی قدیم اور جدید مرثیون مین یہہ روایت سنا کرتا تہا کہ بادشاہ جنون کا جسکا زعفر نام ہے کربلا مین اپنا لشکر لیکر بروز عاشورا اسوقت حاضر ہوا کہ جب تہوڑی دیر جناب امام حسین کی شہادت مین باقی تہی ولکن ما کنت قد عثرت علی تلک القضیۃ فی الکتب التی اتی علیہا نظری اس روایت کو مینے ایسی کتاب مین نہین دیکہا تہا جسکا مجہے اعتماد ہے والان فقد وجدت فی الکتب روایات تدل علی حضورہم فی الطف یوم عاشورا مگر اب مجکو کتب فریقین مین ایسی چند روایتین ملی ہین جن سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ فوج جنون کی بروز عاشورا کربلا مین آئی تہی منہا ما رواہ فی نور العین ابو المحفوظ بن منذر حدثنی شیخ من بنی تمیم کان یسکن الرابیۃ ازانجملہ ایک یہہ بہی روایت ہے جسکو ملا ابو اسحق نے کتاب نور العین مین ذکر کیا ہے محفوظ ابن منذر کہتا ہے مجہسی ایک مرد بزرگ جو بنی تمیم سی تہے اُسنے روایت کی ہے اور وہ شخص ایک اونچی ٹیکرہ پر رہتا تہا قال سمعت ابی یقول واللہ ما شعرنا بقتل الحسین حتی کان سابع یوم عاشورا وہ مرد بزرگ تمیمی کہتا ہے کہ مینے اپنے باپ سے سنا وہ کہتی تہے قسم بخدا ہمکو شہادت امام حسین پر آگاہی نہی یہانتک کہ عاشورہ محرم گذر کے ساتوان دن آیا فبینما انا جالس فی الرابیۃ فسمعت صوت متکلم فقلت الہی من انت یرحمک اللہ مین ایکدن اپنے ٹیکرہ پر بیٹہا ہوا تہا ناگاہ ایک شخص کی بہینے آواز سنی کہ وہ کچہ باتین کر رہا تہا مگر اسکا جسم دکہلائی نہ دیتا تہا مین نے اوس سے کہا تو کون ہے خدا کی رحمت تجہپر ہو قال انا وابی نفران من الجن نصیب اردنا مواساۃ الحسین بانفسنا فسبقنا المقدور فوجدناہ قتیلا اُسنی جواب دیا کہ مین اور میرا باپ قوم بنی جان سے ہین نصیب بالنصیبین کے رہنے والی ہم لوگون کا ارادہ تہا کہ اپنی جانون کو فدا کر کے حسن سلوک بجا لائین

امام حسینؑ نے مگر قدرت الٰہی ہمارے پہونچنے سے پہلی جاری ہو چکی تھی جب ہم دشت کربلا مین پہونچے آپ شہید
ہو چکے تھے وَمِنْهَا مَا رَوَاهُ فِي أَسْرَارِ الشَّهَادَةِ مِنْ حَالَاتِ النِّسَاءِ الطَّاهِرَاتِ فِي مَجْلِسِ ابْنِ
زِيَادٍ اور ازین قبیل وہ بہی روایت ہے جسکو اسرار الشہادت مین منجملہ اُن حالات
اہل بیت کے ذکر کیا ہے جو دربار ابن زیاد مین گذرے قَالَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ فَبَيْنَمَا
نَحْنُ كَذَٰلِكَ إِذْ رَأَى شَخْصٌ وَهُوَ يَقُولُ جناب ام کلثوم فرماتی ہین ابھی
ہم لوگ دربار ابن زیاد مین موجود تھے کہ ایک شخص نظر آیا اور وہ کہتا تھا ؎
وَاللّٰهِ مَا جِئْتُكُمْ حَتّٰى بَصُرْتُ بِهِ ؎ بِالطَّفِّ مُنْعَفِرَ الْخَدَّيْنِ مَنْحُورًا ؎ قسم ہے
خدا کی ای اہل بیت رسولؐ مین تمہاری خدمت مین یونہین نہین حاضر ہوا ہون بلکہ مین
نے دیکھہ لیا ہے میدان کربلا مین جناب امام حسینؑ کو اُنکے دونون رخسار سے
خاک آلودہ ہو گئے تھے اور پس گردن سے سر مبارک جدا کر دیا گیا تھا اسکے بعد
اور بہی چند اشعار ہین قَالَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْجِنِّ جناب
ام کلثوم علیہا السلام نے اُس سے فرمایا تو کون ہے اسنے کہا کہ مین ایک جن ہون
أَسْلَمْتُ عَلَى يَدِ أَبِيكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي بِئْرِ ذَاتِ الْعَلَمِ وَقَدْ وَجَبَ
عَلَيَّ نُصْرَتُكُمْ آپ کے والد بزرگوار امیر المومنینؑ کے ہاتھہ پر مین بئر ذات العلم مین
مسلمان ہوا تہا مجہہ پر اہلبیت کی نصرت واجب تھی فَجِئْتُ وَالْأَمْرُ قَدْ فَاتَ
فَيَعِزُّ عَلَيَّ يَا آلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَكُمْ أَلَكِ حَاجَةٌ
پس مین بارادہ نصرت دشت کربلائے معلی مین حاضر ہوا مگر وقت نصرت کا گذر چکا تہا یعنی
حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے مجہپر سخت ناگوار ہے ای آل رسول اللہ
یہ مصیبت اور یہ ایذا جو آپ کو پہونچی ہے یعنی مجہسے نہین دیکہا جاتا ہو اب بہی ای میری
شاہزادی اور صاحبزادی آپ کو کچہہ حاجت ہے تو مجہہ سے ارشاد فرمائیے
فَقَالَتْ اِمْضِ لِشَأْنِكَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ فَلِلّٰهِ الْمَشِيَّةُ فِينَا جناب ام کلثوم نے
فرمایا کہ تو اپنا کام کر اور چلا جا خدا تیرے ارادہ مین برکت دے ہم اہل بیت کے
حق مین مشیت خدا یونہین جاری ہوئی ہے لَا نَقْدِرُ أَنْ نَرْفَعَ قَضَاهُ بِدَا اِلَا

أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ہمکو نہین قدرت ہی کہ قضاء الہی کو پلٹ دین اور جن مصیبتون مین تو ہمکو دیکھہ
رہا ہی انکو ہٹا دین ان سب باتونکی ہمکو ہمارے نانا رسول اللہ نے خبر دی ہی وَهٰذَا اَنَّ الرِّوَايَتَانِ
تَدُلَّانِ عَلٰى اَنَّهُمْ قَدْ حَضَرُوْا فِي الطَّفِّ كَمَا كَانَ اَمَرَهُمُ الْحُسَيْنُ عم یہ دونون روایتین دلالت
کرتی ہین کہ جنات حاضر ہوے میدان کربلا مین جسطرح حضرت امام حسین نے انکو حکم دیا تہا وَتَاَسَّفُوْا عَلٰى مَا فَاتَهُمْ
مِنَ الْمُوَاسَاةِ وَكَذٰلِكَ الْمَلٰٓئِكَةُ الَّذِيْنَ قَدْ اَمَرَهُمُ الْحُسَيْنُ وَسَيَاْتِيْ رِوَايَةُ مَجِيْئِهِمْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تعالیٰ
اور جنات کو افسوس ہوا اس بات کا کہ نصرت امام حسین کی ان سے فوت ہوگئی اور یہی حال ملائکہ کا ہوا جنکو حضرت نے کربلا مین حاضر ہونیکا
حکم دیا تہا چنانچہ بعد بیان حالات جن کے ہم اسکو بھی بیان کرینگے وَلَمَّا فَاتَهُمْ مَا فَاتَ جَعَلُوْا شِعَارَهُمُ الْبُكَاءَ
عَلٰى مُصَابِهِ وَقَدْ رُوِيْنَا مِنَ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ رِوَايَاتٍ كَاَنَّهَا مُتَوَاتِرَةٌ بِهَتْفِ
الْهَوَاتِفِ وَنَوْحِ الْجِنِّ اور چونکہ جن اور ملائکہ سے یہ امر عظیم فوت ہوگیا اب طریقہ اپنا انہون نے
یہ مقرر کیا ہے کہ حضرت کی مصیبت پر قیامت تک رویا کرین اور ہمکو فریقین سے
اسقدر روایتین بہم پہونچین ہین گو یا حد تواتر کو پہونچ گئی ہین کہ ہاتف غیبی ہوا مین
اوڑتے پہرتے تھے اور دور دراز ملکون مین خبر شہادت بیان کرتے پہرتے تھے اور جنات
نوحہ کرتے پہرتے تھے وَكَمَا اَنَّهُ سَمِعَ قَوْمٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَغَيْرِهِمْ بُكَاءَ الْجِنِّ وَ
نِيَاحَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ كَذٰلِكَ يَسْمَعُوْنَ بُكَاءَهُمُ الْاٰنَ اور جس طرح
کہ زمانہ وقوع شہادت مین بہت سی مسلمانون نے بلکہ اور مذہب کے لوگون نے
بہی گریہ وزاری اور نوحہ و فریاد جن کی سنی ہے اسیطرح اب بہی سنتے ہین بَلْ
الْبَعْضُ يَرَى الْجِنَّ مُشْتَغِلًا بِاِقَامَةِ الْعَزَاءِ كَمَا نَحْنُ نُقِيْمُهُ بلکہ بعض آدمی جن کو مجلس
عزا برپا کی ہوی دیکہتے ہین جسطرح ہم لوگ تعزیہ داری کرتے ہین وَفِيْ ذٰلِكَ حِكَايَاتٌ
وَرِوَايَاتٌ فِيْ كُلِّ عَصْرٍ وَاَوَانٍ وَقَلَّ مَنْ لَمْ يَسْمَعْ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اور اس بارہ مین بہت سے
حکایتین اور روایتین ہر زمانہ مین سنی جاتی ہین کمتر کوئی ایسا ہوگا کہ جس نے یہ باتین
نہ سنی ہون اور روایت کرنے والی کو نہ دیکہا ہو فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ وَلَا تُنْكِرَنَّ
ذٰلِكَ فَاِنَّهُ اِنْكَارٌ لِمَا اَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ اِبْقَاءِ ذٰلِكَ الْعَزَاءِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
ہرگز اس بات مین شک نہ کرنا چاہیے اور نہ اسکا انکار کرنا چاہیے اسلیے کہ انکار کرنا

اس بات کا گویا انکار اوس چیز کا ہے جسکو خدا نے ارادہ کیا ہے کہ اس عزاداری کو قیامت
تک باقی رکھے قال فی سر الشہادتین واخرج ابو نعیم عن حبیب بن ثابت
قال سمعت الجن تنوح علی الحسین سر الشہادتین مین مولوی شاہ عبد العزیز
صاحب نے لکھا ہی روایت کی ہے ابو نعیم نے حبیب ابن ثابت سے اسنے کہا مین
خود سنا جن کو کہ نوحہ کرتا تہا امام حسین کے نام پر وہی تقول مسح الرسول
جبینہ ۞ فلہ بریق فی الخدود ۞ ابواہ من علیا قریش ۞ وجدہ خیر الجدود
رسول خدا نے حسین کی پیشانی چومی تھی پس انکے رخسارے چمک رہی تھے مان اور
باپ انکی بزرگ نسب قریش مین تھے اور نانا انکے ہر ایک کے نانا سے بہتر تہے و
اخرج ابو نعیم من طریق حبیب بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت نوح
الجن منذ قبض النبی الا اللیلۃ وما اری ابنی الا وقد قتل یعنی الحسین
ابو نعیم نے سلسلہ حبیب ابن ثابت مین خبل ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہین
کہ مینے جن کو نوحہ کرتے ہوئے نہین سنا جب سے وفات جناب رسول خدا کی ہوئی سوا
آج کی شب کے اور میری تو یہی راے ہے کہ میری فرزند امام حسین ضرور شہید
ہو گئے فقالت لجاریتہا اخرجی فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل واذا الجنۃ
تنوح الا یا عین فابتہلی بجہد ۞ جناب ام سلمہ نے ایک اپنی جاریہ سے کہا
کہ باہر نکل کر پوچھ تو کیا بات ہے وہ گئی اور پہر اکر خبر دی کہ تحقیق ہے جناب امام حسین
شہید ہو گئے اسوقت جنات رو رہے ہین اور نوحہ پڑہ رہے ہین اگاہ ہو جا ای
آنکہہ رونیوالون کی اور جہان تک کوشش ہو سکے رونا چاہئے ایضا عن مزیدۃ عن
امہا قالت سمعت الجن تنوح علی الحسین وہی تقول ایضا ابو نعیم نے مزیدہ
اور اوسنے اپنی مان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہین مینے سنا کہ جن نوحہ پڑہتے تہے اور یہ کہتے
تھے اسے انعی حسینا ہبلا ۞ کان حسین جبلا ۞ مین سنانی لایا ہون اور بڑے بڑے
آنسوون سے رو رہا ہون اور خبر دیتا ہون شہادت حسین کی کہ وہ دنیا سے کوچ کر گئے
حسین صبر و استقامت مین مثل پہاڑ کے تہے انکو لغزش نہین ہوئی قلت ہذہ

الرّوایات مع الرّوایات الّتی فی البحار تزید علی عشرین طرقًا اکثرھا من الصّحابۃ والموثوقین بھم ہین کہتا ہون کہ یہ روایتین مع اُن روایتون کی جو بحار مین منقول ہین بیس طریقہ سے پہونچی ہین اکثر اُن روایتون کے راوی صحابہ اور معتمدین سے ہین والنقل من ورود افواج الجن فی الطف قال حسن محمّد بن الازدی فی کتابہ المسمّی بمثیر الاحزان وھو کتاب معتمد عندی اب ہمکو چاہیئے کہ لشکر جن کی آنے کی خبر کربلا مین بروز عاشورا بھی بیان کرین حسن محمد ازدی نے اپنی کتاب فارسی مین جس کا نام مثیر الاحزان ہے یون کہا ہے اور یہ کتاب میری نزدیک نہایت معتبر ہے لما فیہ من ردّ الرّوایات الضّعیفۃ والاستدلال علی ما یجوز ویحرم ویستحبّ فی تلک التعزیۃ اسلئے کہ اس کتاب مین مصنف نے جو روایتین ضعیف اور مخالف مذہب حق کے تہین انکو رد کیا ہے اور جو کچھ اس عزاداری مین جائز اور حرام اور مستحب ہے اسکو بدلیل ثابت کیا ہے الغرض اسی کتاب مین کہتے ہین انّ ورود افواج الجن فی الطف کان بعد غربتہ جن کی فوج کربلا مین اُسوقت پہونچی جسوقت جناب امام حسینؑ کو غربت نے گھیر لیا تھا ولعلّ المراد منہ انّہ لم یبق من اقربائہ وانصارہ احد شاید مراد غربت سی یہ ہے کہ اُسوقت کوئی اہلبیت اور انصار مین سی باقی نرہا فاستاذنوا منہ للبراز فلم یاذن لھم جن حاضر ہوئے اور حضرت سی اجازت طلب کی کہ آپ کے دشمنون سی لڑین پس آپ نے اونکو اجازت نہین دی وقال انکم ترونھم وھم لا یرونکم اور فرمایا کہ میری نزدیک یہ بات پسند نہین ہے کہ تم اونکو دیکھتے ہو اور وہ تمکو نہین دیکھ سکتے قالوا نحن نتشکّل بصور الاناس ونحاربھم کحرب الانسان جنات نے عرض کی کہ ہم آدمیون کی شکل بنجائینگے اور وہی لڑائی لڑینگے جو آدمی آپس مین لڑتے ہین فان قتلنا کنّا من المستشہدین یعنی یکایک اگر ہم مارے گئے تو اُن لوگون مین داخل ہوجائنگے جنہون نی آپ کی ہمراہ شہادت پائی ہے قال اذن قد فقدت لذّۃ العیش واشتقت الی لقاء اللّٰہ وتیقّنت الیوم بشہادتی حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ شہید ہو گئے اوسکی بعد اب لطف زندگی کا اُٹھ گیا اور اشتیاق ملاقات پروردگار مجکو زیادہ ہے اور مجھے یقین بھی ہو گیا

ہے کہ آج میری شہادت ضرور ہونی چاہئے قُلْتُ اَمَّا مَا يُقَالُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَيَّدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِجُنُوْدٍ لَمْ تَرَوْهَا كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ فَكَيْفَ قَالَ لَهُمُ الْحُسَيْنُ اِنَّكُمْ تَرَوْنَهُمْ وَهُمْ لَا يَرَوْنَكُمْ مین کہتا ہون اس روایت پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ خدا تعالی نے جناب رسالتماب کیواسطے کمک فوج ملائکہ کی بہیجی تہی وہ بہی ایسی ہی تہی جنکو کفار نہین دیکہہ سکتے تہے پس کیونکر جناب امام حسین نے لشکر جن سے فرمایا کہ تم اُنکو دیکہتے ہو وہ تمکو نہین دیکہتے ہین فَنَقُوْلُ اِنَّ ذٰلِكَ الْحَرْبَ لَهٗ اَحْكَامٌ خَاصَّةٌ قَدْ بَيَّنْتُهَا مِرَارًا وَمُلَخَّصُهٗ اَنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لَمْ يَكُنِ الْحُسَيْنُ مَاذُوْنًا فِيْ اِبْقَاءِ عِرْضِهٖ وَنَفْسِهٖ اَنْ يَاتِيَ بِاَمْرٍ مُعْجِزٍ خَارِجٍ عَنِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَّةِ مین جواب اسکا یہ دیتا ہون کہ یہ لڑائی اور جہاد جو بروز عاشورا کر رہے تھے اسکے واسطے احکام خاص تہے جنکو مینے بارہا بیان کیا ہی اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آپ کو آج کے دن اپنی ابرو اور جان کی حفاظت مین اظہار معجزہ کی اجازت نتھی جو طاقت بشری سے باہر ہے اسی واسطے جنات کی فوج کو آپ نے لڑنیکا حکم نہین دیا قَالَ فِيْ مُثِيْرِ الْاَحْزَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّ طَائِفَةً مِّنَ الْجِنِّ الطَّيَّارَةِ كَانُوْا يَمُرُّوْنَ سَابِحِيْنَ فِي الْهَوَاءِ مثیر الاحزان مین لکہا ہے کہ ایک گروہ جنون کا طیارہ کہلاتی ہین یعنی اوڑتے پہرتے ہین ہوا مین اوڑتی ہوئے چلے جاتی تہے حَتّٰى مَرُّوْا بِالطَّفِّ وَرَاَوْا اَنَّ الْحُسَيْنَ فِيْ وَحْدَةٍ وَّكَابَةٍ یہانتک کہ کربلا مین انکا گذر ہوا دیکہا اُنہون نے کہ جناب امام حسین تنہا کیسی رنج و اندوہ مین گہیری ہوئے ہین فَنَزَلُوْا وَقَالُوْا نَحْنُ نُرِيْدُ مِنْ اَنْ نَّكُوْنَ اَنْصَارَكَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ زمین پر اوترے اور حضرت کی خدمت مین اکر کہنے لگے ہم چاہتے ہین کہ آج ہم آپکے انصار مین داخل ہو جائین فَاِنْ اَذِنْتَ لَنَا لَنُهْلِكَ جَمِيْعَ اَعْدَائِكَ فِيْ اٰنٍ وَّاحِدٍ اگر آپ اجازت دین تو ہم اپکے تمام دشمنون کو آن واحد مین ہلاک کر ڈالین فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اُخَالِفَ اَمْرَ جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم حضرت نے اون سے فرمایا کہ مجھے اسکی طاقت نہین ہی کہ خلاف حکم اپنے نانا رسول کے ہین کرسکون وَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِي الْمَنَامِ اَنَّهٗ ضَمَّنِيْ اِلٰى صَدْرِهٖ وَقَبَّلَ جَبْهَتِيْ وَقَالَ يَا حُسَيْنُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ شَاءَ اَنْ يَّرَاكَ مَقْتُوْلًا میں خواب مین اس جناب کو دیکہا ہے

کہ اس جناب نے مجکو اپنے سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ ای حسین خدا کو
یہ منظور ہوا ہے کہ تمکو شہید دیکھے مُلطخاً بِدِمَائِكَ مُخضباً شَيبَتُكَ مِنْ دَمِ قَفَاكَ
اپنے خون مین تم لوٹتے ہوی ہو اور اسی خون سے داڑھی تمہاری خضاب کیجائے
پس گردن سے سر تمہارا جدا کیا جاوے وَانَا وَاللهِ صَابِرٌ حَتّٰی يَحكُمَ اللهُ بِاَمرِهٖ وَهُوَ
خَيرُ الحَاكِمِينَ اور مین قسم بخدا ان سب باتون پر صبر کرونگا جب تک کہ خدا میری نسبت
کوئی حکم صادر نفرمائی اَقُولُ وَالاٰنَ فَلَم يَبقَ لَنَا شَكٌّ فِيمَا نَظَمُوهُ فِي المَرَاثِي القَدِيمَةِ
وَالجَدِيدَةِ مِن مَجِيءِ زَعفَرِ الجِنِّ يَومَ عَاشُورَا مین کہتا ہون اب کچھ شک باقی نہین رہا
کہ جو کچھ مرثیونمین قدماء شعراء خواہ زمانہ حال کے مرثیہ کو نظم کرتے ہین کہ زعفر جن روز
عاشورا کربلا مین آیا تہا وہ صحیح ہے فَلَعَلَّهٗ قَد بَلَغَهُم مِن طَرِيقٍ اٰخَرَ لَم يَصِل
اِلَينَا اَصلُهٗ کیا عجب ہے کہ ان لوگون کو کسی اور طریقہ سے بتصریح نام زعفر جن
کے یہ روایت پہونچی ہو جسکی اصل اب تک ہمکو معلوم نہین ہے وَالاٰنَ
لَستُ فِيهَا مِنَ الشَّاكِّينَ اور اب ہمکو اس روایت مین کسی طرح کا شک
باقی نہین ہے وَكَيفَ لَا تَبكِي المَلَائِكَةُ وَالجِنُّ وَاِنَّهَا المُصِيبَةُ مَا
اَعظَمَهَا وَاَعظَمَ رَزِيَّتَهَا فِي الاِسلَامِ اور ملائکہ اور جن کیونکر نہ روئین حالانکہ یہ
بڑی مصیبت ہے جس کا بہت بڑا اثر ہوا اور بڑا اثر اسکا اسلام مین پہونچا
وَاَمَّا حَدِيثُ المَلَائِكَةِ فَقَد رَوَاهُ فِي الكَافِي عَن حَرِيزٍ قَالَ قُلتُ لِاَبِي عَبدِ اللهِ
رہی روایت ملائکہ کی پس کافی مین حریز سے روایت کی ہے حریز کہتے ہین کہ
مین نے خدمتمین جناب جعفر صادق ع کے عرض کی مَا اَقَلَّ بَقَاءَكُم اَهلَ البَيتِ
وَاَقرَبَ اٰجَالَكُم بَعضُهَا مِن بَعضٍ مَعَ حَاجَةِ النَّاسِ اِلَيكُم یا حضرت کیا سبب ہے کہ
بہت ہی کم عمر ہوئی ہے آپ لوگون کی جو امام برحق ہین اور قریب قریب موت ایک
امام کی دوسرے امام سے واقع ہوتی ہے باوجودیکہ احتیاج بنی آدم کو آپ کی زندہ
رہنے مین زیادہ ہے فَقَالَ ع اِنَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا صَحِيفَةً فِيهَا مَا يَحتَاجُ
اِلَيهِ اَن يَعمَلَ بِهٖ فِي مُدَّتِهٖ حضرت نے فرمایا کہ ہم مین سے ہر ایک امام

کے واسطے ایک صحیفہ خاص نازل ہو چکا ہے اسمین کل وہ چیزین مندرج ہین جسکی احتیاج
اس امام کو ہے کہ اپنی ایام امامت مین اسپر عمل کرے فَاِذَا انْقَضٰی مَا فِیْهَا
مِمَّا اُمِرَ بِهٖ عَرَفَ اَنَّ اَجَلَهٗ قَدْ حَضَرَ جب وہ سب باتین پوری ہو جاتی ہین جنکی
بجا آوری اس امام برحق پر اپنے زمانہ امامت مین واجب تہی پہچان لیتا ہے
کہ اب زمانہ موت کا قریب آیا فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ یَنْعٰی نَفْسَهٗ
وَاَخْبَرَهٗ بِمَا لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ پس جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف لاتے
ہین اور اسکی خبر مرگ اوسی امام سے بیان فرماتے ہین اور خبر دیتے ہین کہ تمہارے
واسطے یہ اجر و ثواب درگاہ الہی مین مقرر ہوا ہے وَاِنَّ الْحُسَیْنَ قَرَاَ صَحِیْفَتَهُ الَّتِیْ
اُعْطِیَهَا وَفُسِّرَ لَهٗ مَا یَاْتِیْ بِنَعْیٍ اور جناب امام حسین نے بہی اپنا وہ صحیفہ پڑہا تہا
جو انکو عطا ہوا تہا اور انپر بتوضیح بیان کردیا گیا تہا جو کچہ اونکی خبر دہی شہادت مین کیا
جائیگا وَبَقِیَ فِیْهَا اَشْیَاءُ لَمْ تُقْضَ فَخَرَجَ لِلْقِتَالِ جو احکام اس صحیفہ مین مندرج تہے
اُسمین سے کچہ باتین ایسی باقی رہگئی تہین جو ابہی عمل مین نہین آئین تہین پس آپنے
بقصد جہاد مدینہ سے سفر کیا وَکَانَتْ مِنْ تِلْکَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ بَقِیَتْ اَنَّ الْمَلَائِکَةَ
سَئَلَتِ اللّٰهَ فِیْ نُصْرَتِهٖ فَاَذِنَ لَهَا انہین باقیماندہ امور مین ایک یہ بہی بات رہ
گئی تہی کہ ملائکہ نے خداوند عالم سے درخواست کی تہی کہ ہم اس جناب کی نصرت کو
جائینگے اور خدا نے اُن کو اجازت دی تہی فَمَکَثَتْ تَسْتَعِدُّ لِلْقِتَالِ وَتَتَاَهَّبُ لَهٗ
حَتّٰی قُتِلَ فَنَزَلَتْ وَقَدِ انْقَطَعَتْ مُدَّتُهٗ اتنی دیر ہوئی کہ جہاد پر آمادہ ہوتے
ہوتے اور ساز و سامان حرب و ضرب کا درست کرتے رہی یہانتک کہ اس جناب
کی شہادت ہو گئی پس وہ فرشتے اوسوقت پہونچے کہ آپ کی مدت حیات منقطع ہو چکی
تہی اور آپ شہید ہو چکے تہے فَقَالَتِ الْمَلَائِکَةُ یَا رَبِّ اَذِنْتَ لَنَا فِی الْاِنْحِدَارِ
وَاَذِنْتَ لَنَا فِیْ نُصْرَتِهٖ فَانْحَدَرْنَا وَقَدْ قَبَضْتَهٗ فرشتون نے درگاہ الہی مین عرض
کی خداوندا تو نے ہمکو زمین پر اترنے کی اجازت دی تہی اور جناب امام حسین کی نصرت
کرنیکا حکم فرمایا تہا بموجب حکم کے ہم اوترے دیکہا ہمنے کہ روح مطہر کو اونکی تو نے قبض کر لیا

اور شہادت اونکی ہوچکی اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہے ہم کیا کرین فاوحی اللہ عزوجل الیہم ان الزموا قبرہ حتی تروہ قد خرج فانصروہ خداوند عالم نے اونکو وحی فرمائی کہ اب تم مجاور قبر امام حسین ؑ رہو اوس روز تک کہ وہ قبر سے نکلیں اور جہاد کرین اوسوقت تم انکے نصرت کرو وابکوا علیہ وعلی ما فاتکم من نصرتہ فانکم قد خصصتم بنصرتہ و بالبکاء علیہ اوس زمانہ رجعت تک تم سب مصیبت پر اوس مظلوم کے رویا کرو اور اس بات پر افسوس کرکے روتے رہو کہ آج کی نصرت تم سے فوت ہوئی تمکو خاص کردو قسم کی منزلت عطا ہوئی انصار مین امام حسین کے ہوگی اور رونے والون مین بھی اونکی مصیبت پر تمھارا شمار کیا گیا فبکت الملائکۃ تعزیا وحزنا علی ما فاتہم من نصرتہ فاذا خرج یکونون انصارہ پس وہ فرشتے روے عزاے حسین مظلوم مین اور اس اندوہ مین کہ اون سے نصرت اوس جناب کی فوت ہوگی جب آپ رجعت کرینگے اور قبر سے اوٹھین گے وہ فرشتے آپ کے انصار مین داخل ہونگے ترجمہ حدیث تمام ہوا میرے گمان مین یہ وہی فرشتے ہین جنکو حضرت نے بروز عاشورا طلب کیا تھا چنانچہ اوپر بروایت فریقین گذرچکی

باب نہم روانگی حضرت مسلم بن عقیل رحمہ اللہ بطرف کوفہ از مکہ معظمہ

ان اصحاب الحسین ؑ واقربائہ الذین صحبوہ فی الطف وسایروا معہ من المدینۃ او لحقوا بہ فی اثناء الطریق الی یوم عاشوراء ان کان کل واحد منہم بحیث لم یخلق اللہ تعالیٰ مثلہ فی البسالۃ والنبالۃ والشجاعۃ والسخاء والصدق والصفاء والمروۃ والعدالۃ والتمسک بالحبل المتین والعروۃ الوثقی الی ان ختم اللہ لہم بحسن عاقبتہم تحقیق یہ تھی اصحاب امام حسین علیہ السلام اور اونکی اقربا جنھون نے آپ کے ہمراہی کربلا کے سفر مین کے اور مدینہ سے آپ کے ہمراہ چلے خواہ راہ مین یا کربلا مین پہنچ کر عاشورہ کے دن تک آپ سے ملے اگرچہ ہرایک اون مین کا ایسا تھا جسکا مثل خدا نے جوانمردی اور بلند نامی اور شجاعت اور دلیری اور راستی و صفائی باطنی اور مروت اور عدالت مین

اور پیروی کرنے مین اہل بیت کے جو حبل المتین دین کے ہین نہین پیدا کیا چنانچہ خاتمہ بھی اونکا کیسا بخیر ہوا جیسا جناب سید مرتضیٰ فرماتے ہین لَهُم نُفُوسٌ عَلَی الرَّمضَاءِ مُهمَلَةٌ وَاَنفُسٌ فِی جِوَارِ اللہِ یَقرِیہَا؛ بدن اونکے تو ریگ گرم کربلا پر پڑی ہوئی تھی اور ارواح طیبہ کی اونکے جوار رحمت الٰہی مین خدا خود مہمانداری کرتا تھا لکنَّ مُسلِمَ بنَ عَقِیلٍ رَحِمَہُ اللہُ قَد فَازَ مِن بَینِہِم بِالذِّروَۃِ العُلیَا وَبَلَغَ مِنَ المَرَاتِبِ الَّتِی ذَکَرتُ المَبلَغَ الاَقصٰی لیکن مسلم بن عقیل رحمہ اللہ اون سب مین سے بڑی بلند جگہہ پر پہونچے اور جن مرتبون کا ذکر اوپر ہوا ہی اونکے اعلیٰ تر مقامات پر فائز ہوئے وَلِذَا اختَارَہُ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ مِن بَینِہِم فَاَرسَلَہُ اِلَی الکُوفَۃِ نَائِبًا عَنہُ اور اسیواسطے حضرت امام حسینؑ نے اپنے کل اصحاب وعزیزون مین سے انکو پسند کرکے اپنا نائب خاص کرکے اونکو بطرف کوفہ کے بھیجا وَقَد مَنَحَہُ اللہُ تَعَالٰی لِمُسلِمٍ کَرَامَاتٍ شَتّٰی بِہَا قَد ضَاہَا اَمرُہُ بِاَمرِ الحُسَینِ کَمَا سَیَاتِی حق تعالیٰ نے جناب مسلمؑ کو چند کرامتین ایسی عطا فرمائین جنکی وجہ سے حضرت مسلمؒ کو بعض حالات مین جناب امام حسینؑ سے مشابہت ہوگئی وَکَتَبَ الحُسَینُ فِی کِتَابِہِ الَّذِی اَرسَلَہُ مَعَ مُسلِمٍ اِنِّی بَاعِثٌ اِلَیکُم اَخِی وَابنَ عَمِّی المُفَضَّلَ عِندِی مِن اَہلِ بَیتِی مُسلِمَ بنَ عَقِیلٍ اِلٰی اٰخِرِ مَا رَوَاہُ السَّیِّدُ فِی المَلہُوفِ اور جو خط کوفیون کے نام حضرت مسلمؒ کے ہمراہ آپ نے بھیجا تھا اوسمین یہ لکھا تھا کہ مین تمھارے پاس اپنے چچازاد بھائی کو روانہ کرتا ہون جو میرے نزدیک میری اہل بیت مین فضیلت یافتہ ہین اور اونکا نام مسلم بن عقیلؒ ہی جیساکہ سید ابن طاؤس نے لہوف مین آخر تک اس روایت کو ذکر کیا ہی فَالحُسَینُؑ فَضَّلَ مُسلِمَ بنَ عَقِیلٍ عَلٰی اَہلِ بَیتِہٖ پس اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے جناب مسلمؒ کو اپنی تمام اہل بیت پر فضیلت دی تھی مَعَ اَنَّہُ قَالَ فِی خُطبَۃٍ خَطَبَہَا یَومَ التَّاسِعِ مِنَ المُحَرَّمِ فِی کَربَلَا حالانکہ جو خطبہ نوین تاریخ محرم کی کربلا مین آپنے پڑھا ہی اوسمین یون فرمایا تھا اِنِّی لَا اَرٰی اَصحَابًا خَیرًا مِن اَصحَابِی وَلَا اَہلَ بَیتٍ اَبَرَّ وَاَوصَلَ مِن اَہلِ بَیتِی کہ مین اپنے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب تجویز نہین کرتا اور نہ کسی کے اہل بیت یعنی اقربا کو اپنی اہل بیت سے زیادہ قرابت کا حق ادا کرنے والی اور صلہ رحم

بجا لانے والے جانتا ہوں فعلم منه ان مسلما قد کان افضل فی البر والصلة من
کلهم رحمهم الله پس اوس خط کے اور اس خطبه کی عبارت ملانے سے یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت
مسلم حق قرابت وصله رحم بجا لانے میں اون سب پر فضیلت رکھتے تھے رحمت خدا کی سب پر ہو
وکیف لا یکون کذلک وقد جمع مسلم خصالا لم یجتمع فی احد سواه وان وجد
بعضها فی البعض اور کیوں ایسا نہ ہو حضرت مسلم کا ہو حالانکہ اوس جناب میں چند خصلتیں
ایسی جمع تھیں کہ وہ سب کسی اور اصحاب و اہل بیت میں فراہم تھیں اگرچہ کسی میں
بعض بعض یہ صفات پائی بھی گئی تھی ولنذکر منها عشرة خصال ہم یہاں پر دس خصلتیں
اون میں سے بیان کرتے ہیں الاولی منها ان رسول الله ص قال فی حقه یوما ان مسلم بن
عقیل یقتل فی ولاء ابنی الحسین فیبکی علیه عیون المومنین ویصلی علیه الملائکة
المقربون پہلی فضیلت حضرت مسلم کی یہ ہے کہ جناب رسول خدا ص نے اونکے حق میں ایکدن
ارشاد فرمایا کہ مسلم فرزند عقیل میرے فرزند حسین ع کے محبت میں قتل کیا جائیگا پس جو مومن
میری امت میں ہیں اونکی آنکھیں مسلم کی مصیبت پر رووینگی اور ملائکہ مقرب مسلم پر
درود بھیجینگے یا یہ معنی ہیں کہ اونکے جنازے پر نماز پڑھینگے حدیث کا ترجمہ تمام ہوا
قلت ان کان المراد من الصلوة الدعا فهو یدل علی فضیلته فقط میں کہتا ہوں
کہ لفظ صلوة سے اگر دعا کے معنی لیے جائیں یعنی ملائکہ درود پڑھینگے اس سے تو فقط
فضیلت حضرت کی ثابت ہوگی وان کان المراد منها صلوة الجنازة فیدل مع ذلک
علی ان مسلما یقتل فریدا غریبا فی موضع لا یصلی علی جنازته احد اور اگر لفظ
صلوة سے نماز جنازہ کے معنی مراد ہیں تو باوجود فضیلت کے یہ حدیث حضرت مسلم کی تنہائی
اور غریبی پر بھی دلالت کرتی ہے یعنی ایسے مقام میں تنہا شہید کیے جائینگے جہاں اون کے
جنازہ پر کوئی نماز نہ پڑھیگا دوست بخوف تقیه اور دشمن براہ عداوت پس ملائکہ مقربین اونکے
جنازہ پر نماز پڑھینگے وعلی هذا فکان کما اخبر به رسول الله بل کانوا یجرون
برجلیه جیسا حضرت رسول خدا نے فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا کہ اشقیا ایسی لاش
مطہر کے پاؤں میں رسی باندھکر کھینچے پھرتے تھے ثم ان تلک الفضیلة التی اخبر

بها النبیؐ اعنی شہادتہ فی ولاء الحسینؑ مرویۃً لحبیب بن مظاہر رح ایضاً
پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ امر فضیلت جو جناب رسالت مآب نے بحق حضرت مسلم ارشاد کیا
یعنی دوستی مین امام حسینؑ کے شہید ہونا حبیب ابن مظاہر کے حق مین بھی ایسا ہی
کچھ ارشاد فرمایا ہو لکن لم یقل النبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حقہ ما قال فی حق
مسلم بن عقیل من الصلوٰۃ لیکن حبیب ابن مظاہر کی نسبت یہ ارشا د نہین فرمایا کہ
ملائکہ اونکے جنازے پر نماز پڑھین گے فعلم منہ انہ لا یقتل فی مثل تلک الغربۃ التی
یقتل فیہا مسلم بن عقیل اس سے بھی معلوم ہوا کہ حبیب ابن مظاہر ایسے غربت مین شہید نہوئے
جس بیکسی سے حضرت مسلم کی شہادت ہو گی لانہ قد صلی علیہ وعلی الشہداء رجال
من بنی اسد بعد دفنہم الشہداء فی الثانی عشر من المحرم اسلیے کہ حبیب ابن مظاہر
کے جنازہ پر ہمراہ جملہ شہداء کربلا کے قوم بنی اسد نے نماز پڑھے بارھوین تاریخ محرم کی
بعد دفن کرنے لاشہاے شہداء کے فالاولی ان یراد بالصلوٰۃ المعنی الثانی پس بہتر یہی
کہ حضرت مسلم کی روایت مین صلوٰۃ کی یہی دوسرے معنی مراد لیے جاوین یعنی ملائکہ مقربین
نماز جنازہ پڑھین گے الثانی ان سیدۃ النساءؑ بکت علی جسدہ واعتنقتہ
ووضعتہ فی حجرہا کما رآہ حر بن یزید الریاحی فی منامہ دوسری فضیلت
حضرت مسلم رح کی یہ ہی کہ جناب فاطمہ رضؓ اونکی خون آلودہ لاش پر روئین اور اوس
لاش کو جسکی اعضا صدمہ سے ٹھوکرون کے راہ کے پتھرون سے پارہ پارہ ہو گئے تھے
آپ نے گود مین لیا جیسا کہ حر ابن یزید نے اس کیفیت کو خواب مین دیکھا ہی ولبست
لباس الحزن فی عزائہ کما فعلت لولدہا الحسینؑ اور ماتمی کپڑے عزاداری مین
حضرت مسلم کے پہنے جسطرح اپنے فرزند امام حسینؑ کی تعزیت مین جناب سیدہؑ عزادار
ہوئی تھین فکانت اول الباکین علیہ علی ما اخبر ابوہا بہ پس گویا پہلے رونے
والون مین لاش مسلم پر جناب سیدہ تھین جیسا اونکے والد بزرگوار رسولؐ خدا نے
حدیث مذکور سابق مین ارشاد فرمایا ہی الثالث ان الحسینؑ فضلہ علی خواص
اصحابہ واہل بیتہ ووثقہ وعدلہ حتی اقامہ مقام نفسہ فی اخذ البیعۃ

فضیلت دوم

فضیلت سوم

وَاِرْشَادِ الْاُمَّۃِ تیسری فضیلت حضرت مسلم رح کی یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنی خاص
اصحاب اور اہل بیت پر اونکو فضیلت دی اور اونکو ثقہ اور معتمد اور عادل تجویز فرمایا
یہان تک کہ اپنا قائم مقام کرکے امت سے بیعت لینے مین اور ہدایت کرنے مین اونکو
سرفراز فرمایا یہ کتنی بڑی فضیلت ہے وَفَوَّضَ اِلَیْہِ اَمْرَہٗ نِیَابَۃً عَنْہُ اور اپنا خاص کام
یعنی ہدایت اور اجراے احکام دین بطور نیابت کے حضرت مسلم کو سپرد کیا فَمَا اَحْسَنَ
مَا اَدّٰی بِہِ الْاُمُوْرَ الْمُفَوَّضَۃَ اِلَیْہِ پس کس خوبی سے حضرت مسلم رح نے اون کامونکو
انجام دیا اور اطاعت امام وقت کی کیسی اچھی کی تمام اون امور مین جو اونکو سپرد
کیے گئے تھے وَکَذٰلِکَ یُؤَدِّیْ کُلُّ جَلِیْلٍ عَنْ جَلِیْلٍ اور اسیطرح جو بلند مرتبہ کسی بلند
مرتبہ کا نایب ہوتا ہے اپنے سپردگی کی خدمات بجالاتا ہے وَکَیْفَ لَا وَھُوَ سُلَالَۃٌ مِنْ
نَسْلٍ جَلِیْلٍ قَدْ اَدّٰی عَنْ جَلِیْلٍ اور کیون ایسا نہوتا حضرت مسلم بھی تو خلاصہ خانوادہ
بزرگ تھے اور ایک بڑے مرتبہ کے شخص تھے جنھون نے ایک بلند مرتبہ امام زمانہ کا حق
ادا کیا وَاَوَّلُ قَتِیْلٍ مِنْ اَنْصَارِ ذٰلِکَ الْقَتِیْلِ اور حضرت مسلم پہلے شہید ہین انصار مین سے
جناب سید الشہدا کے **وَالرَّابِعُ** اَنَّہٗ لَمْ یَنْسَ رِعَایَۃَ وَاجِبِ الْحَقِّ لِمَوْلٰنَا الْحُسَیْنِؑ

فضیلت ۴

اِلٰی اَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ چوتھی فضیلت یہ ہے کہ حضرت مسلم رح نے حق امام حسینؑ کو تا دم مرگ
فراموش نہین کیا یہانتک کہ اپنے وعدۂ شہادت پر وفا کیا وَلَمْ یَنْسَ ذِکْرَ الصَّلٰوۃِ
وَالسَّلَامِ عَلٰی اِمَامِہٖ اور درود وسلام اپنے امام پر بھیجنے کو کسے وقت فراموش
نہین کیا حتی کہ سامنے ابن زیاد ملعون کے باوجودیکہ کس شدت مین مقید تھے مسلسل
درود وسلام امام حسینؑ پر آپ کی زبان مبارک سے جاری رہا وَلَمْ یُسَلِّمْ عَلٰی خُلَفَاءِ الْجَوْرِ
وَمَنْ یَّقُوْمُ مَقَامَھُمْ وَاِنْ قُطِعَ لِذٰلِکَ اِرْبًا اِرْبًا اور خلفاے جور اور اونکے قائم مقامونپر
بلفظ امیر المومنین سلام نکیا بلکہ یہ کہا کہ مین تو اسوقت سواے اپنے بھائی امام حسینؑ کے دنیا مین
کسی کو امیر المومنین نہین جانتا اور یہ کلام وہان تک ارشاد فرمایا کہ آپ کے بدن کے ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالے گئے **اَلْخَامِسُ** اَنَّہٗ قَدْ اَخَذَ مَعَہٗ اِثْنَیْنِ مِنْ وُلْدِہٖ لِیَجْعَلَھُمَا

فضیلت ۵

فِدَاءً عَنْ سَیِّدِہٖ وَاَخِیْہِ الْحُسَیْنِ پانچوین فضیلت حضرت مسلم کی یہ ہے کہ اپنے ہمراہ

کوفہ کی طرف دو صاحبزادہ لے گئے تاکہ اونکو اپنے سردار اور بھائی امام حسین ع پہ فدا کریں وَاَظُنُّ اَنَّہٗ اَوْصٰی اِلٰی زَوْجَتِہٖ رُقَیَّۃَ اَنْ تَفْدِیَ عَلَی الْحُسَیْنِ اِبْنَیْہِ الْبَاقِیَیْنِ فَفَعَلَتْ کَمَا اَوْصَاھَا اور مجھے گمان یہ ہی کہ حضرت نے اپنی زوجہ رقیہ کو جو بہن امام حسین ع کے تھیں چلتے وقت وصیت فرمائی تھی کہ دو فرزند باقی ماندہ کو کربلا میں میرے امام پہ فدا کرنا چنانچہ جناب رقیہ نے ویسا ہی کیا جیسے وصیت حضرت مسلم نے کی تھی اَلسَّادِسُ اَنَّ شَہَادَتَہٗ بِالْکُوْفَۃِ وَمَسِیْرَ الْحُسَیْنِ ع مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْعِرَاقِ کَانَا فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ چھٹی فضیلت حضرت مسلم رہ کی یہ ہی کہ آپ کی شہادت کوفہ میں اور روانگی امام حسین ع کے مکہ سے بطرف عراق کے یہ دونوں باتیں ایک ہی دن واقع ہوئیں فَظَہَرَ تَاْوِیْلُ مَا کَانَ الْحُسَیْنُ ع یَقُوْلُہٗ مِرَارًا اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُ اللّٰہَ فِیْ ذٰلِکَ پس اب اچھی طرح امام حسین علیہ السلام کے اس قول کی تاویل درست ہوگئی جو آپ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ میں مکہ میں بھیجکر عراق جانے کا خدا سے استخارہ کرونگا وَاَیْضًا مَا کَانَ یَقُوْلُ اِنِّیْ رَاَیْتُ فِیْ مَنَامِیْ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَدْ اَوْصَانِیْ بِشَیْءٍ لَا اَقُوْلُہٗ لِاَحَدٍ حَتّٰی اَلْقَاہُ وَاِنْ اَصَرَّ لِاِظْہَارِہٖ بَعْضٌ اور یہ بھی حضرت امام حسین فرماتے تھے کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہی اوس جناب نے ایک بات کی مجھے وصیت کی ہی جسکو میں کسی سے بیان نہ کرونگا جب تک میں اپنے نانا سے جا ملوں اگرچہ اس خواب کی تفصیلی بیان کرنے پر بعض لوگوں نے مثل محمد ابن حنیفہ رہ وغیرہ کے امام حسین ع سے اصرار بھی کیا مگر آپ نے نہیں بیان فرمایا فَکَانَتْ شَہَادَۃُ مُسْلِمٍ مُقَدَّمَۃً اَوْ تَوْطِیَۃً لِشَہَادَۃِ الْحُسَیْنِ ع اب معلوم ہوگیا کہ شہادت حضرت مسلم ع کی گویا مقدمہ اور تمہیدی بات تھی جناب امام کی شہادت کے واسطے مراد یہ ہی کہ پہلے اونکی شہادت ہولی تب امام حسین ع اپنی شہادت پر پوری پوری آمادہ ہوں وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ اَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِذٰلِکَ فِی الْمَنَامِ اور کچھ دور نہیں ہی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم رویا میں یہی وصیت حضرت امام حسین ع کو فرمائی ہو کہ شہادت مسلم ع کے ہوئے تب تم آمادہ شہادت ہونا وَقَالَ لَہٗ سِرْ یَا بُنَیَّ فَاِنَّ فَوْزَکَ بِالسَّعَادَاتِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی

فضیلت ششم

عَلٰی مَا وَعَدَكَ اللّٰهُ بِهٖ اَمْرٌ مَحْتُومٌ مَقْضِیٌّ بِالْقَضَاءِ الْمُبْرَمِ لَا مَحْوَ فِیْهِ وَلَا بَدَا اور فرمایا ہوگا کہ
اے میرے فرزند تیرا پہونچنا اون سعادات و رتبہ ہاے بلند پر جنکا خدا نے تجھسے وعدہ کیا ہے
امر حتمی ہے جس پر قضاے مبرم جاری ہوئی ہے اب یہ حکم نہ بدلیگا نہ پلٹیگا اَنَّهٗ مُسْلِمٌ
مُقَدَّمٌ مِنَ الْحُسَیْنِ وَهُوَ السَّابِقُ فِیْ جُنْدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ پس حضرت مسلم سرگروہ لشکر ہوے
اوس گروہ خدا پرستون کی جنکو غلبہ قیامت تک ہے گو وہ بظاہر مغلوب تھے وَهٰذَا
بِنَاءٌ عَلٰی عِلْمِهٖ بِالْبَاطِنِ اور اوس تاویل کی بنا علم باطنی پر امام حسینؑ کی بنی کی ہے
اَلسَّابِعُ اَنَّ الْحُسَیْنَ فَقَدَ لَذَّةَ الْحَیَاةِ بَعْدَ قَتْلِ مُسْلِمٍ ساتوین فضلیت یہ ہے کہ
جناب امام حسینؑ کا لطف زندگی جاتا رہا بعد شہادت حضرت مسلمؑ کے حَیْثُ قَالَ بِمَحْضَرٍ مِنْ
اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ لَمَّا اُخْبِرَ بِقَتْلِهٖ وَنَظَرَ اِلٰی تَهَیُّئِ بَنِیْ عَقِیْلٍ لِاَخْذِ ثَارِهٖ لَا خَیْرَ
فِی الْعَیْشِ بَعْدَ هٰؤُلَاءِ اسواسطے کہ حضرت نے سامنے اپنے اصحاب و اہل بیت کی ارشاد فرمایا
جسوقت خبر شہادت حضرت مسلم کی پہونچی اور اولاد عقیل کو آمادہ انتقام لینے پر دیکھا وہ حضرات
یہی کہتے تھے کہ قسم بخدا اب ہم گھر پلٹ کر نجائینگے جب تک بدلہ خون مسلم کا نہ لے لین
یا ہم بھی مثل مسلمؑ کے شہید نہو جائین اوسوقت حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ پھر جب ایسے
عزیز دلسوز دنیا مین نرہین لطف زندگی کیا باقی رہا **اَلثَّامِنُ** اَنَّهٗ کَانَ مُحْتَاطًا فِیْ دِیْنِهٖ
آٹھوین فضیلت یہ ہے کہ حضرت مسلمؑ کو اپنے مذہبی مسائل مین بڑی احتیاط اور پوری پابندی
تھی جو شان نائب خاص امام کی ہے حَتّٰی اَنَّهٗ اقْتَدَرَ عَلٰی قَتْلِ ابْنِ زِیَادٍ وَلَمْ یَقْتُلْهُ لِاحْتِیَاطِهٖ
فِی الدِّیْنِ تا اینکہ حضرت مسلم کو پوری قدرت ہوگئی تھی ابن زیاد کے قتل کرنے پر اور پھر بنظر
احتیاط دینی کے اوسکو قتل نہین کیا وَتِلْكَ الْقِصَّةُ مَرْوِیَّةٌ مِنْ اَمْرِ شَرِیْكٍ فِیْ دَارِ هَانِیْ
یہ وہی قصہ ہے جو شریک قاضی کا ہانی کے گھر مین واقع ہوا فَاِنَّ مُسْلِمًا لَمَّا لَمْ یَقْتُلْهُ
مَعَ اَنَّ شَرِیْکًا اِنَّمَا تَمَارَضَ اِحْتِیَالًا فِیْ قَتْلِهٖ اسلیے جب حضرت مسلم نے ابن زیاد کو
قتل نہ کیا حالانکہ شریک نے اپنے تئین مصنوعی بیمار ڈالا تھا اسی غرض سے کہ ابن زیاد کو
جب اوسکی عیادت کرنے آئے اسی حیلہ سے قتل کرین فَقَالَ لَهٗ شَرِیْكٌ مَا مَنَعَكَ عَنْ
قَتْلِهٖ قَالَ خَصْلَتَانِ جب ابن زیاد آیا اور حضرت مسلم نے باوجود قرارداد قتل نہ کیا تب

فضیلت ہفتم

فضیلت ہشتم

شریک نے حضرت مسلم ؑ سے پوچھا کہ ایسا موقع پاکر پھر آپ کو کون چیز مانع ہوئی اس ملعون کے قتل کرنے سے حضرت مسلم رح نے فرمایا کہ دو چیزین مجکو مانع ہوئین اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَرَاهَةُ هَانِیْ فَاِنَّهُ قَالَ اِنِّیْ لَا اُحِبُّ اَنْ يُقْتَلَ فِیْ دَارِیْ پہلا سبب یہ ہی کہ ہانی جو صاحب خانہ ہی اوسکو اپنے گھر مین ابن زیاد کا قتل ناگوار تھا اونھون نے یہ کہا تھا کہ مجھے نہین پسند ہی کہ ابن زیاد میرے گھر مین قتل کیا جائے اس بیان سے حضرت مسلم ؑ کی یہ بات ثابت ہوئی کہ بدون اجازت مالک کے کسی جگہہ کوئی فعل واجب بھی بجا نہ لانا چاہیئے وَاَمَّا الْاُخْرٰی فَحَدِيْثٌ حَدَّثَنِيْهِ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ؐ دوسرا سبب یہ ہی کہ مجھے عام لوگون نے ایک حدیث جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہی اَنَّهُ قَالَ اِنَّ الْاِيْمَانَ قَيْدُ الْفَتْكِ فَلَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ ایمان مانع مکر ودغا ہی پس چاہیے کہ مومن کسیکو مکر و دغا سے قتل نکرے ترجمہ حدیث تمام ہوا قُلْتُ قَالَ فِیْ مَجْمَعِ الْبِحَارِ هُوَ اَنْ يَاْتِیَ صَاحِبَهُ وَهُوَ غَافِلٌ فَيَشُدَّ عَلَيْهِ فَيَقْتُلَهُ مین کہتا ہون اس حدیث کے معنی مجمع البحار مین یون لکھے ہین کہ فتک کی یہ صورت ہی کہ ایک شخص کسے پاس جائے اور وہ آدمی غافل ہو اور جانے والا اوسپر حملہ کرکے اوسکو قتل کرے اور قاموس مین ہی فَتَكَ بِهٖ اِنْتَهَزَ مِنْهُ فُرْصَةً فَقَتَلَهُ یعنی وقت فرصت کا منتظر رہے اور جب گھات لگ جائے قتل کرڈالے اور حاشیۂ بحار مطبوعۂ طہران مین فتک کے معنی مکر وحیلہ و ناگاہ گرفتن کے لکھین ماحصل سب کا حاصل یہ ہوا کہ حیلہ اور مکر سے خواہ علی الغفلت قتل کرنے سے ایمان مانع ہی وَهٰذَا يَحْتَمِلُ وَجْهَيْنِ اب اس حدیث مین دو احتمال ہوئے اَلْاَوَّلُ اَنَّ اِيْمَانَ الْمُؤْمِنِ مَانِعٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَقْتُلَ اَخَاهُ الْمُؤْمِنَ بِالْخُدْعِ یعنے پہلا احتمال یہ ہی کہ ایمان مومن کا برادر مومن کو بحیلہ اور فریب قتل کرنے سے مانع ہی بشرطیکہ اوسکا قتل مباح بھی ہو وَعَلٰی هٰذَا يَكُوْنُ اِيْمَانُ الْقَاتِلِ وَالْمَقْتُوْلِ كِلَيْهِمَا قَيْدًا لِلْفَتْكِ اس احتمال پر حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ قاتل ومقتول دونون کا ایمان مکر وحیلہ سے قتل کرنیکا مانع ہی وَلَمَّا كَانَ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ هُوَ هٰذَا فَلِذَا قَالَ شَرِيْكٌ بَعْدَمَا قَالَ مُسْلِمٌ ؑ لَوْ قَتَلْتَهُ فَاِنَّمَا قَتَلْتَ كَافِرًا چونکہ ظاہر حدیث انھین معنون پر دلالت کرتا ہی اور شریک بھی سمجھے تھے کہ حضرت مسلم ؑ نے ابن زیاد کو مومن سمجھکر قتل نکیا لہذا بعد سننے اس حدیث کے

جناب مسلم سے شریک نے کہا کہ اگر آپ اسکو قتل کرتے یہ تو ایک کافر ملعون واجب القتل تھا الوجہ الثانی فی معنی الحدیث ان ایمان المؤمن قید الفتک مطلقا وان کان المقتول کافرا دوسرے معنے حدیث کے یہ ہین کہ ایمان مؤمن کو مکر اور حیلہ کرنے سے مانع ہے اگرچہ مقتول کافر بھی ہو والحاصل ان المؤمن لا یغتال ولا یخدع فی قتل احد مؤمنا کان المقتول او غیر مؤمن اور حاصل دوسرے معنی کا یہ ہوا کہ مومن کبھی حیلہ اور مکر کرکے قتل مین نہین کرتا ہے عام اس بات سے کہ مقتول مومن ہو یا غیر مومن و هذا التعمیم الذی یستفاد من الحدیث یکون مقتضی الاحتیاط فی الدین فی کلا الوجہین ما فعلہ مسلم رح اور اسی عام معنون کی نظر سے جو حدیث سے سمجھے جاتے ہین احتیاط دین کا مقتضا دونون صورتون مین وہی تھا جو حضرت مسلم نے کیا و بالجملۃ فھذا ادل علی کونہ متفقہا حق التفقہ کما ھو المناسب للنائب الخاص عن الامام اور یہ نہایت احتیاط بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ جناب مسلم ع پورے عالم دین تھے جیسا نایب خاص امام کو ہونا چاہیے اما الخدیعۃ المجوزۃ فی الحرب فمغایرۃ للفتک لیکن لڑائی مین جو فریب دنیا شریعت مین جائز ہے وہ اور بات ہے اور بدون لڑائی کے بغفلت قتل کرنا یہ اور بات ہے التاسع ان علیا امیر المؤمنین ع اتی فی منامہ لیلۃ قتل فی صبیحتہا واخبرہ بشہادتہ نوین فضیلت سب سے بڑھکر حضرت مسلم کی یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام حضرت مسلم کو خبر بشارت شہادت کے دینے تشریف لائے اوس رات کو جسکی صبح کو حضرت مسلم ع شہید ہوئے کما روی ابو مخنف ان مسلما رح لما وصل الی دار طوعۃ بات فیہا چنانچہ ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ جب حضرت مسلم طوعہ کے گھر پہونچے اور وہ رات اوسی گھر مین بسر کی فلما اصبح وطلع الفجر رفع مسلم راسہ پس جب صبح ہوئی حضرت مسلم نے سر اوٹھا کر دیکھا فاذا ھو بالمرأۃ واقفۃ وفی یدھا اناء فیہ ماء فناولتہ الاناء فاخذہ کیا دیکھا کہ وہ عورت یعنی طوعہ سامنے کھڑی ہے ایک ہاتھ میں ایک برتن پانی سے بھرا ہوا حضرت مسلم کو دیا آپنے وہ پانی لیا فقالت یا فتی ما رأیتک رقدت ہذہ اللیلۃ طوعہ نے عرض کی اے جوان رعنا مین نے آج کی تمام شب آپ کو سوتے ہوئے نہین دیکھا کیا سبب ہے کہ تمام شب

آپ کو نیند نہیں آئی بعض روایات مین ایسا دیکھا ہے کہ جسطرح شب عاشور کو امام حسین نے عبادت مین بسر کی اوسیطرح اس شب کو حضرت مسلم بھی تمام شب عبادت اور دعا میں مصروف رہے یہ بھی مشابہت اپنے امام سے حضرت کو تھی فَقَالَ اِنِّیْ رَقَدْتُ فَرَاَیْتُ عَمِّیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَھُوَ یَقُوْلُ لِیْ اَلْوَحَا اَلْوَحَا اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ پس حضرت مسلم طوعہ سے کہا کہ شب کو یہ نہیں میری آنکھ جھپک گئی تھی قدرے سو گیا تھا کہ مین نے اپنے چچا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو خواب مین دیکھا مجھسے فرماتے ہین کہ مسلم بہت جلد اور شتاب ہمارے پاس آؤ اب دیر نکرو وَمَا اَظُنُّ اِلَّا اَنَّھَا اٰخِرُ حَیَاتِیْ مِنَ الدُّنْیَا وَاَوَّلُھَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ اب مجھے اسی کا یقین ہو کہ آج کا دن میری دنیاوی زندگی سے آخری دن ہے اور حیات جاودانی آخرت کا پہلا دن ہے یعنی آج میں ضرور شہید ہونگا روایت کا ترجمہ تمام ہوا اُقُلْتُ وَتِلْکَ فَضِیْلَۃٌ لَا یُتَصَوَّرُ عَلَیْھَا مَزِیْدٌ مین کہتا ہون کہ یہ ایسی فضیلت ہے کہ جس سے بڑھکر آدمی کے واسطے کوئی فضیلت خیال مین نہیں آسکتی اِذْ قَدْ رُوِیَ فِی الْکَافِیْ عَنْ حَرِیْزٍ عَنِ الصَّادِقِ ع مِنْ خَوَاصِ الْاَئِمَّۃِ اسلیے کہ کافی مین حریز جناب صادق ع سے روایت کرتے ہین کہ منجملہ خاص باتون کی ائمہ علیہم السلام کے ایک یہ بھی بات تھی اَنَّہٗ مَتٰی یَنْقَضِیْ عَھْدُہٗ یَاتِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَنْعٰی لَہٗ وَیُخْبِرُہٗ بِمَا لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْاَجْرِ وَالْکَرَامَۃِ کہ جب کسی امام کا وقت رحلت قریب آتا تھا اور زمانہ اوسکی زندگی گذر جانے کا قریب ہوتا تھا جناب رسالت مآب ص اوس امام کے پاس تشریف لاتے تھے خبر مرگ لیکر اوس امام کو آپ خبر دیتے تھے کہ تمھارے واسطے درگاہ الٰہی مین یہ اجر اور یہ کرامت مہیا ہے وَحَیْثُ اَنَّ مُسْلِمًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمْ یَکُنْ مِنَ الْاَئِمَّۃِ بَلْ کَانَ نَائِبًا خَاصًّا عَنِ الْاِمَامِ پھر چونکہ حضرت مسلم رح کو امام حسین نے اپنا نایب کیا تھا ایسا امام تو نتھے بلکہ نایب خاص امام تھے لَمْ یَاتِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِالنَّعْیِ اسیواسطے جناب رسول خدا حضرت مسلم کی خبر مرگ لیکر نہیں تشریف لائے بَلْ اَتَاہُ وَصِیُّہٗ وَوَزِیْرُہٗ عَلِیٌّ یَنْعِیْہِ بِاللُّحُوْقِ بِہٖ بلکہ وصی اور وزیر رسول خدا علی ابن ابی طالب حضرت مسلم کو خبر مرگ دینے تشریف لائے اور کہا کہ جلدی آؤ ہمارے پاس وَالْمُنَاسَبَۃُ ظَاھِرَۃٌ اور مناسبت تشریف آوری مین جناب امیر کے کھلی ہوئی ہے وَھِیَ اَنَّ الْاِمَامَ یَاتِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَنْعٰی وَخَلِیْفَۃُ الْاِمَامِ اَتَاہُ خَلِیْفَۃُ الرَّسُوْلِ یعنی امام جو نائب رسول ہین اونکو خبر مرگ دینے خود رسول اللہ تشریف لاتے ہین اور نایب امام کو خبر مرگ دینے نائب رسول خدا تشریف لائے وَھٰذَا الَّذِیْ ذَکَرْتُہٗ مِنْ فَضَائِلِہٖ اَرْجُوْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنْ یَّشْفَعَنِیْ بِہٖ عِنْدَ اللّٰہِ اور یہ فضیلت جو مین نے ذکر کی ہے مین امید کرتا ہون جناب رسالتمآب سے کہ میری شفاعت

پیوز حشر صلہ مین اسی تاویل کے فرماوینگے اَلْعَاشِرُ اَنَّہٗ مُنِعَ مِنَ الْمَاءِ عِنْدَ شَہَادَتِہٖ
کَمَا مُنِعَ الْحُسَیْنُ ع دسوین فضیلت حضرت مسلم رح کی یہ ہے کہ پانی اونپر بند کیا گیا وقت شہادت
کے جسطرح جناب امام حسین ع پر پانی بند کیا گیا تھا فَاِنَّ مُسْلِمًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اُتِیَ بِاِنَاءٍ
فَلَمَّا ھَمَّ اَنْ یَّشْرَبَ لَمْ یُمْکِنْہُ ثُمَّ الثَّانِیَۃَ فَلَمْ یُمْکِنْہُ فِی الثَّالِثَۃِ فَسَقَطَتْ اَسْنَانُہٗ فِی
الْقَدَحِ اور جب پانی دیا گیا اور تین مرتبہ آپ نے پینے کا قصد کیا تیسری مرتبہ مین آپکے دانت
اوکھڑ کر پیالے مین گر پڑے فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَوْ کَانَ لِیْ مِنَ الرِّزْقِ الْمَقْسُوْمِ لَشَرِبْتُہٗ جب
دانت گر پڑے تو حضرت مسلم رح نے فرمایا الحمد للہ اگر یہ پانی میری قسمت مین ہوتا تو ضرور اسکو
پی لیتا مطلب آپ کا یہ تھا کہ اب دنیا کا آب و دانہ آپ کی قسمت مین باقی نہین رہا وَذٰلِکَ
اَمْرٌ مُعْجِزٌ لَا یَفْہَمُہٗ اِلَّا الْعُلَمَاءُ اور یہ دانتون کا خود بخود گر پڑنا ایسی عجیب بات ہے کہ
سمجھ مین عقل انسانی عاجز ہے سوائے عالمان اسرار الٰہی کوئی اسکو سمجھ نہین سکتا فَاِنَّ سُقُوْطَ
الْاَسْنَانِ بِلَا سَبَبٍ مُسْقِطٍ لَا بُدَّ وَاَنْ یُّسْنَدَ اِلٰی اَمْرٍ مُعْجِزٍ اسلیے کہ دانتون کا خود بخود گرنا
بدون کسی ایسے سبب کے جس سے دانت گر پڑتے ہین ضرور ہے کہ یہ امر بھی [illegible]
معجزے کی طرف نسبت دیا جاوے فَتَاَمَّلْ فِیْ ھٰذِہٖ فَقَدْ کَشَفْتُ لَکَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ
اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ان دسون خصلتون کو بغور و تامل دیکھنا چاہیے کہ مین نے ناظر کتاب ہذا پر
ایک دروازہ علم کا کھول دیا ہے اگر خدا چاہے تو دیکھنے والے کے سمجھ مین آجائے

باب دہم کیفیت روانگی جناب مسلم رح بطرف کوفہ از مدینہ

وَکَانَ اِرْسَالُ الْحُسَیْنِ ع لِمُسْلِمٍ مِنْ مَکَّۃَ جناب امام حسین ع نے حضرت مسلم رح کو مکہ معظمہ سے
بطرف کوفے کے بھیجا تھا وَسَرَّحَ مَعَہٗ قَیْسَ بْنَ مُسْہِرِ الصَّیْدَاوِیْ وَعُمَارَۃَ بْنَ
عَبْدِ اللّٰہِ السَّلُوْلِیْ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَزْدِیْ اور تین شخصونکو حضرت مسلم رح کے
ہمراہ آپنے روانہ فرمایا تھا قیس ابن مسہر اور عمارہ ابن عبداللہ اور عبدالرحمن بن عبداللہ
وَفِی اللُّہُوْفِ اَنَّ الْحُسَیْنَ ع بَعَثَ مَعَہٗ دَلِیْلَیْنِ مِنْ مَکَّۃَ اور لہوف مین سید ابن طاؤس
روایت کرتے ہین کہ حضرت ع نے جناب مسلم رح کے ساتھ دو رہبر کردیے تھے فَاِنْ صَحَّتْ تِلْکَ

الرِّوَايَةُ فلعلّه اَمَرَهُ اَنْ يَتْرُكَ الجادَّةَ وَيَسِيْرَ عَلٰى غَيْرِ الجادَّةِ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
اگر یہ روایت لہوف کی صحیح ہی تو کیا عجب ہی کہ حضرت امام حسین ع نے جناب مسلم رح کو حکم دیا ہو
کہ شاہراہ کو چھوڑ دین اور غیر مشہور راہ کعبے سے مدینے تک جائین وَالدَّاعِیْ اِلٰی ذٰلِكَ
هُوَ الْخَوْفُ مِنْ اَنْ يُحَاطَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَى الْكُوفَةِ اور سبب اس حکم دینے کا وہی خوف
تھا دشمنون سے کہ قبل کوفہ مین پہونچنے کے ایسا نہو کہ راہ مین حضرت مسلم گھر جائین قَالَ الْمَجْلِسِيُّ
فَاَقْبَلَ مُسْلِمٌ رح حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ بحار مین لکھا ہی کہ حضرت مسلم رح روانہ
ہوکر مدینہ پہونچے اور مسجد نبوی مین نماز پڑھی مین کہتا ہون یہ آخری نماز تھی جو حضرت مسلم رح نے
مسجد نبی مین پڑھی ثُمَّ وَدَّعَ مُسْلِمٌ مَنْ اَحَبَّ مِنْ اَهْلِهٖ بعد اسکے حضرت مسلم رح رخصت ہوئے
اپنے اون عزیزون سے جنکو دوست رکھتے تھے یہ روایت بحار کی ہی قُلْتُ لَعَلَّ هٰذَا التَّوْدِيْعَ
كَانَ لِمَنْ لَمْ يَسِرْ مِنْ اَهْلِهٖ مَعَ الْحُسَيْنِ مین کہتا ہون شاید یہ رخصت ہونا حضرت مسلم رح کا
اپنے اون عزیزون اور عیال سے ہو جو ہمراہ امام حسین ع کے نہین گئے تھے وَيُحْتَمَلُ اَيْضًا اَنَّ
اَهْلَهٗ كُلَّهُمْ كَانُوْا فِي الْمَدِيْنَةِ اور اسکا بھی احتمال ہی کہ کل اہل و عیال حضرت مسلم کے مدینے
مین تھے فَلَمَّا رَجَعَ الْحُسَيْنُ ع مِنْ مَكَّةَ ثُمَّ سَارَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْعِرَاقِ فَسَارَ اَهْلُهٗ مَعَ الْحُسَيْنِ
پھر جب حضرت امام حسین ع مکے سے مدینے کو پلٹ آئے اور یہ بات اوسوقت ہوئی تھی کہ جب
حضرت مسلم رح اور ہانی کی خبر انی حضرت تک نہ ہوگئے اور آپ گھبرائے اور مضطر ہوئے اوسی
بیقراری مین مدینہ اگر عراق کو آپ روانہ ہوئے اوسوقت اہل عیال حضرت مسلم کے آپ کے
ہمراہ ہوئے وَهُوَ الْاَقْرَبُ عِنْدِيْ كَمَا يَاْتِيْ اور یہی احتمال میرے نزدیک قریب بصحت ہی
چنانچہ آیندہ ابومختف سے اسکی روایت آتی ہی وَكَيْفَ مَا كَانَ فَلَا يَخْلُوْ ذٰلِكَ عَنِ اضْطِرَابٍ
فِي الرِّوَايَةِ اور کچھ کیون نہو بہرکیف اس روایت مین اضطراب پایا جاتا ہی لٰكِنْ مَا سَارَدَهُ
السَّيِّدُ اَضْبَطُ وَاَوْثَقُ لیکن لہوف کے روایت مضبوط اور معتمد زیادہ معلوم ہوتی ہی وَ
هُوَ اَنَّ مُسْلِمًا وَدَّعَ فِي الْمَدِيْنَةِ مَنْ اَحَبَّ وَلَيْسَ فِيْهَا لَفْظَةُ اَهْلِهٖ لہوف کے یہ
روایت ہی کہ حضرت مسلم نے مدینے مین وداع کیا اور رخصت ہوئے اون لوگون سے جنکو دوست
رکھتے تھے اس روایت مین اہل و عیال سے رخصت ہونے کا ذکر نہین ہی اور کیونکر ہوتا

کہ جناب رقیہ اپنے بھائی امام حسین ع کو چھوڑ سکتی تھین اور مدینے مین بے اونکے رہ سکتی تھین
جنھون نے چارون بیٹے اپنے حضرت پر نثار کیے اور منھ سے اُف نہین کیا ثُمَّ اسْتَاجَرَ
مُسْلِمٌ دَلِیْلَیْنِ مِنْ قَیْسٍ وَخَرَجَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ پھر حضرت نے دو راہبر ونکو قبیلہ قیس سے
اجرت دیکر ساتھ لیا اور مدینہ سے باہر چلے فَاَقْبَلَ الدَّلِیْلَانِ یَتَنَکَّبَانِ عَنِ الطَّرِیْقِ فَضَلَّا
عَنِ الطَّرِیْقِ وہ دونون راہبر حضرت کے ساتھ روانہ ہوئے اسطرح پر کہ سیدھا رستہ چھوڑ
چھوڑ کر راہ چلتے تھے خوف دشمنان کی وجہ سے اسی سبب سے راہ بھول گئے وَاَصَابَهُمَا
عَطَشٌ شَدِیْدٌ فَعَجَزَا عَنِ الْمَسِیْرِ اور پیاس اونکو زیادہ لگی اسلیے کہ نامعلوم راہ چلی تھی جہان
پانی نتھا اور ایسی پیاسی ہوئی کہ راہ چلنے سے عاجز ہوگئی فَاَوْمَاٰ لَهُ اِلٰی سَنَنِ الطَّرِیْقِ بَعْدَ
اَنْ لَاحَ لَهُمَا ذٰلِكَ جب چلنے سے عاجز ہوئی اوسوقت اشارے سے حضرت مسلم رح کو ایک
روشن اور کھلی ہوئی راہ بتائی کہ وہ راہ اون پر اچھی طرح ظاہر ہو چکی تھی اور بخوبی اوسے
پہچان چکے تھے فَقَالَ لِمُسْلِمٍ هٰذَا الطَّرِیْقُ یَنْتَهِیْ اِلَی الْمَاۤءِ لَا مَحَالَةَ فَلَا تُفَارِقْهُ پھر حضرت
مسلم رح سے اون دونون نے کہا کہ یہ رستہ جسے ہمنے اشارہ سے بتایا ہی ضرور آپکو پانی
ملیگا اسکو آپ یاد رکھیے اور اس سے الگ نہو جییگا فَسَلَكَ مُسْلِمٌ ذٰلِكَ السَّنَنَ وَمَاتَ
الدَّلِیْلَانِ حضرت مسلم رح اوسی راہ روشن پر چلے اور دونون راہبر اوسی جگہہ مارے پیاس کے
تڑپ کر مر گئے یہ روایت تمام ہوئی قُلْتُ هٰذِهٖ اُوْلَی الْمُضَاهَاتِ لِمُسْلِمٍ رح بِالْحُسَیْنِ ع مین کہتا ہون
یہ پہلی مشابہت ہی حضرت مسلم کو حالات حضرت امام حسین ع سے کَانَ الْحُسَیْنُ اَیْضًا بَعْدَ مَاجَرٰی
بَیْنَهٗ وَبَیْنَ حُرِّ بْنِ یَزِیْدَ الرِّیَاحِیِّ مُکَالَمَاتٌ وَسَلَكَ الطَّرِیْقَ الَّذِیْ لَا یَنْتَهِیْ اِلَی الْکُوْفَةِ
وَلَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَکَانَ قَائِدُهٗ طِرِمَّاحَ بْنَ عَدِیٍّ رح اسلیے کہ جناب امام حسین ع بھی جب
آپ سے اور حر سے تکرار ہو چکی اور بعد قرار داد راہ ہی کے ایسی راہ آپ نے اختیار کی جو نہ تو
کوفہ کو جاتی تھی اور نہ مدینہ کی طرف اور اوس راہ کے بتلانے والے اور آپ کے اونٹ کے
چلانے والے حضرت طرماح رح تھے جنھون نے دعوی کیا تھا کہ مین ایسی راہ پہچانتا ہون
فَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ ضَلَّ الطَّرِیْقَ مَعَ ادِّعَاۤئِهٖ مَعْرِفَتَهٗ پس مشہور یہ ہی کہ جناب طرماح رح اوس
راہ کو بھول گئے باوجودیکہ اوسکے پہچاننے کا دعوی کیا تھا وَلٰکِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَعْلَمُ اسلئے

مما ترینا ان ما ترونا اوتا هوا فی الارض فقد اصبحوا فی ارض وصلوا منها الی نینوی
مگر خداوند عالم نے ان بزرگون کو اون کے خاص مقامات تک پہونچا دیا اگرچہ تمام رات اوس جنگل
مین بھٹکتے رہے اور سرگردان پھرا کیے مگر صبح اونکو اوسی جگہ پہ ہوے جہان سے براہ راست
نینوی کو راستہ صحیح گئے اما العطش الذی اصیب به مسلم فی اول مسیره و یوم شهادته
فہی سنة اجمالا ثابتة و انتفاء لاثر الحسین لیکن پیاس کا صدمہ جو حضرت مسلم رح کو ابتدائے
سفر مین اور پھر روز شہادت پونچا یہ دوسری مشابہت حضرت مسلم رح کو حضرت امام حسین سے
اوس پیاس کی تھی جو نسبت کرائی سبب سے ہوئی ہا ہے فلما مات الدلیلان من العطش
وقد کظه ایضا حر وقت دونون راہبر راستہ پیاس کے مر گئے اور حضرت مسلم رح کی بھی
حالت پیاس سے تباہ ہو رہی تھی کانه خطر بباله ان ذهابی الی الکوفة لامر فوضه
الحسین الی لعل فیه سرا من الاسرار گویا حضرت مسلم رح کے دل مین یہ بات آئی کہ میرا
کوفہ کی طرف جانا اوس کام کے واسطے جسکی بجا آوری امام حسین ع نے میرے سپرد کی ہو شاید
اوس مین کوئی راز ہو اسکی ابتدا جو مجھپر واضح نہین ہی وایضا یحتمل ان الحسین امره ان یخبره
بکل ما یجری علیه او یصل الیه من الاخبار والاثار یہ بھی احتمال ہی کہ جناب امام حسین ع نے
حضرت مسلم رح کو چلتے وقت حکم دیا ہو کہ جو کچھ اون پر گذرے یا جو خبر اونکو پہونچے سب سے ہمکو مطلع کرنا
فلذا کتب مسلم بن عقیل الی الحسین کتابا یقول فیه انہین دونون احتمال مذکورہ
بالا سے حضرت مسلم نے جناب امام حسین کے نام پر ایک خط لکھا جسکی عبارت یہ ہی بسم الله
الرحمن الرحیم من الموضع المضیق اما بعد فانی اقبلت من المدینة مع الدلیلین لی
یہ خط اوس مقام سے لکھ رہا ہون جسکا نام مضیق ہی بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ مین
مدینہ سے روانہ ہوا اور راہبر اپنی راے سے مقرر کر کے ساتھ لیے فجازا عن الطریق فضلا
واشتد علینا العطش فلم یلبثا ان ماتا دونون راہبر شاہراہ چھوڑ کر چلی پس راستہ
بھول گئے اور پیاس نے ہم لوگون پر غلبہ کیا کچھ دیر نگذری کہ تڑپ تڑپ کر وہ دونون راہبر
پیاس سے مر گئے واقبلنا حتی انتهینا الی الماء فلم ننج الا بحشاشة انفسنا ہم
آگے بڑھے اور چلتے چلتے ایسے مقام پر پونہچے جہان پانی ملا مگر حال یہ ہوا کہ دم واپسین ہمارا

باقی تھا جب پہونچے وَذٰلِکَ الْمَاءُ بِمَکَانٍ یُدْعَی الْمَضِیْقَ مِنْ بَطْنِ الْخُبْتِ یہ پانی جہاں ملا ہے
اوس مقام کا نام مضیق ہے اور یہ پانی قبیلہ بنی کلب کا ہے اور خبت کے نام سے مشہور ہے وَقَدْ
تَطَیَّرْتُ مِنْ تَوَجُّھِیْ ھٰذَا فَاِنْ رَاَیْتَ اَعْفَیْتَنِیْ وَبَعَثْتَ غَیْرِیْ وَالسَّلَامُ مجھے ان مصائب
کے پیش آنے سے فال بد ہوئی ہے اور اس سفر کے انجام سے مین ڈرتا ہون اگر آپکے بھی رائے
مبارک مین ایسا ہی کچھ ہو تو مجھے معاف کیجیے والسلام خط کا ترجمہ تمام ہوا قُلْتُ ھٰذَا
کِتَابٌ یَنْطَوِیْ عَلٰی عِدَّةِ مَصَالِحَ یَنْبَغِیْ لِکُلِّ نَاصِحٍ اَمِیْنٍ مُشْفِقٍ عَلٰی وَلِیِّهٖ اَنْ یُّظْهِرَهَا
عَلَیْهِ وَیَسْتَشِیْرَ مِنْهُ مین کہتا ہون یہ خط حضرت مسلم رح کا بہت سی مصلحتوں پر شامل ہے اور
سزاوار ہے ہر یک خیرخواہ اور امانت دار پر جو اپنے ولی نعمت پر دل سے فدا ہو اور اوسکی
مضرت سے پچ کر ڈرتا ہو اوسپر یہی واجب ہے کہ ان مصالح کو ظاہر کرے اور ان امور مین
اوس سے مشورہ کرے وَلَمَّا کَانَ مُسْلِمٌ رض قَدْ بَعَثَهُ الْحُسَیْنُ اِلَی الْکُوْفَةِ وَاَقَامَهٗ
مَقَامَ نَفْسِهٖ فِی الْاِرْشَادِ وَالْهِدَایَةِ وَاَخْذِ الْبَیْعَةِ لَهٗ فَکَانَ یَحِقُّ عَلَیْهِ اَنْ یُّخْبِرَهٗ بِکُلِّ
مَا یَجْرِیْ وَیَقَعُ مِنَ الْحَوَادِثِ چونکہ حضرت مسلم کو جناب امام حسین ع نے بطرف کوفہ کے بھیجا تھا
اور اپنا قائم مقام ہدایت امت اور بیعت لینے مین اپنے واسطے فرمایا تھا سزاوار بحق مسلم ع
یہی تھا کہ جو کچھ اوپر گذری اور جو جو نئی باتین پیش آئین سب کی اطلاع حضرت ع کو کرتے رہین
ثُمَّ ضَلَالُ الطَّرِیْقِ عَنِ الدَّلِیْلَیْنِ مَعَ کَوْنِهِمَا عَرِیْفَیْنِ اَمْرٌ عَجِیْبٌ یُعْجِبُ کُلَّ مَنْ یَرَاهُ
وَیَسْمَعُهٗ پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ راہبرونکا راستہ بھول جانا جنکا پیشہ راہ بتلانے کا ہے
اور خوب شناخت راہون کی اونکو ہوتی ہے یہ بھی ایک ایسی بات ہوئی جسے دیکھکر اور سنکر
ہر ایک آدمی کو تعجب ہوتا ہے لِاَنَّهٗ لَا یَخْلُوْ عَنِ احْتِمَالَیْنِ اَمَّا اَنَّهُمَا ضَلَّا الطَّرِیْقَ بِمَشِیَّةٍ
اَمْضَاهَا اللّٰهُ فِیْهِمَا فَمَاتَا اسلیے کہ ایسے واقفکارونکا راہ بھول جانا دو احتمال سے خالی نہین ہے
یا تو مشیت الٰہی اونکے حق مین یون ہی جاری تھی کہ راہ بھول گئے اور پیاس سے مرگئے
وَاِمَّا اَنَّهُمَا ارْتَکَبَا اِضْلَالَ الطَّرِیْقِ عَامِدَیْنِ لِلْبَغْیِ وَالْعِنَادِ کَمَا یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ
شِدَّةُ الْعَطَشِ الَّذِیْ مَاتَا فِیْهِ دوسرا احتمال یہ ہے کہ براہ دشمنی دیدہ و دانستہ اونھون نے راہ
بھلا دی اور ایسی راہ لیگئے جدھر پانی نہ ملنے سے آدمی تڑپکر مرجائے چنانچہ وہ پیاس کی شدت مین

وہ مرگئی اسپر دلالت کرتی ہی فیظن انھما اراد ان یموت مسلم ومن معہ ایضا من العطش ولکن وقاہ اللہ عن شرھما اسوقت ایسا بھی خیال ہوتا ہی کہ ادن رہبرونکا ارادہ یہ تھا کہ حضرت مسلم اور اونکی ہمراہی اصحاب بھی پیاس سے ہلاک ہوجائین مگر خدانے اونکی شر سے حضرت کو بچالیا ولم یکن مسلم عالما بخبایا الامور ومغیباتھا اور حضرت مسلم کو پوشیدہ باتین اور غیب کے امور معلوم نہ تھے بل کان یبنی کلھا علی الظاھر والظاھر کما عرفت لا یخلو عن تردد فی حتم احد ھذین الامرین فلذا اخبر بہ اخاہ استکشافا لہ بلکہ حضرت مسلم کل باتونکی ظاہر پر بنا کرتی تھی اور ظاہر حال جیسا معلوم ہو چکا خالی اس تردد سے نہ تھا کہ دونون احتمال مین سے حتما اور یقینا کونسا واقع ہوا اسی واسطے حضرت مسلم نے اپنے بھائی امام حسین کو اس حال کی خبر دی تاکہ حقیقت حال معلوم ہوجائے وایضا لا یبعد ان یکون الحسین قد اخبرہ بانہ یعود من مکۃ الی المدینۃ ثم یسیر منھا الی العراق ان اقتدر علی ذلک ولم یمنعہ مانع اور یہ بھی کچھ بعید نہین ہی کہ امام حسین نے حضرت مسلم کو خبر دی ہو کہ وہ مکہ سے مدینہ کو واپس آکر پھر وہانسے عراق کو روانہ ہونگے بشرطیکہ اسپر قادر رہے اور کوئی مانع پیش نہ آئے فلذا کتب مسلم الیہ حال الطریق واوضح العلامات اسی خیال سے حضرت مسلم نے آپ کے نام یہ خط لکھا اور راہ کی حالات کو مفصل درج کیا اور نشانیان شناخت راہ کی بتوضیح تمام بیان کردین وذکر عدم وجدان الماء ثم ورودہ الی المضیق من بطن الخبت ووجدانہ ھناک ماء البئر کلب اور یہ بھی حضرت مسلم نے لکھا کہ اس راہ مین پانی نہین ملتا پھر یہ لکھا کہ مین مقام مضیق پر پہونچا یہان پر ایک چشمہ پانی کا ملا جو بنی کلب کی طرف منسوب ہی لیکون ذلک معاونا للحسین فی سفرہ من المدینۃ الی العراق یہ سب باتین اس غرض سے حضرت مسلم نے لکھین کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ سے عراق کا سفر کرین آپ کو شناخت راہ مین میری تحریر سے اعانت پہونچی اور پانی کا پتا اسی خیال سے دیا کہ ایسا نہو آپ کے ہمراہ چھوٹے چھوٹے بچے آئین گے تو پیاس سے ہلاک ہوجائین اسیواسطے پانی کی جگہہ بہت توضیح سے لکھدی

باب یازدہم تاویل قول حضرت مسلمؑ جو استعفا پر شامل ہے اور تاویل لفظ جبن کی جو بہ نسبت حضرت مسلمؑ کے وارد ہے

اما قولہ فی الکتاب وقد تطیرت من توجہی ہذا فہو موضوع بلا خلاف
یہ قول حضرت مسلمؒ کا جو خط میں لکھا کہ مجھے اپنے اس سفر میں پیاس اور رہبروں کے
مرجانے سے فال بد ہوئی ہے اسکو تو راویوں نے بالاتفاق نقل کیا ہے نعم ما کتبہ
الحسینؑ فی جوابہ الی مسلم فقد اختلفت الروایات فیہ ہاں مگر امام حسینؑ نے
اس خط کے جواب میں جو کچھ حضرت مسلمؑ کو لکھا ہے اسمیں مختلف روایتیں ہیں والذی
رواہ ابو مخنف فہو انسب والیق بشان ذلک البطل الضرغام الذی اختارہ
الحسین من بین اصحابہ واہل بیتہ وفضلہ علی کل واحد منہم ابو مخنف نے جس
عبارت سے اس جواب کو نقل کیا ہے وہ مضمون بہت مناسب اور لائق تر ہے اس بہادر اور
دلیر کی شان سے جسکو جناب امام حسینؑ نے اپنے تمام اصحاب اور اہل بیتؑ سے منتخب
کیا اور سب پر فضیلت دی قال ابو مخنف وکتب الحسین فی جوابہ ابو مخنف کہتے ہیں
کہ جناب امام حسینؑ نے حضرت مسلم کے خط کا جواب ان الفاظ سے لکھا اما بعد
یا ابن العم انی سمعت جدی رسول اللہ ما منا اہل البیت من یتطیر ولا یتطیر بہ
بعد حمد و صلوۃ کے اے میرے چچازاد بھائی مسلم تمکو معلوم ہو کہ میں نے اپنے نانا رسول خدا
سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی چیز سے فال بد لے
اور نہ ہمارے مصایب اور واقعات سے فال بد لی جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ نہ ہم اہل بیت
کسی اور کے واقعات سے فال بد لیتے ہیں نہ کسی اور کو چاہیے کہ ہمارے ظاہری مصائب کو
دیکھ کر فال بد سوچے فاذا قرأت کتابی ہذا فامض علی ما امرتک والسلام علیک
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جس وقت میرا یہ خط تم پڑھنا فوراً ارادہ جو تمہارا ہے بنا بر تعمیل ان
امور کے جو تم سے کہا گیا ہے سلام تم پر ہو اور رحمت خدا کی وبرکات الٰہی تم پر نازل ہو خط
کی عبارت تمام ہوئی ولیس فیہ ذکر الجبن وضعف القلب اصلاً اس خط میں جو ابو مخنف نے روایت

ادنیٰ ضعف جبن اور ضعف قلب کا کہین ذکر نہین بل کانَّ الحسین ع حمل قولہ قد تطیرت
الخ علیٰ مَا یَنبغی اَن یُحمل علیہ بلکہ امام حسین ع نے حضرت مسلم کے بدفالی کے قول کو اوسی بات پر
حمل کیا اور وہی معنی اور مراد حضرت مسلم رح کے آپ نے قائم رکھی جسکا مراد لینا مناسب تھا
وَھُوَ تَخَوُّفُ مُسلِمٍ عَلَی الحُسَینِ ع وَاَھلِ بَیتِہٖ لَا تَخَوُّفہٗ عَلٰی نفسِہٖ وہ معنی یہ تھے کہ
حضرت مسلم رح کو جناب امام حسین ع اور انکی اہل بیت پر اس فال بد سے خوف تھا نہ انکہ حضرت
مسلم اپنے تلف جان پر خوف اس فال بد کا کرتے تھے وَاستَدَلَّ بِقَولِ جَدِّہٖ فِی عَدَمِ
التَّطَیُّرِ مِنھُم اور حدیث نبوی اسی کی دلیل ہین حضرت نے لکھے کہ ہم اہل بیت فال بد نہ لیتے
ہین اور نہ ہم سے کسی کو فال بد لینی چاہیے وَاَمَّا رِوَایَۃُ شَیخِنَا المُفِیدِ کَمَا فِی البحار
وَاِثَارَۃِ الاَحزَانِ فَھِیَ ھٰکَذَا لیکن روایت جناب شیخ مفید کے بحار مین اور جناب
غفران مآب سید دلدار علی کی کتاب اثارۃ الاحزان مین اسطرح پر لکھی ہی فکتب الحسین ع
اَمَّا بَعدُ فَخَشِیتُ اَن لَا یَکُونَ حَمَلَکَ عَلَی الکِتَابِ اِلَیَّ فِی الاِستِعفَاءِ عَنِ التَّوَجُّہِ
الَّذِی وَجَّھتُکَ لَہٗ اِلَّا الجُبنُ جواب لکھا امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلم رح کو بعد
حمد وصلوۃ کے معلوم ہو کہ مجھے مکروہ معلوم ہوا ایسا نہو کہ سبب تمھارے خط لکھنے کا میرے
نام پر کہ جسمین تم استعفا کرتے ہو اوس طرف کے جانے سے جدہر مین نے تمکو بھیجا ہی سوا ے
جبن کے اور کوئی چیز نہو یہ لفظ حدیث کی ہو وَلَم یَکتُبِ الحُسَینُ فَخَشِیتُ اَن یَکُونَ
بَدَلَ قَولِہٖ لَا یَکُونُ اور یہ نہین لکھا ہی حضرت امام حسین ع نے کہ مجھے ناپسند ہوا کہ تمھارے
استعفا کرنے کا سبب سوا ے جبن کے اور کوئی چیز نہین ہی وَلَم یَکتُب اَیضًا مَا کَتَبتَ
ذٰلِکَ اِلَّا اَن کُنتَ جَبَانًا تَخَافُ ھَلَاکَ نَفسِکَ اور یہ بھی حضرت نے نہین لکھا کہ اے مسلم ع
تم نے یہ خط اوس وقت لکھا ہی جس وقت تم پر معاذ اللہ بزدلی چھائی ہوئی تھی اور اپنی ہلاکت
کا خوف کر رہے تھے وَفَرقٌ بَینَ ھٰذَینِ القَولَینِ وَبَینَ مَا کَتَبَہُ الحُسَینُ ع بڑا فرق ہی
ان دونون عبارتون مین جو ہم نے لکھی ہین اور اوس عبارت مین جو حضرت نے خط مین
لکھی ہی فَاِنَّ فِی قَولِ الحُسَینِ ع اِستِثنَاءٌ مُفَرَّغٌ اسلیے کہ اس امام حسین ع کے کلام مین
استثنا مفرغ ہی وَالمُستَثنیٰ مِنہُ وَھُوَ خَبَرُ کَانَ مَحذُوفٌ وَالجُبنُ بَدَلٌ مِنہُ

او لا بمعنے غیر اور مستثنیٰ منه خبر کان کے محذوف ہی اور الجبن کی لفظ اوسی سے
بدل واقع ہی یا لفظ الا کے معنون مین استثنا نہیں ہی فیکون المعنی فقد خشیت
ای کرهت ان لا یکون حاملک فی الاستعفاء شیئ غیر الجبن اب معنی کلام
حضرت کے یہ ہوئے کہ مجھے ناگوار ہی ایسا نہو کہ سبب تمہارے استعفا دینے کا کوئی اور امر
سوائے جبن کے ویدل بمفهومه المخالف ای لا اخشی ان لم یکن ذلک الحامل
جبنا بل شیئا اخر اور یہ کلام اپنے مفہوم مخالف سے اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ مجھے
ناگوار نہین ہی اگر کوئی اور سبب تمہارے استعفا دینے کا ہی سوائے جبن کے یعنی اگر کوئی اور
سبب ہو تو اوسے بیان کرو وهذا المفهوم یسمی بلحن الخطاب کما بین فی اصول الفقه
اس مفہوم کو علم اصول فقہ مین لحن الخطاب کہتے ہین ومن لطائف المقام هو ان الحسین
لم یسند الی مسلم الجبن بالاثبات اور لطایف مقام سے یہ بات ہی کہ حضرت امام حسین نے
جبن کی نسبت جناب مسلم کی طرف بطور اثبات کے نہین فرمائی بلکہ نفی کی نسبت دی ولم
ینسج کلامه علی منوال یکون قوله نصا قطعیا علی ذلک اور اپنے کلام کو ایسی طرز عبارت
مین نہین وارد کیا جس سے قطعا نسبت جبن کی حضرت مسلم کے طرف ثابت ہو بل
ادی ذلک بعبارة یکون عدم جبنه راجحا وجبنه مرجوحا بلکہ ایسی عمدہ
عبارت مین اس مطلب کو ادا کیا جس سے جبن کے نہ واقع ہونے کو ترجیح ہوتی ہی اور جبن
واقع ہونے کا احتمال مرجوح معلوم ہوتا ہی وهذا اداب البلغاء فی مخاطباتهم لمن یکون
شانه ارفع من انتساب شیئ مستهجن الیه اور یہی طریقہ فصیح اور بلیغون کا ہی جب ایسے
شخص سے کلام کرتے ہین جسکی شان بلند ہو اس بات سے کہ اوسکی طرف کسی زبون چیز کی نسبت
دیجاوے حتی انه قد ینسب المتکلم الی نفسه ما یرید انتسابه الی المخاطبین
یہان تک تو ہی کہ کبھی متکلم اپنی طرف نسبت اوس چیز کی دیتا ہی جس چیز کی نسبت دینی
مخاطبین کی طرف چاہیے یعنی اپنے اوپر ڈھال کے دوسرون کو سناتا ہی قال الله
تعالی وما لی لا اعبد الذی فطرنی والیه ترجعون سورہ یس مین خدا نے فرمایا اور
کیا چیز مجکو باعث ہی اور کون سی چیز مجکو منع کرتی ہی کہ مین اوس خدا کی پرستش نہین کرتا

جس نے مجھے پیدا کیا ہی اور اوسے خدا کی طرف تم سب کی بازگشت ہونے والی ہی یہاں پر
مراد حضرت ابراہیم ؑ کی یہ ہی کہ مخاطبین سے فرمائین کہ وَمَا لَكُمْ لَا تَعْبُدُونَ یعنی تمکو
کون سی چیز مانع ہی جو تم اوس خدا کی پرستش نہین کرتے جس نے تمکو پیدا کیا اور اوسی کی طرف
تمھاری بازگشت ہی یون نہین ارشاد کیا بلکہ اپنے اوپر ڈھال کے فرمایا کہ مجھکو کون سی چیز
مانع ہی کہ مین خدا کی پرستش نہین کرتا فَالْحُسَيْنُ ؑ كَرِهَ أَنْ يَنْسِبَ الْجُبْنَ إِلَى أَخِيهِ
الْبَطَلِ الضِّرْغَامِ بِالْإِيجَابِ بَلْ أَسْنَدَهُ بِعُنْوَانٍ آخَرَ پس امام حسین ؑ کو ناگوار ہوا کہ جبن کے
نسبت اپنے ایسے بھائی کی طرف بطور اثبات کے فرمائین جو بہادر اور دلیر ہی بلکہ جبن کا ذکر
اور طریقہ پر کیا جس سے نفی جبن کے ثابت ہوئے فَكَأَنَّ الْحُسَيْنَ يُرِيدُ بِذَلِكَ الْقَوْلِ
أَنَّ لِهَذَا الْاِسْتِعْفَاءِ الَّذِي كَتَبْتَهُ إِلَيَّ مَحَامِلَ عَدِيدَةً غَيْرَ الْجُبْنِ فَبَيِّنْ لِي مَا حَمَلَكَ
عَلَيْهِ حَتَّى اسْتَعْفَيْتَ پس گویا حضرت امام حسین ؑ نے اس کلام سے اپنے یہ مراد لی ہی
کہ یہ استعفا جو تم نے خط مین لکھا ہی میرے نزدیک اسکے بہت سے اسباب ہین سوا
جبن کے اب تم بیان کرو کہ تمھین استعفا دینے کا کیا سبب ہی وَالْمَحَامِلُ الَّتِي يَنْبَغِي أَنْ
يُحْمَلَ عَلَيْهَا ذَلِكَ الْاِسْتِعْفَاءُ عِنْدِي خَمْسَةٌ مین کہتا ہون وہ اسباب جو حضرت مسلم کو
استعفا دینے پر باعث ہوئے تھے میرے نزدیک پانچ تھے اَلْأَوَّلُ مَا حَمَلَ عَلَيْهِ
الْحُسَيْنُ ؑ مِنْ خَوْفِهِ عَلَى أَخِيهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَلَعَلَّهُ أَقْرَبُ الْمَحَامِلِ پہلا سبب تو وہی ہی
جن معنون پر امام حسین نے حضرت مسلم کے کلام کو حمل کیا کہ وہ اپنے بھائی امام اور اونکے
اہل بیت پر اس فال بد سے خوف کر کے مستعفی ہوئے تھے اور شاید یہی احتمال اقرب
احتمالات ہی فَإِنَّ مُسْلِمًا لَمَّا قَرَأَ كِتَابَ أَخِيهِ قَالَ أَمَّا هَذَا فَلَسْتُ أَتَخَوَّفُهُ
عَلَى نَفْسِي كَمَا فِي الْبِحَارِ اس لیے حضرت مسلم نے جسوقت جواب اپنے خط کا پڑھا تو یہ
کہا کہ یہ بد فالی جو مین نے اپنے خط مین لکھی تھی اوس سے خوف اپنے نفس کی ہلاکت پر
مجکو نتھا چنانچہ بحار مین اسکو روایت کیا ہی وَيُؤَيِّدُهُ مَا أَوْصَى بِهِ مُسْلِمٌ بِمَحْضَرِ ابْنِ
زِيَادٍ لِعُمَرَ ابْنِ سَعْدٍ اور اسی قول کی تایید کرتی ہی وہ وصیت حضرت مسلم کے جو سامنے
ابن زیاد کے عمر سعد ملعون سے آپ نے کی تھی فَإِنَّهُ قَالَ الْوَصِيَّةُ الثَّالِثَةُ أَنْ تَكْتُبُوا إِلَى

اَخِی وَاِمَامِی اَنْ یَرْجِعَ عَنْکُمْ فَقَدْ بَلَغَنِی اَنَّہٗ خَرَجَ بِنِسَائِہٖ وَاَوْلَادِہٖ لِئَلَّا یُصِیْبَہٗ مَا اَصَابَنِی
یہ کہا تھا حضرت مسلم نے کہ تیسری وصیت میری یہ ہی کہ میرے بھائی اور میرے امام کو لکھ بھیجو
کہ وہ کوفہ کے راہ سے پلٹ جائین مجھے خبر پہونچی ہی کہ وہ جناب اپنی عورتون کو اور لڑکونکو
لیکر ادھر روانہ ہوئے ہین اگر یہان آئے تو اون پر بھی یہی مصیبت پڑیگی جو مجھپر آج پڑی ہی
وَصَدَقَ مُسْلِمٌ فِی قَوْلِہٖ لَسْتُ اَتَخَوَّفُہٗ عَلٰی نَفْسِی بہت سچی تھی حضرت مسلم اپنے اس قول
مین کہ مین اپنے نفس کی ہلاکت سے نہین ڈرتا وَکَیْفَ یَخَافُ عَلٰی نَفْسِہٖ مَنْ کَانَ فِی
الشَّجَاعَۃِ وَصْفًا وَمِنَ الشُّجْعَانِ وَالْفُرْسَانِ بِحَیْثُ یَفِرُّ مِنْہُ جَمٌّ غَفِیْرٌ اور کیونکر اپنی
موت سے وہ شخص ڈرتا جسکی شجاعت شجاعان عرب اور بہادرون سے لڑنے مین یہ
تھی کہ بڑے بڑے گروہ اونکی مقابلہ سے بھاگ جاتے تھے وَلَا یَجِدُوْنَ مِنْہُ مَلْجَأً اِلَّا
اَنْ یَفِرُّوْا مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ اور کوئی چارہ اور کسی طرح کی پناہ اونکو نہین ملتی تہی بجز اسکے
کہ آپ کے سامنے سے بھاگ جائین وَکَانَ یَاْخُذُ اِثْنَیْنِ اَوْ اَرْبَعًا مِنْ اَشْرَارِ الْکُوْفَۃِ
وَیَرْمِیْھِمْ اِلَی السَّقْفِ زور جسمانی کی یہ کیفیت تھی کہ دو دو اور چار چار آدمی کوفیان
بدنہاد کو پکڑ کر چھت پر پھینک دیتے تھے وَکَانَ ذٰلِکَ یَوْمَ بُرُوْزِہٖ وَجِہَادِہٖ کَمَا
یَاْتِیْکَ نَبَأُہٗ بَعْدَ حِیْنٍ یہ حال اوس دن کا ہی جس دن کوفہ مین آپ نے جہاد کیا ہی چنانچہ
اسکا بیان آپ کی شہادت کے باب مین ہم کرینگے انشاء اللہ تعالی وَالثَّانِیْ مِنَ الْمُحَالِ
اَنَّ مُسْلِمًا کَرِہَ اَنْ یَکُوْنَ بِمَسِیْرِہٖ اِلَی الْکُوْفَۃِ یُنْسَبُ اِلَیْہِ وَیُرْمٰی بِاَنَّہٗ ھُوَ الَّذِیْ سَارَ
اَوَّلًا اِلٰی اَھْلِ الْعِرَاقِ اَھْلِ الْغَدْرِ وَالْخُیَلَاءِ وَلَمْ یَعْتَذِرْ عِنْدَ اَخِیْہِ دوسرا سبب استعفا
دینے کا یہ تھا کہ بمقتضای بشریت حضرت مسلم رح کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ کوفہ کی طرف جانے
سے اونکی طرف نسبت دیجائے اور طعن اور تشنیع اس بات کی لوگ کرین کہ مسلم یہ وہی شخص
ہین کہ پہلے آپ بطرف عراق کے گئے جہان کے لوگونکا مکر اور فریب کھلا ہوا تھا اور اپنے
بھائی سے یہ عذر بھی نہ کیا ثُمَّ سَارَ لِذٰلِکَ بِہٖ وَتَشَوَّقَ اِلَیْہِ اَخُوْہُ پھر جب آپ کوفہ مین
پہونچے تو اپنے بھائی کو بھی شوق دلایا کہ وہ بھی عراق کی طرف روانہ ہون فَلِذَا کَتَبَ
اِلَی الْحُسَیْنِ اَنْ یَعْفُوَہٗ عَنْ ذٰلِکَ وَیَبْعَثَ غَیْرَہٗ یہی سمجھکر حضرت امام حسین ع کو لکھا کہ

مجھے اس بدنامی سے معاف کیجیے اور کسی دوسرے کو بھیجیے اور اوس مین بھی یہ شرط
کی کہ اگر آپ کے نزدیک یہ عذر میرا معقول اور پسندیدہ بھی ہو وَمَعَ ہٰذَا فَقَدْ دَلَّ
بِکَلَامِہٖ ہٰذَا عَلٰی اَنَّ الْمَسِیْرَ اِلَی الْکُوْفَۃِ مِنَ الْاُمُوْرِ الْوَاجِبَۃِ لِاَنَّہٗ لَمْ یَکْتُبْ اَنْ یُعْفِیَنِیْ
وَیُعْفِیَ غَیْرِیْ اَیْضًا اور باوجودیکہ اپنی نسبت نجانی کے بشرط منظوری حضرت امام حسینؑ
کی درخواست کی لیکن اسی کلام مین یہ بھی نکتہ رکھدیا کہ عراق کا جانا منجملہ واجبات
کے ہے اور یہ نہ لکھا کہ مجھے بھی معاف کیجیے اور کسی اور کو بھی نہ بھیجیے وَالرُّوَاۃُ ہُمُ الَّذِیْنَ
کَانُوْا یَمْنَعُوْنَ الْحُسَیْنَؑ عَنِ الْمَسِیْرِ اِلَی الْعِرَاقِ مِنْ اَقْرِبَائِہٖ وَغَیْرِہِمْ اور طعنہ زنی کرنے
والے یہ وہی لوگ تھے جو حضرت امام حسینؑ کو عراق کی طرف جانے سے منع کرتے تھے این
حضرت کے عزیز قریب بھی تھے اور اغیار بھی تھے اور رشتہ نازک جو حضرت مسلم کو جناب
امام حسینؑ سے تھا وہ ظاہر ہے کہ حضرت کی بہن رقیہ آپ کو منسوب تھین مَعَ اَنَّہُمْ کَانُوْا
یَعْلَمُوْنَ مَا یَؤُوْلُ اِلَیْہِ اَمْرُ الْحُسَیْنِ وَاَہْلِ بَیْتِہٖ مِمَّا قَدْ تَظَافَرَتِ الْاَخْبَارُ وَالرِّوَایَاتُ
عَنِ النَّبِیِّ ؐ وَعَنْ عَلِیٍّ ؑ فِیْ بَابِہٖ باوجودیکہ وہ منع کرنے والے اور طعن تشنیع کرنیوالے
خوب جانتے تھے کہ حضرت امام حسینؑ اور اونکی اہل بیت کا کیا انجام ہونے والا ہے
اسلیے کہ احادیث اور روایات جناب رسالتمآبؐ اور جناب امیرؑ سے دربارۂ مصائب
امام حسینؑ کے مشہور تھین اور خاص و عام کو اچھی طرح معلوم تھا وَمَعَ کَوْنِ الْحُسَیْنِ
قَدْ ذَکَّرَ لَہُمْ وَطَالَبَ نُصْرَتَہُمْ فَلَمْ یَنْشَاؤُوْا یَکُوْنُوْہٗ وَلَمْ یَنْصُرُوْہٗ اور باوجود اسکے
حضرت امام حسینؑ بھی اون لوگون کو وہی روایات یاد دلاتے تھے اور پند اور نصیحت
کرتے تھے اور اپنی نصرت و یاوری اون سے طلب کرتے تھے شرکت اور نصرت تو
درکنار اولٹی طعن و تشنیع پر آمادہ ہوتے تھے وَقَدْ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ فِیْ بَابٍ اَفْرَدْتُہٗ
لِہٰذَا مین نے اس مضمون کو ایک جداگانہ باب مین ذکر کیا ہے جسمین خاص ایسے ہی
لوگونکا ذکر ہے وَاَمَّا مُسْلِمٌ فَقَدْ بَذَلَ نَفْسَہٗ لِوَجْہِ اللّٰہِ وَاَطَاعَ مَا اَمَرَہٗ بِہٖ اَخُوْہُ اور جناب
مسلمؑ تو ایسے برگزیدہ خدا تھے جنھون نے جان اپنی راہ خدا مین دیدی اور جو حکم اونکے بھائی
نے اونکو دیا تھا اوسکی پوری اطاعت کی فَکَانَ رُوْحِیْ لَہُ الْفِدَا اِمْضَاءً مَّا عَلَی الْمَہَالِکِ

وَلَمْ یَخَفْ لَوْمَةَ لَائِمٍ فِیْهِ بَعْدَ وُرُوْدِ كِتَابِ اَخِیْهِ میری جان فدا ہو جائے مسلم پر جنہون
نے پیش قدمی کی اور سب سے آگے بڑھکر بڑے بڑے مہلکون مین اپنے تئین ڈالا اور نہ
کسی بدگو کی بدگوئی اور طعنہ زنی کا اس بارہ مین خوف نہ کیا بعد پہونچنے اس خط کے جسکا
ذکر ہو چکا ہی وَبَرَزَ وَحْدَهٗ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ اور تنہا لاکھ آدمی بلکہ لاکھون کے
مقابلہ کرنے کے واسطے روانہ ہوئے اور مقابلہ بھی کیا **اَلثَّالِثُ** اَنَّ مُسْلِمًا كَانَ یَعِزُّ
عَلَیْهِ فِرَاقُ الْحُسَیْنِ فِیْ تِلْكَ الْاَیَّامِ وَتِلْكَ الْحَالَةِ وَهُوَ فِیْ ضَنْكِ الْعَیْشِ تیسرا سبب
استعفا کا یہ تھا کہ حضرت مسلم پر جدائی حضرت امام حسینؑ کی از حد شاق تھی ایسے ایام اور
ایسی حالتون مین کہ اوس جناب پر بسبب ایذادہی دشمنونکی زندگی تلخ ہو گئی تھی لَا یَجِدُ
مَلْجَاً یَلْجَاُ اِلَیْهِ وَلَا مَلَاذًا یَلُوْذُ بِهٖ مَعَ قِلَّةِ الْاَنْصَارِ وَكَثْرَةِ الْاَعْدَاءِ یہ حال تھا کہ جناب
امام حسینؑ کوئی جگہ ایسی نہین پاتے تھے جسمین پناہ لین اور نہ کوئی مقام آپ کو ایسا
ملتا تھا کہ جہان چندے بسر کرین انصار کی کمی تھی اور دشمنون کی کثرت فَاِنَّ فِیْ مِثْلِ
تِلْكَ الْاَوْقَاتِ یَعِزُّ عَلَی الْاَقْرِبَاءِ وَخُلَّصِ الْاَصْدِقَاءِ اَنْ یَتْرُكُوْا صَدِیْقَهُمْ وَلَا یَحْضُرُوْا
مَعَهٗ وَلَا یُشَارِكُوْهُ ایسے ہی اوقات مین عزیز قریب اور خالص دوستون کو بشدت
ناگوار ہوتا ہی کہ اپنے عزیز اور دوست کو تنہا چھوڑین اور اوسکے پاس حاضر نہ رہین اور اوسکی
مصیبت مین شریک نہون وَلِهٰذَا رُوِیَ فِیْ بَعْضِ الْمَقَاتِلِ كَرَوْضَةِ الشُّهَدَاءِ اَنَّ
مُسْلِمًا حِیْنَ خُرُوْجِهٖ عَنْ مَكَّةَ وَتَوْدِیْعِهٖ اِمَامَهٗ وَاَخَاهُ كَانَ یَبْكِیْ كَثِیْرًا لَا یَتَمَالَكُ
عَنِ الدَّمْعَةِ اسی سبب سے روضۃ الشہدا مین روایت کی ہی کہ جسوقت حضرت مسلم مکہ سے روانہ ہوئے
تھے جناب امام حسینؑ کو رخصت کرکے تو اوسوقت بہت روتے تھے اور آنسو آپکے نہ تھمتے تھے
فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ بَلْ رُمِیَ بِاَنَّكَ تَبْكِیْ مَخَافَةً عَنِ الْقَتْلِ وَالْهَلَاكِ لوگون نے پوچھا
بلکہ طعنہ زنی کی کہ تم اپنے قتل و ہلاک سے ڈر کر روتے ہو فَاِنَّمَا یُرْسِلُكَ اَخُوْكَ اِلٰی حَدِّ
السُّیُوْفِ وَتَرَادُفِ الْاٰجَالِ وَمُبَارَزَةِ الْاَبْطَالِ اسلیے کہ تمہارے بھائی تمکو تلوار اونکی
باڑھ پر چلنے کو بھیجتے ہین جہان موت کا بازار گرم ہو گا اور بہادرون سے لڑنا اور مقابلہ کرنا
پڑیگا فَقَالَ لَا وَحَاشَا اَنْ اَتَخَوَّفَ عَلٰی نَفْسِیْ بِذٰلِكَ حضرت مسلم نے کہا کہ نہین ہرگز

ایسا نہین کہ مین اپنی ہلاکت کا خوف کرون اور اپنی موت سے ڈر کر روؤن بَلْ اِنَّمَا اَبْكِيْ عَلٰى فِرَاقِ اَخِيْ وَابْنِ عَمِّيْ وَهُوَ فِيْ كَائِنَةٍ وَحُزْنٍ بلکہ مین فراق پر اپنے بھائی کے روتا ہون کہ اونکو ایسی رنج اور مصیبت مین چھوڑ کر جدا ہوا ہون فَاِنِّيْ قَلَّمَا تَرَكْتُهٗ فِيْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ وَقَلَّمَا عِشْتُ بَعِيْدًا عَنْهُ اسلیے کہ مجھے کمتر اتفاق ہوا ہی کہ زمانہ تنگی اور فراخی مین اونسے الگ ہوا ہون اور بہت کم اپنے ایام زندگانی اونکی خدمت سے الگ رہکر بسر کیے ہین

اَلرَّابِعُ اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ يَكُنْ مِنَ الْحُجَجِ الْمَعْصُوْمِيْنَ فَمَدَارِكُ عِلْمِهٖ كَيْفَ يَبْلُغُ بِمَدَارِكِ عِلْمِ الْاِمَامِ چوتھے یہ ہی کہ حضرت مسلم ائمہ معصومین مین داخل نتھے پس اونکا پایہ علم کیونکر امام کے مراتب علمی کو پہونچ سکتا وَالْاِنْسَانُ يَتَبَدَّلُ مَصَالِحُهٗ حَيْثُ يَتَبَدَّلُ الْاُمُوْرُ الْحَادِثَةُ الْمُتَغَيِّرَةُ وَلِهٰذَا يَخْتَلِفُ اٰرَاؤُهٗ ہر ایک آدمی کا یہی حال ہی کہ اوسکی مصلحتین بدلتی رہتی ہین جون جون امور اور حالات بدلتے ہین اور نئے نئے پیدا ہوتے ہین اسی سبب سے آدمی کی تجویزین بھی بدلتی رہتی ہین فَيَوْمَ خُرُوْجِهٖ عَنْ مَكَّةَ ثُمَّ يَوْمَ مَسِيْرِهٖ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا قَدْ رَاٰى وَسَمِعَ وَشَاهَدَ وَعَلِمَ مَا لَمْ يَرَهٗ وَلَمْ يَسْمَعْهُ وَهُوَ فِيْ مَكَّةَ اَوِ الْمَدِيْنَةِ پس جسدن حضرت مسلم رح مکہ سے چلے تھے اور پھر جب مدینہ سے روانہ ہوئے اور آج کے دن تک جو کچھ آنکھ سے دیکھا اور سنا اور جن چیزونکا مشاہدہ کیا اور جو چیزین آپ کو معلوم ہوئین اونکو زمانہ موجودگی مکہ مین نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا فَالْيَوْمَ كَاَنَّهٗ تَيَقَّنَ مِنْ تَهَيُّاِ بَنِيْ اُمَيَّةَ عَلٰى قِتَالِ الْحُسَيْنِ پس آج کے دن یعنی جسدن حضرت امام حسین کے نام خط لکھا گویا کہ حضرت مسلم کو یقین ہوگیا تھا کہ بنی امیہ حضرت امام حسین ع سے لڑنے پر ضرور آمادہ ہونگے اور یہی مطلب اس فقرہ کا ہی جو آپ نے لکھا تھا کہ مجھے انجام اس سفر کا اچھا نہین نظر آتا فَلَا يَبْعُدُ اَنَّهٗ قَدْ غَلَبَ عَلٰى ظَنِّهٖ اَنَّهٗ لَوْ كَانَ فِيْ مِثْلِ هٰذِهِ الْحَالِ مَعَ اَخِيْهِ لَكَانَ فَدٰى بِنَفْسِهٖ مَعَهٗ کچھ دور نہین ہی کہ حضرت مسلم ع کو گمان اسکا ہوا کہ اگر ایسے وقت ہمراہ حضرت کے ہوتے تو اپنی جان فدا کرتے وَقَى الْحُسَيْنَ وَاَهْلَهٗ عَنْ شَرِّ الْاَعْدَاءِ اِلٰى مَا اسْتَطَاعَ وَشَاوَرَ مَعَهٗ حِيْنًا بَعْدَ حِيْنٍ كَيْفَ مَا يَرَاهُ اور جناب امام حسین اور اونکے اہلبیت کو

دشمنون کی شرارت سے بقدر اپنی طاقت کے بچاتے اور حضرت کے ساتھ وقت بوقت
مشورہ کرتے جیسا مقتضا اونکی راے کا ہوتا وَهٰذَا اَوْلٰی عِنْدَهٗ مِنْ اَنْ یَسِیْرَ وَحْدَهٗ
وَیُقْتَلَ وَهُوَ لَا یَدْرِیْ مَا اُصِیْبَ بِهِ الْحُسَیْنُ اور یہ شرکت حضوری حضرت مسلم کے نزدیک
بہتر معلوم ہوئی اس بات سے کہ تنہا کوفہ کو جائین اور وہان جاکر شہید ہون اور جس مصیبت
مین حضرت امام حسین مبتلا ہون اوسکی انکو خبر بھی نہ ملے فَلِذٰلِكَ تَحَسَّرَ عَلٰی مَا کَانَ یَفُوْتُهٗ
فَاسْتَعْفٰی اسی نظر سے آپ کو حسرت ہوئی اوس نصرت اور یاوری پر جو دور رہنے سے
فوت ہوتی تھی پس استعفا لکھا وَتَمَنّٰی بِقَلْبِهٖ مَا کَانَ یَرْجُوْهُ مِنْ حُسْنِ الصَّنِیْعَةِ وَالْبِرِّ
وَالْوَفَا اور دل مین آرزو کی اوس خوش کرداری اور حسن سلوک اور وفاداری کی جسکو
ابھی ہم نے بیان کیا ہے اَلْخَامِسُ اِنَّهٗ لَمَّا عَلِمَ یَقِیْنًا اَنَّ اَخَاهُ یُسْتَشْهَدُ وَ
الَّذِیْنَ مَعَهٗ اَیْضًا یُسْتَشْهَدُوْنَ لَا مُحَالَةَ پانچوان سبب یہ ہے جب حضرت مسلم کو
یقین ہوگیا کہ جناب امام حسین اور آپ کے ہمراہی اور اصحاب و اہل بیت ضرور شہید ہونگے
وَالشَّهَادَةُ مَعَ الْحُسَیْنِ لَهَا مَدَارِجُ لَا یَرْقٰی اِلَیْهَا اِلَّا مَنْ یُسْتَشْهَدُ مَعَهٗ
اور ہمراہ امام حسین ع کے شہید ہونے کے جو مرتبے ہین اون مراتب کو وہی لوگ پہونچینگے
جو آپ کے ہمراہ شہید ہونگے وَاِنَّهٗ مَقْتُوْلٌ بِالْکُوْفَةِ بَعِیْدًا عَنِ الْحُسَیْنِ وَعَنْ طَفِّ
کَرْبَلَا اور اپنی نسبت یہ خیال ہوا کہ مین کوفہ مین دور حضرت امام حسین ع سے اور خارج
میدان کربلا سے شہید کیا جاونگا فَعَسٰی اَنْ لَا اَفُوْزَ بِتِلْكَ الْمَدَارِجِ فَتَمَنّٰی ذٰلِكَ
وَاسْتَعْفٰی پس شاید شہداء کربلا کے مراتب کو نہ پہونچون اسی آرزو مین کوفہ کے جانے
سے مستعفی ہوئے اور یہ خیال حضرت مسلم کا بہت درست اور سچا تھا وَلِدَفْعِ ذٰلِكَ
الْاِشْتِبَاهِ لَمَّا اسْتَغَاثَ الْحُسَیْنُ فِی الطَّفِّ اٰخِرَ الْاِسْتِغَاثَةِ ثُمَّ نَادٰی اَصْحَابَهٗ
وَاَهْلَ بَیْتِهِ الْمُسْتَشْهَدِیْنَ بَیْنَ یَدَیْهِ اسی شبہ کے دفع کرنے کی غرض سے جب حضرت
امام حسین ع نے روز عاشورہ آخری استغاثہ فرمایا اور بعد اوسکے اپنے اصحاب اور اہل بیت
کو جو سامنے آپ کے شہید ہوئے پڑے تھے اونکو آواز دی کہ اوٹھو اور ہماری مدد کرو
فَبَدَاَ بِالنِّدَاءِ فَقَالَ اَوَّلًا یَا مُسْلِمَ ابْنَ عَقِیْلٍ وَیَا هَانِیَ ابْنَ عُرْوَةَ وَاظْهَرَ لِکَرَامَةِ

هٰذَیْنِ الشَّہِیْدَیْنِ جب شہیدوں کو نام بنام آپ نے پکارنا شروع کیا سب سے پہلے فرمایا
کہ ای مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ اور یہ نام لینا حضرت کا اِن دونوں بزرگوارون
کے ہمراہ شہداء کربلا کے اسی غرض سے تھا کہ ان دونوں بزرگونکی کرامت اور فضیلت
ظاہر ہوجائے وَنَصًّا عَلٰی اَنَّھُمَا وَاِنِ اسْتُشْھِدَا بَعِیْدًا عَنِ الطَّفِّ لٰکِنَّھُمَا دَاخِلَانِ فِی
زُمْرَۃِ الشُّھَدَاءِ الَّذِیْنَ اسْتُشْھِدُوْا مَعَہٗ فِی الطَّفِّ بَلْ ھُمَا سَابِقَانِ عَلَیْھِمْ فِیْ ذٰلِکَ
اور صاف صاف کہدینا آپ کو منظور تھا کہ مسلم اور ہانی اگرچہ دور میدان کربلا سے شہید
ہوئے ہین مگر وہ دونوں شہداء کربلا کے گروہ ہین داخل ہین بلکہ اِن شہیدون
سے پیش رو اور آگے بڑھ گئے ہین اَلَا تَرٰی اَنَّ مِیْثَمَ التَّمَّارَ رح اَیْضًا قَدْ قَتَلَہٗ
ابْنُ زِیَادٍ فِی الْکُوْفَۃِ قَبْلَ قُدُوْمِ الْحُسَیْنِ بِالْعِرَاقِ بِعَشَرَۃِ اَیَّامٍ کَمَا فِیْ نَضَدِ
الْاِیْضَاحِ عَنِ الْمُفِیْدِ رح خیال کرنا چاہیے حضرت میثم تمار رح کو ابن زیاد نے کوفہ مین قتل
کیا دس روز پہلے داخلہ امام حسین سے عراق مین جیسا کہ کتاب نضد الایضاح مین شیخ
مفید رح سے روایت کی ہو فَیَکُوْنُ مَقْتَلُہٗ بَعْدَ قَتْلِ مُسْلِمٍ بِاَیَّامٍ بس بنابر اس
روایت کے شہادت حضرت میثم تمار کی بعد شہادت حضرت مسلم رح کے چند روز
گذر جانے کے واقع ہوئے یعنی تخمیناً دس روز کے بعد وَلَمْ یَذْکُرِ الْحُسَیْنُ ع فِیْ تِلْکَ
الْاِسْتِغَاثَۃِ اِسْمَہٗ مگر جناب امام حسین ع نے اپنے استغاثہ مین میثم تمار کا نام نہین لیا
لِاَنَّ مِیْثَمًا وَاِنْ قُتِلَ فِیْ وِلَاءِ اَھْلِ الْبَیْتِ لٰکِنَّ قَتْلَہٗ لَا یَتَعَلَّقُ بِھِمْ رِضْوَانُ اللّٰہِ
عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اسواسطے کہ حضرت میثم تمار بھی اگرچہ دوستی مین اہل بیت
کے شہید کیے گئے مگر اونکی شہادت کا تعلق اون خاص امور سے نہین ہو جو شہداء کربلا سے
مخصوص تھے خوشنودی خدا کی ہو میثم تمار سے اور شہداء کربلا سے بھی وَھُوَ سِرٌّ
جَلِیْلٌ قَدْ کَشَفَ اللّٰہُ بَصَرِیْ عَنْ ذٰلِکَ فَلَہُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ یہ ایک بڑا
راز تھا جو خدا نے مجھپر ظاہر کیا پس خدا کی حمد کرتا ہوں اور شکر گذاری ہمیشہ کرتا ہوں بِالْجُمْلَۃِ فَالْحَاصِلُ
فِیْ ذٰلِکَ الْاِسْتِفْعَاءِ کَثِیْرَۃٌ اور خلاصہ کلام یہ ہو کہ سبب استعفاء کے حضرت مسلم کو بہت سے ہونگے فَلِذَا کَتَبَ الْحُسَیْنُ ع
اِلَیْہِ اَنَّ مَا ذَا اَحْمَلَکَ عَلَی الْاِسْتِعْفَاءِ اسیواسطے جناب امام حسین نے حضرت مسلم کو لکھا کہ سبب تمکو استعفاء کا کیا چیز ہے

نضد الایضاح

باب ۱۲ دوازدہم بدفالی یا بدشگونی کی تاویل

جو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے خط مین درج ہی

اَمَّا حَدِیثُ التَّطَیُّرِ فَلَولَا اَنَّ الحُسَینَ حَمَلَهُ عَلَی الطِّیَرَةِ لَا اَمکَنَ لَنَا اَن نَّحمِلَ عَلَی مَحَامِلِ صَحِیحَةٍ اُخرٰی رہی بات بدفالی و بدشگونی کی پس اگر جناب امام حسین ؑ نے اوسکو بدشگونی قرار دیا ہوتا تو ممکن تھا کہ ہم اوسکے معنی صحیح اور بھی بیان کرتے وَیُمکِنُ کَانَ اَن نَّقُولَ مُراد اوسکو بدشگونی کے مضمون پر سمجھکر ہم کہتے ہین اِنَّهُ لَمَّا کَانَ مُسلِمٌ قَد تَوَجَّهَ اِلَی اَمرٍ خَطِیرٍ یَعقُبُهُ المَهَالِكُ کہ چونکہ جناب مسلم رح ایسے کام کرنے کے واسطے چلے تھے جو ایک امر عظیم تھا اور ہلاکت کا سامنا اوسکے آغاز اور انجام مین دونون وقت تھا وَکَانَ الحُسَینُ فِی تِلكَ الاَیَّامِ اَشَدَّ اِهتِمَامًا بِاِرسَالِ الکُتُبِ وَاِرسَالِ وَاحِدٍ بَعدَ وَاحِدٍ مِن اَصحَابِهٖ اِلٰی هٰذِهٖ وَاُخرٰی کَالبَصرَةِ وَالیَمَنِ وَغَیرِهَا اور جناب امام حسین ؑ کو ان دنون بڑا اہتمام تھا خطون کے روانہ کرنے مین اور یکی بعد دیگرے اپنے اصحاب کو مختلف مقامات پر آپ روانہ کررہے تھے مثل بصرہ اور یمن وغیرہ وَکَانَ بَعضُ اَقرِبَائِهٖ وَاَصحَابِ جَدِّهٖ وَغَیرُهُم یُشِیرُونَ اِلَیهِ بِتَركِ التَّعَرُّضِ لِبَنِي اُمَیَّةَ اور بعض اقربائے امام حسین ؑ اور بعض اصحاب جناب رسالت مآب وغیرہ آپ سے کہتے تھے کہ بنی امیہ سے آپ چھیڑ چھاڑ نکرین بلکہ اونکو اونکی حالت پر چھوڑ دین بَل یُصِرُّونَ وَیُعلِنُونَ بِاَقوَالِهِم اَنَّ الحُسَینَ ؑ مُصِرٌّ عَلٰی ذٰلِكَ وَلَا یَنبَغِی لَهُ الخُرُوجُ عَلَیهِم بلکہ وہ لوگ اصرار کرتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے کہ امام حسین ؑ ضد کرتے ہین اس بات پر اور اونکو مناسب نہین ہی کہ بنی امیہ سے متعرض ہون وَاِنَّمَا یَجِبُ عَلَیهِ اَن یَّسلُكَ مَسلَكَ اَخِیهِ الحَسَنِ ؑ فَیُصَالِحَ مَعَهُم وَیُبَایِعَ یَزِیدَ تَقِیَّةً امام حسین ؑ پر تو یہی واجب ہی کہ اپنے بھائی امام حسن ؑ کا طریقہ اختیار کرکے بنی امیہ سے مصالحہ کرلین اور یزید سے تقیہ کرکے بیعت کرین وَقَدِ اضطَرَبَت فِی ذٰلِكَ عُقُولُ الرِّجَالِ نَهَا مُوا وَتَاهُوا وَکَانُوا یَاتَمِرُونَ فِی ذٰلِكَ ان لوگون کی

عقلین مضطرب ہو گئی تھین ادہرسے اودھر دوڑتے پھرتے تھے اور شبانہ روز یہی مشورہ
اور یہی چرچا کرتے پھرتے تھے منتظر اون اغراض فاسدہ کے جو اونکے دلون مین تھین
مَعَ عِلْمِہِمْ بِاَنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَمَرَ الْحُسَیْنَ بِالْجِہَادِ وَحَرَّمَ عَلَیْہِ الْقُعُوْدَ باوجودیکہ وہ
سب جانتے تھے کہ خدا نے اور خدا کے رسول نے امام حسین کو جہاد کا حکم دیا ہی اور جہاد کا
ترک کرکے بیٹھ رہنا اونپر حرام کیا ہی نَصَّ عَلٰی ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ قَوْلِہِ الْمَشْہُوْرِ الْمَرْوِیِّ
بِلَا خِلَافٍ صاف صاف ارشاد کر دیا جناب رسول خدا نے ایک حدیث مین جو مشہور ہی
اور بالاتفاق سب مسلمان اوسکی روایت کرتے ہین اِبْنَایَ ھٰذَانِ اِمَامَانِ قَامَا اَمْ
قَعَدَا یہ دونون میرے فرزند حسن و حسین امام ہین جہاد کرین یا ترک جہاد کرکے گھر بیٹھین
اِذِ الْمُرَادُ مِنَ الْقِیَامِ الْجِہَادُ وَمِنَ الْقُعُوْدِ الْمُصَالَحَۃُ مَعَ مُعَاوِیَۃَ ھٰذَا اسواسطے کہ قیام
سے مراد اس حدیث مین جہاد امام حسین کا ہی اور قعود سے مراد صلح کرنا امام حسن کا معاویہ سے
ہی یہ تمہید تو ہو چکی ثُمَّ التَّطَیُّرُ وَالطِّیَرَۃُ اَصْلُہٗ فِیْمَا یُقَالُ بِرُؤْیَۃِ السَّوَانِحِ وَالْبَوَارِحِ مِنَ
الطُّیُوْرِ وَالظِّبَاءِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ اب دیکھو کہ تطیر اور طیرہ کی لفظ کلام عرب مین اوس بدشگونی
اور فال بد کے واسطے بولی جاتی ہی جو سانحہ اور واردات پرند جانورون وہرنی وغیرہ
چرندہ جانورون پر گذرتے ہین کہ اونکے آگے پیچھے داہنے بائین واقع ہونے سے شگون
لیا جاتا ہی وَقَلَّ مَا یَخْلُوْ عَنْ تِلْکَ الْحَوَادِثِ زَمَانٌ وَلَا سِیَّمَا فِی السَّفَرِ ان حوادث سے
بہت کم زمانہ خالی گذرتا ہو خصوصا جب آدمی سفر مین ہو وَکَثِیْرًا مَا وَقَعَ لِمَوْلَانَا الْحُسَیْنِ
فِیْ سَفَرِہٖ مِنْ تِلْکَ الْاُمُوْرِ اور بہت ایسا ہوا کہ حضرت امام حسین کے سفر مین بھی ایسے
امور واقع ہوئے اور قریب ہی کہ جب تک آپ سفر مین رہے واقع ہوا کرینگے فَکَانَ مُسْلِمًا
اَرَادَ دَفْعَ الْاَشْقِیَاءِ عَنْ تِلْکَ الْوَسَاوِسِ مِنَ الَّذِیْنَ کَانُوْا مَعَہٗ فِیْ سَفَرِہٖ پس گویا حضرت
مسلم کا بدشگونی کا مضمون لکھنا تین فائدون پر شامل تھا ایک تو یہ کہ بعد آنے جواب خط
کے اون لوگون کے وسوسے دور ہو جائین جو حضرت مسلم کے ہمراہ سفر مین تھے اور اسی
غرض سے خط لکھنے کے بعد بانتظار جواب آپ ٹھہر گئے اَوْ مِنَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُرِیْدُوْنَ
مَعَ الْحُسَیْنِ فِیْ سَفَرِہٖ دوسری غرض یہ تھی کہ جب حضرت جواب خط لکھوائینگے تو جو لوگ

حضرت کے ساتھ سفر مین ہین وہ بھی اسکو سنین گے اونکا بھی شبہہ دور ہوجائیگا
اَوْ مِنَ الَّذِیْنَ کَانَ الحُسَیْنُ ع یُرْسِلُھُمْ اِلٰی جِھَاتٍ مُخْتَلِفَۃٍ وَبِلَادٍ نَائِیَۃٍ لِلْاِسْتِنْصَارِ
تیسری غرض حضرت مسلم کی یہ تھی کہ جن لوگون کو حضرت امام حسینؑ دور دراز شہرون مین
طلب نصرت کے واسطے بھیجتے ہین اون سے بھی یہ وسوسہ اثنا راہ مین دور ہوجائیگا
فَکَانَ السُّؤَالُ عَنْ مَسْئَلَۃِ الطِّیَرَۃِ وَاِظْھَارِ عَدَمِ مَشْرُوْعِیَّتِھَا بِاَیِّ نَحْوٍ اتَّفَقَ مِنْ
اَھَمِّ الْاُمُوْرِ فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ پس بدشگونی کا مسئلہ پوچھنا اور اوسکے ناجائز ہونے کا شریعت
مین ظاہر کرادینا کسی عنوان سے کیون نہو ایسے وقت مین جسوقت حضرت مسلم نے پوچھا ہی
کیسی ضروری بات تھی اور کسقدر اسکی ضرورت تھی وَلِذٰلِکَ اَجَابَ الْحُسَیْنُ ع بِمُقْتَضٰی
اِرَادَتِہٖ حَیْثُ کَتَبَ اِلَیْہِ اِنِّیْ سَمِعْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ اسی واسطے
حضرت امام حسینؑ نے موافق خواہش جناب مسلم رح کے جواب دیا چنانچہ اون کے جواب
خط مین پوری حدیث لکھدی کہ مین نے اپنے نانا سے یہ سنا ہی فَکَمَا اَنَّ غَرَضَ مُسْلِمٍ
لَیْسَ اِلَّا اِسْتِعَارَ غَیْرِہٖ بِذٰلِکَ پس جسطرح سے غرض حضرت مسلم کی بدشگونی کے
لکھنے سے فقط یہی تھی کہ اور لوگون کو اس مسئلہ سے آگاہی ہوجائے کَذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ غَرَضُ
الْحُسَیْنِ ع بِذٰلِکَ الْخِطَابِ اَنَّ مُسْلِمًا مِنَ الَّذِیْنَ یَتَطَیَّرُوْنَ بِتِلْکَ الْحَوَادِثِ اسیطرح
حضرت امام حسین ع کی غرض اس لکھنے سے یہ نتھی کہ حضرت مسلم ایسے ہین جو بدشگونی
کو مانتے ہین وَکَثِیْرًا مَا یُوَجِّہُ الْخِطَابُ اِلٰی مُخَاطَبٍ لَا یَکُوْنُ الْغَرَضُ مِنْہُ اِلَّا اِسْمَاعَ
غَیْرِہٖ اور بہت ایسا ہوتا ہی کہ ایک بات کسی سے کہی جاتی ہو اور مطلب کسی دوسرے کا سنانا
ہوتا ہی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ وَلَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ خدا نے اپنے نبی کی طرف
خطاب کرکے قرآن مین فرمایا کہ اگر تم مشرک ہوجاوٗگے سب عمل تمھارے خراب اور باطل
ہوجائینگے اور کسی امر خیر کا تمکو ثواب نہ ملیگا فَاِنَّ الْغَرَضَ مِنْہُ اِسْمَاعُ الْمُکَلَّفِیْنَ مِنَ الْاُمَّۃِ
لَا اِسْمَاعُ النَّبِیِّ صلعم اسلیے کہ غرض خداوندعالم کی اس کلام سے یہ ہی کہ امت محمدی کے سکلفین
اسکو سنین اور خالص عبادت خدا کی کرین نبی کا سنانا منظور نتھا معاذ اللہ وہ کیونکر
عبادت مین ریا وغیرہ کرسکتے وَقَدْ کَانَ مِنْ سِیْرَۃِ الْاَصْحَابِ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَسْئَلُوْنَ

عن النبي ؐ او الائمۃ عن المسائل التی کانوا یعلمونہا اسماعا لغیرہم من الجہال وھذا معروف من طریقہم اور اصحاب کا بھی یہ طریقہ جاری تھا کہ جناب رسالتمآب سے خواہ اور اماموں سے اکثر ایسے مسئلہ پوچھتے تھے جو انکو معلوم تھے بغرض جاہلوں کے سنانے کے تاکہ وہ لوگ واقف ہو جائیں اور یہ بات صحابہ کی مشہور ہے اور بڑا فائدہ ہدایت کا اس سے ہوتا تھا فلما کتب الحسین فی جوابہ ما کتب واستدل علی نفی التطیر بقول جدہ کان ذلک انفی للشک عن قلوب الحضار بحضرتہ علیہ السلام جسوقت حضرت امام حسین نے جواب اسکا وہ لکھا جو اوپر مذکور ہوا اور بدشگونی کے ناجائز ہونے پر اپنے نانا کے ارشاد سے دلیل ذکر فرمائی یہ بات زیادہ شک دور کرنے والی تھی دلون سے اون لوگون کے جو ہمراہ حضرت امام حسین کے تھے وایضا عن الذین کانوا مع مسلم وان کان یمکن لمسلم ایضا ان یدفع الشک عن اصحابہ ویروی فی التطیر ما کان عرفہ وسمعہ اگرچہ ممکن تھا کہ حضرت مسلم بھی اپنے اصحاب کے دل سے شک دور کر دیتے اور دربارہ بدشگونی جو کچھ اونکو معلوم تھا اور جو کچھ سنا تھا اوسے بیان کرتے ولکن افادۃ الامام المفترض الطاعۃ نصا ابلغ وانفع فی ذلک مگر ارشاد فرمانا امام کا جنکی اطاعت واجب ہے اور صاف صاف منع کرنا بدشگونی کے ماننے سے بہت بکار آمد اور زیادہ مفید اس بارہ میں تھا ولاسیما انہ بیان فی وقت الحاجۃ من حیث لا یجوز تاخیرہ عنہ خصوصا کہ اس مسئلہ کا بیان عین ہنگام وقت حاجت تھا کہ تاخیر اوسکی اوسوقت سے کرنی نہیں چاہیے ثم لما کان من مواعید اللہ سبحانہ اتمام نورہ بالحجج والیائہ پھر چونکہ وعدہ خدا کا بھی ہے کہ اپنے نور کو اپنے انبیا اور اوصیائوں کے واسطے پورا کرتا ہے وقد کتب الحسین الی مسلم ان لا یلتفت الی التطیر بل اراد ان یمضی بھا اور حضرت امام حسین نے جناب مسلم کو لکھا کہ اس بدشگونی کی طرف ہرگز التفات نکرین بلکہ مراد حضرت کی یہ تھی کہ اوسکو ایک امر آسان اور بے اثر سمجھیں کما ورد فی حدیث آخر رواہ ابن طریح النجفی فی مجمع البحرین چنانچہ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے جسکو مجمع البحرین میں روایت کیا ہے الطیرۃ علی ما تجعلہا ان ھونتہا تہونت وان شددتہا تشددت وان لم تجعلہا شیئا لم تکن

شیئًا وہ حدیث یہ ہی فرمایا حضرت ؐ نے بدشگونی کا یہ حال ہی کہ جیسا آدمی کا عقیدہ
اوسکی نسبت ہوگا اوسی طرح واقع ہوتی ہی اگر اوسکو امر آسان سمجھے آسان ہوجاتی ہی
اور اگر اپنی نیت فاسد سے اوسکو سخت سمجھے سختی مین ڈالتی ہی اور اگر نہایت پختہ عقیدہ
سے اوسکو بے اصل سمجھے کچھ بھی نہین اوسکا اثر ہوتا وَکَانَ مُسْلِمٌ لَمْ یَلْتَفِتْ اِلَیْهَا وَارْتَحَلَ
عَنْ مَنْزِلِهٖ اور جناب مسلم رح نے اپنے دلی اعتقاد سے کچھ اوسکی طرف التفات نہین کیا تھا
اور اوس منزل سے کوچ کرد یا تھا فَاَظْهَرَ اللّٰهُ کَرَامَةَ مَوْلٰنَا الْحُسَیْنِؑ فِیْ ذٰلِکَ اَیْضًا
پس خدا نے کرامت جناب امام حسین عؑ کی اس بارہ مین بھی ظاہر کردی فَاِنَّ مُسْلِمًا بَعْدَ
وُرُوْدِ کِتَابِ الْحُسَیْنِؑ لَمَّا ارْتَحَلَ نَزَلَ بِمَاءٍ لِطَیٍّ پس حضرت مسلم رح بعد آنے جواب
خط کے کوچ کرکے ایسی منزل پر اوترے جہان پر چشمۂ آب قبیلہ بنی طی کا تھا فَاِذَا
بِرَجُلٍ وَاَبُوْ مِخْنَفٍ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ مُسْلِمٍ قَدْ رَمٰی ظَبْیَةً فَصَرَعَهَا کہ ناگہان
ایک شخص نے اور بقول ابو مخنف ایک ہمراہی نے حضرت مسلم رح کے ایک ہرنی کا تیر سے شکار کیا
اور کامیاب ہوا فَقَالَ مُسْلِمٌ نَقْتُلُ عَدُوَّنَا کَذٰلِکَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی حضرت مسلم عؑ نے کہا
کہ اسطرح اپنے دشمن کو انشاء اللہ قتل کرینگے قُلْتُ فَاِنْ کَانَ مَوْتُ الدَّلِیْلَیْنِ وَاِصَابَةُ
الْعَطَشِ وَضَلُّ السَّبِیْلِ تَطَیُّرًا لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُلْتَفَتَ اِلَیْهِ کَانَ صَیْدُ الظَّبْیِ تَفَاؤُلًا مین
کہتا ہون کہ اگر دونون رہبر کا مرجانا اور پیاس کا شدت کرنا اور راہ کا بھول جانا
بنا بر عقیدہ عوام کے فال بد تھا جسکی طرف التفات کرنا مناسب نہین ہی تو ہرنی کا شکار
فال نیک ہوگیا اور برائی فال بد کی عوام کے اعتقاد سے بھی جاتی رہی وَکَانَ النَّبِیُّ
یَکْرَهُ الطِّیَرَةَ وَیُحِبُّ الْفَالَ کَمَا رَوَاهُ اَبُو الْعَبَّاسِ الْبُوْنِیُّ فِیْ کِتَابِهِ الْمُسَمّٰی بِشَمْسِ
الْمَعَارِفِ اور جناب رسالت مآب بدشگونی کو برا جانتے تھے اور فال نیک کو
دوست رکھتے تھے اس حدیث کو ابو العباس بونی نے اپنی کتاب شمس المعارف
مین روایت کی ہی اور مطلب یہ ہی کہ عام لوگون کی بھی اس کرامت کے ظاہر ہونے سے
زبان بندی ہوگئی وَنَعُوْدُ اِلٰی ذِکْرِ مَا فَهِمَهُ الْحُسَیْنُؑ وَحَمَلَ عَلَیْهِ قَوْلَ مُسْلِمٍ فِی التَّطَیُّرِ
پھر ہم بیان کرتے ہین کہ امام حسین عؑ نے حضرت مسلم رح کی لفظ بدشگونی سے کیا مراد لی

حیث قال مَا مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ مَنْ یَطَّیَّرُ وَلَا یُتَطَیَّرُ بِهٖ اسلیے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم
اہلبیت نہ کسی چیز کی بدشگونی لیتے ہین اور نہ ہمارے مصایب سے کسی اور کو
بدشگونی لینی چاہیے یَعْنِیْ اِنْ تَطَیَّرْتَ یَا اَخِیْ بِمَا ظَهَرَ لَكَ فِیْ سَفَرِكَ هٰذَا وَخِفْتَ مِنْهُ
عَلَیَّ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِیْ آپکی مراد یہ ہی کہ اے بھائی مسلمؓ اگر تم نے فال بد کا خیال کیا ہی
اوس واقعہ کو دیکھ کر جو تمکو اس سفر مین پیش آیا ہی اور ہم پر اور ہمارے اہلِ بیتؑ پر
تمکو خوف ہلاکت ہوا ہی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ مَا مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ مَنْ یَطَّیَّرُ وَلَا یُتَطَیَّرُ بِهٖ
وَلَعَلَّ الْمُرَادَ مِنْهُمُ الْاَئِمَّةُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ پس تمکو جاننا چاہیے کہ ہملوگ یعنی بارہ امامؑ
مین سے کوئی ایسا نہین ہی جو کسی چیز کی بدشگونی لے اور نہ ہماری مصیبت سے کسی
اور کو بدشگونی لینی چاہیے فَلَا نُبَالِیْ بِالْمَوْتِ اِنْ کَانَ لِوَجْهِ اللّٰهِ پس ہملوگ اوس موت سے
نہین ڈرتے ہین جو راہ خدا مین واقع ہو بَلْ لَا نَرَی الْحَیٰوةَ مَعَ اَعْدَاءِ اللّٰهِ اِلَّا بَرَمًا
وَالشَّهَادَةَ اِلَّا سَعَادَةً بلکہ ہملوگ وہ زندگی جو ہمراہ دشمنان خدا کے بسر ہو اوسکو اپنی
ہلاکت سمجھتے ہین اور شہادت کو ایسے وقت مین سعادت جانتے ہین وَکَاَنَّكَ لَا تَشُكُّ
بَعْدَ مَا دَرَیْتَ مِنْ تَقْیِیْدِ الْحُسَیْنِ قَوْلَهٗ مَا مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ اَنَّهٗ حَمَلَ قَوْلَ مُسْلِمٍ
عَلٰی اَنَّهٗ یَتَخَوَّفُ عَلَی الْحُسَیْنِ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ لَا عَلٰی نَفْسِهٖ اور اب تو کچھ شک باقی نرہا تقید
جناب امام حسینؑ سے امر تطیر کو ساتھ اہل بیت کے اِس امر مین کہ حضرت مسلمؓ کو
خوف ہلاکت امام حسینؑ اور اونکے اہل بیتؑ کا تھا اپنی ہلاکت کا خوف نہین کرتے تھے
هٰذَا اَمَا مَضٰی مِنَ التَّاوِیْلَاتِ فَقَدْ کَانَ عَلٰی مُقْتَضَی الظَّاهِرِ مِنْ سُوَالِ مُسْلِمٍ
وَجَوَابِ الْحُسَیْنِؑ یہ تاویلین گذرین جسقدر اسی بنا پر تھین جو ظاہری معنی سوال مسلمؓ و جواب
امام حسینؑ کے ہین اَمَّا الْوِجْدَانُ السَّلِیْمُ وَالذِّهْنُ الْمُسْتَقِیْمُ مِمَّنْ کَانَ عَارِفًا
مَاهِرًا بِاَسَالِیْبِ کَلَامِ الْمَعْصُوْمِیْنَ فَیَحْکُمُ جَزْمًا بِاَنَّ السُّوَالَ وَالْجَوَابَ کِلَیْهِمَا لَمْ
یَکُوْنَا عَلٰی وَفْقِ الظَّاهِرِ لیکن وجدان سلیم اور ذہن مستقیم اوس شخص کا جو شناسا اور
ماہر طرز کلام ائمہ معصومین کا ہی یقینا حکم کرتا ہی کہ یہ سوال وجواب دونون ظاہری طریقہ پر
نہین ہین بَلِ الْمُرَادُ اَنَّ مُسْلِمًا یُخْبِرُ اِمَامَهٗ بِاَنَّ اِبْتِلَاءَهٗ بِتِلْكَ الْمَصَائِبِ یُشْعِرُ وَیُؤْذِنُ

بِابْتِلَائِکَ اَیْضاً بِالْعَطَشِ وَغَیْرِہٖ بلکہ حضرت مسلم رح بطور رمز اور کنایہ کے اس بات کی خبر دیتے تھے کہ میرا مبتلا ہونا ان مصایب مین ظاہر کرتا ہی کہ آپ بھی پیاسے شہید ہونگے اور یہ مصیبتین آپ کو پہونچین کی لِاَنَّکَ جَعَلْتَنِیْ نَائِبًا مَنَابَکَ فَکُلَّمَا اَصَابَنِیْ لَابُدَّ وَاَنْ یُصِیْبَکَ اسلیے کہ آپ نے مجھے اپنا نائب مقرر کیا ہی لیس جو مصیبت مجھے پہونچی ضرور ہی کہ وہ آپ کو بھی پہونچی فَاَجَابَ اَنَّہٗ لَیْسَ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ مَنْ یَّطَیَّرُ فَیَخَافُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ ظُھُوْرِ الْمَخَاوِفِ وَالْحَوَادِثِ وَالسَّوَانِحِ وَالْبَوَارِحِ پس جواب لکھا امام حسین ع نے کہ ہم اہل بیت کی شان سے یہ بات نہین ہی کہ بدشگونی کو اعتقاد کرکے اپنی ہلاکت سے ڈرین اور خوف کرین خوفناک حوادث شبانہ روز کے واقع ہونیسے وَلَا مِنَّا مَنْ یَّطَیَّرُ بِہٖ وَیَتَشَاءَمُ مِنْہُ فَاِنَّکَ یَا اَخِیْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ لَا نَطَیَّرُ بِکَ وَبِمَا اَصَابَکَ اور نہ ہم اہل بیت مین کوئی ایسا ہی جسکی مصیبت سے بدشگونی لیجاوے اسلیے کہ اے بھائی مسلم تم میرے اہل بیت مین سے ہو ہم تمھاری مصیبت کو فال بد نہین سمجھ سکتے وَھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی کَمَالِ مَرْتَبَتِہٖ وَعُلُوِّ مَدَارِجِہٖ وَقَدْ رَفَعَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی قَدْرَہٗ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ لِمَا مَضٰی مِنَ الرِّوَایَاتِ اور یہ کلام ان معنون سے حضرت مسلم کے کمال مرتبہ پر دلالت کرتا ہی اور اونکے مدارج کی بلندی اس سے ظاہر ہوتی ہی جسطرح خدا نے حضرت مسلم رح کو بموجب ارشاد جناب رسالت مآب کے بلند مرتبہ فرمایا ہی اور روایتین اس بارہ مین اوپر گذر چکی ہین فَتَامَّلْ جِدًّا فَاِنَّمَا اَطْنَبْتُ فِیْ تَاوِیْلِہٖ رَدًّا لِمَا زَعَمَہٗ بَعْضُ الْمُعَانِدِیْنَ لِلْاَئِمَّۃِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اس باب کو لازم ہی کہ مومن خوب غور سے دیکھے اور سوچے مین نے تاویل مین اس روایت کی اسی واسطے طول دیا ہی مجھے منظور ہی رد کرنا قول بعض دشمنان ائمہ علیہم السلام کا جسنے بہ نسبت حضرت مسلم کی بے ادبی کی ہی ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ تِلْکَ التَّاوِیْلَاتِ اِنَّمَا نَحْتَاجُ اِلَیْھَا اِذَا سَلَّمْنَا تِلْکَ الرِّوَایَۃَ الَّتِیْ ھِیَ مِنَ الْاٰحَادِ یہ بھی جاننا چاہیے کہ ان تاویلون کی احتیاج ہمکو اوسوقت ہی اگر ہم اس بدشگونی کو تسلیم بھی کرین اسلیے کہ یہ ایک ہی راوی نے روایت کی ہی اور خبر واحد ہی وَلَا مَقْبُوْلَ کَمَا قَالَ الْمُحَقِّقُ الدَّرْبَنْدِیُّ فِیْ اَسْرَارِ الشَّھَادَۃِ اِنَّھَا مِنَ الْاٰحَادِ الشَّاذَّۃِ

اور اگر اس روایت کو نمانین تو ہم بھی وہی جواب دینگے جو محقق دربندی نے اسرار الشہادۃ
مین لکھا ہی کہ یہ ایک روایت شاذ و نادرہ ہو و فضائل مسلم کا تھا متواترۃ اور روایات
فضیلت حضرت مسلم کی متواتر ہین فلا تقوم تلک الروایۃ معارضۃ لھا فھی اولی
بالسقوط و لا ینبغی ان یلتفت الیہا و الحمد للہ علی ذلک پس یہ ایک روایت شاذ ہی
متواتر روایات فضائل کا مقابلہ نہین کرسکتی بہتر یہی ہی کہ اوسکو اعتبار سے ساقط کردین
اور اسکی طرف کچھ التفات نکرین الحمد للہ کہ یہ بھی تاویل قاعدہ سے علم تنقید کے درست ہی
و لعل شیخنا المفید اخذھا عن بعض النواصب و ھم یروون مثل تلک الاراجیف
فتدبر اور شاید کہ جناب شیخ مفید نے یہ روایت بعض مورخین متعصب سے نقل
کی ہو کہ وہ لوگ ایسی جھوٹی خبرین بہ نسبت اہل بیت کے روایت کیا کرتے ہین سمجھ لینا چاہیے
و یتلو ھذا الباب باب دخول مسلم بالکوفۃ و کیفیۃ شہادتہ اس باب کے بعد وہ باب
لکھا جائیگا جسمین داخلہ حضرت مسلم کا اور اونکی شہادت کی کیفیت لکھی جائیگی انشاء اللہ المستعان
واضح ہو کہ ماجرای شہادت حضرت مسلم کا بیان ایک رسالہ مفردہ مین لکھونگا لہذا ابھی ملتوی کیا ہی

باب سیزدہم خبر پہونچنی امام حسین علیہ السلام کو شہادت حضرت مسلم علیہ السلام کی اور مشورہ کرنا اولاد عقیل سے

ان مولانا الحسین و ان کان عالما بما یکون من امرہ و امور اصحابہ
و لکن کان یبنی مجمل الامور فی کل ما یصیبہ علی الظاہر جناب امام حسین اگرچہ سب کچھ
جانتے تھے جو اونپر اور اونکے اصحاب پر گذرنے والا تھا لیکن سب باتون کی بنا ظاہر شریعت
پر کرتے تھے جو مصیبت اونپر نازل ہوتی تھی کما ھو المنھج القویم و علی ھذا بنی فی قضیۃ
مسلم و ھانی بن عروۃ جیسا کہ طریقہ استوار شریعت محمدی کا ہی اور اسی طریقہ پر خبر وہی
مین شہادت حضرت مسلم و ہانی بن عروہ کی آپ نے ظاہری امور پر بنا کی تھی قال ابو مخنف
لما قتل مسلم بن عقیل و ھانی بن عروۃ و انقطع خبرھما عن الحسین قلق لانقطاعھما
ابو مخنف کہتے ہین جب حضرت مسلم اور ہانی ابن عروہ کوفہ مین شہید ہو گئے اور اون کی خبر

آتی بند ہوگئی جناب امام حسین کو اس خبر سے بہت بڑا قلق ہوا وجمع اھلہ و
اخبرھم بما حدثتہ نفسہ وامرھم بالرحیل الی المدینۃ اوسوقت آپنے اپنے عزیزونکو
جمع کیا۔ اور اونسے اپنے دل کی بیتابی بیان کیکہ ہمکو بالارادہ مدینہ کی طرف کوچ کرنا چاہیے
فشدوا علی الجمال وخرجوا سائرین بین یدیہ حتی دخلوا المدینۃ وسکو ساتھ لیکر گھرانے کے
سب بزرگوار مکہ سے چلے اور ہمراہ حضرت کے چلتے چلتے مدینہ مین داخل ہوئے فاتی قبر
جدہ رسول اللہ والتزمہ وبکی بکاء شدیدا اسی روضہ اقدس جناب رسالت مآب
مین داخل ہوئے اور قبر مبارک سے لپٹ کر بشدت روئے فھومت عیناہ بالنوم فرای
جدہ رسول اللہ وقال یا ولدی العجل العجل الوحا الوحا فبادر الینا فنحن مشتاقون الیک
روتے روتے آپ کی آنکھ جھپک گئی دیکھا آپ نے ناناکو تشریف لائے ہین اور کہتے ہین کہ
ای فرزند میرے اب جلدی کرو اور بہت جلد ہمارے پاس آؤ کہ ہم سب تمہارے مشتاق ہین
فانتبہ الحسین قلقا مشوقا الی جدہ خواب سے جناب امام حسین بیدار ہوئے اس
حالت مین کہ قلق مین مبتلا تھے اور شوق ملاقات اپنے نانا کا بڑھا ہوا تھا فدخل علیہ
اخوہ محمد بن الحنفیۃ واخبرہ بما فی نفسہ وقال یا اخی انی ارید الرحیل
الی العراق فانی قلق علی ابن عمی مسلم بن عقیل اوسوقت جناب محمد حنفیہ بھائی امام حسین کے
آپ کے پاس آئے آپ نے اپنے دلی ارادہ کو اون سے ظاہر کیا اور فرمایا کہ ای بھائی میرا ارادہ
روانگی عراق کا ہی اسلیے کہ مجھے دل تنگی ہی اور گھبرا رہا ہون اپنے بھائی چچازاد مسلم ابن عقیل
کی خبر نملنے سے ثم ذکر ابو مخنف ما جری بینہ وبین اخیہ محمد بن الحنفیۃ وابن عباس
وغیرھما من المکالمات اسکے بعد ابو مخنف نے جو باتین اور گفتگو حضرت اور محمد ابن حنفیہ
اور ابن عباس وغیرہ سے ہوئی تھین اونکو بیان کیا وانہ لم یرض الحسین الا ان سار
من المدینۃ الی العراق حتی بلغ الحاجر من بطن الرمۃ اور یہ بیان کیا ابو مخنف نے
کہ حضرت امام حسین کسی امر پر راضی نہوئے سوا اسکے کہ مدینہ سے بطرف عراق کے
روانہ ہوئے یہانتک کہ بنا بر بعض روایات منزل حاجر پر بطن رمہ سے پہونچے وقال
ابو مخنف حتی بلغ الجبانیۃ من بطن الرملۃ اور ابو مخنف کے نزدیک کی یہ منزل نام

خباثیہ مشہور ہی جو بطن رملہ سے ہی فَبَعَثَ قَیْسَ بْنَ مُسْہِرٍ الصَّیْدَاوِیْ عَلٰی رِوَایَۃِ
اِبِیْ مِخْنَفٍ اسی مقام سے آپ نے قیس ابن مسہر صیداوی کو بنابر روایت ابو مخنف
کے کوفہ کو روانہ کیا واضح ہو کہ یہ قیس وہی بزرگ ہین جنکو حضرت امام حسین نے منجملہ
تین شخصون کے ہمراہ حضرت مسلم کے روانہ کیا تھا اب انکا حضرت امام حسین کے ساتھ
ہونا بعید معلوم ہوتا ہی مگر شاید حضرت مسلم رہ کا خط لیکر مکہ مین ہی واپس آئے ہون
اوسوقت یہ روایت انکی کوفہ کے بھیجنے کی صحیح ہو جائیگی وَرُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعَثَ
عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ یَقْطُرٍ اَخَاہُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے اس مقام
سے عبد اللہ ابن یقطر کو بطرف کوفہ روانہ کیا یہ آپ کے بھائی ایسے تھے کہ انکی ماں کا حضرت
نے دودھ پیا تھا وَیُمْکِنُ بَعْثُہُمَا جَمِیْعًا لِشِدَّۃِ الْحَاجَۃِ اِلَی اسْتِخْبَارِ مَا جَرٰی عَلٰے
مُسْلِمٍ مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ اور ممکن ہی کہ دونون بزرگوارون کو آپ نے بھیجا ہو اسلیے کہ
حاجت دریافت حال جناب مسلم کی زیادہ تھی کہ اہل کوفہ کے ہاتھ سے اون پر کیا گذری
وَلَمْ یَکُنِ الْحُسَیْنُ عَلِمَ بِخَبَرِ مُسْلِمٍ اِلٰی ذٰلِکَ الْمَقَامِ اِلٰی اَنْ نَزَلَ الْخُزَیْمِیَّۃَ وَاَقَامَ بِہَا
یَوْمًا وَلَیْلَۃً اس منزل تک حضرت کو جناب مسلم کی شہادت کی خبر برسم ظاہر بین پہونچی
تھی تا اینکہ اب منزل خزیمیہ مین داخل ہوئے اور ایک شبانہ روز وہان مقام کیا فَلَمَّا
اَصْبَحَ اَقْبَلَتْ اِلَیْہِ اُخْتُہٗ زَیْنَبُ فَقَالَتْ یَا اَخِیْ اَلَا اُخْبِرُکَ بِشَیْءٍ فَقَالَ الْحُسَیْنُ مَا ذَاکَ
جب صبح ہوئی تب آپ کی بہن زینب آپ کے پاس آئین اور کہنے لگین کہ ای بھائی مین
آپ سے بیان کرون جو کچھ مین نے رات کو سُنا ہی حضرت نے فرمایا کہ ای بہن کیا تم نے سُنا ہی
بیان کرو فَقَالَتْ خَرَجْتُ فِیْ بَعْضِ اللَّیْلِ لِقَضَاءِ حَاجَۃٍ فَسَمِعْتُ ہَاتِفًا یَہْتِفُ وَہُوَ
یَقُوْلُ حضرت زینب ع نے کہا کچھ رات باقی تھی کہ جب مین خیمہ سے باہر صحن مین آئی مین نے
سنا کوئی شخص پکار پکار کر یہ دو شعر پڑھ رہا ہی اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آواز ہاتف غیبی کی ہی

اَلَا یَا عَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ بِجُھْدِ ؎ وَمَنْ یَّبْکِیْ عَلَے الشُّھَدَاءِ بَعْدِیْ ؎

آگاہ ہو اے آنکھ زینب کی اور بقدر اپنی کوشش کے سرمایہ آنسوونکا جمع کرلے اور
کون رویگا شہیدون کے حال پر بعد اسوقت کے جو مین آواز دے رہا ہون عَلٰے

زینب کا ہاتف غیبی کی آواز سننا
[illegible]

قوم تسوقهم المنايا * بمقدار الی انجاز وعد * وہ شہدا ایسے لوگ ہین
کہ جنہین اونکی مرگہاے معین اونکے وعدگاہ شہادت پر لیے جاتے ہین اوسی زمانہ مین
جو اونکے ایفاے وعدہ کے واسطے خدا نے مقرر کیا ہی فقال لها الحسین ع یا اختاہ
کل الذی قضی فهو کائن حضرت امام حسین نے فرمایا ای بہن زینب جو کچھ قضاے الٰہی
مین گذرا ہی وہ سب ہونے والا ہی قلت ما اخبرت به زینب وما اجاب عنه الامام
کل ذلک کانه نص صریح علی ما سیقع فی یومه هذا مین کہتا ہون جو کچھ حضرت زینب
نے ہاتف غیبی سے سنکر بیان کیا اور جو کچھ اوسکے جواب مین جناب امام حسین ع نے ارشاد
فرمایا یہ سب باتین بھی پوری پوری دلالت کرتی ہین جو آج کے دن واقع ہوا چاہتا ہی
ویدل علی انها صلوات الله علیها کانت عالمة بالاسرار اور اس رمز وکنایہ
سے دونون بہن بھائی کے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جناب زینب جملہ رازہاے شہادت کو
جانتی تھین اما قول الحسین ع فیحتمل معنیین لیکن جناب امام حسین ع کا فرمانا کہ جو
قضاء الٰہی مین گذرا ہی وہ ہونے والا ہی اوسکے معنون مین دو احتمال ہین احدهما
انه اراد به ما قضی الله تع علیه وعلی الذین معه پہلا احتمال یہ ہی کہ آپ نے قضاے
الٰہی جاری ہونے سے یہ مراد لی کہ مجھپر اور میرے ہمراہیون پر جو کچھ قضاء الٰہی مین گذرا ہی
وہ ضرور واقع ہوگا فانهم هم الذین تسوقهم المنایا الی مصارعهم اسلیے یہ ہمراہیان
حضرت وہی لوگ تھے جنکو موت انکی اونکی وعدگاہ پر کھینچے لیے جاتی تھی اور کس جلدی سے
چلے جاتے تھے والثانی ان الذی جری فی مجیٔ خبر مسلم من القضاء فهو کائن
وسیظهر علیکم الیوم دوسری مراد حضرت کی یہ تھی کہ خبر شہادت مسلم کے آنے مین
جو کچھ قضاء الٰہی مین گذرا ہی وہ تم سب پر ظاہر ہوجائیگا فیکون اخبار الهاتف المطهرة
فی تلک اللیلة کانه توطئة یعنی مسلم ابن عقیل کما ظهر فی آخر ذلک الیوم
پس ہاتف کی خبروہی آج کی شب حضرت زینب ع کو گویا سنانی کی ایک تمہید تھی یعنی
وہ ہاتف مسلم رح کی سنانی لایا تھا جیسا آج کے دن تھوڑا دن رہے سب پر ظاہر ہوگیا
فیکون معنی البیتین اللتین انشدهما الهاتف هکذا اب ان دونون بیتون کے معنی

جسکو ہاتف غیب سے پڑھا ہو اسطرح سمجھنے چاہیئں اَلَا یَا عَیْنَ زَیْنَبَ اِجْمَعِی الدُّمُوعَ
وَاجْعَلِیْهَا ذَخِیْرَۃً مُعَدَّۃً لِلْبُکَاءِ آگاہ ہوجا اے آنکھ زینب کی اور آنسوون کو جمع
کرلے اور اونکا ذخیرہ فراہم کرلے رونے کے واسطے فَاِنَّكِ قَدْ قَارَبْتِ اَنْ یَبْلُغَكِ
خَبَرُ قَتْلِ مُسْلِمٍ وَغَیْرِہٖ اسلیے کہ تو ایسے زمانہ کے نزدیک پہونچ گئی ہو کہ اب تجکو خبر شہادت
مسلم وغیرہ پہونچنے والی ہو وَهُمُ الَّذِیْنَ سَاقَتْهُمُ الْمَنَایَا حَتّٰی اَنْجَزُوْا مَوَاعِیْدَهُمْ
وَاسْتُشْهِدُوْا بِالْکُوْفَۃِ یہ بیچارے غریب وہ لوگ ہین جنھین انکی موت انکے وعدگاہ
کھینچ لے گئی اور وہان جاکر اپنے وعدے کو وفا کیا اور کوفہ مین شہید ہوگئے وَلَمَّا کَانَتْ
زَیْنَبُ مِنْ جُمْلَۃِ النِّسَاءِ اللَّاتِیْ سَایَرْنَ مَعَ الْحُسَیْنِ ع کَافِلَۃً لِمِثْلِ الْمُهِمَّاتِ مُوْدَعَۃً
اِلَیْهَا تِلْكَ الْاَسْرَارُ فَلِذَا حَصَلَ لَهَا ہَاتِفُ اِخْبَارِهَا بِالنَّعْیِ اور چونکہ حضرت زینب ع اون
سب عورتون مین جو حضرت امام حسین ع کے ہمراہ آئی تھین بالخصوص ایسے امور کی
متکفل تھین اور یہ اسرار اونھین کو سپرد تھے یعنی سب کی انتظام دار وہی تھین اسیواسطے
ہاتف غیبی نے بحکم خدا سنائی حضرت مسلم ع کی شہادت اونھین کو سنائی وَلْنَذْکُرْ مَا جَرٰی
بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَنَّهٗ کَیْفَ اُخْبِرَ الْحُسَیْنُ بِذٰلِكَ الْخَبَرِ اب ہمکو چاہیے کہ ہاتف کی خبر دینے کے
بعد جو کچھ واقع ہوا ہو اوسے بیان کرین اور یہ لکھین کہ حضرت امام حسین ع کو یہ خبر کیونکر
پہونچی اور کیسا ملال اوسیدن اہلبیت مین ہوا قَالَ الْمُفِیْدُ رح رَوٰی عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ
سُلَیْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الْمُشْمَعِلِّ الْاَسَدِیَّانِ جناب شیخ مفید فرماتے ہین کہ عبداللہ بن
سلیمان اور منذر ابن مشمعل جو دونون اسدی ہین اونھین سے روایت کی قَالَا لَمَّا
قَضَیْنَا حَجَّتَنَا لَمْ یَکُنْ لَنَا هِمَّۃٌ اِلَّا اللِّحَاقُ بِالْحُسَیْنِ فِی الطَّرِیْقِ یہ دونون راوی
کہتے ہین کہ جب ہم نے اپنا حج پورا ادا کرلیا اب کوئی ہمارا ارادہ باقی نرہا تھا بجز اِس
بات کے کہ راہ مین حضرت امام حسین ع سے ملجائین فَاَقْبَلْنَا نُرْقِلُ نَاقَتَنَا مُسْرِعَیْنِ
حَتّٰی لَحِقْنَاهُ بِزَرُوْدٍ ہم متوجہ سفر ہوئے اور اپنے ناقہ کو دوڑاتے ہوئے چلے تا اینکہ منزل
زرود مین حضرت سے جا ملے فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُ اِذَا نَحْنُ بِرَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْکُوْفَۃِ قَدْ
عَدَلَ عَنِ الطَّرِیْقِ حِیْنَ رَاٰی الْحُسَیْنَ ع جب ہم قریب حضرت کے پہونچے ناگاہ ہمنے

سیدان [illegible] مسلم

لم اوقات [illegible] روایت [illegible]

ایک آدمی کو دیکھا جو کوفہ کا رہنے والا تھا اور چلا آتا تھا کہ یکایک وہ راہ کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلنے لگا جب اوس نے حضرت امام حسینؑ کو اس راہ سے آتے ہوئے دیکھا فَوَقَفَ الْحُسَیْنُؑ کَاَنَّہٗ یُرِیْدُہٗ ثُمَّ تَرَکَہٗ وَمَضٰی وَمَضَیْنَا نَحْوَہٗ جناب امام حسینؑ اسکو دیکھکر ٹھہر گئے جیسے کہ آپ اوسکے آنے کے منتظر تھے پھر جب وہ راستہ چھوڑ کر الگ ہو حضرت بھی اسکا انتظار ترک کرکے اپنی راہ پر چلے اور ہم بھی حضرت کی طرف چلے فَقَالَ اَحَدُنَا لِصَاحِبِہٖ اِذْھَبْ بِنَا اِلٰی ھٰذَا لِنَسْاَلَہٗ فَاِنَّ عِنْدَہٗ خَبَرًا مِنَ الْکُوْفَۃِ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا آؤ اسکے پاس چلیں اور اس سے پوچھیں ضرور اسکو کوئی نئی خبر کوفہ کی معلوم ہوگی فَمَضَیْنَا حَتّٰی انْتَھَیْنَا اِلَیْہِ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَالَ وَعَلَیْکُمَا السَّلَامُ پس ہم دونوں چلے اور اوسکے پاس پہونچ گئے اور اوسپر سلام کیا اور اوسنے ہم دونوں کو جواب سلام دیا قُلْنَا مِمَّنِ الرَّجُلُ قَالَ اَسَدِیٌّ قُلْنَا نَحْنُ اَیْضًا اَسَدِیَّانِ فَمَنْ اَنْتَ ہم نے کہا تم کس قبیلہ سے ہو اوسنے کہا میں اسدی ہوں ہم نے کہا اسدی تو ہم بھی ہیں تم کون ہو قَالَ اَنَا بِکْرُ بْنُ فُلَانٍ فَانْتَسَبْنَا لَہٗ اوس نے کہا میرا نام بکر ہے اور فلاں شخص کا بیٹا ہوں پس ہم نے اپنے نسب کا سلسلہ اوس سے ملایا غرض انکی یہ ہے کہ جب قرابت ثابت ہوجائے تو یہ خبر بیان کرنے میں وحشت نکریگا ثُمَّ قُلْنَا لَہٗ اَخْبِرْنَا عَنِ النَّاسِ وَرَاءَکَ پھر ہم نے اوس سے کہا کہ بیان کرو کوفہ کے آدمیوں کو کس حال پر چھوڑ کر آئے قَالَ نَعَمْ لَمْ اَخْرُجْ مِنَ الْکُوْفَۃِ حَتّٰی قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِیْلٍ وَھَانِیُ بْنُ عُرْوَۃَ اوس نے کہا کہ ہاں میں کوفہ میں موجود تھا کہ مسلم ابن عقیل اور ہانی ابن عروہ دونوں قتل کیے گئے وَرَاَیْتُھُمَا یُجَرَّانِ بِاَرْجُلِھِمَا فِی السُّوْقِ اور میں نے بچشم خود دیکھا کہ دونوں بزرگواروں کے پاؤں میں رسیاں باندھکر بازار میں اونکی لاش کھینچی جاتی تھی قُلْتُ وَزَادَ اَبُوْ مِخْنَفٍ فِیْ رِوَایَتِہٖ عَنِ ابْنِ عَبْدِ رَبِّہٖ قَالَ وَرَاَیْنَا رُءُوْسَھُمَا فِی الْاَسْوَاقِ یَلْعَبُ بِھِمَا الصِّبْیَانُ میں کہتا ہوں ابومخنف نے بھی روایت ابن عبدربہ سے نقل کرکے اتنا اور زیادہ لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمنے دیکھا دونوں بزرگواروں کے سر لڑکے لیے ہوئے بازاروں میں کھیل رہے تھے وَنَرْجِعُ اِلٰی رِوَایَۃِ الْاَسَدِیَّیْنِ اب ہم بقیہ روایت اسدیین کی طرف رجوع کرتے ہیں قَالَا فَاَقْبَلْنَا

حَتّٰی لَحِقْنَا بِالْحُسَیْنِؑ دونون اسدی کہتے ہین کہ ہم اپنے اوس عزیز سے اس خبر کو پوچھکر پلٹے اور پھر آکر جناب امام حسینؑ سے ملگئے فَسَایَرْنَاہُ حَتّٰی نَزَلَ الثَّعْلَبِیَّۃَ مُمْسِیًا پس چلے حضرت کے ساتھ یہان تک کہ وہ جناب منزل ثعلبیہ پر رات کے وقت پہونچے فَجِئْنَاہُ حِیْنَ نَزَلَ فَسَلَّمْنَا عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیْنَا السَّلَامَ جب آپ کا سامان سفر سب اوتر چکا اور باطمینان حضرت بیٹھ چکے ہم خدمت مین حاضر ہوکر سلام بجالائے حضرت نے جواب سلام دیا فَقُلْنَا لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اِنَّ عِنْدَنَا خَبَرًا اِنْ شِئْتَ حَدَّثْنَاکَ بِہٖ عَلَانِیَۃً وَاِنْ شِئْتَ سِرًّا ہم نے عرض کی رحمت خدا آپ پر ہو ہم کو ایک خبر معلوم ہوئی ہے اگر آپ اجازت دین علانیہ سب کے سامنے عرض کرین ورنہ تخلیہ مین آپ سن لیجیے فَنَظَرَ اِلَیْنَا وَاِلٰی اَصْحَابِہٖ ثُمَّ قَالَ مَا دُوْنَ ھٰؤُلَاءِ سِرٌّ حضرت نے ہماری طرف دیکھا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف نظر ڈالی اوسکے بعد فرمایا کہ ان لوگون سے کسی بات کا پردہ نہین اور کوئی راز ہمارا ان سے مخفی نہین ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت خاص خاص لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تھے فَقُلْنَا لَہٗ رَاَیْتَ الرَّاکِبَ الَّذِیْ اسْتَقْبَلْتَہٗ عَشِیَّ اَمْسِ ہم نے عرض کی آپ کو یاد ہے کل شام کو جو سوار آپ نے دیکھا تھا کہ وہ آپ کے سامنے سے آتا تھا اور آپ اوسکے انتظار مین ٹھہر گئے تھے فَقَالَ نَعَمْ قَدْ اَرَدْتُ مَسْئَلَتَہٗ حضرت نے فرمایا کہ ہان میرا ارادہ تھا کہ مین اوس سے کوفہ کی خبر پوچھون فَقُلْنَا وَاللّٰہِ قَدِ اسْتَبْرَئْنَا لَکَ خَبَرَہٗ وَکَفَیْنَاکَ مَسْئَلَتَہٗ ہم نے عرض کی قسم بخدا کہ ہم نے پوری پوری خبر اوس سے پوچھلی ہے اب آپ کے پوچھنے کی کچھ احتیاج باقی نہین رکھی وَھُوَ امْرُءٌ مِّنَّا ذُوْرَاْیٍ وَصِدْقٍ وَعَقْلٍ اور وہ شخص ہمارے قوم وقبیلہ سے ہے اوسکی تجویز بھی اچھی ہے اور سچا بھی ہے عقل بھی اوسکی درست ہے وَاِنَّہٗ حَدَّثَنَا اَنَّہٗ لَمْ یَخْرُجْ مِنَ الْکُوْفَۃِ حَتّٰی قُتِلَ مُسْلِمٌ وَھَانِیُ بْنُ عُرْوَۃَ وَرَاٰھُمَا یُجَرَّانِ فِی السُّوْقِ بِاَرْجُلِھِمَا اوس نے ہمکو خبر دی ہے کہ اوسکے زمانہ موجودگی کوفہ مین حضرت مسلمؑ و ہانی شہید کیے گئے اور بچشم خود اوس نے دیکھا کہ بازار مین دونون کی لاشین پاؤن مین رسی باندھکر کھینچی جاتی تھین فَقَالَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا یُرَدِّدُ ذٰلِکَ مِرَارًا حضرت نے انا للہ زبان پر جاری کیا اور بار بار فرماتے تھے رحمت خدا کی اون دونو پر نازل ہو

فَقُلْنَا لَهٗ نُنْشِدُكَ فِی نَفْسِكَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ اِلَّا انْصَرَفْتَ مِنْ مَكَانِكَ هٰذَا
ہم نے عرض کی کہ ہم بنظر خیر خواہی آپ کی ذات اور آپ کے اہل بیت کی
عرض کرتے ہیں اور آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ اب آپ کچھ کیجیے اسی جگہ سے پلٹ جائیے
وَاِنَّهٗ لَيْسَ لَكَ بِالْكُوفَةِ نَاصِرٌ وَلَا شِيْعَةٌ بَلْ نَتَخَوَّفُ اَنْ يَّكُوْنُوْا عَلَيْكَ اور یہ بھی
ہم عرض کرتے ہیں کہ اسوقت کوفہ میں کوئی شخص آپ کا مددگار نہیں ہو بلکہ ہمیں خوف
اسکا ہی کہ تمام اہل کوفہ آپ پر چڑھائی کرینگے فَنَظَرَ اِلٰی بَنِیْ عَقِيْلٍ فَقَالَ مَا تَرَوْنَ فَقَدْ
قُتِلَ مُسْلِمٌ حضرت نے اولاد عقیل کی طرف دیکھ کر فرمایا اب تمھاری کیا رائے ہو مسلم رح تو
شہید ہوچکے فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا نَرْجِعُ حَتّٰی نُصِيْبَ ثَارَنَا اَوْنَذُوْقَ مَا ذَاقَ اور ان
سعادتمندوں نے عرض کی قسم بخدا ہم کبھی نہ پلٹینگے جب تک بدلا خون ناحق کا نہ لینگے
یا ہم بھی شہید ہو جائیں فَاَقْبَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْنَا فَقَالَ لَا خَيْرَ فِی الْعَيْشِ بَعْدَ هٰؤُلَاءِ
پس حضرت امام حسین ؑ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ ایسے عزیزوں کے مرجانے کے
بعد پھر زندگی میں کیا مزہ باقی رہیگا فَعَلِمْنَا اَنَّهٗ عَزَمَ عَلَی الْمَسِيْرِ فَقُلْنَا لَهٗ خَارَ اللّٰهُ
لَكَ فَقَالَ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ ہمکو معلوم ہوگیا کہ حضرت تہ دل سے روانگی پر آمادہ ہیں اور
ہرگز فسخ عزیمت نکرینگے پس ہمنے عرض کی کہ خدا آپ کو اس سفر میں نیکی عطا کرے اور یہ
سفر آپ کو مبارک ہو آپ نے فرمایا تم پر بھی خدا کی رحمت نازل ہو فَقَالَ لَهٗ اَصْحَابُهٗ
وَاللّٰهِ اِنَّكَ مَا اَنْتَ مِثْلُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ اصحاب نے عرض کی کہ آپکا رتبہ کچھ اور ہو اور مسلم ابن عقیل کی اور
کیفیت تھی وَلَوْ قَدِمْتَ الْكُوفَةَ لَكَانَ اَسْرَعَ النَّاسُ اِلَيْكَ فَسَكَتَ اگر آپ کوفہ میں تشریف
لیجائینگے لوگ دوڑ دوڑ کر آپکی خدمت میں حاضر ہونگے یہ سنکر اور اپنے انجام کو علم امامت سے حضرت جانکر چپ
ہوگئے اور پھر کچھ ارشاد نہ فرمایا جیسے کچھ جانتے ہی نہ تھے فدا ہو جان میری آپ کے اس چپ رہنے پر

باب چہاردہم بیان سبب مشورہ کرنے امام حسین ؑ کا اولاد عقیل سے باوجودیکہ وہ کم سن نوجوان ناآزمودہ کار تھے

قُلْتُ الْمُشَاوَرَةُ فِی الرُّجُوْعِ اَوِ الْمَسِيْرِ مِنْ بَنِیْ عَقِيْلٍ مَعَ كَوْنِهِمْ اَحْدَاثًا شُبَّانًا

أو صبيانا ليس لها ان نجعلها على الحقيقة مین کہتا ہون مشورہ کرنا وایسی کا خواہ
روانگی کا اولاد عقیل سے باوجودیکہ وہ لوگ نوخیز جوان یا لڑکے تھے مناسب نہین ہی کہ
اوس مشورہ کو درحقیقت ہم مشورہ سمجھین وان كانت فانما هي اختبار لآرائهم
وهممهم في النصرة والوفاء اور اگر سچ مچ یہ مشورہ ہی تھا تو اوس سے غرض یہ تھی کہ
اونکی تجویز اور ارادہ کا امتحان کیا جائے کہ وہ لوگ حضرت کی نصرت اور وفاداری مین
کس درجہ پر ہین والا فقد نعلم انه قد اشار اليه وشاوره في ذلك اكثر الصحابة
الجلة والتابعين ورنہ سب کو معلوم ہی کہ اس سفر کرنے مین جناب امام حسین سے اکثر اصحاب
جناب رسالتمآب اور تابعین نے مشورہ کیا وايضا بعض اعزا اقربائه كمحمد بن
الحنفية وجعفر بن عقيل وغيرهم واستمر ذلك من يوم خروجه من المدينة
الى يومه هذا بلکہ نہایت عزیز قریب حضرت کے جیسے محمد ابن حنفیہ اور جعفر ابن عقیل وغیرہ
نے اس بارہ مین برابر مشورہ حضرت سے کیا اور یہ مشورہ جس دن سے آپ مدینے سے
چلے آج کے دن تک برابر جاری رہا ہی فقد اصروا والحوا عليه في الامتناع عن السير
الى العراق بلکہ وہ سب لوگ اصرار کرتے رہے اور الحاح اور زاری کرکے آپ کو عراق کے
سفر سے منع کرتے رہے لكن الحسين لم يرض بقولهم لكونه عارفا بما اوجب الله
عليه من المسير مگر جناب امام حسین اونکے مشورے پر راضی نہوئے اسلیئے کہ آپ کو معلوم تھا
کہ خدا نے یہ سفر آپ کے اوپر واجب کیا ہی وايضا ففي ذلك اليوم معه من انصاره
واهل بيته من يكون المشاورة معه احرى واليق من هؤلاء الاحداث قطعا
سلام الله عليهم اجمعين اور یہ بھی خیال کرو آج بھی تو حضرت کے ساتھ انصار اور اہلبیت
مین ایسے ایسے لوگ موجود تھے جن سے مشورہ کرنا زیادہ لائق اور پسندیدہ تھا بہ نسبت
اسکے کہ ان نوخیز لڑکون سے مشورہ کرتے سلام خدا کا سب پر ہو ولما كانت رواية
المشاورة هذه من المشهورات اور چونکہ روایت مشورہ کرنے کی اولاد عقیل سے
بہت مشہور فقل من روى من حالات مسيره الا ويروي ذلك ايضا اور بہت
کم ایسے لوگ ہین جنہون نے حضرت کے سفر کا حال بیان کیا ہو اور اس روایت کا ذکر نکیا ہو

فقد یجب علینا ان نقول فیہما ما یکون احری وانسب لشان الامام فی مثل
تلک الامور لہذا ہم پر واجب ہی کہ اس روایت مین ہم ایسی بات کہین جو مناسب
اور لائق شان امام کے ہو فان اناسا من السفہاء وہم الذین لیس لہم بصیرۃ
یبصرون بہا او یتبصرون عساہم ان یقولوا فی ذلک ما یمجہ من استماعہ
الاسماع اسلیے کہ نادان آدمی اور بیہودہ لوگ ہین کہ جنہین بصیرت باطنی ایسی نہین ہی کہ خود
انکو نیک و بد کی شناخت ہو اور نہ شناخت کرانے سے انکو معرفت حق و باطل کی ہوتی ہی
شاید اس روایت کو سنکر ایسی بات کہین جسکے سننے سے نفرت پیدا ہو فنقول اما
کون المشاورۃ امرا راجحا فقد نطق بہ القرآن المجید اذا اب ہم کہتے ہین کہ مشورہ کا
اچھا ہونا تو قرآن مجید سے بخوبی ثابت ہی حیث عدہا اللہ من صفات المؤمنین
فقال وامرہم شوریٰ بینہم اسلیے خدا نے مشورہ کو مومنین کی صفات مین شمار
کیا ہی اور فرمایا کہ مومنین کا طریقہ یہی ہی کہ آپس مین امور غیر منصوصہ من اللہ والرسول
مین مشورہ کرتے ہین ثم خص نبیہ محمدا ص فقال وشاورہم فی الامر پھر خاص کر اپنے
نبی کو حکم دیا کہ مشورہ کرو اپنے اصحاب سے جو کام تمکو درپیش ہو ومن المعلوم ان رسول اللہ
لم یکن محتاجا الی مشاورۃ احد من اصحابہ حالانکہ سب جانتے ہین کہ جناب رسالتمآب ص
کبھی کسی سے مشورہ کے محتاج نتھے فانہ کان لا ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی
یوحی اسلیے کہ وہ جناب اپنی خواہش سے کچھ نہین فرماتے تھے بلکہ جو کچھ فرماتے تھے وہ وحی
آسمانی ہوتی تھی فمن کان جل افعالہ واقوالہ وحیا من اللہ سبحانہ فکیف یحتاج
الی مشاورۃ المخلوقین پس جس شخص کے تمام افعال اور اقوال وحی خدا سے ہوتی ہون
وہ کیونکر مخلوقین کے مشورہ کا محتاج ہو سکتا ہی ولکنہ مع ذلک الاستغناء امر
بالشوریٰ ایلافا للقلوب فحسب لیکن وہ جناب بھی باوجود استغنا کے مشورہ کرنے
پر مامور ہوئے اس غرض سے کہ اسمین تالیف قلوب مسلمانون کی تھی اور کوئی غرض نہ تھی
فلما کان النبی مع کونہ کذلک ملتزما بالمشاورۃ فما ظنک بالحسین ع ہرگاہ
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ مستغنی مشورہ سے تھے ضرور مشورہ کیا کرتے تھے

بحکم خدا اب حضرت امام حسینؑ کی نسبت مشورہ کرنے مین کیسا گمان ہمکو کرنا چاہیے اچھا یا برا وَ اَنَّهُ کَیْفَ یُخَالِفُ سُنَّةَ جَدِّهٖ وہ جناب اپنے نانا کی سنت کو کیونکر ترک کر سکتے تھے فَثَبَتَ اَصْلُ الْاَرْجَحِیَّةِ لِلْمُشَاوَرَةِ اب اتنا تو ثابت ہوا کہ مشورہ کرنا بہر حال اچھی بات ہو وَبَقِيَ اَنَّهَا مِنْ اَیِّهِمْ یَلِیْقُ وَمِنْ اَیِّهِمْ لَا تُسْتَحْسَنُ اب یہ بات بیان کرنی باقی رہی کہ مشورہ کرنا کن لوگون سے چاہیے اور کن لوگون سے نچاہیے فَنَقُوْلُ فِیْ ذٰلِكَ اِنَّ الْمُشَاوَرَةَ لَهَا اَغْرَاضٌ غَیْرُ مَحْصُوْرَةٍ اب ہم کہتے ہین کہ مشورہ کرنے کے واسطے بیشمار اغراض ہوتے ہین فَقَدْ یَکُوْنُ الْغَرَضُ مِنْهَا اِجْتِمَاعُ الْاٰرَاءِ وَاسْتِحْسَانُ بَعْضِ وُجُوْهِ الْاَمْرِ الْمُشَارِ لَهٗ اَوْ تَعْمِیَةٌ کبھی غرض مشورہ سے یہ ہوتی ہو کہ بہت سی رائین متفق ہو جائین اور جس چیز کے واسطے مشورہ کیا گیا ہو اوسکے کرنے نہ کرنے کی خوبیان ظاہر ہوئین یا اوسکا کرنا ضروری قرار پائے وَقَدْ یَکُوْنُ اِظْهَارًا لِاِسَاءَةِ الرَّأْیِ مِنْ بَعْضِ الْمُشِیْرِیْنَ کبھی مشورہ اس غرض سے ہوتا ہو کہ بعض مشورہ دینے والون کی راے خراب کا اظہار ہو جائے کَمَا هُوَ مِنْ مُشَاوَرَةِ الْحُسَیْنِ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ فِیْ مَکَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا لِلْخُرُوْجِ اِلَی الْعِرَاقِ چنانچہ ہم نے معتبر کتابون سے اہل سنت کی عبد اللہ بن زبیر کا مشورہ دینا عراق کی طرف جانے کو نقل کیا ہو اوس باب مین جسمین مشورہ غیر مصلحین کا ذکر ہو وَقَدْ یَکُوْنُ الْغَرَضُ مِنْهَا لِکَوْنِ بَعْضِ الْحُضَّارِ عَلَی الظَّاهِرِ نَاسِلَ الرَّاْیِ اَوْ کَوْنِهِمْ مِنَ الْاَذِلَّاءِ اَوْ اَمْرٍ اٰخَرَ اور کبھی مشورہ کا کوئی اور سبب ہوتا ہو یعنی چونکہ بعض حاضرین کسی دربار رئیس یا امیر کے ظاہرا اونکی راے لوگون کے نزدیک خراب ہوتی ہو اور اونکو ذلیل و حقیر لوگ سمجھتے ہین فَیُرِیْدُ اَمِیْرُهُمْ وَسَیِّدُهُمْ اَنْ یَدْفَعَ ذٰلِكَ الشَّكَّ عَنْهُمْ وَعَنْ غَیْرِهِمْ فَیَکُوْنُ الْمُشَاوَرَةُ اِعْزَازًا لَهُمْ پس اونکا امیر و سردار اون سے مشورہ کرکے یہ چاہتا ہو کہ اون کے شک کو خود اون سے یا اور لوگون سے جو اونہین حقیر سمجھے رہے ہین دور کرے یہ مشورہ اونکی عزت افزائی کی غرض سے ہوتا ہو هٰذَا مَا نَقُوْلُهٗ فِی الْمُشَاوَرَةِ الْعَامَّةِ یہ چند باتین ہم نے عام مشورہ کے بارہ مین بیان کین اَمَّا الْمُشَاوَرَةُ الْخَاصَّةُ الَّتِیْ نَحْنُ بِصَدَدِ ذِکْرِهَا فَلَهَا اَیْضًا وُجُوْهَاتٌ شَتّٰی رہا وہ مشورہ خاص جسکے بیان کے

دریے ہم اسوقت ہین اوسکی ترجیح دینے کے بھی بہت سے امور ہین منہا کون الامر المشار فیہ مختصًا باشخاص اختصاصًا لا یوجد ذلک فی غیرہم ازانجملہ ایک یہ بھی بات ہی کہ امر مشورہ طلب مین چند اشخاص کو ایسی خصوصیت ہو کہ اور لوگون مین وہ خصوصیت نپائی جائے وان کان غیرہم ابلغ فی الرای والتجربۃ اگرچہ اور لوگ راے اور تجربہ مین ان مخصوص لوگون سے زیادہ بھی ہون کما ان بنی عقیل بعد استماع الخبر من الاسدیین کانوا احقاء لذلک جس طرح اولاد عقیل بعد سننے خبر شہادت حضرت مسلمؓ کے اسد مین سے زیادہ تر لائق تھے اسبات کے کہ انہین سے مشورہ کیا جائے ولا یساویہم احد من اصحاب الحسین واہل بیتہ فی ذلک اور کوئی شخص اصحاب اور اہل بیت سے انکے برابر مستحق مشورہ کرنیکا نہتا فان الدم المسفوح من دمائہم والذل والھوان المخبر بہ انما حدث فیہم اسلیے کہ جو خون ناحق کوفہ مین گرایا گیا تھا حضرت مسلمؓ کا وہ انھین صاحبزادون کا خون تھا اور جس ذلت اور خرابی کی خبر آئی تھی وہ انہین کے خاندان خاص مین واقع ہوئی تھی یعنی حضرت مسلمؓ انہین کے خاندان کے ایک معزز و بزرگ آدمی تھے فہل یستحسن عند احد فی مثل تلک الحال ان یترک الالتفات عمن یجب تعزیتہ ویتحتم سلوتہ بای نحو کان ویستشیر فی ذلک عن غیرہم اب کسی عاقل کے نزدیک یہ بات پسندیدہ ہوسکتی ہی کہ ایسی حالت مصیبت مین ترک التفات کیا جائے اون لوگون سے جنکی تعزیت کرنی واجب ہی اور جنکو تسلی دینا کسی طرح پر کیون نہو پر ضرور ہو اور اورون سے اسکا مشورہ کیا جائے فتلک المشاورۃ انما ہی کانت تعزیۃ لہم فلا تکون مستحسنۃ عن غیرہم پس یہ مشورہ بجاے ماتم پرسی کے تھا لہذا اور لوگون سے یہ مشورہ کرنا ہرگز اچھا نتھا ویزیدک بیانا لما ادعینا ان الحسین بعد استماع ذلک الخبر قد اتی بثلاثۃ امور اور زیادہ توضیح ہمارے بیان کی اس طور پہ ہوتی ہی کہ حضرت امام حسینؓ نے بعد سننے خبر شہادت مسلمؓ کے تین کام کیے احدہا المشاورۃ مع بنی عقیل وھذا کان عندی لاغراض ثلاثۃ ایک تو یہ فعل آپ نے کیا کہ اولاد عقیل سے مشورہ کیا اور یہ فعل حضرت کا

میرے نزدیک تین غرض سے تھا الاوّل تسلیۃ بنی عقیل وتعزیتھم بذالک وقد احسن اللہ لھم العزاء فی ذالک پہلی غرض حضرت کی اولاد عقیل کو تسلی دینا اور ماتم پرسی کرنی اس ماتم مین تھی اور یہ دستور ہی کہ مصیبت ناک آدمیون سے ہر وقت ادائے تعزیت کے زیادہ پونچھہ پانچھہ کیجاتی ہی اور خدا نے اس ماتم پرسی کا اجر انکو اچھا دیا الثانی ظہور خضوع نفسہٖ وبیان اضطرارہٖ لقلۃ الانصار دوسری غرض حضرت کی یہ تھی کہ مین اسوقت ایسا بظاہر کمزور ہورہا ہون اور اسقدر مجھے اضطرار بجہت کمی انصار کے ہے وقد صار الیوم الی حال یستشیر الاحداث من البنین اور یہ کیفیت میرے اضطرار کی پہونچی ہی کہ آج نوخیز اور لڑکون سے مجھے مشورہ کرنا پڑا اویرید علی الظاھر ان ینبی امرہ علی ما راٰوا اور بظاہر ایسا ارادہ آپ کا معلوم ہوتا تھا کہ اب جوان لڑکون کی راے ہو اوسی پر آپ کاربند ہوئین ولا یبعد ان یکون ما رواہ السید رح فی اللھوف من نتائج تلک المشاورۃ اور کچھہ دور نہین ہی کہ جناب سید نے لہوف مین جو روایت کی ہی وہ نتیجہ اسی مشورہ کا ہو یعنی اس مشورہ کے بعد پھر کسی کو تاب گریہ باقی نرہے قال الراوی فارتج الموضع بالبکاء والعویل لقتل مسلم بن عقیل فسالت الدموع علیہ کل مسیل راوی کہتا ہی کہ وہ تمام مقام گونج اوٹھا رونے سے اور بلند آواز چلانے سے خبر شہادت مسلمؑ ابن عقیل کی سنکر اور آنسو بے حد وپایان ہر شخص کی آنکھہ سے جاری ہوئے اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی بیتابی سے رو رہے تھے فان مجی خبر قتلہٖ وان کان من اعظم المصائب فی ذلک الیوم اسلیے کہ سنائی آنی حضرت مسلمؑ کی اگرچہ آج کے دن ایک بڑی مصیبت کی خبر تھی لکن مشاورۃ الحسین عن بنی عقیل قد زاد فی الحزن والبکاء وانصداع القلوب زیادۃ لا مزید علیھا مگر تصور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت امام حسینؑ کا مشورہ کرنا اولاد عقیل سے اوسوقت یہ بھی ایک ایسا گریہ خیز فعل تھا جس سے حزن اور بکا بڑھ گیا اور دلون کے پھٹ جانے کی نوبت پہونچی اور اتنا زیادہ صدمہ ہوا کہ اوس سے زیادہ پھر کوئی چیز تصور مین نہین آسکتی والثالث من الاغراض اظہار حال جلادتھم واعلان وفاء اھل بیتہ علی عوام الامۃ

اور تیسری غرض اون سے مشورہ کرنے کی یہ تھی کہ اون کی بہادری اور دلیری اور اپنے اہل بیت کی وفاداری کو عوام امت پر ظاہر کردین تو کا تیسماً تکلّے الاسدیین الذین قالوا بعد اِخبارھم بذلک اَن ینصرف عن مسیرہ الکوفۃ خصوصاً اسکا اظہار اون دونون اسدی آدمیون پر ضرور تھا جو خبر شہادت لائے تھے اور بعد خبر دہی کے اوںھون نے درخواست کی تھی کہ اب آپ کوفہ کے سفر سے پلٹ جائین فانھما لمّا سمعا مقالۃ بنی عقیل وتصمیم عزامہم علی اخذ الثار لم یبق لھم ریب فی ثبات عزم الحسین ع اسلیے کہ جب اون دونون نے بنی عقیل کا جواب سُنا اور اونکا پورا ارادہ انتقام لینے پر دریافت کیا اب اونکو کچھ شک باقی نرہا کہ جناب امام حسین کا قصد مصمم ہو فانّ الاحداث والصّغار من الابناء لمّا تکلموا بذٰلک فما ظنّک بالذین معہ من ابطال الفرسان کعبّاس بن علیؑ اسلیے کہ جب نوخیز اور چھوٹے چھوٹے لڑکون نے ایسی بہادرانہ تقریر کی پھر جو لوگ بہادر اور دلیر جوان حضرت کے ہمراہ تھے مثل جناب عباس ع کے اونکا کیا حال ہوگا وھذا ما ذکرتہ من التاویلات انّما ھی علیٰ تقدیر ان یکون المراد من قول الحسین لبنی عقیل ما ترونہ فی انصرافی عن المسیر او بقائی تسلیۃ بقرینۃ التماس الاسدیین بذلک اور یہ تاویلین جو ہم نے بیان کی ہین انکی اوسوقت ضرورت ہو جب حضرت امام حسین ع کے کہنے کا بنی عقیل سے یہ مطلب ہو کہ اب تمھاری راے سے پیشتر چلنے مین یا نہ پلٹنے مین کیا ہو اور ان معنون پر قرینہ یہ تھا کہ دونون اسدی حضرت کے پلٹنے کی درخواست کی تھی وان کان المراد منہ ما ترون فی مسیرکم الی العراق او انصرافکم الی المدینۃ فلا حاجۃ الی تاویل اصلاً اور اگر مطلب حضرت کا یہ ہو کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہو عراق کو چلوگے یا مدینے کو پلٹ جاؤگے پھر تو کسی تاویل کی حاجت ہی نہین ویدل علی ذلک قول الحسین ع لھم فی الیوم الثانی من المحرم حیث قال لھم کفاکم قتل مسلم بن عقیل اور انھین معنون پر دلالت کرتا ہو ارشاد کرنا جناب امام حسین ع کا بنی عقیل سے جو دوسری تاریخ محرم کو آپ نے فرمایا تھا کہ تم چلے جاؤ بس مسلم ع کی شہادت تمھارے لیے کافی ہو و ایضاً یؤید ذلک قولھم لا نرجع حتے

[illegible] اور اس بات سے بھی یہی معنی ظاہر ہوتے ہین کہ جناب امام حسینؑ
نے اونہین کے [illegible] کے بارہ مین اون سے پوچھا تھا کہ اب تمھاری کیا راے ہے اور اونہون
نے جواب بھی دیا کہ ہم نہ پلٹینگے جب تک انتقام اپنا نہ لینگے اسلیے کہ اونہون نے اپنی کیفیت بیان کی
اَلثَّانِی مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ اَتیٰ بِهَا الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ اسْتِمَاعِ الْخَبَرِ مَا رَوَاهُ فِی
الْمُنْتَخَبِ وَفِیْ بَعْضِ نُسَخِ [illegible] اَبِیْ مِخْنَفٍ اَیْضًا اور دوسرا کام جو حضرت امام حسینؑ نے بعد
سننے خبر شہادت جناب مسلم کے کیا وہ یہ تھا جو منتخب مین اور بعض نسخہ ہای مقتل ابی مخنف
مین بھی اسکی روایت کی ہی اِنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ خَبَرَ قَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ اِغْتَمَّ وَاسْتَرْجَعَ
وَدَخَلَ الْخَیْمَةَ کہ جب حضرت نے خبر شہادت جناب مسلم کی سنی مغموم ہوے اور انا للّٰہ
زبان پر جاری فرمایا اور داخل خیمہ اہل بیت ہوے فَاَتٰی بِبِنْتِ مُسْلِمٍ وَضَمَّهَا اِلیٰ
صَدْرِهٖ وَمَسَحَ یَدَهٗ عَلیٰ [illegible] دختر مسلم کو جو چھوٹی سی بچی تھی [illegible] بلایا اور اپنے
سینے سے لگایا اور [illegible] کی [illegible] کا دستور ہی
فَقَالَتْ لَهٗ یَا عَمِّ [illegible] کہ اے چچا جان آپ کے یون
سے مجھے ایسا خیال ہوتا ہی [illegible] ایک [illegible] یہ سمجھنا
چاہیے کہ اوس صاحبزادی نے [illegible] اسکا مطلب یہ تھا
کہ اے حضرت میرے باپ [illegible] معلوم ہوتا ہی فَلَمَّا
سَمِعَ ذٰلِکَ لَمْ یَتَمَالَکْ مِنَ الْبُکَاءِ وَقَالَ نَعَمْ قَدْ قُتِلَ اَبُوْکِ کہ جب حضرت نے
صاحبزادی کا یہ کلام سنا کہ [illegible] چچا کہنے سے اپنی سرپرستی کا بھی اشارہ تھا آپ کو تاب
گریہ باقی نہ رہی اور بیتاب ہوکر آپ نے فرمایا کہ ہان تمھارے باپ شہید ہوگئے اس
[illegible] جو حضرت کو ہوئی دو سبب معلوم ہوتے ہین ایک تو خبر شہادت سنکر پہلے سے
[illegible] ہوا تھا دوسرے اوس صاحبزادی کی درخواست سرپرستی اور اپنا آمادہ شہادت
ہونا اس سے اور بھی حضرت کو بیتاب کر دیا فَنَادَتْ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ وَبَکَتِ النِّسَاءُ
[illegible] وہ صاحبزادی چلا چلا کر رونے لگی اور [illegible] رونے سے تمامی عورات کے رونے
[illegible] برپا ہوا [illegible] کہتا ہون بتصدیق

ہوگئی اوس خبر کی جو ہاتف غیبی نے دی تھی کہ ذخیرہ اشک جمع کر رکھو اور حضرت زینب
نے سنی تھی جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے هٰذَا اَمَّا فِعْلُهٗ تَعْزِيَةً لِلنِّسَاءِ كَمَا كَانَ مُشَاوَرَةُ
بَنِيْ عَقِيْلٍ تَعْزِيَةً لِلرِّجَالِ اور یہ فعل حضرت کا بظاہر عورتوں کے تعزیت تھا جیسے بنی عقیل
سے مشورہ کرنا اولے تعزیت مردوں کی تھی وَالثَّالِثُ مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ اَتٰى بِهَا الْحُسَيْنُ فِيْ
ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَا قَالَهُ السَّيِّدُ رح اور تیسری بات جو آج حضرت امام حسین سے واقع ہوئی
وہ یہ ہے کہ سید ابن طاؤس فرماتے ہیں ثُمَّ سَارَ الْحُسَيْنُ حَتّٰى بَلَغَ زُبَالَةَ پھر روانہ ہوئے
حضرت امام حسین یہانتک کہ منزل زبالہ پر پہونچے اس روایت میں بجائے ثعلبیہ زبالہ
کی لفظ درج ہے اسکا مضائقہ نہیں ہے فَاَتَاهُ خَبَرُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ فَعَرَّفَ بِذٰلِكَ جَمَاعَةً
مِمَّنْ مَعَهٗ اس جگہ آپ کو خبر شہادت مسلم کی پہونچی اوس خبر سے جتنے لوگ آپکے
ہمراہ تھے سب کو آگاہ کر دیا فَتَفَرَّقَ اَهْلُ الْاَطْمَاعِ وَالْاِرْتِيَابِ [illegible]
آپ کے ہمراہ تھے اور جنکے دلوں میں شک تھا سب جدا ہوگئے وَبَقِيَ مَعَهٗ اَهْلُهٗ وَخِيَارُ
الْاَصْحَابِ اور خاص آپکے اہل بیت اور منتخب اصحاب رہگئے اَقُوْلُ وَيَتَبَادَرُ [illegible]
بَعْدَ هٰذَا [illegible] اس بات کا بیان کہ حضرت نے اون لوگوں کو [illegible]

باب پانزدہم ملاقات فرزدق شاعر کی چوتھی مرتبہ جناب امام حسین علیہ السلام سے منزل زبالہ سے چلکر

وَمِنْ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ لَمَّا سَارَ الْحُسَيْنُ ع فَلَقِيَهٗ فَرَزْدَقُ الشَّاعِرُ الْمُسَمّٰى بِهَمَّامٍ
اس مقام سے جب حضرت چلے تب فرزدق شاعر جنکا نام ہمام ہے حضرت سے ملے وَهٰذَا
اللِّقَاءُ كَانَ رَابِعَ اللِّقَاءِ بَيْنَهُمَا اور یہ چوتھی ملاقات ہے کہ فرزدق نے حضرت سے [illegible]
ور دو بار مکہ معظمہ کی تھی فَاِنَّ اَوَّلَ مَا لَقِيَهٗ وَالْحُسَيْنُ مُقِيْمٌ بِمَكَّةَ كَمَا رَوَاهُ فِي الْ[illegible]
اسلئے کہ پہلے جب فرزدق سے ملاقات کی ہے اور آپ مکہ میں مقیم تھے جیسا کہ بحار میں روایت
کی ہے قَالَ وَلَقِيَهٗ [illegible] الْفَرَزْدَقُ فِيْ حَرَمِ بَيْتِ اللّٰهِ فَقَالَ الْحُسَيْنُ ع يَا فَرَزْدَقُ اَخْبِرْنِيْ
عَنِ النَّاسِ خَلْفَكَ مجلسی رہ بحار میں کہتے ہیں کہ فرزدق نے خانہ کعبہ کے حرم میں آپ سے

ملاقات کی حضرت نے فرمایا ہی فرزدق مجھسے بیان کرو کہ تم اہالیان کوفہ کو کس حال پر
چھوڑکر آئے ہو قَالَ الْفَرَزْدَقُ قُلُوْبُ النَّاسِ مَعَكَ وَسُيُوْفُهُمْ عَلَيْكَ فرزدق نے
عرض کی کہ دل سے تو اہل کوفہ آپکے ساتھ ہین مگر تلوارین اونکی آپ کے قتل پر تلی ہوئی
ہین يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَاِنْ يَعْتَقِدُوْنَ بِاَنَّكَ اِمَامٌ حَقٌّ مُفْتَرَضُ
الطَّاعَةِ مطلب فرزدق کا اس قول سے یہ ہی کہ اہل کوفہ ایسے شقی ہین کہ باوجودیکہ آپ کو
دلی اعتقاد سے امام برحق واجب الطاعت سمجھتے ہین وَاَنَّ يَزِيْدَ وَاَتْبَاعَهٗ اَهْلُ الْبَغْيِ
وَالطُّغْيَانِ ضَالُّوْنَ مُضِلُّوْنَ اور یہ بھی جانتے ہین کہ یزید اور پیروان یزید باغی اور طاغی
ہین خود بھی گمراہ ہین اور خلائق کو بھی گمراہ کرتے ہین وَلٰكِنْ سُيُوْفُهُمْ مَشْهُوْرَةٌ عَلٰى
قِتَالِكَ مگر باینہمہ دیدہ و دانستہ اونکی تلوارین آپ کے قتل پر کھینچی ہوئی ہین فَلَا تَسِرْ
اِلَيْهِمْ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا كَتَبُوْا اِلَيْكَ مِنْ اَنَّهُمْ يَفْدُوْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ پس آپ
انکی طرف نجائیے اور انکی تحریر پر فریفتہ نہو جیسے جو اونھون نے لکھا ہی کہ اپنے مال و جان سے
آپ پر فدا ہونگے وَيُقَاتِلُوْنَ مَعَكَ اَعْدَاءَ الدِّيْنِ اور آپ کے ہمراہ ہوکر دشمنان دین سے لڑینگے
وَلَمَّا كَانَ هٰذَا الْكَلَامُ الَّذِيْ قَالَهُ الْفَرَزْدَقُ مَعَ وَجَازَةِ الْفَاظِهٖ جَامِعًا لِلْمَعَانِيْ
كَثِيْرَةٍ اور چونکہ یہ کلام مختصر فرزدق کا بہت سے معنون پر شامل تھا حَتّٰى اَنَّهٗ كُلَّمَا
تَدَبَّرَ فِيْهِ النَّاظِرُ ظَهَرَ لَهٗ مِنَ الْفَوَائِدِ الْعَوَائِدِ مَا لَا يَخْفٰى یہان تک کہ جسقدر اس
کلام مین فکر کرنے والا سوچے عجیب عجیب فائدے اسکے ظاہر ہوتے ہین جیساکہ پوشیدہ نہین ہی
وَالْفَرَزْدَقُ رَجُلٌ شَاعِرٌ بَلِيْغٌ كَمَا يُعْلَمُ الَيْهِ كَلَامُهٗ اور فرزدق ایک مرد شاعر اور بلاغت
سے بھرا ہوا ہی جیسا اوسکے کلام سے ظاہر ہوتا ہی فَلِذَا قَالَ الْحُسَيْنُ فِيْ جَوَابِهٖ قَوْلًا يُحَيِّرُ
فَهْمُهُ الْاَوْهَامَ وَيُحَيِّرُ فِيْ اِدْرَاكِ مَرَامِهِ الْاَفْهَامَ اسیواسطے حضرت امام حسین ؑ نے
اوسکا جواب ایسا دیا جو عاقلون کو حیرت مین ڈالتا ہی اور جسکے مطلب سمجھنے مین تحیر ہوتا ہی
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْ نَزَلَ الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّ فَلْنَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى نَعْمَائِهٖ حضرت نے فرمایا
کہ اگر قضا و قدر اوسیطرح پر جاری ہوئی ہی جسکو ہم پسند کرتے ہین پس ہم خدا کی حمد بجا لا نینگے
اوسکی نعمت شیئے پر وَاِنْ حَالَ الْقَضَاءُ دُوْنَ الرَّجَاءِ فَلَمْ يَبْعُدْ مَنْ كَانَ الْحَقُّ نِيَّتَهٗ

وَالتَّقْوٰی سِیْرَتُہٗ اور اگر ہماری امید کے بر آنے مین قضاے الٰہی حائل و مانع ہوگی پھر بھی حق سے دور نرہیگا وہ شخص جسکی نیت حق پر ہو اور جسکی سیرت تقوی اور پرہیزگاری کی ہو وَقَدْ شَرَحْنَا هٰذَا الْحَدِیْثَ الْمُعْضِلَ فِیْ بَابِ الْمَنَامَاتِ الَّتِیْ رَاٰهَا الْحُسَیْنُ ع مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی یَوْمِ عَاشُوْرَا اس مشکل حدیث کے معنونکی ہم نے بخوبی شرح کردی ہے اوس باب مین جسمین ہم نے وہ خواب بیان کیے ہین جو حضرت امام حسین نے ازروزیکہ مدینہ سے آپ چلے ہین اور تا روز عاشورا آپ نے دیکھے ہین لٰكِنْ نَذْکُرُ مَعْنًی وَاحِدًا هٰهُنَا اَیْضًا مگر ایک معنی اس حدیث کے ہم اس مقام پر بھی بیان کرتے ہین وَهُوَ اَنَّہٗ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ اَنَّ اَهْلَ الْکُوْفَۃِ کَمَا تَقُوْلُہٗ یَا فَرَزْدَقُ اِنَّهُمْ مَعَنَا بِاِذْعَانِ قُلُوْبِهِمْ وَهُوَ الَّذِیْ نُحِبُّہٗ مِنْهُمْ وَمِنْ عَامَّۃِ الْاُمَّۃِ وہ معنی یہ ہین حضرت فرماتے ہین کہ اہل کوفہ جیسا تم بیان کرتے ہو اے فرزدق کہ وہ دل سے معتقد ہماری امامت کے ہین اور یہی وہ بات ہی جسکو ہم دوست رکھتے ہین کوفیون سے بلکہ تمام امت سے کہ سب ہمکو امام جانین فَاِنْ جَرَی الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّ فَنَحْمَدُ اللّٰہَ اب اگر قضاے الٰہی اسیطرح جاری رہے جو ہمکو محبوب ہی یعنی کوفیون سے خلاف اطاعت ہمارے کوئی امر سرزد نہو پس حمد خدا ہم بجا لاتے ہین وَاِنْ لَمْ تَجْرِ الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّہٗ وَ ظَهَرَ مِنْهُمْ خِلَافُ ذٰلِكَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا بِقُلُوْبِهِمْ وَسُیُوْفِهِمْ عَلَیْنَا اور اگر قضاے الٰہی حسب خواہش ہمارے جاری نہوئی اور کوفیون سے خلاف اطاعت ہمارے سرزد ہوا کہ دل سے بھی ہمارے معتقد نرہے اور تلوارین بھی اپنی ہمپر کھینچین فَیُقَاتِلُوْنَا وَیَقْتُلُوْنَا نَفِیْ تِلْكَ الْحَالَۃِ اَیْضًا لَا نَبْعُدُ مِنَ الْحَقِّ اور ہم سے لڑین اور ہمکو قتل کرین اوسوقت بھی ہم حق سے دور نہونگے بَلِ الْحَقُّ مَعَنَا فِیْ کِلْتَا الْحَالَتَیْنِ فَاِنَّ قَصْدَنَا وَنِیَّتَنَا الْحَقُّ اَیْ اِظْهَارُ الْحَقِّ وَاِعْلَاءُ کَلِمَۃِ الْحَقِّ وَسِیْرَتُنَا التَّقْوٰی مِنَ اللّٰہِ اسلیے کہ ہمارا قصد اور نیت ہماری حق پر ہی یعنی حق کا ظاہر کرنا اور دین اسلام کا جاری کرنا ہی اور خصلت ہماری خوف خدا کی ہی وَالْحَاصِلُ اَنَّ النَّبِیَّ وَالْاِمَامَ لَا یُشْتَرَطُ فِیْ کَوْنِہٖ اِمَامًا حَقًّا الْاِسْتِیْلَاءُ وَالْغَلَبَۃُ اور حاصل کلام آپ کا یہ ہی کہ نبی ص اور امام کے برحق ہونے مین غلبہ کفار پر شرط نہین ہی

فَاِنَّ اِبْرَاهِیْمَ ؑ وَاِنْ اُلْقِیَ فِی النَّارِ النَّمْرُوْدِیَّۃِ لٰکِنَّہٗ فِیْ تِلْکَ الْحَالِ اَیْضًا کَانَ
نَبِیًّا وَحُجَّۃً اسلیے کہ حضرت ابراہیم ؑ اگرچہ نمرود نے اونکو آگ مین ڈالدیا تھا مگر اوسوقت
بھی وہ نبی اور حجت خدا تھے ثُمَّ لَقِیَہُ الْفَرَزْدَقُ ثَانِیًا وَالْحُسَیْنُ قَدْ خَرَجَ عَنِ الْکَعْبَۃِ
وَھُوَ مُقْبِلٌ اِلَیْھَا پھر دوبارہ فرزدق نے حضرت سے اوسوقت ملاقات کی کہ حضرت مکے سے
سفر کر چکے تھے اور فرزدق حج کرنے آتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ ملاقات آٹھوین ذی الحجہ
کو پہلی منزل مین حضرت سے ہوئی فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَا اَعْجَلَکَ
عَنِ الْحَجِّ عرض کی فرزدق نے میرے مان باپ آپ پر سے فدا ہون ای فرزند رسول آپ
اسقدر جلد مکہ سے کیون روانہ ہوئے کہ حج بھی آپ نے ادا نہین کیا فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
لَوْ لَمْ اَعْجَلْ لَاُخِذْتُ حضرت نے فرمایا اگر مین جلد سفر نکرتا مکہ ہی مین گرفتار کر لیا جاتا
ثُمَّ لَقِیَہٗ ثَالِثًا بَعْدَ مَا اَدّٰی مَنَاسِکَ الْحَجِّ فَلَقِیَ الْحُسَیْنَ ؑ فِیْ بَعْضِ الْمَنَازِلِ وَسَئَلَہٗ
عَنْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ پھر تیسری ملاقات فرزدق نے حج سے فارغ ہوکر بعض منزلون مین
کی اوسوقت چند مسائل حج وغیرہ کے حضرت سے پوچھے ثُمَّ سَارَ اِلٰی اَیْنَ قَصَدَہٗ
اَوْ اِلَی الْکُوْفَۃِ کَمَا ھُوَ الظَّاھِرُ پھر اوسکے فرزدق اپنی منزل مقصود کو روانہ ہوئے اور
ظاہر یہ ہی کہ طرف کوفے کے گئے فَلَمَّا سَارَ الْحُسَیْنُ مِنْ زُبَالَۃَ لَقِیَہٗ فَرَزْدَقُ رَابِعًا فَسَلَّمَ
عَلَیْہِ پس جب امام حسین منزل زبالہ سے کوچ کرکے چلے چوتھی مرتبہ فرزدق حضرت سے ملے
اور آپ پر سلام عرض کیا ثُمَّ قَالَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَیْفَ تَرْکَنُ اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ
وَھُمُ الَّذِیْنَ قَتَلُوْا ابْنَ عَمِّکَ مُسْلِمَ ابْنَ عَقِیْلٍ وَشِیْعَتَہٗ پھر کہا کہ ای فرزند رسول ؐ
کیا سمجھکر آپ اہل کوفہ کی طرف جاتے ہین حالانکہ ان لوگون نے آپ کے چچازاد بھائی مسلم
کو اور اونکے دوستونکو شہید کیا قَالَ فَاسْتَعْبَرَ الْحُسَیْنُ بَاکِیًا فرزدق کے اس کہنے سے
حضرت پر رقت طاری ہوئی ثُمَّ قَالَ رَحِمَ اللّٰہُ مُسْلِمًا فَقَدْ سَارَ اِلٰی رَوْحِ اللّٰہِ وَ
رَیْحَانِہٖ وَتَحِیَّتِہٖ وَرِضْوَانِہٖ بعد اوسکے حضرت نے فرمایا خدا رحمت کرے مسلم پر کہ وہ
پہونچ گئے اوس مقام پر جہان آسائش گاہ ہی اور ہوائے خوشبو اور رحمت اور رزق
میوہ ہائے جنت سے پائینگے اور خوشنودی خدا اوسی مقام پر ہو قُلْتُ اَمَّا اسْتِعْبَارُہٗ بَاعِثُہٗ

وَاِنْ كَانَ عَلَى الظَّاهِرِ بِاَنَّهُ اَخْبَرَ بِقَتْلِ اَحَبِّ اَهْلِ بَيْتِهِ وَشِيْعَتِهِ مین کہتا ہون کہ
حضرت کا دل بھر آنا اور رو اوٹھنا اسطرح پر کہ آنسوؤن سے آنکھ حضرت کی بھیگ گئی اگرچہ
بظاہر اسکا یہی سبب ہی کہ خبر شہادت دوست ترین اہل بیت کی یعنی حضرت مسلم اور اونکے
دوستونکی آپ نے سنی تھی لٰکِنَّهُ لَا يَبْعُدُ اَيْضًا اَنْ يَكُوْنَ اِسْتِعْبَارُهُ لِمَا قَالَهُ
الْفَرَزْدَقُ تَائِيْدًا لِقَوْلِهِ الَّذِيْ كَانَ قَدْ قَالَهُ فِيْ حَرِيْمِ الْكَعْبَةِ مگر یہی کچھ بعید نہین ہی
کہ آپ کے دل پر صدمہ اسکا گذرا ہو کہ فرزدق نے یہ قول اپنے پہلے قول کی تائید مین
کہا ہی جسکو اول ملاقات حرم کعبہ مین فرزدق کہہ چکا تھا چنانچہ اوپر گذر چکا فَيَكُوْنُ
الْحُسَيْنُ مُنْزَجِرًا مُتَلَهِّفًا عَلٰى اِسْتِبْدَادِهِ وَعَدَمِ تَبَصُّرِهِ بَعْدَ مَا هَدَاهُ
وَيُبَيِّنُ لَهُ فِيْ جَوَابِ قَوْلِهِ كَمَا فَسَّرْتُ مَعْنَاهُ یعنی جناب امام حسین کبیدہ خاطر ہوئے
اور افسوس آپ کو ہوا فرزدق کے اصرار سے باطل پر اور اس بات پر کہ بعد اسکے کہ آپ ہدایت
کر چکے اور اوسکے کلام کا جواب دیتے [illegible] بصیرت نہین کھلی فَاِنَّ السُّفَهَاءَ
مِنَ النَّاسِ اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَكُوْنُوْا مِنْ اَتْبَاعِ الْحُسَيْنِ بِاَلْسِنَتِهِمْ اَوْ مِنْ اَهْلِ الْبَغْيِ وَ
اِنْ اَصَرُّوْا فِيْ طَعْنِهِ وَاِظْهَارِ اِتِّبَاعِهِمْ مُسْلِمًا اِلَى الْكُوْفَةِ اسلیے کہ نادان آدمی عام اس
بات سے کہ زبانی پیرو حضرت کے تھے یا دشمن حضرت کے تھے اگرچہ اونھون نے طعن اور
تشنیع مین اصرار کیا اور کوفہ کے سفر کے قبایح زیادہ ظاہر کیے لٰكِنْ لَمْ يَلْتَفِتِ الْحُسَيْنُ
اِلٰى هَفَوَاتِهِمْ وَلَمْ يَنْزَجِرْ مِنْ مُكَالَمَاتِهِمْ مگر حضرت امام حسین نے اون نادانون کی باتون
کی طرف کچھ التفات نہین کیا اور نہ اونکی باتون سے آپ دل تنگ ہوئے اَمَّا الْفَرَزْدَقُ
وَهُوَ رَجُلٌ ذُوْ فِقْهٍ وَدِرَايَةٍ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَا يَظْهَرُ مِنْ اَطْوَارِهِ الْمُعَانَدَةُ وَالْخُصُوْمَةُ
لیکن فرزدق جو ایک مرد باخبر اور دانا ہی اور باوجود اسکے اطوار سے عناد اور خصومت
بھی ظاہر نہین ہوتی ہی فَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ بَعْدَ تَصْرِيْحِ الْحُسَيْنِ بِاَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ فِيْ كِلْتَا الْحَالَتَيْنِ
اَنْ يَتَفَوَّهَ بِتِلْكَ الْاَقَاوِيْلِ الَّتِيْ لَا تَخْلُوْ عَنْ اِسَاءَةِ الظَّنِّ فِيْهِ پس فرزدق کو مناسب نہین تھا
کہ بعد ازان کہ حضرت نے بتصریح فرما دیا تھا کہ مین غالب ہون یا مغلوب ہو جاؤن دونون حالتون
مین حق پر ہون اور پھر فرزدق ایسی باتین کہین جو بدگمانی سے بہ نسبت حضرت کے خالی نہ ہون

بل مُکَانَّہٗ قِیَاسٌ فَاسِدٌ بِمُقَابَلَۃِ النَّصِّ وَھُوَ کَمَا تَرٰی غَیْرُ سَدِیْدٍ بلکہ اب ایسا خیال
کرنا فرزدق کا محض عقل آرائی بمقابلہ حدیث کے ہی اور یہ بات بخوبی ظاہر ہی کہ بہت بری ہی
بَعِیْدٌ مُنْبَعِدٌ عَنِ الْحَقِّ اَعَاذَنَا اللّٰہُ وَالْمُسْلِمِیْنَ مِنْہُ دینداری سے یہ بات بہت دور ہی
اور راہ حق سے دور کرنے والی ہی کہ فعل امام پر پیدا ہوتا ہی خدا اپنی پناہ مین ہمکو اور تمام
مسلمانون کو رکھے وَلَوْلَا اَنَّ اَرْبَابَ السِّیَرِ قَدْ حَکَوْا قَصَائِدَ الْفَرَزْدَقِ وَاَشْعَارَہٗ
فِیْ وِلَاءِ اَھْلِ الْبَیْتِ وَاِفْحَامِ الْمُعَانِدِیْنَ کَمَا رُوِیَ فِیْ قَضِیَّۃِ سَیِّدِنَا السَّجَّادِ ع لَقُلْتُ
فِیْ حَقِّہٖ مَا قُلْتُ اور اگر ایسا نہوتا کہ تاریخی حالات مین فرزدق کے قصیدہ اور اشعار بمضمون
دوستی اہل بیت اور ابطال کلام دشمنان اہل بیت کے منقول ہین چنانچہ جناب
سید الساجدین ع کے حالات مین بھی فرزدق کا کلام مروی ہے پس مین فرزدق کی شان مین
کچھہ اور کہتا وَتِلْکَ الْقَضِیَّۃُ مَا جَرٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ عَبْدِ الْمَلِکِ فِیْ بَعْضِ سِنِیْنَ الْحَجِّ
مِنْ اِنْشَادِ ھٰذِہِ الْقَصِیْدَۃِ یہ قصہ وہی ہی جو فرزدق نے عبد الملک کے سامنے
ایک قصیدہ شان مین جناب سید الساجدین کی پڑھا تھا جبکہ اوس شقی نے
دیدہ و دانستہ حضرت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی تھی اوسمین کا ایک شعر یہ بھی ہی ؎
ھٰذَا الَّذِیْ یَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْاَتَہٗ ✦ وَالْبَیْتُ یَعْرِفُہٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ
یہ وہ عالی مقام ہین کہ تمام باشندے مکہ معظمہ کے انکی جائے قدم کو پہچانتے ہین مطلب
یہ ہی کہ جس جگہہ انکا قدم زمین پر پڑتا ہی یا جس جگہہ اور جس زمین پر بروقت ولادت انکا قدم
پڑا ہی اوسکو پہچانتے ہین اور خانہ کعبہ خود انکو پہچانتا ہی اور جس مقام پر احرام حج کا توڑا
جاتا ہی اور تمام زمین حرم بیت اللہ بھی انکی شناسا ہے فَھُوَ مِنَ الشُّعَرَاءِ الْمَادِحِیْنَ لَا یَلِیْقُ
بِنَا اَنْ نَقُوْلَ فِیْ حَقِّہٖ اِلَّا اَنْ نَسْتَغْفِرَ لَہٗ فِیْمَا قَالَہٗ وَاَذٰی فَرْخَ الرَّسُوْلِ پس چونکہ فرزدق
مداح اہل بیت مین سے ہین مناسب نہین ہی کہ ہم اونکے حق مین کچھہ کہین سوائے اسکے
کہ اونکے بارہ مین استغفار کرین اس بے ادبی سے جس سے اونھون نے فرزند رسول ص کو
ایذا دی وَلْیَنْظُرْ اَھْلُ الْاَحْلَامِ اِلٰی حِلْمِ الْحُسَیْنِ ع وَفَرْطِ رَاْفَتِہٖ عَلٰی اُمَّۃِ جَدِّہٖ
اب صاحبان عقل جناب امام حسین ع کے حلم کی طرف دیکھین اور خیال کرین کہ آپ کی

نظر محبت اور مہربانی اپنے نانا کی امت پر کسقدر رکھتی اِنَّہٗ اسۡتَعۡبَرَ وَبَکٰی ثُمَّ تَرَحَّمَ
عَلٰی اَخِیۡہِ الۡمُسۡتَشۡھَدِ مُسۡلِمِ بۡنِ عَقِیۡلٍ کہ فرزدق کے اس کلام کو سننے کے بعد آپ کا
دل بھر آیا اور حضرت نے رو دیا اوسکے بعد رحمت دل کا اظہار کیا اپنے شہید بھائی مسلم
ابن عقیل پر وَبَیَّنَ مَا لَہٗ عِنۡدَ اللّٰہِ مِنَ الۡاَجۡرِ وَھُوَ فَوۡزُہٗ کَالرَّوۡحِ اللّٰہِ وَرَیۡحَانِہٖ
وَجَنَّتِہٖ وَرِضۡوَانِہٖ اور بیان کیا آپ نے جو اجر و ثواب حضرت مسلم کو قرب آلہی میں ملا تھا
یُرِیۡدُ بِذٰلِکَ رَدَّ اَمۡرِ فَرَزۡدَقِ کِنَایَۃً وَھِیَ اَبۡلَغُ مِنَ التَّصۡرِیۡحِ اس کلام سے بجناب حضرت
نے قول فرزدق کو رد کر دیا کہ تصریح سے رد کرنا ایسا شامل بلاغت پر نہیں ہوتا جسقدر
رمز و کنایہ سے ہوتا ہے لَا سِیَّمَا بِالنَّظَرِ اِلَی الۡمُخَاطَبِ الۡبَلِیۡغِ لَا رَیۡبَ الشَّاعِرِ خصوصاً بہ نسبت
ایسے مخاطب کے جو بلاغت سے بھرا ہوا ہو خصوصاً اور شاعر تھا کہ اوسکو کنایہ و اشارہ ہی
کافی ہے ثُمَّ اَنۡشَأَ الۡحُسَیۡنُ یَقُوۡلُ وَھِیَ اَرۡبَعَۃُ اَبۡیَاتٍ تَدُلُّ عَلٰی اَرۡبَعَۃِ اُمُوۡرٍ
پھر حضرت نے چار شعر پڑھے جو چار ہی باتوں پر دلالت کرتے ہیں فَقَالَ اَوَّلًا
وَاِنۡ تَکُنِ الدُّنۡیَا تُعَدُّ نَفِیۡسَۃً فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعۡلٰی وَاَنۡبَلُ
اگر دنیا کی چیزیں مال و دولت کی نفیس شمار کی جاتی ہیں پس ثواب آلہی کا گھر آخرت
میں بہت بڑا اور بلند مرتبہ ہے اور ایک معنی مصرعہ اول کے یہ بھی ہو سکتی ہیں اگر نفائس
دنیوی کو اے فرزدق تو نفیس شمار کرتا ہے فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ لَا یَبۡلُغُ نَفَائِسُھَا الۡفَانِیَۃُ
اِلٰی حَدِّ النَّفَائِسِ الۡاُخۡرَوِیَّۃِ الۡبَاقِیَۃِ پس جان تو کہ نفائس دنیاوی کہ فانی ہونے میں
نفائس دوامی آخرت کو نہیں پہونچ سکتے وَھِیَ الرَّوۡحُ وَالرَّیۡحَانُ الخ اور یہ نفائس اخروی
وہی ہیں جنکو حضرت مسلم رح پہونچے وَلَا یَصِلُ اِلٰی تِلۡکَ النَّفَائِسِ الۡیَوۡمَ اَحَدٌ اِلَّا مَنۡ
یَنۡصُرُنَا اَھۡلَ الۡبَیۡتِ اور ان نفایس کو آج کے دن کوئی نہیں پہونچ سکتا ہے سوائے اسکے
کہ ہم اہل بیت کی نصرت کرے وَاَنۡتَ یَا فَرَزۡدَقُ عَلٰی غَفۡلَۃٍ مِنۡ ھٰذَا فَتَذۡکُرُ ھٰذِہٖ مِرَارًا
وَتُذَکِّرُنِیۡ اور تو بار بار نفائس دنیاوی کو یاد کرتا ہے اور مجھے یاد دلاتا ہے اور نفائس
اخروی سے غافل ہو گیا ہے ثُمَّ صَرَّحَ الۡحُسَیۡنُ بِاَنَّھَا تَحۡصُلُ مِنَ الشَّھَادَۃِ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ
وَبَیَّنَ فَضۡلَھَا بعد اوسکے آپ نے تصریح کی اس بات کی کہ وہ نفایس اخروی مدہر شہادت سے

حاصل ہو [illegible] فضیلت آپ نے بیان فرمائی اور کہا ہے

وَاِنْ تَكُنِ الْاَبْدَانُ [illegible] ❁ فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّيْفِ فِيْ اللّٰهِ اَفْضَلُ

اور اگر بدن [illegible] کے واسطے پیدا کیے گئے ہیں پس مرد کا تلوار سے

مارا جانا راہ خدا میں [illegible] مَعَ اَنَّهٗ بَيَانٌ لِفَضْلِ الشَّهَادَةِ جَوَابٌ بَلْ رَدٌّ

لِقَوْلِ الْفَرَزْدَقِ اور یہ شعر [illegible] بیان فضیلت شہادت میں وارد ہی جواب بلکہ

رد قول فرزدق کا بھی ہی حَيْثُ قَالَ لَهٗ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَيْفَ تَرْكُنُ اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ

اسلیے کہ فرزدق نے کہا تھا کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا سمجھکر آپ کوفیوں کی طرف

جاتے ہیں جنھون سے [illegible] شہید کرچکے الآنَ الْمُرَادُ مِنْهُ اَنَّكَ تَرٰى حَرَكَتِيْ

اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ اَمْرًا [illegible] کا حصہ ہے اور مراد حضرت کی یہ ہی کہ تجھے میرا

جانا بطرف اہل کوفہ [illegible] ہی تو خود قباحت میں گرفتا رہو اور جس امر کا مشورہ

مجھے آیا ہو وہ [illegible] اَفْضَلَ مِنْ كُلِّ الْاُمُوْرِ بَلْ اَوْجَبَ عَلَيَّ اِتْيَانَهٗ

اور میں اس بات کو [illegible] افضل جانتا ہوں بلکہ مجھپر واجب ہی کوفہ کیطرف جانا

فَاِنَّ الْمَوْتَ لَمَّا كَانَ اَمْرًا [illegible] لِلْاِنْسَانِ فَاَفْضَلُهٗ اَنْ يُّقْتَلَ الْاِنْسَانُ فِيْ

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِالسَّيْفِ اسلیے کہ موت سے جب آدمی کو چارا نہیں ہے پس افضل یہی ہی کہ راہ خدا

میں تلوار سے مارا جائے ثُمَّ اَشَارَ بِاَنَّهٗ يُكْثِرُ الْاِيَابَ وَالذَّهَابَ فِيْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَ

يَتَرَدَّدُ وَيَسِيْرُ فِيْ تَحْصِيْلِ رِزْقِهٖ حَتّٰى اَنَّهٗ لَقِيَهٗ فِي الْمُدَّةِ الْقَلِيْلَةِ اِيَابًا وَذَهَابًا

آشابہ کرات پھر آپ نے اشارہ کیا فرزدق کی طرف کہ وہ تحصیل رزق میں دوڑتا

پھرتا [illegible] دنیا کی طلب میں کر رہا ہی یہانتک کہ [illegible]

مدت میں [illegible] حضرت نے اسکو آتے جاتے دیکھا فقال

وَاِنْ تَكُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا [illegible] مُقَدَّرًا ❁ فَقِلَّةُ حِرْصِ الْمَرْءِ فِي الرِّزْقِ اَجْمَلُ

اور اگر رزق ہا [illegible] نے قسمت میں ہر شخص کی لکھدیا ہی پس آدمی کو حرص

میں تلاش رزق [illegible] بات ہی يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنَّهٗ فِيْ طَلَبِ الرِّزْقِ

وَلَا يَبْرَحُ سَائِرًا يَتَرَدَّدُ [illegible] فِيْ مَالِهٖ وَقَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْحِرْصُ الْمَذْمُوْمُ

آپ کا مطلب یہ ہی کہ فرزدق طلب رزق مین [illegible] رہا ہی اور ہمیشہ آمد و شد کر رہا ہی اور اپنے انجام کو کچھ نہین سوچتا ہی اور حرص [illegible] غلبہ کیا ہی وَلَعَلَّ ذٰلِکَ قَدْ عَرَفَہٗ مِنْ سِیْمَاہُ فَلِذَا قَالَ فِیْہِ مَا تَرٰی مَعَ عَدَمِ التَّصْرِیْحِ بِذَمِّہٖ وَلَوْمِہٖ وَھٰذَا مِنْ اَعْظَمِ اَخْلَاقِہٖ اور شاید یہ کیفیت فرزدق کی صورت ظاہری سے آپنے پہچانی ہو اسی واسطے بکنایہ ایسا کچھ فرمایا باوجودیکہ تصریح مذمت اور ملامت کی اسمین نہین ہی اسواسطے کہ اوروں پر ڈھالی [illegible] ارشاد فرمائی ہی اور یہ آپ کی بزرگی اخلاق کی بات ہی ثُمَّ اِنَّہٗ لَمَّا [illegible] فِیْ تَحْصِیْلِ الْمَالِ وَحِرْصِہٖ سَائِرٌ بَیْنَ تَیَقَّنَ اَنَّہٗ لَیْسَ مِنَ الَّذِیْنَ [illegible] الْاِسْتِبْصَارِ فِیْ بَذْلِ النُّفُوْسِ پھر جب آپنے جانا کہ اسکو تحصیل [illegible] ہیگی جیسے کہ ظاہر ہی ملاحظہ فرمانے سے یقین ہو گیا کہ یہ شخص [illegible] طلب نصرت جان وہی [illegible] کیواسطے فَاَشَارَ اِلَیْہِ بِاَنَّہٗ [illegible] بِبَذْلِ النُّفُوْسِ پس اشارہ کیا اسکی طرف کہ اگر تو ہمارے [illegible] سکتا ہی فَاَقَلُّ النُّصْرَۃِ بِبَذْلِ الْمَالِ بَلْ قَدَّمَ اللّٰہُ [illegible] بِبَذْلِ النُّفُوْسِ لِمَا فِیْہِ مِنَ الْمَصَالِحِ وَالْحِکَمِ پس کم سے [illegible] بذل مال سے [illegible] بلکہ [illegible] مال کی نصرت کو جان [illegible] مال کیمرح [illegible] مجاہدین [illegible] وَاَنْفُسِہِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الآیہ پس فرمایا خدا نے [illegible] جہاد کرتے ہین اپنے مال اور جان سے راہ خدا مین پس مال [illegible] مقدم فرمایا فَلِذَا قَالَ الْحُسَیْنُ [illegible] وَاِنْ تَکُنِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْکِ جَمْعُہَا [illegible] بِالْمَرْءِ یَبْخَلُ فرمایا حضرت امام حسین نے کہ اگر مال [illegible] آدمی چھوڑ کر مر جاتی پس کیا فائدہ ایسے مال سے جسکے خرچ کرنے مین آدمی بخل کرتا ہو ھٰذَا مَا یُسْتَفَادُ مِنْ ظَاہِرِ کَلَامِہٖ یہی وہ مطلب تھا جو ظاہر کلام امام سے پیدا ہوتا ہو فَاِنَّ اِنْشَادَہُ الْاَبْیَاتَ الَّتِیْ تَضَمَّنَتْ تِلْکَ الْاُمُوْرَ [illegible] لَا یَکُوْنُ عَبَثًا لَا طَائِلَ تَحْتَہٗ

لانّہ الامام الحق وحجۃ اللہ البالغۃ اسلیے کہ آپ کا ان اشعار کا پڑھنا جو ایسی باتون کو
شامل ہین بیجا نہین ہی کہ اوس سے کوئی فائدہ نہو اسلیے کہ وہ امام برحق ہین اور پوری
حجت خدا کی اونکی ذات ہی فکیف یلغو فی قولہٖ وکیف ینشد الاشعار بلا غرض
صحیح شرعی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ آپ اشعار بدون غرض صحیح شرعی کے پڑھتے ھذا
ما ادّیتہ فی تلک القضیۃ الی غایتی ھذہ وعسی ان یکشف اللہ بصری فیما لم
اتبصرہ فی ذالک بعد حین اور کیا عجب ہی کہ خدا میری بصیرت کو زیادہ کرے
تاکہ نئے معنے معلوم ہوجائین اور فوائد اس کلام کے جو آج تک نہین معلوم ہین

باب شانزدہم عبد اللہ بن یقطر کی خبر شہادت آنے کے بعد رخصت کردینا امام حسین کا اپنے عام ہمراہیونکو اور جواب اوس اعتراض کا جو اس فعل پر حضرت کے لوگون نے کیا ہی

ثم لمّا اتاہ خبر عبد اللہ بن یقطر وھو الذی ارسلہ من بطن الرّملۃ
قال السیّد رہ فاستعبر باکیا وقال پھر جب عبد اللہ بن یقطر کی خبر شہادت حضرت
کو پہونچی اور یہ وہ بزرگ ہین جنکو حضرت نے اپنا خط کوفیون کے نام لکھکر منزل بطن
رملہ سے روانہ کیا تھا اور انھون نے وہ جانبازی کی کہ خط پھاڑ ڈالا اور ابن زیاد
کو دیا اور شہید ہوگئے سید ابن طاؤس فرماتے ہین کہ اس خبر کو سنکر بھی حضرت کا
دل بھر آیا اور رونے لگے اور یہ فرمایا اللّٰھمّ اجعل لنا ولشیعتنا منزلا کریما
واجمع بیننا وبینھم فی مستقرّ من رحمتک انّک علٰی کلّ شیء قدیر
خدایا ہمارے واسطے اور ہمارے دوستون کے واسطے ایک بہت کرامت اور
عزت کی جگہ عطا کردے اور ہمکو اور ہمارے دوستونکو ایسی جگہ یکجا کردے جہان تیری
رحمت نے اپنا گھر کیا ہی اسلیے کہ تو ہر چیز پر قادر ہی ویستفاد من بعض الرّوایات
انّ النّاس الی ذٰلک الیوم کانوا مجتمعین معہ بعض روایتون سے ایسا معلوم ہوتا ہی

کہ آج کے دن تک انہوہ کثیر آپ کے ہمراہ تھا قال المفید رحمہ فاخرج للناس کتابا
فقرء علیھم فاذا فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب شیخ مفید رح فرماتے ہیں کہ اوسوقت
آپ نے ایک لکھا ہوا کاغذ نکالا اور سبکو پڑھکر سنایا جسمین یہ لکھا ہوا تھا بسم اللہ
الرحمن الرحیم اما بعد فانہ قد اتانا خبر فظیع قتل مسلم بن عقیل وھانی بن عروۃ
وعبد اللہ بن یقطر بعد حمد وصلوۃ کے معلوم ہو کہ ہمکو ایک خبر سخت اور خراب پہونچی ہے کہ
مسلم رح اور ہانی اور عبد اللہ بن یقطر شہید کیے گئے وقد خذلنا شیعتنا فمن احب
الانصراف فلینصرف فی غیر حرج لیس علیہ ذمام ہمارے شیعون نے جو بظاہر
مدعی ہماری دوستی کے تھے ہمکو چھوڑ دیا اب جس شخص کا ارادہ پھر جانے کا ہو ہمسے
پلٹ جائے اوسپر کسی قسم کا الزام نہین ہے اور نہ ہم اپنی بیعت سے اوسکو پابند کرتے ہین
وانما فعل ذلک لانہ علیہ السلام علم ان الاعراب الذین اتبعوہ انما اتبعوہ
وھم یظنون انہ یاتی بلدا قد استقامت لہ طاعۃ اھلھا یہ فعل حضرت نے اس
نظر سے کیا آپ کو معلوم تھا کہ یہ صحرائی لوگ جو آپ کے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین انھون نے
آپ کی ہمراہی اسیواسطے اختیار کی ہے اور انکا گمان یہ ہے کہ حضرت اسواسطے شہر کوفہ مین
تشریف لیے جاتے ہین جہان کے باشندون نے آپکی اطاعت پوری پوری قبول کرلی ہے
فکرہ ان یسیروا معہ الا وھم یعلمون علی ما یقدمون پسر آپ کو یہ بات ناپسند
ہوئی کہ اونکو دھوکا رہے بلکہ اگر ہمراہ چلین تو اصلی حالت کو بیان بوجھکر چلین لھذا
ما قالہ المفید رحمہ یہ وہ بات تھی جسکو جناب شیخ مفید رح نے لکھا ہے اقول ما قالہ رح ظاہر
لاستر فیہ مین کہتا ہون جو کچھ شیخ مفید نے فرمایا کھلی ہوئی بات ہے کچھ اسمین پردہ نہین ہے
بان اھل الکوفۃ قد کانوا بایعوا مسلما وھم الوف واشتھر ذلک فی البلاد
اسلیے کہ اہل کوفہ نے حضرت مسلم سے بیعت کی تھی اور وہ ہزارون آدمی تھے اور یہ خبر دور
دور تک مشہور ہو چکی تھی فلذا اجتمع مع الحسین اھل الاطماع اسی سبب سے جن
لوگون کو طمع دنیاوی تھی وہ حضرت امام حسین ع کے ہمراہ جمع ہو گئے تھے ثم لما نکس
اھل الکوفۃ علی رؤسھم وخانوا وغادروا حتی کان من امر مسلم ما کان

سبب اہل ایمان کوفہ دین سے پھر گئے اور خیانت اور غدر اختیار کیا او جناب مسلم رح
بیکسی پر گذرا جو کچھ کہ گذرا فکان یجب علی الحسین ع اجا ر غدرھم ورفع الالتباس
عن الذین کانوا معہ اذ لا غدر فی الاسلام پس جناب امام حسین ع پر واجب تھا کہ اہل
کوفہ کے غدر اور خیانت کو سب پر ظاہر کر دین اور شبہہ اپنے ہمراہیون کے دل سے نکال دین
اسلیے کہ دین اسلام مین فریب دہی جائز نہین ہے اما ما یظن من انہ ع کان مجاھدا
فی اللہ ولا بد للمجاھد ان یجمع الانصار والغزاۃ ویکثر سواد عسکرہ کما یتوہمہ
جو ناصبی اور دشمنان اہل بیت وغیرہ کرتے ہین کہ امام حسین ع راہ خدا مین جہاد کرنے
چلے تھے اور مجاہدین کو واجب ہے کہ اپنے انصار اور غازی مسلمانون کو جمع کرے
اور اپنے لشکر کو [illegible] والجواب [illegible] لما [illegible]
وقلل جمعھم [illegible] ولم یرد [illegible] مجاھدا [illegible] امام حسین ع نے
اون باتون کی کہ جو لوگ آپ کے ہمراہ [illegible] ہوئے تھے اونکی جماعت کو توڑ دیا
اور اپنے لشکر کی [illegible] کو گھٹا دیا [illegible] اون سے کچھ [illegible]
پیش آئے یہ کیسا جہاد تھا [illegible] رسول اللہ ص و
آبائہ علیہم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے جہاد مین [illegible] تھے فان
فی مجاھدات الرسول ص وعلی ع کان المنافقون واھل الاطماع اکثر من المخلصین
اسلیے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اپنے مجاہدات مین اور جناب امیر علیہ السلام بھی
اپنی مجاہدات مین منافقین اور ارباب طمع دنیا و ہی زیادہ ہمراہ رکھتے تھے فکان
یعظہم رسول اللہ ص وعلی ع ویخوفھم ویمنیھم ولا یبذرھم ان یتخلفوا عنہ
پس جناب رسول خدا اپنے عہد مین اور جناب امیر اپنے زمانہ جہاد مین اون لوگون کو
پند و نصیحت کرتے تھے اور [illegible] عذاب سے ڈراتے تھے اور ثواب جہاد بیان کرکے
اونکو امیدوار [illegible] آخرت کا کرتے تھے اور کسی طرح اونکو اپنی ہمراہی سے جدا نہین
ہونے دیتے تھے وان کان بعض اکثرھم من الزحف او نحیر الکفار من اخبار المسلمین

فهذا ما كان سنة جدّه وابوه اگرچہ ایسے لوگ اکثر تو یہی ہیں کہ عین معرکہ جہاد سے
بھاگ جاتے تھے یا مسلمانون کی خبر کفار کو پہونچاتے تھے یہ تو وہ طریقہ ہی جسکو جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علیؑ نے جاری فرمایا تھا وهي من اقوى الشبهات التي
ترتسخ في اذهان عوام المؤمنين اور یہ ایک بڑا قوی شبہہ ہی منجملہ اون شبہات کے
جو عام شیعون کے دل مین جم جاتا ہی وقد يذكرها مخالفونا ببيان انّا اسلمنا
وامتنّ منّا كرة اور ہمارے مخالفین دشمنان اہل بیت علیہم السلام اس شبہہ کو ایسی آب و تاب سے
بیان کرتے ہین جو بیان نہایت استوار و مضبوط ہوتا ہی کہ بظاہر لاجواب معلوم ہوتا ہی
فلا بدّ لنا من استيصال تلك الشبهة بحيث لا يبقى لها اثر في اذهان العوام
پس ہمکو ضرور ہی بیخ کنی اس شبہہ کی اسطرح پر کہ کچھ بھی اثر اذہان عوام مین اسکا باقی نرہے
فنقول اما اوّلاً فقد سمعت انّهم كانوا اعراباً واهل الاطماع ولم يكونوا
مجتمعين للجهاد پہلے تو ہم یہ کہتے ہین کہ اوپر بیان ہوچکا ہی یہ وحشی صحرائی لوگ تھے اور بطمع
مال دنیاوی جمع ہوئے تھے جہاد کرنے کی غرض انکی نتھی بل لانّهم كانوا قد اخبروا
بانّ امر الحسين قد صلح وخلى من الحرب والضرب اذ قد بايعه الناس على يد
مسلم بن عقيل بلکہ یہ لوگ ایسا خیال کرکے جمع ہوئے تھے کہ امر خلافت امام حسین ع کا
درست ہوگیا ہی اب لڑائی بھڑائی کا کچھ کام نہین ہی کہ لوگون نے حضرت سے بتوسط
جناب مسلم رح کی بیعت کر لی فالخلافة ممهّدة وابواب العطايا مفتوحة فندخل
الكوفة ونأكل الاموال ونأخذ السهام من الصدقات پس خلافت درست ہوچکی ہی
[illegible] مال و زر کے دروازے کھل گئے ہین [illegible] پہونچکر مال [illegible] حاصل کرینگے اور سہام
اور حصے صدقات [illegible] حاصل کرینگے والدليل على ذلك
انّ الحسين [illegible] فلم يجتمع
معه احد من الذين [illegible] من امثالهم [illegible] لم يحضروا عنده
[illegible] اسیر ہی کہ جب [illegible]
اور خوف دشمنون کا آپ پر تھا و سوقت کوئی اونمین سے یا مثل انکے اور لوگ پاس نہ پہونچے بلکہ

جواب اول

سامنے حضرت کے نہ آتے تھے جب تک کہ بیعت لینے کی خبر حضرت مسلم کی کوفہ سے شائع
نہین ہوئی تھی فمن کان علی ما وصفت من نیاتہم کیف یطمئن احد من العقلاء الیہم
پس جن لوگون کی نیتونکی یہ کیفیت ہو کوئی عاقل ایسے لوگون پر اطمینان کرسکتا ہی
وکیف لا یظن بل یتیقن انہم اذا سمعوا خلاف ما سمعوہ اولا یکونوا من
اشد اعدائہ اور کیونکر عاقل کو انکی نسبت بدگمانی نہو گی بلکہ یقین ہو جائیگا کہ جسوقت
یہ لوگ برخلاف خبر اول کے اب یہ خبر سنین گے سب سے زیادہ یہی دشمن ہو جاینگے فکونہم
مع الحسین وھو فی قلۃ من الانصار الموثوق بہم یدخلہ لا محالۃ فی خطر عظیم
پس ان لوگون کی ہمراہی ایسے وقت مین کہ ابھی پورے انصار آپ کے جمع نہین ہو چکے تھے
ضرور حضرت کو محل خوف مین ڈالتی تھی وھم معہ فی اللیل والنہار والقیام والمسیر
ولا یمکن اخفاء الامور التی یجب اخفاؤہا من تلک الاحزاب دن رات اور کوچ
اور مقام مین اونکا ساتھ تھا اور جن باتون کا مخفی کرنا ایسے نا اہل آدمیون سے ضرور ہی
اوسکا موقع نہین ملتا تھا فکان بقائہم معہ یوجب المضار العظیمۃ والمفاسد
الفخیمۃ لہذا اونکا حضرت کے ساتھ رہنا بڑے بڑے ضرر اور بہت سے مفاسد کا سبب تھا
فلذا یجب علی العاقل ان ینفیہم ویخرجہم عن معسکرہ لہذا واجب ہی کہ عاقل
ایسے لوگون سے دور رہے اور انکو نکالدے اور لشکرگاہ سے نکالدے وایضا فان
تکفلہم من الاطعام وارزاقہم وکسوتہم لا بد وان یبذل فیہ من الاموال
اور دوسری یہ بات ہی کہ اون کے کھانے پینے کی کفالت اور دیگر امور کی خبرگیری مین مال
کثیر کا خرچ درکار تھا والاموال کما تعلم انہا کیف کانت مجتمعۃ عند الحسین
اور مال کی آمدنی تو معلوم ہی کہ جناب امام حسین کو اوس زمانہ مین کیسی تھی فان لم نعطہم
فیکون ذلک اشق علیہم من الموت پھر اگر حضرت اونکی خبرگیری ضروری نہ کرتے
یہ بات تو موت سے زیادہ اونپر ناگوار تھی وایضا فان یزید واتباعہ کما تعلم انہم
کانوا توسعوا فی بذل الاموال وتجہیز العساکر وفتحوا ابواب البذل والعطاء اور یزید
اور پیروان یزید کا یہ حال تھا کہ مال لٹانے پر پورے آمادہ ہوگئے تھے اور لشکر کی درستی

معارف کثیر سے کرتے تھے اور وہ اُن کے دروازے کھول دیتے تھے حتّیٰ اَنَّهٗ
مَنْ لَمْ یَکُنْ اَھْلًا لِاَنْ یُعْطٰی مِائَۃً فَقَدْ اَعْطَوْہُ اُلُوْفًا مِنَ الدَّرَاھِمِ وَالدَّنَانِیْرِ
یہان تک کہ جو شخص قابل سکے نتھا کہ اوسکو سو درہم یا دینار دیے جائین اوسکو ہزارون
روپیہ دیتے تھے وَاَعَدُّوْا لَھُمْ اٰلَاتِ الْحَرْبِ وَالضَّرْبِ وَاَعْطَوْھُمُ الْمَرَاکِبَ مِنَ
الْخُیُوْلِ وَالْبِغَالِ وَغَیْرِھَا اور تمام سامان اور آلات حرب اور ضرب کے اپنے لشکریون
کے واسطے فراہم کرتے تھے اور سواری کے واسطے اون لوگون کی گھوڑے اور خچر اور اونٹ
وغیرہ تقسیم کرتے تھے وَلَمْ یَکْتَفُوْا عَلٰی اِجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَطْ بَلْ کَثَّرُوْا سَوَادَ الْعَسَاکِرِ
مِنْ اِجْتِمَاعِ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَعَبَدَۃِ الْاَصْنَامِ الَّذِیْنَ قُتِلَ اٰبَاءُھُمْ وَاَقَارِبُھُمْ
فِیْ مُجَاھَدَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ص وَعَلِیٍّ ع اور فقط مسلمانون کے جمع کرنے پر یزید نے اکتفا نہین
کی بھی بلکہ یہود اور نصارا اور اون بت پرست کافرون کو بھی جمع کیا تھا جنکے باپ دادا
اور رشتہ دار جہادون مین جناب رسالت مآب ص اور جناب امیر ع کے مارے گئے تھے
وَاَظْھَرُوْا لَھُمْ اَنَّھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُوْنَ الْاِنْتِقَامَ عَنْ قَتَلَۃِ ھِمْ اور ان کافرون سے اس
بات کا اظہار کرتے تھے کہ ہم اس لڑائی مین تمھارے مقتولین کا انتقام اور بدلا لیتے ہین
تم بھی ہمارا ساتھ دو حتّیٰ قَالَ یَزِیْدُ ؎ لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ شَھِدُوْا
چنانچہ بالاتفاق یہ روایت ہے کہ جب سر حضرت کا مع اہل بیت یزید کے سامنے گیا تو
اوس نے دربار عام مین یہ چند اشعار پڑھے کاش آج کے روز میرے وہ بزرگ جو بدر مین
مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے زندہ ہوتے اور دیکھتے کہ مین نے کیسا بدلا لیا وَقَالَ
الَّذِیْنَ شَھِدُوا الطَّفَّ مِنْ اَعْوَانِ یَزِیْدَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ لَمَّا سَاَلَھُمُ الْحُسَیْنُ ع
یَوْمَ عَاشُوْرَا اَنَّکُمْ بِمَاذَا تَقْتُلُوْنَنِیْ اور اکثر پیروان یزید سے جو کربلا مین حضرت سے
لڑنے آئے تھے اور جب حضرت امام حسین ع نے بروز عاشورا پوچھا کہ تم مجکو کس سبب سے
قتل کرتے ہو اَلِسُنَّۃٍ غَیَّرْتُھَا اَمْ لِبِدْعَۃٍ اَحْدَثْتُھَا اَمْ لِحَقٍّ وَاجِبٍ تَرَکْتُہٗ
کیا مین نے کوئی سنت رسول اللہ ص کو بدل دیا ہے یا کوئی بدعت دین اسلام مین نئی حادث
کی ہے یا کوئی حق واجب کسی کا مین نے چھوڑ دیا ہے فَقَالُوْا اِنَّمَا نُقَاتِلُکَ بُغْضًا مِنَّا

لا بیك علی فانه قتل شیوخنا واسلافنا اون لعینون نے یہی جواب دیا کہ ہم آپ کو
محض آپ کے باپ سے چونکہ ہمکو بغض ہے قتل کرتے ہین کہ اونھون نے ہمارے بڑون کو
مارا ہی اور قتل کیا ہی ثمّ لما کان اهتمام یزید واتباعه هکذا وکانت لهم
الخزائن والدفائن واموال المسلمین معدّة وکفّ الحسین ع واعوانه صفرا
پھر جب اہتمام یزید اور پیروان یزید کا اسقدر تھا اور خزینہ اور دفینہ اموال مسلمین
لوٹکر خوب اونکے پاس فراہم تھے اور جناب امام حسین ع اور آپ کے معین و مددگارونکا
ہاتھ تنگ ہو رہا تھا فکیف کان یتیسّر له تجهیز الجیوش والعساکر وبذل الاموال
پھر کسطرح درستی لشکر اور سامان حرب اور [illegible] کا مال تقسیم کرنا آپ سے ہوسکتا میرے
ماں باپ فدا ہون آپ کی [illegible] اور ہتھیار کی پس فهذا الذی ذکرت
لیس احتمال عقلی فقط اور یہ [illegible] صرف احتمال عقلی نہین ہی بل له من
الشواهد ما رواه العامة والخاصة [illegible] بلکہ میرے اس کلام پر بہت سے
شاہد اور نظیرین فریقین کی سیر اور تاریخ [illegible] قول شمر بن ذی الجوشن
وغیره من قتلة الحسین ع لما [illegible] یزید وکان یرید ان ینکر ویتبرّی من الامر
بقتله واظهار [illegible] کیا کسی کو [illegible] قول شمر وغیرہ قاتلان حسین کا جسوقت یزید نے
اون سے پوچھا اور ارادہ یزید کا یہ تھا کہ انکار کرے اور دست بردار ہوجاوے اس بات سے
کہ اوسنے حضرت کے شہید کرنیکا حکم دیا تھا اور اس بات سے یزید راضی تھا لما علم یقینا
من وقوع الغدر والفتنة وشقّ العصا فی دمشق وزوال امرته عاجلا اس سبب سے
کہ یزید پر یقینا ثابت ہوگیا تھا کہ اب غدر ہوا چاہتا ہی اور فتنہ اوٹھیگا اور دمشق کے لوگونمین
جوش پیدا ہو جائیگا اور اوسکی سلطنت کا زوال بہت جلد ہو جائیگا فقال مخاطبا
لواحد منهم من قتل الحسین ع وکانت الاشقیاء ینکرونه وینسب ذلک احدهم الی الآخر
اوسوقت یزید نے ایک کو اونمین سے مخاطب کرکے کہا کہ سچ بتلاؤ کسنے حضرت امام حسین ع کو قتل
کیا ہی اور وہ اشقیا انکار کرتے جاتے تھے اور ایک دوسرے پر اس فعل کی نسبت کرتا تھا
حتّی انّه قال من قال ایها الامیر [illegible] تؤاخذنی بما اقول فقلت انك ما هو الحق

فِی ذٰلِکَ یہان تک کہ اخیر مین ایک کہنے والے نے کہی دیا کہ ای یزید اگر صاف گوئی پر تجہے ناراض نہو تو مین سچی سچی جو بات ہو اوسکو بیان کرون فَقَالَ لَهٗ یَزِیْدُ قُلْ مَا بَدَا لَکَ یزید نے اوس سے کہا کہ اچہا جو تجہکو منظور ہو اوسکو بیان کرے قَالَ اِنَّمَا قَتَلَ الْحُسَیْنَ ع مَنْ جَهَّزَ الْجُیُوْشَ وَقَسَّمَ الْاَمْوَالَ وَبَذَلَ الْعَطَایَا وَتَغَلَّبَ فِی الْبِلَادِ وَکَتَبَ الْمَکَاتِیْبَ وَاَرْسَلَهٗ اِلَی النَّوَاحِیْ وَالْاَطْرَافِ کہا اوس شخص نے کہ قاتل جناب امام حسین کا وہی شخص ہی جس نے لشکرکشی کا سامان درست کیا اور مال سے لوگون کو بہت کچہ دیا انعام اور جایزہ تقسیم کیے ملکون پر جبراً متصرف ہوا خطوط لکہکر دور دور بہیجے فَاِنْ کُنْتُ اَنَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ فَقَدْ قَتَلْتُهٗ وَاِلَّا فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ فِیَّ اب اگر یہ سب کام مین نے کیے ہین تو مین ہی اس جرم کا مرتکب ہوا ہون ورنہ میری نسبت جو تجہکو حکم کرنا ہو کر دے فَسَکَتَ اللَّعِیْنُ کَاَنَّهٗ اُلْقِمَ حَجَرًا هٰذَا هُوَ مُحَصَّلُ الرِّوَایَاتِ یہ سنکر یزید ایسا چپ ہوا جیسے کوئی شخص پتہر نگل جاے اور بول نہ سکے یہ خلاصہ ہی روایات فریقین کا اَمَّا مَا یُتَمَثَّلُ بِهٖ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِی الْجِهَادِ وَفِعْلِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ع فَهُوَ قِیَاسٌ مَعَ الْفَارِقِ الْبَیِّنِ اور یہہ جو خارجی افواہی نظیرین فعل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہم السلام کی بیان کرتے ہین یہ نظیر غلط ہی اور بہت ظاہر فرق ہی جہاد مین امام حسین ع اور اون دونون بزرگون کے وَشَتَّانَ مَا بَیْنَ مُجَاهَدَاتِهِمَا وَبَیْنَ جِهَادِ الْحُسَیْنِ ع مِنَ التَّفْرِقَةِ اور بہت بڑا تفرقہ ہی جہاد مین اون بزرگوارون کے اور جہاد امام حسین ع مین وَهٰذَا مِنَ الْاُمُوْرِ الْبَدِیْهِیَّةِ الَّتِیْ لَا یُنْکِرُهَا اِلَّا مُکَابِرٌ عَنِیْدٌ اور یہ ایسی کہلی ہوئی بات ہی کہ جسکا انکار سواے اوس دشمن کے اور کوئی نہین کرتا جو ایسی باتون کا انکار کرے وَاِنِّیْ اِلٰی غَایَتِیْ هٰذِهٖ مَعَ کَثْرَةِ شَغَفِیْ وَغَوْرِیْ فِیْ تَصَفُّحِ الْقَضَایَا الَّتِیْ جَرَتْ بَیْنَ الْحُسَیْنِ ع وَبَیْنَ اَعْدَائِهٖ وَقَدْ طَالَعْتُ مِنْ کُتُبِ السِّیَرِ وَالْمَقَاتِلِ مَا لَا اُحْصِیْهَا اور مین اسوقت تک باوجودیکہ مجہے زیادہ توجہ اون جہگڑون کی تلاش مین جو درمیان امام حسین اور اون کے دشمنون کے واقع ہوے اور اسی تحقیق مین اتنی کتابین تاریخ اور مصائب کی دیکہی ہین جنکا شمار نہین کر سکتا

جواب اوس شخص کا جو مطابقت افعال رسول خدا و امیر کی جہاد مین امام حسین علیہ السلام سے کرتے ہین

ولكن ما دريت ان الحسين ع ومن معه كيف كانوا يعيشون وماذا كانوا
يأكلون ويشربون وقد سدت عليهم ابواب المداخل [illegible] لیکن یہ بات
نہین معلوم ہوا کہ اس زمانہ خلفشار مین جناب امام حسین اور اونکے ہمراہی کیونکر ایام
زندگی بسر کرتے تھے اور آب و خورش [illegible] حالانکہ تمام
ابواب آمدنی کے حضرت پر بند کردیے گئے تھے من این کان یاتیهم الرزق المقسوم
اور کہان سے رزق ضروری آپکو ملجاتا تھا ولم اجد احدا من المؤرخين
تعرض لذكره وان كان ذلك من اهم الامور اور کسی مورخ کو مین نے ایسا نہین
پایا جو اس بات سے اپنی کتاب مین تعرض کرتا حالانکہ یہ ایک بڑی مصیبت کی بات ہے
جسکا ذکر کرنا نہایت ضروری تھا والسبب فی ذلك ان اكثر ارباب السير وغيرهم
ليس لهم حظ من علوم التمدن ولا لهم غور فی ذلك اور سبب اسکا یہی ہے کہ اکثر
مورخین وغیرہ کو علم معاش سے بہرہ نہ تھا اور نہ ایسی باتین وہ سوچتے تھے اور نہ اوسکی
طرف متوجہ ہوتے تھے ولهذا تراهم يروون امورا متضادة ويروون آراء
متناقضة اسی واسطے دیکھا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی مخالف باتون کی روایت
کرتے ہین اور تجویزین بھی اونکی باہم مخالف ہوتی ہین اذا لاحظ اقوالهم بعض من
الفرق الضالة كاليهود والنصارى وغيرهم تكون [illegible] اضحوكة محضة
عنده ويرجع النقيصة الينا معاشر المؤمنين اگر کوئی غیر مذہب والا جیسے یہود اور
نصاری وغیرہ ان مورخین کے متناقض اقوال کو دیکھے قابل ہنسی اور ٹھٹھا کرنے کے
انکی باتین اوسکو معلوم ہونگی اور الزام اس خرابی کا ہملوگون کی طرف عائد ہوتا ہے
ولولا خوف الاطالة لذكرت ههنا من اقوالهم ما يتحير من استماعه ارباب الالباب
اور اگر خوف طول کلام کا نہوتا تو اس مقام پر بطور نمونہ کے مین اونکے چند اقوال کو لکھتا
جسکے سننے سے عقل [illegible] اقوالهم المتنافية
[illegible] كتاب مین التزام کیا ہے کہ
اون کے مختلف قولون کو [illegible] کتاب بقدر

اپنی استطاعت کے اون کی تاویل کردون فانرجع الی ما نحن بصدده ونقول
اب ہم اوسی مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین جسکے اثبات کے درپے ہین اور کہتے ہین
انما فعل الحسین ع ذلک واظهره لان شخص اهل البیت الذین اتبعوه من الاعراب
انهم ماذا یصنعون بعد الاطلاع علی ذلک الخبر [illegible] سے حضرت امام حسین ع نے
یہ خبر اون لوگون کو سنائی تھی تاکہ امتحان ہوجائے [illegible] اون لوگون کے ارادہ کا اور
نیت کا حال معلوم ہوجائے کہ یہ سنکے [illegible] حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا
وہ لوگ کیا کرتے ہین اور اسیطرح حضرت [illegible] ہین کہ کان کما ظنه الحسین ع
انهم تفرقوا یمینا و شمالا الا [illegible] وہی ہوا جو حضرت کا خیال تھا کہ وہ لوگ داہنے بائین
متفرق ہوگئے اور کوئی باقی نہ رہا ولم یبق معه الا خواص اصحابه واهل بیته الذین هم
دعائم الاسلام وبهم ایده الله ودینه الذی ارتضاه [illegible] بس وہی چند لوگ رہگئے جو
منتخب اور برگزیدہ اور آپ کے اصحاب اور اہل بیت تھے کہ وہ ستون ہین اسلام
کے تھے اور اونہین سے خدا نے اپنے اوس دین کی تائید کی جو اون کے واسطے پسند کیا تھا
وقد بقی ههنا ان السید رح ذکر فی اللهوف کما مر ان الحسین ع عرف
ذلک الخبر للاعراب فی منزل زبالة بعد مجیء خبر مسلم رح والمفید رح
روی ذلک بعد مجیء خبر عبد الله بن یقطر یہ بات یہان باقی رہی کہ لہوف
مین آپ کے رخصت کرنے کی کیفیت بعد پہونچنے خبر شہادت جناب مسلم رحمه الله کے
روایت کی ہے اور جناب شیخ مفید رحمه الله نے یہ خبر دینا اور اونکا رخصت کرنا بعد پہونچنے
خبر شہادت عبد الله بن یقطر کے لکھا ہے ولا تناقض فی القولین اصلا فانه یمکن
ان یکون الحسین ع عرفهم مرتین مرة اجمالا کما فی منزل زبالة ومرة
بالتفصیل فقرا علیهم الکتاب وهذا بین لا اشکال فیه اور ان دونون
روایتون مین کچھ تناقض نہین ہے ہوسکتا ہے کہ حضرت نے دو مرتبہ اونکو رخصت
کرنے کی گفتگو کی ہو ایک مرتبہ بالاجمال منزل زبالہ مین اور ایک مرتبہ بالتفصیل کہ تحریر
اپنی اونکو سنائی اور رخصت کیا اور یہ بات ظاہر ہے [illegible] اشکال نہین ہے

باب ہفتم ملاقات عمر بن لوذان کی جناب امام حسین علیہ السلام سے اور گفتگو باہمی جو اوس وقت ہوئی

قَالَ فِی البِحارِ ثُمَّ سَارَ الحُسَینُ حَتّٰی مَرَّ بِبَطنِ العَقَبَۃِ فَنَزَلَ عَلَیھَا بحار میں روایت کی ہے کہ پھر حضرت بعد متفرق کرنے جماعت اعراب کے روانہ ہو کر منزل بطن عقبہ پر پہونچے وہاں پر مقام کیا فَلَقِیَہٗ شَیخٌ مِن بَنِی عِکرِمَۃَ یُقَالُ لَہٗ عُمَرُ بنُ لُوذَانَ پس ایک معزز آدمی قبیلہ بنی عکرمہ کا وہاں آپ سے ملا جسکا نام عمر ابن لوذان ہے فَقَالَ لَہٗ اَینَ تُرِیدُ فَقَالَ لَہُ الحُسَینُ اَلکُوفَۃَ شیخ نے عرض کی کہ کہاں جانیکا آپ کا قصد ہے آپ نے فرمایا میں کوفہ کو جاتا ہوں فَقَالَ لَہُ الشَّیخُ اَنشُدُکَ اللّٰہَ لَمَّا انصَرَفتَ شیخ نے عرض کی کہ میں آپ کو قسم یاد دلاتا ہوں خدا کی کہ آپ اسی جگہ سے پلٹ جائیں فَوَاللّٰہِ مَا تَقدِمُ اِلَّا عَلَی الاَسِنَّۃِ وَحَدِّ السُّیُوفِ بخدائے لایزال کہ آپ کوفہ کو نہیں جاتے ہیں بلکہ نیزہ کی نوکوں پر اور تلواروں کی باڑھ پر جانیکا قصد کرتے ہیں وَاِنَّ ھٰؤُلَاءِ الَّذِینَ بَعَثُوا اِلَیکَ لَو کَانُوا کَفَوکَ مُؤنَۃَ القِتَالِ وَوَطَّؤُوا لَکَ الاَشیَاءَ فَقَدِمتَ عَلَیھِم کَانَ ذٰلِکَ رَأیًا اور یہ لوگ کوفے کے جنہوں نے آپ کے پاس خطوط اور زبانی پیام بھیجا ہے اگر سامان ضروری لڑائی کا آپ کے واسطے مہیا کر دیتے اور جن چیزوں کی بوقت لڑائی کے حاجت ہوتی ہے وہ سب آپ کے واسطے مہیا اور آمادہ کر دیتے اور پھر آپ اونکی طرف جاتے اس وقت البتہ یہ تجویز کر سکتی تھی کہ جانا آپکا درست اور بیجا ہے فَاَمَّا عَلٰی ھٰذِہِ الحَالِ الَّتِی تَذکُرُ فَاِنِّی لَا اَرٰی لَکَ اَن تَفعَلَ لیکن اس حالت میں جسکو آپ مجھ سے بیان کر رہے ہیں میں کسی طرح تجویز نہیں کرتا ہوں کہ آپ کوفہ کو تشریف لیجائیں فَقَالَ لَہُ الحُسَینُ یَا عَبدَ اللّٰہِ لَیسَ یَخفٰی عَلَیَّ الرَّأیُ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُغلَبُ عَلٰی اَمرِہٖ حضرت نے فرمایا اے بندۂ خدا رائے اور تجویز کوئی مجھ سے مخفی نہیں ہے اور میں ان باتوں کو خوب سمجھتا ہوں مگر خدا تعالیٰ کے حکم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا ثُمَّ قَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ وَاللّٰہِ لَا یَدَعُونِی حَتّٰی یَستَخرِجُوا ھٰذِہِ العَلَقَۃَ مِن جَوفِی پھر حضرت نے بتصریح اوس سے ارشاد فرمایا کہ قسم بخدا میں کہیں نہ چلا جاؤں یہ لوگ میرا پیچھا نہ چھوڑینگے

جب تک کہ یہ میرا دل جو مصائب اوٹھاتے اوٹھاتے خون ہو گیا ہے میرے جسم سے
باہر نکال کر پھینک نہ دینگے یعنی یہ ضرور مجکو شہید کرینگے فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
مَنْ يُذِلُّهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا اَذَلَّ فِرَقِ الْاُمَمِ جب مجھے شہید کرینگے خدائے عادل انپر ایسے
شخص کو مسلط کریگا جو ان کو ایسا رسوا اور خوار کر دیگا کہ ان سے زیادہ تر رسوا اور
ذلیل کسی امت میں کوئی فرقہ پیدا نہیں ہوا ہی ترجمہ حدیث تمام ہوا اور اسی حدیث کی
شرح پر اس باب کو میں ختم کرونگا اور اسکے بعد باب ملاقات حر کا حضرت امام حسین سے
اَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الشَّيْخَ ذُوْ رَاْيٍ سَدِيْدٍ وَلَعَلَّهٗ مِنَ الْمُمَارِسِيْنَ فِيْ اُمُوْرِ التَّمَدُّنِ
وَالسِّيَاسَةِ كَابْنِ عَبَّاسٍ میں کہتا ہوں کہ عبد اللہ بن پوذان نہایت پختہ کار آدمی
تھا اور کیا عجب ہے کہ انتظام امور تمدن اور سیاست اور سلطنت میں اسکو بڑی مشاقی
حاصل ہو جسطرح ابن عباس کو بھی ایسی ہی مشاقی تھی اسلیے کہ اونھوں نے بھی
حضرت امام حسین سے ایسا ہی کہا تھا فَاِنَّهٗ اَحْسَنَ النُّصْحَ بِقَدْرِ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ مِنْ
ظَوَاهِرِ الْاُمُوْرِ اسلیے کہ عبد اللہ بن پوذان نے خیرخواہی اور نصیحت و دوستانہ کی
اور جسقدر باتیں عرض کرنی تھیں وہ بظاہر ظاہری امور کے اعتبار سے واجب تھا وَبَيَّنَ فِيْ نَفْسِهٖ
مَا كَانَ يَنْبَغِيْ بَيَانُهٗ مِنَ الْكَلَامِ اور اپنے مقصد کلام میں اچھی باتیں بیان کردیں جو بڑے
ہوا کی کلام سے ظاہر ہوتی ہیں فَذَكَرَ اَنَّ الَّذِيْنَ كَتَبُوْا اِلَيْكَ بِالْخُرُوْجِ لَوْ كَانُوْا
مِنَ الْاَصْدِقَاءِ لَكَفَوْكَ مُؤْنَةَ الْقِتَالِ اس نے کیا اچھی بات کہی کہ یہ لوگ جنہوں نے
آپ سے درخواست کی ہے آنے کی اور دعوی خلافت کرنے کی کی ہے اگر سچے دوست
آپ کے ہوتے تو جہاد کیواسطے جو جو سامان درکار ہے وہ بھی مہیا کر دیتے وَوَطَّئُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ
الَّتِيْ يَجِبُ اِعْدَادُهَا لِتَجْهِيْزِ الْجُيُوْشِ وَالْعَسَاكِرِ وَكُلِّ مَا يَجِبُ اِعْدَادُهٗ لِلْجِهَادِ اور درست
کر دیتے اون سب چیزوں کو جنکی فراہمی درستی لشکر میں بغرض جہاد کرنے کے ضروری ہے
وَاِذْ لَمْ يَفْعَلُوْا ذٰلِكَ فَهُمْ قَدْ غَرُّوْكَ اور جب ایسا نہیں کیا ہے اور فقط زبانی باتوں پر ٹالا ہے
تو انھوں نے آپ کو فریب دیا ہے فَلَا يَنْبَغِيْ لَكَ اَنْ تَغْتَرَّ بِاَقْوَالِهِمُ الَّتِيْ يُخَالِفُهَا قُلُوْبُهُمْ
پھر آپ کو بھی مناسب نہیں ہے کہ آپ انکی زبانی باتوں پر فریب میں آجائیں کہ وہ باتیں

انکے دلی ارادون کے خلاف ہین وَاَمَّا قَوْلُ عُمَرَ بْنِ لُوذَانَ فَاِنَّمَا عَلٰى هٰذِهِ الْحَالِ الَّتِي
تَذْكُرُنِي الْخَ فَيُشْعِرُ بِاَنَّهُ قَدْ سَاَلَ الْحُسَيْنَ ع عَنْ كُلِّ مَا يَحْتَاجُ اِلَى السُّؤَالِ عَنْهُ مِنْ كِفَايَةِ
الْمُؤْنَةِ وَغَيْرِهَا اور یہ جو عمر بن لوذان نے حضرت سے کہا کہ یہ کیفیت جو آپ بیان کر رہے
ہین اس کہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس شیخ نے جملہ حالات اور واقعات کو حضرت سے
پوچھ لیا تھا اور یہ بھی دریافت کر لیا تھا کہ سوا سے نامہ اور پیام کے اور شیعیان آل کوفیون کے
آپ کے ساتھ فراہمی ضروریات جہاد مین کیسی ہی وَذَكَرَ لَهُ الْحُسَيْنُ ع كُلَّ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ
تَرَكَهُ الرَّاوِي وَلَمْ يَذْكُرْهُ اور جناب امام حسین ع نے ان سب باتون کو مفصل اوس سے
بیان کر دیا تھا مگر راوی روایت نے اون کو ترک کر دیا اور ذکر نہین کیا اسی قسم کی خبرون
تاریخی حالات کے بیان کرنے مین ہوتی ہی وَاِلَّا لَكَ قَالَ الشَّيْخُ فَاِنِّي لَا اَدْرِي لَكَ اَنْ تُقْبِلَ
ورنہ اونہین حالات کے سننے کے بعد عمر بن لوذان نے کہا کہ ایسی حالت جب انہون کہ ہی
تو پھر میری راے تجویز نہین کرتی کہ آپ کوفہ کو تشریف لیجائین وَاَجَابَ الْحُسَيْنُ ع يَا شَيْخُ
لَا يَخْفٰى عَلَيَّ الرَّاْيُ اور حضرت نے یہ جواب دیا کہ مصلحت عقلی مجھپر بھی پوشیدہ نہین ہی
فَاِنَّ مِنَ الْاُمُورِ النَّاظِرَةِ وَلٰكِنْ بِحُكْمِ اللّٰهِ تُدْرِكُ دَقَائِقَ الْاُمُورِ اسلیے کہ جو کچھ تیری
تجویز مین آتا ہی وہ تو کھلی ہوئی بات ہی اور ہم تو بعنایت الٰہی باریک باتون کے بھی
دقائق سمجھتے ہین وَلٰكِنَّ الْاُمُورَ مَعْذُورَةٌ مگر جس بندہ خدا کو کوئی حکم قطعی خدا کردے
وہی حکم اوسکو ظاہری تجویزون کے خلاف کرنے کے واسطے عذر ہو جاتا ہے
فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَنَا بِاَمْرٍ لَا بُدَّ لَنَا مِنَ الْاِتْيَانِ بِهِ فَاِنَّهُ تَعَالٰى لَا يُغْلَبُ عَلٰى اَمْرِهِ ۱۲ اسلیے
کہ خدا نے ہمپر ایک حکم جاری فرمایا ہی جسکی بجاآوری مین ہمکو کچھ چارا نہین ہی اسلیے
کہ خدا تعالی کے حکم پر کوئی شخص غالب نہین ہو سکتا وَاِنِّي كَمَا زَعَمْتَ لَسْتُ بِمَغْرُورٍ
بِمَا فَعَلُوهُ مِنَ الْكِتَابَةِ اِلَيَّ وَبَيْعَتِهِ مُسْلِمٍ ثُمَّ خَلْعِ الْبَيْعَةِ وَقَتْلِهِمْ اِيَّاهُ اور مین
فریب مین نہین آیا ہون کوفیون کا خطوط لکھنا اور بیعت کرنے پر مسلم رح کی پھر
بیعت کو توڑ دینا اور اونکو قتل کرنا یہ سب کچھ مجکو معلوم ہی وَعَسَاهُمْ اَنَّهُمْ سَوْفَ
يَقْتُلُونَنِي اور قریب ہی کہ یہ مجھے بھی قتل کرینگے یہ بھی مجکو خوب معلوم ہی ثُمَّ صَرَّحَ

عَلَيْهِ السَّلَامُ بِيَدِهِ الْأَمْرُ الْقَدِيرُ الْمَغْلُوبُ بعد اوسکے اب حضرت نے بتصریح بیان کیا کہ وہ
حکم خدا کا جسکے سبب سے مین دیدہ و دانستہ خلاف عقل ظاہری کے کر رہا ہون اوسکا سبب
کیا ہو کہ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا اخْتَارَ قَتْلِي وَهَتْكِي مَعَ كَوْنِي أَعَزَّ وَأَشْرَفَ عِنْدَ اللّٰهِ فِي
زَمَانِي هٰذَا مِنْ كُلِّ مَخْلُوقٍ عِنْدَهُ اوسکا سبب کیا ہو کہ خدا تعالی نے میرا قتل ہوجانا اور
میرے اہل بیت کی اسیری پسند فرمائی حالانکہ مین اپنے زمانے مین تمامی مخلوقات مین
عزت و شرف مین خدا کے نزدیک زیادہ ہون وَهُوَ إِذَا كَانَ الْمُتَابِعِينَ يَحْكُمُوا بِالْجَوْرِ
[illegible] الْكُفْرِ [illegible] الْإِمَامِ وَإِقَامَةٌ لِلدِّينِ بَيْعَةً سَيِّدِ الْأَنَامِ وہ سبب یہ ہو
[illegible] ظلم اور جور سے مسلمانون پر حکمرانی کی ہو اور ظاہر ہو جاوے
[illegible] نہین ہین اور دین جناب رسالت مآب صلعم کا بلند نامی پر ہو إِذْ قَدِ اشْتَبَهَ
الْأَمْرُ [illegible] بِالْبَاطِلِ حَتّٰى ظَنَّ النَّاسُ أَنَّ بَنِي أُمَيَّةَ هُمُ الْأَحِقَّاءُ بِالْخِلَافَةِ وَهُمْ
أُمَرَاءُ الدِّينِ وَكَذَا الْمُتَوَسِّطِينَ یہان تک کہ تمام آدمیون کو ایسا کچھ خیال ہوگیا ہو
کہ یہی امیر [illegible] سزاوار خلافت ہین اور امیر المومنین دین اسلام مین یہی لوگ ہین اور
[illegible] ہو فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ يَعْنِي فَإِذَا اقْتُلُونِي وَفَعَلُوا
مَا يَتَرَتَّبُ عَلٰى فِعْلِهِ مِنَ الْقَتْلِ وَالْهَتْكِ وَالنَّهْبِ وَالْأَسْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ پھر جب یہ لوگ وہ
افعال [illegible] ہوا انکا ارادہ ہے یعنی سبکو شہید کرین گے اور ہتک حرمت اور لوٹنا اور
قید کرنا [illegible] لوگون کا اور بہت سے افعال بد کرین گے وَفَعَلُوا مِنَ الْأُمُورِ الَّتِي
لَا يُجَوِّزُهَا أَحَدٌ بِمَا فِي كُلِّ مَشْرَبٍ وَفِي كُلِّ شَرِيعَةٍ جب انسے ایسی ایسی باتین
سرزد ہونگی جنکا کرنا کسی مشرب اور کسی شریعت مین جائز نہین ہو فَكَيْفَ وَفِي الشَّرِيعَةِ
السَّهْلَةِ السَّمْحَةِ وَالْمِلَّةِ الْبَيْضَاءِ الْمُحَمَّدِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا السَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ
چہ جائکہ شریعت اسلام جسکے مسائل نرمی اور آسانی پر مبنی ہین اور دین روشن جسکو
جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری فرمایا ہو اونپر سلام خدا کا اور تحیات
نازل ہوا وس مین یہ باتین کیونکر جائز ہوسکتی ہین فَيَعْلَمُ كُلُّ جَاهِلٍ غَبِيٍّ وَمُعَانِدٍ
غَوِيٍّ وَمُؤْمِنٍ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ أَنَّهُمْ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ اوسوقت جب یہ سب کچھ

کر چکین گے ہر ایک جاہل بے عقل و ر دشمن تیرہ درون اور مومن سب کو معلوم ہو جائیگا
کہ یہ بنی امیہ بد ترین مخلوقات الٰہی سے ہین لَیْسَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِنَ الدِّیْنِ وَلَا لَهُمْ
حَمِیَّةٌ وَلَا لَهُمْ وَقَارٌ اور دین اسلام سے اونکو کسیقدر بہرہ نہین ہی اور نہ انکو کچہ وقار
اور شرم اور غیرت ہی فَیُسَلِّطُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مَنْ یُذِلُّهُمْ وَهُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبُوْعُبَیْدَةَ وَغَیْرُهُ
مِنَ الْقَتَلَةِ وَالسَّفَکَةِ لِدِمَائِهِمْ اب خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کریگا جو انکو
خوب ذلیل کرے جیسے مختار یا اور لوگ جو انکو قتل کرین اور انکی خون ریزی کرین
وَالْمُهْلِکَةِ لِعِرَاضِهِمْ فَیَنْفَوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَیَکُوْنُوْا اَذَلَّ فِرَقِ الْاُمَمِ
اور وہ لوگ خدا پیدا کریگا جو انکی آبرو عزت کو خاک مین ملا دینگے اور روے زمین سے
نام انکا مٹا دینگے اور ذلیل ترین فرقہ بنی آدم مین یہی لوگ ہو جائین گے وَکَانَ
کَمَا اَخْبَرَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ اَقَلِّ مِنْ ثَلٰثٍ اَوْ اَرْبَعِ سِنِیْنَ پس جیسا امام عالی
مقام نے ارشاد فرمایا تھا تین چار برس سے کم کے اندر سب کچہ واقع ہو گیا وَهٰذَا وَاِنْ کَانَ
جَوَابًا لِسُؤَالِ سَائِلٍ وَاحِدٍ وَهُوَ عُمَرُ بْنُ بُوْذَانَ لٰکِنَّهٗ جَوَابٌ لِجُمْلَةِ الْمَانِعِیْنَ لَهٗ
مِنَ الْمَسِیْرِ اِلَی الْکُوْفَةِ اور یہ ارشاد حضرت کا اگرچہ بظاہر جواب ایک ہی شخص کے قول کا ہی
یعنی عمر بن بوذان کا مگر در اصل جتنے لوگ آپ کو بطرف کوفہ کے جانے کو منع کرتے تھے
سب کا جواب یہی ہو گیا اَمَّا قَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یَدَعُوْنِیْ حَتّٰی یَسْتَخْرِجُوا الْعَلَقَةَ عَنْ
جَوْفِیْ یہ جو حضرت نے فرمایا کہ بنی امیہ مجکو نہ چھوڑینگے جب تک کہ میرا دل جو خون ہو گیا ہی
اوسکو میرے جسم سے نکال لین یُرِیْدُ بِالْعَلَقَةِ قَلْبَهُ الَّذِیْ قَدْ ذَابَ فَاسْتَحَالَ
مِنْ شِدَّةِ الْکَآبَةِ وَالْحُزْنِ وَتَوَاتُرِ الْهُمُوْمِ وَالْغُمُوْمِ کَاَنَّهُ الدَّمُ الْمُنْجَمِدُ
بِاَدْنَی الْغِلَظِ آپ کا مطلب یہ ہی کہ میرا دل جو پگھل کر بسبب زیادتی حرارت رنج اور مصیبت
کے اور پے در پے افکار اور آلام شبانہ روزی کے مثل ایسے خون کے ہو گیا ہی جسمین
تھوڑی سی غلاظت آجاے اسی کو علقہ کہتے ہین وَفِیْهِ اِشَارَةٌ بَلِیْغَةٌ وَهِیَ اَنَّهٗ
عَلَیْهِ السَّلَامُ مُشْرِفٌ عَلَی الْهَلَاکِ اور اس مین نہایت نازک اشارہ ہی
اس بات کا کہ وہ جناب اب قریب بہلاکت ہو رہے ہین اتنے صدمات آپ کو پہونچ چکے

ويستفاد اشرافه على الهلاك من تعبيره القلب بالعلقة اور قریب
بہلاکت ہونا آپ کا اس سبب سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے اپنے دل کو لفظ علقہ سے
تعبیر کیا ہی فان خلقة اللحم كما بينه سبحانه في كتابه المجيد انما تكون بعد
استحالات ثلث اسلیے کہ گوشت کی پیدایش جسطرح خدا نے قرآن مین بیان فرمائی ہی
بعد تین قسم کے تغیرات کے ہوتی ہی فاولى استحالات النطفة الاستحالة بالعلقة
پہلا تغیر صورت جو نطفہ مین ہوتا ہی وہ یہی ہی کہ نطفہ نیم بستہ خون ہو جاتا ہی جسکو علقہ
کہتے ہین ثم يكون بعدها المضغة دوسرا تغیر یہ ہی کہ علقہ سے مضغہ بنتا ہی جسکو نرم لوتھڑ
گوشت کا کہنا چاہیے ثم يكون منها اللحم پھر مضغہ سے صورت بدلکر گوشت بن جاتا ہی
وهذا في اول النشأ اور یہ بات ابتدائی خلقت کی ہی فاذا ذاب اللحم وانعكس الامر
پھر جب گوشت پگھل جائے اور خلقت کے برخلاف گوشت کی صورت بدلنے لگی فاول ما
يحول اليه الدم هي المضغة وبعدها يؤول الى العلقة پس پہلے حرارت غریبہ قلب کی
صورت بگاڑکر قلب کو مضغہ کی حد تک پہونچاتی ہی اوسکے بعد مضغہ سے علقہ ہو جاتا ہی ثم
اذا اشتدت الحرارة فتصيرها دما كما كان پھر جب حرارت اور زیادہ بڑھے مضغہ کا
خون ہو جاتا ہی واذا استحال القلب دما فقد مات الانسان اور جب دل آدمی کا خون ہوگیا
اوسی وقت مرجاتا ہی وثبت من هذا ان الحسين ع قد استحال قلبه استحالتين وقرب
كونه دما فهو مشرف على الموت اس قول سے حضرت کے معلوم ہوا کہ رنج اور صدمات
اوٹھاتے اوٹھاتے دو تغیر تو آپ کے دل مین گویا ہو چکے اور قریب ہی کہ دل آپ کا خون
ہو جائے پس آپ کا زمانہ موت قریب آپہونچا ہی ولا يعيش الا اياما قلائل اور اب
سوائے چند روز کے آپ زندہ نرہینگے وهذه الكناية وان كانت ابلغ من الصراحة
قد كنى بها الحسين مرة لاخيه محمد بن الحنفية ومرة لابن عباس ومرة لاصحابه
مخاطبا لابن الزبير ومرة رابعة لعمر بن لوذان اور یہ کنایہ اپنے مصائب کا چار مرتبہ
حضرت نے ارشاد فرمایا ایک مرتبہ اپنے بہائی محمد بن حنفیہ سے اور دوسری مرتبہ ابن عباس
سے اور تیسری مرتبہ اپنے اصحاب سے سامنے ابن زبیر کے اور چوتھی مرتبہ عمر بن لوذان سے

فَكَانَ يَقُولُ ذٰلِكَ مِرَارًا فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ہ گو اگرچہ بار بار حضرت نے ارشاد کیا مگر میری سمجھ مین نہین آتا کہ وہ لوگ کیسے تھے کہ بات نہین سمجھتے تھے وَكَفٰى بِهٖ مُصِيْبَةً وَخُسْرَانًا اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُنَادِيْ جِهَارًا اَنَّهٗ قَدْ اٰلَ اَمْرُهٗ مِنْ شَرِّ الْاَعْدَاءِ حَتّٰى ذَابَ قَلْبُهٗ حَنَقًا ان لوگون کی زبان کاری اور خرابی نیت پر یہی بات کافی ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام پکار پکار کہتے تھے کہ میری حالت دشمنون کے ستانے سے یہان تک پہونچی ہی کہ میرا دل بغض سے کباب ہوگیا اور رنجیدہ ہوگیا حَتّٰى يُسَمِّيْهِ اِنَّهٗ مُصِرٌّ عَلٰى عَزْمِهٖ وَلَا يَقْبَلُ نُصْحَهُمْ وَلَا يَعْمَلُ بِمَا يُشِيْرُوْنَ اِلَيْهِ یہ سب سنکر اور پہر جناب امام حسین علیہ السلام پر الزام لگاتے تھے کہ وہ حضرت اپنے ارادہ پر اصرار کررہے ہین اور ہماری نصیحت کو نہین مانتے اور ہماری راے پر عمل نہین کرتے وَهَلْ هٰذَا اِلَّا جَهْلٌ اَوْ تَجَاهُلٌ فَهُمْ يُؤْذُوْنَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَقْوَالِهِمْ مَعَ عِلْمِهِمْ بِذٰلِكَ هَيْهَاتَ ثُمَّ هَيْهَاتَ اور یہ طعنہ زنی یا تو محض جہالت کی وجہ سے تھی یا جان بوجھ کر جاہل بنتے تھے پھر تو وہ اپنی باتون سے جناب امام حسین علیہ السلام کو ایذا دیتے تھے اور دیدہ و دانستہ دشمنی کرتے تھے افسوس ہزار افسوس اونکی دشمنی پر جو دوستی کے پردہ مین تھی وَاَقُوْلُ لَهُمْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ مین اون کی شان مین یہی کہون گا جو خدا نے قرآن پاک مین ارشاد فرمایا ہی کہ آج جو چاہو سو کرلو بہت قریب ہی کہ خدا تعالی تمہارے دشمنی اعمال کو دیکھیگا یعنی سزا ان اعمال تمکو ملیگی وَلْنَخْتِمِ الْكَلَامَ هٰهُنَا ثُمَّ نَتَكَلَّمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ لِقَاءِ الْحُرِّ بْنِ يَزِيْدَ الرِّيَاحِيِّ اب چاہیے کہ اس باب کو اسی جگہہ پر ہم ختم کرین اور اسکے بعد ملاقات حر بن یزید ریاحی کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے جو راہ مین ہوئی ہی بیان کرین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَنُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الْمَعْصُوْمِيْنَ

باب پنجم ملاقات حرّ بن یزید ریاحی کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور پانی پلانا لشکر حرّ کو اور بعض معجزات حضرت امام حسین علیہ السلام کے جو اس دن ظاہر ہوئے

كَانَ الْحُرُّ رَجُلًا شُجَاعًا بَطَلًا ضِرْغَامًا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنَ الْخِدَاعِ وَالْمَكْرِ شَيْءٌ
حر بن یزید ایک مرد شجاع اور دلیر اور دلاور تھا مکر اور فریب اوسے کچھ نہین آتا تھا
وَلَمْ يَكُنْ صَحِبَ الْعُلَمَاءَ وَالْحُكَمَاءَ أَعْنِي أَصْحَابَ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
اور کبھی حر کو صحبت اصحاب ائمہ علیہم السلام کی جو عالم اور عاقل لوگ تھے نصیب نہین
ہوئی تھی وَكَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ عُمْرِهِ قَدِ انْقَضَى فِي الْحَرْبِ وَالضَّرْبِ فَلِذَا كَانَ
عَالِمًا بِالشُّجَاعَةِ وَقَدْ كَمُلَتْ لَهُ فُنُونُ الْحَرْبِ اور زیادہ زمانہ اوسکی عمر کا لڑتے بھڑتے
گذرا تھا اسی وجہ سے شجاعت مین نامی ہوگیا تھا اور فنون جنگ مین کامل تھا
فَلَمَّا دَخَلَ ابْنُ زِيَادٍ بِالْكُوفَةِ وَأُخْبِرَ بِوُرُودِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَطْرَافِهَا
وَأَنَّهُ قَدْ قَرُبَ مِنْهَا جب ابن زیاد بصرہ سے روانہ ہوکر کوفہ مین پہونچا اور اوسکو
خبر معلوم ہوئی کہ جناب امام حسین علیہ السلام بھی اسی اطراف مین آچکے اور قریب کوفہ
کے پہونچ گئے ہین أَرْسَلَ ابْنُ زِيَادٍ حُرَّ بْنَ يَزِيدَ الرِّيَاحِيَّ وَأَمَّرَهُ عَلَى أَلْفِ فَارِسٍ
وَجَهَّزَ لَهُ جَيْشَهُ ابن زیاد نے حر بن یزید ریاحی کو روانہ کیا اور ہزار سوارون کا اوسکو
افسر کرکے لشکر درست کیا وَقَالَ لَهُ جَعْجِعْ بِالْحُسَيْنِ حَتَّى تُقْدِمَهُ إِلَى الْكُوفَةِ اور حر سے
کہا کہ اسقدر جناب امام حسین کو تنگ کرنا کہ کسی اور طرف جانے نپاوین اور گھیر کر کوفہ
مین لانا قَالَ ابْنُ نَمَا رَه وَرُوِّيتُ بِإِسْنَادِي أَنَّ الْحُرَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ ع يَوْمَ عَاشُورَا
لَمَّا وَجَّهَنِي ابْنُ زِيَادٍ إِلَيْكَ خَرَجْتُ مِنَ الْقَصْرِ فَنُودِيتُ مِنْ خَلْفِي أَبْشِرْ يَا حُرُّ بِخَيْرٍ
ابن نما رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے اپنے سلسلہ روایت مین یہ روایت پائی ہے کہ حر نے
بروز عاشورا جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی کہ جسوقت مجھے ابن زیاد نے

آپ کے گھیر لانے کے واسطے روانہ کیا ہو اور مین قصر امارت کو نہ سے نکلا پس پشت سے میرے یہ آواز آئی کہ ای حر خوشخبری ہو تجکو نیکی سے فَالْتَفَتُّ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا مین نے پیچھے پھر کر دیکھا تو کوئی شخص مجکو نظر نہ آیا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا هٰذِهٖ بِشَارَةٌ وَاَنَا اَسِيْرُ اِلٰی حَرْبِ الْحُسَيْنِؑ مین نے بجاے خود کہا قسم بخدا یہ بشارت نہین اسلیے کہ مین تو امام حسین علیہ السلام سے لڑنے جاتا ہون شاید مطلب حر کا یہ تھا کہ یہ وسوسہ شیطانی ہو وَمَا اُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِاتِّبَاعِكَ اور اوسوقت ای مولا میرے میرے دل مین اسکا خیال نتھا کہ مین آپ کی پیروی کرونگا فَقَالَ الْحُسَيْنُؑ لَقَدْ اَصَبْتَ اَجْرًا وَخَيْرًا حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نیکی کی تجھے بشارت ہوئی تھی آج اوس کو پہونچ گیا وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ لِاَبِيْ مِخْنَفٍ اِنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا بَشَّرَكَ بِهٖ الْخِضْرُؑ اور بعض نسخون مین ابو مخنف کے یہ لفظ وارد ہو کہ حضرت امام حسین ؑ نے حر سے یہ فرمایا کہ وہ بشارت تجکو حضرت خضرؑ نے دی تھی وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ نُوْدِيَ يَا حُرُّ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ اور بعض روایتون مین یہ ہو کہ حر کو ندا آئی ای حر بشارت ہو تجکو بہشت کی قَالَ الْحُرُّ ثَكِلَتْنِيْ اُمِّيْ كَيْفَ اُبَشَّرُ بِالْجَنَّةِ وَاَنَا اَقْدِمُ عَلٰی حَرْبِ الْحُسَيْنِؑ حر نے کہا میری ماں میرے ماتم مین بیٹھے کیونکر مجھے بشارت بہشت کی دیجاتی ہو اور مین جناب امام حسین ؑ سے لڑنے جاتا ہون قُلْتُ وَهٰذِهٖ هِيَ الْبِشَارَةُ الْاُوْلٰی مِنَ الْبِشَارَاتِ السِّتِّ الَّتِيْ بُشِّرَ بِهَا الْحُرُّ لٰكِنَّهٗ لَمْ يَتَفَطَّنْ بِهَا مین کہتا ہون یہ پہلی بشارت ہو منجملہ اون بشارتون کے جو حر کو شہادت نصیب ہونے مین ہوئی تھین مگر اس پہلی بشارت سے حر کو اپنے انجام بخیر ہونے سے آگاہی نہوئی فَاِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا جُنْدِيًّا مُدْرِكُهٗ عِلْمُهٗ وَمَبْلَغُ دِرَايَتِهٖ اَدْنٰی وَاَنْقَصُ مِنْ ذٰلِكَ اسلیے کہ حر ایک مرد سپاہی تھے اونکا علم اور اونکی عقل اسدرجہ سے کم تھی کہ ایسے اسرار کو سمجھتے وَالْبِشَارَةُ الثَّانِيَةُ مَا اشْتَهَرَتْ وَقَدْ نَظَمَهٗ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ فِي الْمَرَاثِيْ اور دوسری بشارت جو مشہور ہو اور بعض شعرانے اوسکو مرثیون مین بھی نظم کیا ہو وَاِنِّيْ اِلٰی غَايَتِيْ هٰذِهٖ لَمْ اَظْفَرْ بِاَصْلِهَا فِي الْكُتُبِ الْمَوْجُوْدَةِ الْحَاضِرَةِ اور مین نے اسوقت تک اوس روایت کی اصل کسی کتاب مین جنکو مین نے دیکھا ہو نہین پائی وَلٰكِنْ لَمَّا اُمِرْنَا بِالتَّوَسُّعِ فِيْ تِذْكَارِ

فی تصنیف ... بشارت حر

دوسری بشارت حر کی

اَلْمَصَائِبِ وَالْفَضَائِلِ بِشَرْطِ اَنْ لَا یَکُوْنَ ذٰلِکَ مُخَالِفًا لِضَرُوْرِیَاتِ الْمَذْهَبِ فَلِهٰذَا لَا نُبَالِیْ بِذِکْرِهَا لکن چونکہ ہمکو اجازت ہے کہ مصائب اور فضائل کی روایتون مین زیادہ تحقیق کے درپے نہون بشرطیکہ وہ روایت خلاف ضروریات مذہب کے نہو اسی وجہ سے اس بشارت کے ذکر کرنے مین جو مذہبی عقیدہ سے کچھہ مخالف نہین ہی ہم بھی کچھہ خوف نہین کرتے ہین اور لکھتے ہین وہی اَنَّ الْحُرَّ ذَاتَ یَوْمٍ مِنْ تِلْکَ الْاَیَّامِ رَاٰی فِیْ مَنَامِهٖ اَنَّهٗ یَدُوْرُ فِیْ سِکَکِ الْکُوْفَةِ یَطْلُبُ نَعَّالًا یُصْلِحُ نِعَالَ فَرَسِهٖ وہ روایت یہ ہی کہ حر نے ایک شب انہین ایام مین کہ جب کوفیون کی چڑھائی حضرت امام حسین علیہ السلام پر تھی خواب مین دیکھا کہ وہ کوفہ کی گلیون مین پھر رہا ہی بتلاش ایک نعل بند کے کہ اوسکے گھوڑے کی نعل بندی کرے حَتّٰی مَرَّ اِلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْکُوْفَةِ فَرَاٰی حَوْلَ الْبَابِ مِنَ النِّسَاءِ الْبَاکِیَاتِ النَّادِبَاتِ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِکَ یہان تک کہ پھرتے پھرتے ایک دروازہ کوفہ پر پہونچا اوس دروازہ کے آس پاس دیکھا کہ بہت سی عورتین بین کر رہی ہین اور چلا چلا کر رو رہی ہین حر کو یہ ماجرا دیکھکر تعجب ہوا وَسَاَلَ عَنْ بَعْضِ تِلْکَ النَّائِحَاتِ مَنْ اَنْتُنَّ وَعَلٰی مَنْ تَبْکِیْنَ وَتَنْدُبِیْنَ اور نہین عورتون سے جو رو رہی تھین حر نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کسپر رو تی پیٹتی ہو فَقَالَتْ وَیْحَکَ یَا حُرُّ اَلَمْ تَعْرِفْ سَیِّدَةَ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتَ نَبِیِّکَ ایک نے ان عورتون مین سے کہا کہ واے ہو تجھپر اے حر تو جناب سیدہ اپنے نبی کی دختر کو نہین پہچانتا ہے وَقَدْ اَتَتْ بِعَزَاءِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ وَهٰذَا رَاْسُهٗ مُعَلَّقٌ عَلٰی ذٰلِکَ الْبَابِ وہ معصومہ عزادار ہو کر جناب مسلم بن عقیل کی تشریف لائی ہین اور یہ سر اوس مظلوم کا اس دروازہ پر لٹکا یا ہوا ہی قَالَ الْحُرُّ فَمَا تَعَدَّتْ فَرَائِصِیْ وَدَنَوْتُ مِنْهَا وَسَلَّمْتُ عَلَیْهَا حر کہتے ہین کہ میرے بدن مین لرزہ پڑا اور شانونکا گوشت مارے خوف کے ہلنے لگا پس قریب جناب سیدہ ؑ کے مین گیا اور سلام بجا لایا فَقَالَتْ لِیْ یَا حُرُّ اُوْصِیْکَ بِاَنْ لَا تَقْتُلَ ابْنِیْ وَقُرَّةَ عَیْنِی الْحُسَیْنَ وَلَا تَشْتَرِکَ فِیْ قَتْلِهٖ مجھے ارشاد فرمایا کہ مین تجھے وصیت کرتی ہون اے حر کہ تو میرے فرزند اور نور چشم حسین علیہ السلام کو قتل نکرنا اور نہ اوسکے

قتل مین شریک ہونا فانتبه الحر وسمع هو يا يحثو التراب على راسه یہ خواب دیکھکر
بیدار ہوا اور خوف اوسپر غالب تھا اور خاک اوڑاتا تھا اور اپنے سر پر ڈالتا تھا قلت
هذه بشارة ثانية وبعدها ايضا لم يتنبه حتى سار الحر مع فرسانه نحو
الحسين ع یہ دوسری بشارت ہو حر کی شہادت کی اسکے بعد بھی حر بیدار ہوا یہانتک
کہ اپنے سوارون کو لیکر جناب امام حسین ع کی طرف چلا قال المجلسي رح ثم سار الحسين ع
من بطن العقبة حتى نزل شراف جناب مجلسی سجا رہین فرماتے ہین کہ پہر جناب امام حسین ع
نے منزل بطن عقبہ سے کوچ کرکے منزل شراف پر قدم رنجہ فرمایا بطن عقبہ وہی منزل ہی
جہان عمرو بن لوذان سے ملاقات ہوئی اوسکا بیان ہوچکا ہی اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے
کہ اب حضرت کے ہمراہ وہی خاص خاص اصحاب اور اہل بیت باقی ہین جو مرنیوالے ہین
فلما كان السحر امر فتيانه فاستقوا من الماء فاكثروا جب صبح کا وقت ہوا حضرت
امام حسین ع نے اپنے ہمراہی جوانون کو حکم دیا کہ آج پانی بہت سا ہمراہ لینا چاہیے ان جوانمردون
نے بہت سا پانی بھر لیا اقول قد علمت من الباب السابق على هذا الباب انه لم يبق
معه الا خلص اصحابه واهل بيته مین کہتا ہون کہ اس باب سے پہلے جو باب گذرا ہے
اوسمین بیان ہوچکا ہی کہ زبالہ یا ثعلبیہ کے مقام پر آپ نے بھیڑ بھاڑ کو چھانٹ دیا اور سوا
خاص اصحاب اور اہل بیت کے اب کوئی آپکے ہمراہ نہین ہی ولعل عدادهم في ذلك
الوقت لا يزيدون على خمسين او ستين وكلهم لا يليق بهم الاستقاء اور شاید شمار مین
وہ لوگ جو باقی رہگئے تھے پچاس یا ساٹھ سے زیادہ نہونگے پھر انمین بھی سب ایسے
نہ تھے جو پانی بھرتے کچھ بڈھے تھے کچھ لڑکے کچھ معزز ایسے تھے جنکی شان پانی بھرنے کی نہ تھی
فيكون الماء الذي استقوه يكفي مائتين او ثلث مائة فحسب پس ان تھوڑے آدمیونکا
پانی بھرا ہوا دو سو یا تین سو آدمی کے پینے کو کافی ہوسکتا ہی مع اونکے اسپ و شتر وغیرہ کے
فتذكر ما نقول فان لي فيه غرضا صحيحا نثبت به امرا عجيبا ان شاء الله اس بات کو
خوب یاد رکھنا چاہیے اس باب مین میری ایک غرض صحیح متعلق ہی جس سے مین ایک معجزہ
ثابت کرونگا ۵ فراخی پر دو عوت تنگ را قال المجلسي رح ثم سار حتى انتصف

النہار فبینما ھو یسیر اذ کبّر رجل من اصحابہ جناب مجلسی فرماتے ہین کہ بعد پانی
بھر لینے کے حضرت روانہ ہوئے یہانتک کہ ٹھیک دوپہر کو آپ ایک مقام پر پہونچے وہان
ایک شخص نے آپ کے اصحاب مین سے نعرۂ تکبیر بلند کیا فقال الحسین ع اللہ اکبر لما
کبّرت حضرت امام حسین ع نے پہلے بموجب آداب شریعت خود بھی تکبیر ارشاد کی اور اللہ اکبر
فرماکر اوس شخص سے پوچھا کہ تیرے تکبیر کہنے کا اسوقت کیا سبب ہی قال رأیت النخل
اوس صحابی نے کہا کہ مجھے درخت خرما نظر آتے ہین شاید اب شہر کوفہ قریب آ پہونچا
فقال لہ جماعۃ ممن صحبہ واللہ ان ھذا المکان ما رأینا فیہ نخلۃ قط ایک
جماعت نے ہمراہیان حضرت مین سے اوس شخص سے کہا کہ اس مقام پر تو ہم نے کبھی ایک
درخت بھی خرمے کا نہین دیکھا اس ردوبدل سے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب کو باوجود تعجب کے
اضطراب اور تردد بھی ہوا تھا فقال الحسین ع فما ترونہ حضرت امام حسین ع نے فرمایا کہ
اگر درخت نہین ہی تو پھر تمکو کیا نظر آتا ہی قالوا واللہ نری اسنۃ الرماح اون لوگون نے
عرض کی کہ ہمکو تو قسم بخدا نیزون کی نوکین نظر آتی ہین شاید کوئی لشکر چلا آتا ہی فقال
وانا واللہ اری ذلک حضرت امام حسین ع نے بھی قسم شرعی یاد کرکے فرمایا کہ مجھے بھی لشکر ہی کی
آمد معلوم ہوتی ہی اور ضرورت قسم کی اس مقام پر یہ ہی کہ سب لوگون کو آمد لشکر کا یقین ہو جائے
اور جو لوازم احتیاط کے لڑائی مین اور جو امور حفاظت عورات اور اطفال کے ہین اونکو
بخوبی درست کرلین ثم قال علیہ السلام ما لنا ملجأ نلجأ الیہ ونجعلہ فی ظہورنا
ونستقبل القوم بوجہ واحد پھر حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہان کوئی ایسی محفوظ جگہ بھی ہی
جسکو ہم پناہ لین اور اوس مقام کو اپنے پس پشت پر لیکر اس لشکر کا سب کے سب ملکر سامنا
کرین مطلب حضرت کا یہ ہی کہ ناموس و عترت کو اوس محفوظ جگہ اوتار کر ہم مقابلہ پر دشمنون کے
تیار ہو جائین اور یہی سمجھنا چاہیے کہ اپنی نصرت اور مدد آنیکا تو کسی طرف سے حضرت کو
خیال ہی نہ تھا لہذا ایسا فرمایا فقلنا بلی ھذا ذو حسب فمل الیہ عن یسارک فان سبقت
الیہ فہو کما ترید ہم سب نے عرض کی ہان یہ ایک ٹیلہ ریگ بلند کا ہی یا ایک
چھوٹی سی پہاڑی ہی آپ اپنی بائین طرف پھر جائین اگر ان دشمنون سے پہلے آپ

اوس مقام تک پہونچ گئے تو وہ جگہ ایسی ہی جسکی آپ کو خواہش ہی یعنی وہان پر حفاظت اہل بیت کی بخوبی ہو جائیگی فَاَخَذَ اِلَیْهِ ذَاتَ الْیَسَارِ فَمِلْنَا مَعَهٗ حضرت نے اوسی جگہ سے اپنی بائین طرف کی راہ لی اور ہم سب بھی حضرت کے ہمراہ اوسی طرف چلے فَمَا کَانَ بِاَسْرَعَ مِنْ اَنْ طَلَعَتْ هَوَادِیُ الْخَیْلِ ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وہ لشکر اتنا قریب آگیا کہ ہمکو اونکے گھوڑون کے اگلے جوڑ بند بخوبی نظر آنے لگے فَتَبَیَّنَّاهَا وَعَدَلْنَا فَلَمَّا رَاَوْنَا عَدَلْنَا عَنِ الطَّرِیْقِ عَدَلُوْا اِلَیْنَا پس ہملوگ ذرا ٹھہر کر اور راستہ چھوڑ کر چلے جب اونہون نے ہمکو راستہ سے الگ چلتے ہوئے دیکھا وہ بھی ہمارے تعاقب مین راہ چھوڑ کر دوڑے کَاَنَّ اَسِنَّتَهُمُ الْیَعَاسِیْبُ وَکَاَنَّ رَایَاتِهِمْ اَجْنِحَةُ الطَّیْرِ اونکے نیزون کی نوکین صیقل کی ہوئی دھوپ کی شعاع مین ایسی چمکتی تھین جیسے وہ چمکدار مکھی بڑی جسکے تمام بدن مین چمک ہوتی ہی اور اونکے نیزون کے پھریرے چھوٹے ایسے خوشنما تھے جیسے پرندہ جانورون کے پر و بال ہوتے ہین فَاسْتَبَقْنَا اِلٰی ذِیْ حُسُبٍ فَسَبَقْنَاهُمْ اِلَیْهِ ہم نے دوڑ کر اوس ٹیلہ خواہ پہاڑی کو پکڑا اور اسقدر جلد ہم پہونچے کہ اون سے پہلے وہ مقام ہمارے ہاتھ آگیا وَاَمَرَ الْحُسَیْنُ ؑ بِاَبْنِیَتِهٖ فَضُرِبَتْ جناب امام حسین ؑ نے حکم دیا کہ جلد خیمہ برپا کیے جائین پس فوراً خیمہ برپا ہوئے اور اہل بیت اطہار اوسمین اوترے وَجَاءَ الْقَوْمُ زُهَاءَ اَلْفِ فَارِسٍ مَعَ حُرِّ بْنِ یَزِیْدَ التَّمِیْمِیِّ حَتّٰی وَقَفَ هُوَ وَخَیْلُهٗ مُقَابِلَ الْحُسَیْنِ ؑ فِیْ حَرِّ الظَّهِیْرَةِ وہ لشکر ہمراہ حر کے جس مین قریب ہزار سوار کے تھے آگیا یہانتک کہ حر سامنے حضرت امام حسین ؑ کے اپنا لشکر لیے ہوئے اوس دوپہر کی دھوپ مین کھڑا ہوا وَالْحُسَیْنُ ؑ وَاَصْحَابُهٗ مُعْتَمُّوْنَ مُتَقَلِّدُوْا اَسْیَافِهِمْ اور جناب امام حسین ؑ مع اپنے اصحاب کے سب عمامہ باندھے ہوئے اور تلواریں حمائل کیے ہوئے باحواس کھڑے ہوئے تھے اَقُوْلُ وَلْنَذْکُرْ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ الصَّادِرَةِ عَنِ الْحُسَیْنِ ؑ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اب ہم اون معجزات کا ذکر کرین جو آج کی تاریخ حضرت امام حسین ؑ سے ظاہر ہوئے اَلْاُوْلٰی اَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِاسْتِقَاءِ الْمَاءِ عَلٰی خِلَافِ مَا جَرَتْ بِهٖ عَادَتُهٗ فِیْ تِلْکَ الْمُسَایَرَةِ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی ذٰلِکَ الْیَوْمِ پہلا معجزہ یہ ہی کہ آج برخلاف عادت آپ نے اپنے اصحاب سے زیادہ پانی ہمراہ لینے کو

حکم دیا حالانکہ از روز روانگی مدینہ آج تک کبھی ایسا حکم نہین دیا تھا فَإِنْ قِيلَ إِنَّهُ خَافَ عَوَزَ الْمَاءِ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَهُوَ احْتِمَالٌ بَعِيدٌ اگر کوئی شخص براہ انکار معجزہ یہ کہے کہ آج کی منزل مین پانی کے نہ ملنے کا خوف تھا تو یہ احتمال بعید ہی لِأَنَّهُ لَمْ يَرَ ذٰلِكَ الْمَقَامَ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْعُرَفَاءِ الَّذِينَ مَعَهُ أَنَّهُ يَعُزُّ فِيهِ الْمَاءُ قَبْلَ هٰذَا الْيَوْمِ اسلیے کہ آپ نے خود یہ مقام دیکھا تھا اور نہ جو لوگ شناسا آپ کے ہمراہ تھے اون سے یہ بات سنی تھی کہ آج کی منزل مین پانی نہ ملیگا وَمَعَ هٰذَا فَيَكْفِيهِ أَنْ يَأْمُرَ بِاسْتِقَاءِ مِقْدَارٍ مِنْهُ قَدْ يَكْفِي لِلَّذِينَ مَعَهُ اگر یہ ہی فرض کیا جائے کہ آپ کو اسکی خبر تھی بس کافی تھا کہ آپ حکم کرتے اوسیقدر پانی لینے کا جو آپ کے ہمراہی لوگون کی سیرابی مین کافی ہوتا وَأَمَّا الْأَزْيَدُ عَلٰى ذٰلِكَ الْمِقْدَارِ فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ مُوجِبٍ غَيْرِهِ مگر اوس مقدار سے زیادہ پانی لینے کا کوئی اور سبب ضرور درکار ہی وَهُوَ كَوْنُهُ سَاقِيًا لِأَضْيَافِهِ الَّذِينَ يَجِيئُونَ إِلَيْهِ عِطَاشًا وَقَدْ عَلِمَ ذٰلِكَ بِعِلْمِهِ الْخَاصِّ وَهُوَ الْأَمْرُ الْمُعْجِزُ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ اور یہ سب وہی تھا کہ آپ کو اپنے پیاسے مہمانونکا پانی پلانا منظور تھا جو آج حضرت سے ملین گے الثَّانِي ضَرْبُ الْأَبْنِيَةِ فِي مِثْلِ تِلْكَ الْأَوْقَاتِ أَيْضًا أَمْرٌ مُعْجِزٌ دوسرے خیمونکا برپا کرنا ایسی جلدی کے زمانہ مین یہ بھی معجزہ سے خالی نہین ہی فَإِنَّ الْقَوْمَ لِفَرْطِ عَطَشِهِمْ كَانُوا يُجِدُّونَ فِي الْمَسِيرِ اسلیے کہ سواران لشکر حر بجہت غلبہ تشنگی کے چلنے مین بہت جلدی کر رہے تھے وَهُمْ رُكْبَانٌ لَا مُشَاةٌ اور وہ سب سوار تھے پیدل نہ تھے بس بگ ٹوٹ دوڑاے ہوے گھوڑون کو آتے تھے وَمَعَ ذٰلِكَ فَكَانُوا زُهَاءَ أَلْفِ فَارِسٍ وَالْحُسَيْنُ ع وَأَصْحَابُهُ لَمْ يَكُونُوا أَزْيَدَ مِنْ سِتِّينَ كَمَا أَظُنُّهُ اور باوجودیکہ وہ قریب ہزار سوار کے تھے اور جناب امام حسین ع اپنے اصحاب کے ساتھ ساٹھ آدمیون سے زیادہ نتھے جیسا مجکو خیال ہی وَقَدْ تَعْلَمُ أَنَّ بِنَاءَ الْأَبْنِيَةِ وَضَرْبَ الْخِيَامِ قَدْ يَسْتَدْعِي مُهْلَةً كَافِيَةً وَلَاتَ هُنَاكَ مُهْلَةٌ يُرْتَدُّ إِلَى الْإِنْسَانِ طَرْفُهُ اور جس نے سفر کیا ہی وہی خوب جانتا ہی کہ خیمونکا برپا کرنا ایک زمانہ کافی کی مہلت مانگتا ہی اور یہان بقدر چشم زدن کی بھی مہلت نتھی کہ لشکر حر آ پہونچا فَهٰذَا الْبِنَاءُ إِنَّمَا هُوَ أَمْرٌ مُعْجِزٌ پس یہ خیمہ زنی ضرور معجزہ تھا

نالی تھی وَلٰکِن اِنْقِیَادُ الْاَصْحَابِ وَاِطَاعَتُھُمْ لِلْحُسَیْنِ ع وَجُھْدُھُمْ لِحِفْظِ نَامُوْسِہٖ اَیْضًا مِمَّا لَا یُمْکِنُ الْمَزِیْدُ عَلَیْہِ لیکن فرمان برداری اور اطاعت اصحاب کی جناب امام حسین علیہ السلام کے اور کوشش اونکی حفظ ناموس نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین یہی اتنی تھی کہ اوس سے زیادہ کوئی کیا کر سکتا ہو وَکُلُّ ذٰلِکَ لِلشَّجَاعَۃِ وَالْبَسَالَۃِ الَّتِیْ خَصَّ اللّٰہُ اِیَّاھُمْ بِھَا اور یہ سب باتین بنظر اونکی شجاعت اور جوان مردی کے تھین جو خدا نے اونہین سے خاص کی تھین فَاِنَّھُمْ لَمَّا اسْتَقَامُوْا فِی الدِّیْنِ ظَھَرَ مِنْھُمْ مَا یَعْجِزُ عَنْ وَصْفِہٖ صِفَۃُ الْوَاصِفِیْنَ اسلیئے کہ وہ بزرگ جب اپنے دین مین پورے تھے اون سے ایسی ایسی باتین ظاہر ہوئین جنکے بیان سے ہر شخص عاجز ہی فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَنْسِبَ ذٰلِکَ اِلٰی وَفَاءِ الْاَصْحَابِ خَاصَّۃً وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ ذٰلِکَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُعْجِزَۃِ فَلَا غَرْوَ فِیْ اَحَدِ الْقَوْلَیْنِ اب چاہو تو اس تیزدستی اور چالاکی کو وفاداری اصحاب کی طرف نسبت دو اور چاہو اسکو معجزہ قرار دو دونون باتون مین کچھ دہوکا نہین ہی نَعَمْ بَقِیَ ھٰھُنَا اَمْرٌ مَسْتُوْرٌ ذِکْرُہٗ فِی الرِّوَایَاتِ وَلَا بُدَّ مِنْ ذِکْرِہٖ ہان یہان پر ایک بڑا امر عظیم رہگیا ہی جسکا روایتون مین کچھ ذکر نہین ہی حالانکہ مصائب کی تاریخ مین اوسکا ذکر بہت ضروری تھا وَھُوَ اَنَّ مَجِیْءَ الْقَوْمِ مُجَاھَرَۃً مُتَقَلِّدِیْ سُیُوْفِھِمْ مِنْ سَمْتِ الْکُوْفَۃِ فِیْ مِثْلِ تِلْکَ الْاَیَّامِ اَعْنِیْ فِیْ زَمَنِ وُرُوْدِ الْاَخْبَارِ الْمُوْحِشَۃِ مِنْ غَدْرِ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ وَنَقْضِ بَیْعَتِھِمْ وَقَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ وَھَانِیْ بْنِ عُرْوَۃَ لَا بُدَّ وَاَنْ یَرْتَعِدَ مِنْہُ قُلُوْبُ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَقْرِبَائِہٖ اور وہ یہ بات ہی کہ لشکر کا یک بیک ہتھیارون سے مسلح ہو کر آنا کوفہ کی طرف سے اور خصوصًا ایسے وقت مین جبکہ وحشتناک خبرین کوفیون سے غدر کی آچکی تھین اور بیعت کے توڑنے کا اور مسلم ابن عقیل رض اور ہانی اور عبد اللہ بن یقطر کی شہادت کی بہی خبر معلوم ہو چکی تہی ضرور ہو کہ اونکی آمد سے اوسوقت دل اصحاب اور اہل بیت کے ہل گئے ہونگے وَلَا سِیَّمَا قُلُوْبُ نِسَائِہٖ لِرِقَّتِھَا وَرَأْفَتِھَا عَلَی الْاَطْفَالِ الصِّغَارِ خصوصًا عورتون کے دل کہ رقیق القلب ہوتی ہین اور چھوٹے چھوٹے بچون پر اونکی محبت زیادہ ہوتی ہی وہ تو زیادہ خوفناک ہوئی ہونگے وَیَزِیْدُ ذٰلِکَ الْخَوْفُ اِذَا

تاملت قلۃ الانصار وتفرق الجماعۃ من الثعلبیۃ او من زبالۃ قبل ھذا الیوم بیوم او بیومین اور زیادہ خوف اوسوقت سمجھ مین آتا ہی جب آدمی تامل کرے کہ انصار آپ کے ہمراہ کم باقی رہگئے تھے اور ہزارون آدمی چلے گئے تھے جیسا منزل ثعلبیہ اور زبالہ مین آج کی تاریخ سے ایک دن یا دو دن پہلے گذر چکا فہل یشک احد من اھل الغیرۃ ان یکون فی مثل تلک الحال ومعہ نسوتہ واطفالہ ثم لا تاخذہ الرافۃ ولا یضطرب قلبہ ولو کان بطلا من الابطال اب کوئی صاحب غیرت اسمین شک کرسکتا ہی کہ اگر وہ ایسی حالت مین ہو اور اوسکے ہمراہ پردہ دار عورتین اور اطفال خردسال بہی ہون اور پہر اوسوقت اوسکا دل انکی ہمراہی پر نرم نہو جائے اور اوسکو اضطراب دلی اپنی آبرو بچانے کا نہو غیرت دار تو کیسا ہی بہادر کیون نہو ضرور مضطر ہو جائیگا اور اگر مضطر نہو تو اوسکی بہادری انسانی طاقت سے باہر ہی ولکن الحسین علیہ السلام روحی لہ الفداء لم یضطرب اصلا وسمعت انہ کیف استقل ثباتہ وکیف امر بضرب الخباء یہ حضرت ہی کا حوصلہ تہا کہ بالکل مضطرب نہین ہوئے اور سامنے کم کیسے مستقل رہے اور کس اطمینان سے خیمہ واسطے اہلبیت کے نصب کرایا وبعد حفظ نسائہ عن رئیتھم وقام ثابت الارکان اور جب عورتون کی پردہ داری کا سامان کر چکے لشکر حر کے مقابلہ مین ثابت قدم آکر کھڑے ہوئے یہ اونھین کیواسطے خصوصیت تھی ولکن نسائہ وھن فی تلک الحال مع ما راَین فی تلک الساعۃ من الامور الھائلۃ فان قلنا ان اصوات النساء قد کانت عالیۃ بالبکاء والعویل فلا یکون ذلک بعیدا عن القیاس لیکن عورتین آپکی ہمراہ جو اس حال مین تہین اونہون نے جب ایسے تردد اور انتشار کے وقت آمد لشکر حر کی خبر سُنی ہوگی پس اگر مین کہون کہ رونے سے اُنکے آواز بلند ہو گئی ہوگی اور سب چلا چلا کر روتی ہونگی یہ کہنا میرا دور از قیاس نہین ہے ولکن ارباب المقاتل والسیر لم یذکروا منھا شیئا لیکن مصائب کی تاریخ نگار اس گریہ و بکا کے اس مقام پر کچھ خبر نہین لکھتے نعم قد ورد فی تضیعۃ مجیء الحر الی الحسین علیہ السلام یوم عاشوراء انہ اذا تاب

وَاَنَابَ فَذَكَرَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَخَطَايَاهُ اُمُوْرًا ہان حر کے آنے کی روایت حضرت
کی خدمت مین بروز عاشورہ مین اتنا بہت لگتا ہے کہ جس وقت حر نے توبہ کی
ہے اور حق کیطرف رجوع کیا ہے اس وقت انھی نے گناہ اور خطاؤن کو یاد کرکے
توبہ کرتا جاتا تھا بہت سے جہان اور اپنے گناہ اس نے بیان کئے منہا کما فی
اللہوف اَنَّهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ مِنْ كَذَا وَكَذَا وَمِمَّا اَرْعَدْتُ قُلُوْبَ
اَوْلِيَائِكَ وَبَنَاتِ نَبِيِّكَ وَصُفْوَتِكَ اور منجملہ اون باتون کے جیساکہ لہوف مین
ہے حر نے یہ بھی کہا کہ خداوندا مین توبہ کرتا ہون اس گناہ سے اور اس گناہ
سے اور اس بڑے گناہ سے کہ مین نے اپنے آنے کے خوف سے ہلا دئے تھے
دل تیرے دوستون کے اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیون
کی اور دل تیرے برگزیدگان بارگاہ کے فَقَدْ بَانَ مِنْ هٰذَا اَنَّ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ اَرْعَدَتْ قُلُوْبُهُنَّ وَخِفْنَ وَرُعِنَّ يَوْمَ مَجِيءِ عَسْكَرِهٖ غَايَةَ
الرُّعْبِ اب اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ دل دختران رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بسبب خوف
کے ہل گئے تھے بروقت آنے لشکر حر کے اور خوف عظیم اون پر طاری
ہوا تھا لِهٰذَا كَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ بَادَرَ اِلٰى حِفْظِهِنَّ وَصِيَانَتِهِنَّ وَاشْتَدَّ
اِهْتِمَامُهٗ بِذٰلِكَ اسی سبب سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے انکی حفاظت اور
پردہ داری کی تجویز فرمائی تھی اور بڑا اہتمام سب سے پہلے اسی امر مین کیا تھا
وَلْنَنْتَقِلْ مِنْ اِكْرَامِ الضَّيْفِ وَاِنْ كَانَ يَعْتَمِدُ عَلَى الظَّاهِرِ مُخَالِفًا لَهٗ اب چاہئے کہ ہم
مہمان کی خاطرداری مین جو توجہ حضرت نے فرمائی ہے اسکو بیان کرین گوکہ وہ مہمان آج
بظاہر حضرت کا مخالف ہو لٰكِنَّهٗ فِيْ عِلْمِهٖ [illegible] وہ مہمان علم امام مین
انصار مین داخل ہے وَاَمَّا خَيْلُهٗ فَاِنَّهُمْ [illegible] مِنَ الْمَاءِ
لیکن لشکر حر مین جو لوگ تھے وہ تو وہی ہین جو فرات پر [illegible] مقرر ہون گے اور پانی سے
جناب امام حسین علیہ السلام کو منع کرینگے فِی الْبِحَارِ فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِفِتْيَانِهٖ
اِسْقُوا الْقَوْمَ وَاَرْوُوْهُمْ مِنَ الْمَاءِ وَرَشِّفُوا الْخَيْلَ تَرْشِيْفًا بحار مین لکھا ہے کہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب اونکی پیاس سے بے تابی دیکھی بدون اسکے
کہ اون مین سے کسی نے پانی طلب کیا ہو آپ نے اپنے جوانان وفادار کو حکم دیا
کہ انکو پانی پلاؤ اور انکی پیاس بجھاؤ اور انکے گھوڑون کو اور اونٹون کو اتنا پانی
پلاؤ کہ جسکو ڈگڈگا کر پئین ظاہر ہی کہ اس روایت مین اون لوگون کا پانی طلب
کرنا مذکور نہین ہی اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت کی سخاوت کتنی تھی اور اون
بیحیاؤن نے ساقی کوثر سے محرم کی اسکے عوض مین کیسی شقاوت کی
فَفَعَلُوا وَاَقْبَلُوا يَمْلَؤُنَ الْقِصَاعَ وَالطِّسَاسَ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ يُدْنُونَهَا
مِنَ الْفَرَسِ فَاِذَا عَبَّ فِيْهَا ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا عُزِلَتْ عَنْهُ
پس متوجہ ہوئے وہ سعادت مند پانی پلانے پر اور کاسے اور طشت پانی سے
بھر بھر کے گھوڑے کے پاس لیجاتے تھے جب تین مرتبہ خواہ چار خواہ
پانچ مرتبہ وہ جانور منہ پھیر کے پانی پی لیتا تھا اور سر گردن جھٹک کر اشارہ
کرتا تھا کہ بس ہوگیا تب کاسہ کو اوس کے سامنے سے ہٹا لیتے تھے
وَسَقَوا الْاٰخَرَ حَتّٰى سَقَوْا عَنْ اٰخِرِهَا اور سب آدمیون کو پانی پلا دیا یہانتک
کہ اس سرے سے اس سرے تک کوئی آدمی اور گھوڑا اور اونٹ باقی نہ رہا
قُلْتُ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ اَنَّ مِثْلَ هٰذَا السَّقْيِ لَا يُمْكِنُ اِلَّا بِالْمَاءِ الْكَثِيْرِ
مین کہتا ہون کہ اس دریا دلی سے پانی پلانا بدون اسکے کہ بہت سا پانی ہو ممکن
نہین ہی وَلَا يُتَصَوَّرُ تِلْكَ الْكَثْرَةُ فِيْ اِسْتِقَاءِ جَمْعٍ قَلِيْلٍ مِنْ
اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اتنی کثرت سے پانی بہرنا اوس تہوڑی سی
جماعت کا اصحاب حضرت سے خیال مین نہین آسکتا ہی اِلَّا اَنْ نُقِرَّ وَنَعْتَقِدَ
بِاَنَّ الْمَاءَ الْقَلِيْلَ قَدْ زَادَ مِقْدَارُهُ بِالْمُعْجِزَةِ مِنَ الْحُجَّةِ
سَلَامُ اللهِ عَلَيْهِ ہان اگر ہم اسکا اقرار کرین اور اعتقاد صحیح ہمکو
اس بات کا ہو کہ تھوڑے پانی کی مقدار معجزۂ امام حسین علیہ السلام سے
بڑھ گئے اوس وقت البتہ اس کثرت سے پانی پلانا ہو سکتا ہی

باب نوزدہم علی بن طعان محاربی جو آخر مین لشکر حر کے آیا تھا اوسپر الطاف وکرم جناب امام حسین علیہ السلام کا پانی پلانے مین اور بیان تکلیف باطنی اوس جناب کا جو اس پانی پلانے مین تھی

قَالَ عَلِیُّ بْنُ طَعَّانِ الْمُحَارِبِیُّ کُنْتُ مَعَ الْحُرِّ یَوْمَئِذٍ فَجِئْتُ فِیْ اٰخِرِ مَنْ جَاءَ مِنْ اَصْحَابِہٖ علی ابن طعان کہتا ہے کہ مین بھی آجکی تاریخ حر کی ہمراہیون مین تھا مگر پیچھے رہگیا تھا اور سب کے بعد اُس مقام پر پہونچا فَلَمَّا رَاَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا بِیْ وَبِفَرَسِیْ مِنَ الْعَطَشِ قَالَ اَنِخِ الرَّاوِیَۃَ وَالرَّاوِیَۃُ عِنْدِی السِّقَاءُ جو مین حضرت امام حسین علیہ السلام نے میری پیاس اور میرے گھوڑے کی پیاس دیکھی مجھسے ارشاد کیا کہ یہ اونٹ جسپر پکھال پانی کی لدی ہوئی ہے بٹھا دے اور راویہ کے لفظ جو حضرت نے فرمائے تھے اوسکے معنی میرے نزدیک پکھال اور بڑی مشک کے تھے لہذا مین نہ سمجھا کہ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہین قُلْتُ اِنَّمَا اَمَرَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاِنَاخَۃِ الرَّاوِیَۃِ لِاَنَّہٗ کَانَ مُشْرِفًا عَلَی الْہَلَاکِ مِنْ شِدَّۃِ الْعَطَشِ مین کہتا ہون کہ پکھال سے لدی ہوئی اونٹ کے بٹھانے کو جو حضرت نے اس شخص کو حکم دیا اسکا سبب یہی تھا کہ یہ شخص بسبب شدت تشنگی کے قریب ہلاکت پہونچ گیا تھا وَلَمْ یَاْمُرْ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِہٖ اَنْ یَّسْقُوْہُ اور کسی کو اپنے اصحاب میں سے آپ نے حکم نہ دیا کہ اسکو پانی پلائے بَلْ جَعَلَ ذٰلِكَ الْعَطْشَانَ فِیْ رِیِّ کَبِدِہٖ مُسْتَغْنِیًا بِنَفْسِہٖ بلکہ اس پیاسے کو اوسکی پیاس بجھانے مین اور جگر خنک کرنے مین خود مختار فرمایا کہ اپنی آپ مشک سے پانی پی لے لِکَیْ یَبْلُغَ غَایَۃَ الرِّیِّ فِیْ اَسْرَعِ الْاَزْمِنَۃِ تاکہ پورے طور پر سیراب ہو جائے اور بہت جلد اسکی پیاس بجھ جائے اسلیے کہ خود پانی پینے مین اور دوسرے کے پلانے مین بڑا فرق ہوتا ہے پس امام اور حجت خدا کا جو فعل خاص تھا وہ تمام ہوگیا وَلٰکِنَّہٗ لَمْ یَفْہَمْ مَا قَالَہُ الْاِمَامُ مگر اس شخص نے پیاس کی بدحواسی مین کچھ نہ سمجھا کہ حضرت

کیا ارشاد فرماتے ہیں فتحیر انہ بما یامرہ وماذا یصنع اسکو حیرت ہوئی کہ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کیا مجھے کرنا چاہیے فاذا لم یفھم المخاطب معنی الراویۃ پھر جسوقت علی ابن طحان لفظ راویہ کے معنی سمجھا یعنی شتر آب کش اس لفظ سے اوسکے سمجھ مین نہ آیا بل کان عندہ معنی المستعملۃ ان یفھم السقاء الذی ھو الادیم الیابس لاحیوۃ لہ بلکہ اسکے نزدیک یہ ہوا سال چمڑے کی کھال کو جو خشک چمڑہ ہو بے روح اوسکو مین کیونکر بٹھا سکتا ہون اسلیے کہ بٹھانا خاص ذی روح کے لیے بولا جاتا ہو فقال لہ یا ابن الاخ انخ الجمل حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے مسلمان بھائی کے بیٹے اونٹنی کو بٹھا دو یعنی انخ الجمل الذی علیہ السقاء المملو ماء مراد حضرت کی یہ تھی کہ وہ اونٹ بٹھا دے جسپر پانی سے بھری ہوئی کھال لدی ہو قال فانختہ فقال علیہ السلام اشرب علی ابن طحان کہتا ہے کہ اب مین نے اس اونٹ کو بٹھایا تب حضرت نے فرمایا کہ اب پانی پی لے فجعلت کلما اشرب سال الماء من السقاء اب میرا یہ حال ہوا کہ جب پانی پینے کا ارادہ کرتا تھا موٹی دھار سے پانی کھال سے بہنے لگتا تھا اور مین پی نہیں سکتا تھا قلت ومن ھھنا یعلم ان السقاء الذی امرہ الحسین علیہ السلام ان یشرب منہ کان مملواً من الماء اسی جگہہ سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ جس کھال سے پانی پینے کا حکم اسکو حضرت نے دیا تھا وہ لبالب بھری ہوئی تھی لم یخرج منہ قطرۃ من الماء ولم یستعمل بعد فی ری القوم ابھی ایک قطرہ پانی کا اسمین سے نہین نکلا تھا اور نہ ان لوگون کے پانی پلانے مین اسکے پانی کا استعمال کیا گیا تھا ولذا یخرج منہ الماء عزیراً کثیراً یستصعب شربہ منہ اسی سبب سے کہ موٹی دھار پانی کی اسکے دہانہ سے نکلتی تھی اور دھار سے پانی اسقدر بہ جاتا تھا کہ چلو باندھکر اوس موٹی دھار سے پانی پینا دشوار تھا اسلیے کہ چلو مین ٹھہرتا تھا فاضطر علی ابن الطحان ثانیاً اب علی ابن طحان کو دوسرا اضطرار پیدا ہوا وتحیر انہ کیف یسوغ لہ الماء اب اسکو یہ حیرت ہوئی کہ مین کیونکر اپنی پیاس بجھا سکتا ہون اسلیے کہ پانی چلو مین ٹھہرتا نہین ہو ولعلہ لم یتفق لہ الی یومہ ھذا ان یستقی من السقاء لکونہ من

اَرْبَابُ الْفَضْلِ وَالسَّعَةِ اور شاید کہ علی ابن طحان کو آج کے دن تک اسکا اتفاق نہین ہوا ہی کہ کہال یا مشک سے چلو یا مدھکر پانی اس نے پیا ہو اسیلیے کہ یہ کام غریب محتاجونکا ہی اور یہ شخص چونکہ خوشحال اور آسودہ معلوم ہوتا ہی اُسنے کا ہیکو ایسی مصیبت دیکھی ہوگی لٰکِنَّ الْاِمَامَ وَالْحُجَّۃَ رُوْحِیْ لَهُ الْفِدَا یَجِبُ عَلَیْهِ الْعِلْمُ بِکُلِّ مَا تَحْتَاجُ اِلَیْهِ الْاُمَّۃُ فِیْ کُلِّ حَالَۃٍ مِنْ شِدَّۃٍ اَوْ رَخَاءٍ مگر امام اور حجت پر میری جان فدا ہو جائی واجب ہی کہ ہر بات کو جانتا ہو جسکی طرف امت محتاج ہوتی ہی محتاجی ہین یا تونگری ہین یعنی دونوں کی حاجت براری امام سے متعلق ہی وَلِهٰذَا اَبَانَ لَهُ الطَّرِیْقَ الَّذِیْ تَسْهُلُ لَهُ السُّقْیَۃُ مِنْهُ اسیواسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اوس طریقہ کو جس سے باسانی یہ شخص پانی پی سکے فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَخْنِثِ السِّقَاءَ اَیْ اَعْطِفْهُ فَلَمْ اَدْرِ کَیْفَ اَفْعَلُ اب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ پکھال کے دہانہ کو پیچیدہ کرلے یعنی لپیٹ لے تاکہ پتلی دھار پانی کی پکھال سے چھوٹے اور پینے مین دشواری نہو مجھے معلوم نتھا کہ دہانہ کو کیونکر لپیٹتے ہین یعنی اسمین بھی اوسکو حیرت ہوئی اور لپیٹ نسکا قُلْتُ وَاِذَا تَاَمَّلْتَ فِیْ ثَبَاتِ جَاْشِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ تِلْكَ الْحَالَۃِ الَّتِیْ هُوَ فِیْهَا مِنْ فَقْدِ الْاَعْوَانِ وَکَثْرَۃِ الْاَعْدَاءِ مین کہتا ہون اگر تامل تجھے امام حسین علیہ السلام کی استقامت پر ایسی حالت مین جسمین آج آپ ہین کہ مددگار آپ کے گویا مفقود ہین اور دشمنون کی کثرت ہی وَتَفَاقُمِ الْاٰلَامِ وَتَوَاتُرِ الْهُمُوْمِ وَاجْتِمَاعِ الْغُمُوْمِ صدمہ پر صدمہ اور رنج پر رنج آپ کو پہونچ رہے ہین غم و درد کا ایک ذخیرہ جمع ہی وَکَوْنِهٖ بَعِیْدًا عَنِ الْاَوْطَانِ غَرِیْبًا لَا یَجِدُ مَلَاذًا یَاْوِیْ اِلَیْهِ وَلَا یَصِلُ اِلٰی مَوْضِعٍ یُقِیْمُ اٰمِنًا فِیْهِ وطن سے آپ دور ہو گئے ہین مسافر ہین کوئی ایسی جگہہ آپ کو نہین ملتی جہان پناہ لین اور کسی ایسی جگہہ آپ نہین پہونچتے جہان چند روز امن وامان سے قیام فرمائین لَا یَخْلُوْ یَوْمٌ مِنَ الْاَیَّامِ اِلَّا وَیَصِلُ اِلَیْهِ خَبَرٌ مُوْحِشٌ یُذِیْبُ قَلْبَهٗ وَیُوْقِعُهٗ عَلَی الظَّاهِرِ فِی الْاِضْطِرَابِ وَالْحَیْرَۃِ کوئی دن خالی نہین جاتا کہ ادھر اودھر سے کوئی خبر وحشتناک ایسی آپ کو نہ پہونچتی ہو جو دل گداز نہو اور بظاہر اضطراب اور حیرت مین حضرت کو نہ ڈالدیتی ہو لٰکِنَّهٗ مَعَ ذٰلِكَ ثَابِتُ الْاَرْکَانِ قَوِیُّ الْجَنَانِ کَمَا دَلَّتْ

فی تلک القصۃ مگر وہ جناب باوجود ان سب باتون کے ہر طرح سے مضبوط اور قوی دل ہین
چنانچہ اسے قصہ علی ابن طعان کو پڑھکر ہر شخص آپ کے دلیری کو جان سکتا ہی ثم اعلم
ان علی ابن طعان لما لم یدر انہ کیف یخنث السقاء فازداد ترحم الامام علیہ
اب جاننا چاہیے کہ چونکہ علی ابن طعان کو یہ نہ معلوم تھا کہ چھاگل کے دہانہ کو کیونکر لپیٹتے
ہین اور اسی سوچ مین پریشان ہو رہا تھا لہذا اسکی حالت زار پر ترحم امام حسین علیہ السلام
کا بڑھگیا قال الراوی فقام الحسین علیہ السلام فخنثہ فشربت وسقیت فرسی
اب امام حسین علیہ السلام خود بنفس نفیس کھڑی ہوکر اپنی دست مبارک سے دہانہ مشک کو
لپیٹا اور اپنی دہارسے خود حضرت پانی گرانے لگے علی ابن طعان کہتا ہی کہ اب مین نے بھی
پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پلایا وقد علم منہ ان الحسین علیہ السلام کما سقی
علی ابن الطعان کذالک سقی فرسہ ایضا اخیر روایت سے یہ معلوم ہوا کہ جسطرح جناب
امام حسین علیہ السلام نے بنفس نفیس علی ابن طعان کو پانی پلایا اوسیطرح اوسکے گھوڑے
کو بھی خود اپنی ہاتھ سے پانی پلایا وسبب ذلک انہ کان یومئذ فی اختبار عظیم
من قبل اللہ تعالی کما نذکرہ سبب اسکا یہ تھا کہ آج کے روز جناب امام حسین
علیہ السلام ایک بڑے امتحان خدا کی طرف سے آزمایش مین آرہے تھے چنانچہ اوس
امتحان کا ذکر ہم اب بتفصیل کیا چاہتے ہین وکان ذلک الاختبار مبدءا للابتلاء
التی اراد اللہ تعالی ان یبتلی اہل بیت نبیہ بہ یہ امتحان سب سے پہلے واقع ہوا
تھا منجملہ اون امتحانات کی جن سے اہل بیت نبی کا امتحان خدا کو لینا منظور تھا
فکان من مرضیات اللہ سبحانہ ان یباشر الحسین علیہ السلام بنفسہ فی السقی
یومئذ فیسقی احدا من اعدائہ و فرسہ ایضا مباشرا لذلک الفعل بنفسہ
خوشنودی خدا کی یہ تھی کہ خود جناب امام حسین علیہ السلام پانی پلانے کی خدمت
بجالائین او اپنے دشمن کو آج اپنے ہاتھ سے پانی پلائین اور اوسکے گھوڑے کو بھی
آپ ہی پانی پلائین ولم یکتف اللہ سبحانہ فی ذلک الاختبار بان یکون الحسین
علیہ السلام امرا بالسقی فحسب خداوندعالم کو اس امتحان مین اتنی بات پر کفایت

منظور نہ تھی کہ امام حسین علیہ السّلام کے حکم سے اصحاب پانی پلائین بس اور خود حضرت دیکھا کرین بل یکون مُوحیٰ لہٗ انفذ اعداً ما سمعتہ مامورًا بتعلیم المبادی للاستقاء کاناخۃ الراویۃ وخنث السقاء لیتم لہ الامتثال کل التمام بلکہ امام حسین علیہ السلام اوسدن علاوہ اوس خدمت کے یعنی پانی پلانے کی جسکو سامعین سن چکے ہین اس پر بھی مامور تھے کہ پانی پینے یا پلانے کے مقدمات جو ہوتے ہین یعنی جن پر پانی پینا یا پلانا موقوف ہی اونکو بھی تعلیم کرین خود بجالائین مثلاً بارکش اونٹنی کا بٹھانا جسکی تعلیم علی ابن طعان کو حضرت نے فرمائے یا دہانہ مشک کو لپٹنا اسکے بھی تعلیم علی ابن طعان کو حضرت نے فرمائی تھی مگر جب وہ نہ سمجھا تب اس کام کو بنفس نفیس خود حضرت علیہ السلام نے کیا تاکہ فرمانبرداری اور بجاآوری ... احکام الٰہی پورے طور پر آپ سے ثابت ہوجائے فکان من اطوع المطیعین ارضی الراضین من امتثال اوامر اللہ تعالیٰ صلوات اللہ علیہ اسی وجہ سے کہ آپ ان سب خدمتون کو بجالائے پروردگار کی فرمانبرداری مین سب سے زیادہ تر مطیع اور سب سے زیادہ تر خوشنودون مین شمار کی گئی کہ کیسی ہی ذلت کی بات سے امتحان ہوا کشادہ پیشانی اوسکو بجالائے اقول من اھم ما نذکرہ ھھنا ان الحسین علیہ السلام انما امر فتیانہ باستقاء الماء لکونہ مکلفا من عند اللہ بالتکلیف الباطنی مین کہتا ہون بہت ضروری بات جو اس مقام پر سمجھیان کرنی ہو وہ یہ ہو کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہمراہیون کو بہت سا پانی بھرنے کا جو حکم دیا تھا اسکا سبب یہی تھا کہ خدا نے آپ پر اس پانی پلانے کو بنظر تکلیف باطنی کے واجب کیا تھا وھو تکلیفہ الخاص اور یہ تکلیف اور وجوب حضرت کی ذات خاص سے متعلق تھا والدلیل علیہ علمہ قبل ورود عسکر الحر فانہا کانت قرینۃ ظاھریۃ دالۃ علیہ اور دلیل اس بیان پر یہی ہو کہ قبل آنے لشکر حر کے آپ کو معلوم ہوگیا حالانکہ کوئی قرینہ ظاہر اسکا نتھا فعلم ذلک من علمہ المکنون الحاصل لہ بتعلیم جدہ وابیہ وبالنظر الی صحیفتہ الخاصۃ پس اس لشکر کی آمد کو آپ نے اپنے علم باطنی سے معلوم کیا تھا جس علم کی تعلیم اپنے جد و پدر سے آپکو ہوئی تھی

اور اپنی صحیفہ خاص مین اسکو لکھا دیکھا تھا فَکُلُّ مَا فَعَلَهٗ مِنْ کَثْرَةِ بَذْلِ الْمَاءِ وَالْمُلَاطَفَاتِ الَّتِیْ قَدْ سَمِعْتَهَا فِیْ حِکَایَةِ عَلِیِّ بْنِ الطَّعَّانِ مَعَ عِلْمِهٖ بِاَنَّهُمْ هُمُ الَّذِیْنَ یَمْنَعُوْنَهٗ مِنَ الْمَاءِ بَعْدَ اَیَّامٍ قَلَائِلَ پس جو کچھ آپ نے کیا زیادہ پانی خرچ کرنے سے اور وہ الطاف اور مہربانی جو روایت علی بن طعان مین گذر چکی ہی باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ یہ وہی لوگ ہین جو کہ چندروز کے بعد پانی آپ پر بند کرینگے اِنَّمَا فَعَلَهٗ لِاَنَّ اللّٰهَ یَبْتَلِیْ اَوْلِیَائَهُ الْکَامِلِیْنَ بِمِثْلِ ذٰلِکَ الْاِبْتِلَاءِ اسی واسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ سب باتین کین کہ خدائے تعالیٰ اپنے کامل دوستونکا امتحان اسی قسم کا کرتا ہی وَیَنْظُرُ اِلٰی اِمْتِثَالِهِمْ وَاِطَاعَةِ قُلُوْبِهِمْ وَجَوَارِحِهِمْ وَاَرْکَانِهِمْ اور اون کی فرمانبرداری اور دلی اطاعت کو اور اعضای جسمانی کی حرکات اور سکنات کو اپنے حکم کی بجاآوری مین دیکھتا ہی فَقَدْ فَعَلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَعَهُمْ فِعْلًا وَعَمِلَ بِاَعْدَائِهٖ عَمَلًا لَا یَزِیْدُ عَلٰی ذٰلِکَ مَا یَفْعَلُ الْمَرْءُ بِاَخَصِّ اَوْلِیَائِهٖ وَاَعَزِّ اَقْرِبَائِهٖ آپ نے اون لوگون کے ساتھ یکتا و بینیانی وہ کام کیا کہ آدمی اپنے خاص دوستون کے ساتھ اور نہایت عزیز رشتہ دارون کے ساتھ بھی اس سے زیادہ نہین کرتا ہی باوجودیکہ وہ دشمن تھے وَیُؤَیِّدُهٗ فِیْ تَشْدِیْدِ الْمَدِّ عَلٰی مَا سَمِعْتَ مِنْ اَنَّ اَصْحَابَهٗ یَسْقُوْنَ دَوَابَّهُمْ اور اس دعوی کی تائید اوس مضمون سے ہوتی ہی جو اوپر گذر چکا کہ اصحاب حضرت کے جب انکے اونٹ اور گھوڑون کو پانی پلاتے تھے تو کسقدر پلاتے تھے حَتّٰی اِذَا عَبَّتْ فِیْهَا ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا کَانُوْا یَعْزِلُوْنَ عَنْهَا الطَّسَّاسَ تا اینکہ جب تین مرتبہ یا چار یا پانچ مرتبہ وہ جانور خوب پانی پی لیتا تھا وسوقت طشت وغیرہ اوسکے سامنے سے ہٹاتے تھے فَمَتٰی کَانَ شَأْنُهُمْ فِیْ سَقْیِ الدَّوَابِّ هٰکَذَا فَمَا ظَنُّکَ فِیْ سَقْیِ الْفُرْسَانِ وَالرُّکْبَانِ جب اون کا اہتمام جانورون کے پلانے مین اسقدر رہتا خیال کرنا چاہیے کہ اون کے سوارون کی پیاس بجھانے مین اہتمام کی کیا کیفیت ہوگی وَمِنْ لَطَائِفِ الْمَقَامِ اَنَّ تَکْلِیْفَهُ الْبَاطِنِیَّ لِسَقْیِ اَعْدَائِهٖ لَمْ یَکُنْ مُنْحَصِرًا فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اور لطائف مقام سے یہ بھی ایک بات ہی کہ یہ تکلیف باطنی جناب امام حسین علیہ السلام کی

کہ اپنے دشمنوں کو پانی پلا میں فقط آج ہی کے دن کے واسطے مخصوص نتھی بل الحسین
علیہ السلام سقاھم ثلاث مرات بلکہ آپ نے اپنی تمام عمر میں تین مرتبہ کوفیوں کو
پانی پلایا مرۃ فی الکوفۃ حین الجدب ایک مرتبہ جب کوفہ مین قحط سالی ہوئی تھی اور پانی
نایاب ہوگیا تھا وقد استغاث الناس عند ابیہ امیر المومنین علیہ السلام
اور کوفیوں نے فریاد و زاری کیے تھے جناب امیر علیہ السلام کے خدمت مین
فمع کون الحسن علیہ السلام حاضرا فی ذلک الیوم واکبر سنا واقدم علی الحسین
علیہ السلام انما امر علی الحسین علیہما السلام بذلک فدعی واستسقی
وسقی پس باوجودیکہ جناب امام حسن علیہ السلام اوسوقت موجود تھے سن مین بھی بڑے
تھے اور جناب امام حسین علیہ السلام پر مقدم تھے مگر جناب امیر علیہ السلام نے امام حسین
علیہ السلام ہی سے فرمایا کہ تم اس کام کو انجام دو آپ نے دعا کی طلب باران کی اور انکو
پانی پلایا ومرۃ ثانیۃ فی حرب صفین فانہ لما عز الماء یوما امر علی الحسین علیہ السلام
فاتی بالماء فسقاھم کما فی الخصائص اور دوسری مرتبہ جنگ صفین مین جب ایک دن
پانی لشکر مین بالکل نرہا جناب امیر علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اوسوقت
آپ پانی لائے اور ان سب کو پلایا یہ دونوں روایتیں خصائص حسینیہ مین لکھی ہین
والمرۃ الثالثۃ ھی التی ذکرتہ فی ھذا الباب اور تیسری مرتبہ پانی پلانا کوفیوں کو وہ تو یہی ہے
جسکا بیان اسی باب مین ہوا ہی فالحکمۃ الالھیۃ اقتضت فی ذلک اتمام الحجۃ
پس حکمت الٰہی تین بار پانی پلانے مین کوفیوں کو مقتضی اتمام حجت کی تھی وھو کون الحسین
علیہ السلام من احق الاحقاء عند اھل الکوفۃ للماء اور وہ یہ بات ہی کہ جناب امام حسین
علیہ السلام سے زیادہ تر کوفیوں کے نزدیک کوئی شخص دنیا مین مستحق پانی دینے کا نرتھا
اور انکا حق پانی لینے مین کوفیوں سے جسوقت یہ خود پیاسے ہوں تمام دنیا سے کوفیوں پر
زیادہ واجب ہو لانہ سقاھم وسکن عطشھم وبرد اکبادھم بالماء ثلاث مرات
اسلیے کہ اوس جناب نے اونکو پانی پلایا اور اونکی پیاس بجھائی اور اونکے جگر کو ٹھنڈک کیا ہین
مین تین مرتبہ فمع قطع النظر من انہ سبط نبیھم او حجۃ من حجج اللہ او انہ سید شباب

أَهْلِ الْجَنَّةِ پس قطع نظر اس بات کی کہ وہ جناب اونکے نبی کے نواسہ تھے یا یہ کہ وہ امام زمانہ تھے یا یہ کہ وہ سردار جوانان بہشت کے تھے وَاَيْضاً قَطْعُ النَّظَرِ اِلَى اسْتِحْقَاقِ عَامٍّ لِكُلِّ ذِي رُوحٍ فِي الْمَاءِ الْجَارِي وَقَدْ يَلَغُ فِيهِ الْكِلَابُ وَالْخَنَازِيرُ وَيَشْرَبُهُ الْاَنْعَامُ وَالدَّوَابُّ اور اس بات سے بھی قطع نظر کرو کہ آب جاری میں ہر ایک ذی روح کو استحقاق پینے کا ہی یہان تک کہ کتے اور سور اوسمین لوٹتے ہین اور رو کا نہین جاتا ہی اور چوپایہ جانور سب اوسمین سے بے تکلف پیتے ہین كَانَتْ لَهُ خُصُوصِيَّةٌ خَاصَّةٌ فِي ذٰلِكَ الْمَاءِ بِاَنَّ الْفُرَاتَ كَانَ مِنْ نَحْلَةِ اللّٰهِ لِفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اُمِّهِ حِيْنَ تَزْوِيجِهَا مِنْ عَلِيٍّ ان سب باتون کے علاوہ ایک بڑا حق امام حسین علیہ السّلام کا فرات مین یہ تھا کہ بروز عقد جناب سیدہ علیہا السلام وہ نہر مہر مین آپ کے مادر گرامی کے خدا نے دی تھی وَاَيْضاً كَانَتْ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُصُوصِيَّةُ الْمُعَاوَضَةِ مِنْهُمْ فِي سَقْيِ الْمَاءِ لِاَنَّهُ سَقَاهُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اور سب سے بڑھکر یہ خصوصیت معاوضہ کی تھی پانی پلانے مین کہ آپ نے اونکو تین مرتبہ عین تشنگی مین پانی پلایا تھا فَوَا اَسَفَاهُ كَيْفَ نَقُولُ مَا جَرٰى عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ پس ہزار افسوس کہ مین کس زبان سے بیان کرون کہ شدت تشنگی سے جناب امام حسین علیہ السلام پر کیسی اذیت پہونچی وَكَيْفَ كَانَ اشْتِدَادُ الْعَطَشِ بِهِ وَبِاَطْفَالِهِ حَتّٰى اَنَّهُ لَمَّا اسْتَيْئَسَ مِنْ حَيَاتِهِ فَقَالَ قَوْلاً يَحْرِقُ قَلْبِي بِتَذْكَارِهِ تا اینکہ جب اوس جناب کو اپنی زندگی سے یاس ہو گئے ایسا کلام ارشاد فرمایا کہ جسکے ذکر کرنیسے میرا دل جلا جاتا ہی قَالَ فِي الْخَصَائِصِ الْحُسَيْنِيَّةِ لَمَّا عَلِمَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُمْ يَقْطَعُونَ بِاَنَّهُ لَا يَعِيشُ خصائص حسینیہ مین روایت کی ہی کہ جب حضرت کو معلوم ہوگیا کہ اب کوفیون کو بھی یقین اس امر کا ہی کہ مین زندہ نہ ہونگا فَقَدْ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ لَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ قَبْلَهُ مِنَ الْغَيْرَةِ او وقت آپ نے ایسا یک کلمہ کہا کہ اوس سے پہلے بسبب غیرت کے اوسکا آپ نے اظہار نہین کیا تھا وَهُوَ اَنَّهُ قَالَ اسْقُونِي قَطْرَةً مِنَ الْمَاءِ فَقَدْ تَفَتَّتَتْ كَبِدِي مِنَ الظَّمَاءِ وَبَعْدَهُ اَيْضاً لَمْ يُعْطُوهُ آپ نے فرمایا کہ یک قطرہ پانی کا مجھے اسوقت پلاؤ میرا جگر حرارت تشنگی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہی پھر بھی اون لوگون نے نہ دیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

باب بستم خطبہ جناب ابو عبد اللہ الحسین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وادائے فریضۂ ظہر با جماعۃ جس مین لشکر حر بن یزید ریاحی بھی شامل تھا

قَالَ الرَّاوِیْ وَکَانَ مَجِیْئُ حُرِّ بْنِ یَزِیْدَ مِنَ الْقَادِسِیَّۃِ روایت مین ہی کہ حر نے جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی اوسدن وہ قادسیہ سے چلکر آیا تھا وَکَانَ ابْنُ زِیَادٍ بَعَثَ الْحُصَیْنَ بْنَ نُمَیْرٍ اَنْ یَنْزِلَ الْقَادِسِیَّۃَ وَیُقَدِّمَ الْحُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ فِیْ اَلْفِ فَارِسٍ یَسْتَقْبِلُ بِہِمُ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور ابن زیاد نے حصین بن نمیر کو روانہ کرکے حکم دیا تھا کہ وہ قادسیہ مین بطور کمک کے ٹھہرے اور حر اوسکے سامنے ہزار سوارون کو لیکر جناب امام حسین علیہ السلام کا مقابلہ کرے فَلَمَّا جَاءَ الْحُرُّ وَسَقَاہُ وَاَصْحَابَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ فِی الْبِحَارِ فَلَمْ یَزَلِ الْحُرُّ مُوَافِقًا لِلْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی حَضَرَتْ صَلٰوۃُ الظُّہْرِ جب حر حضرت کے پاس پہونچا اور آپ نے اوسکو اور اوسکے اصحاب کو پانی پلوایا اب بحار کی روایت یہ ہی کہ حر مع اپنے سوارون کے سامنے حضرت کے کھڑا رہا اور کچھ کلام اور کسی قسم کے گفتگو اوسوقت تک نہین ہوئی کہ نماز ظہر کا وقت آگیا فَاَمَرَ الْحُسَیْنُ حَجَّاجَ بْنَ مَسْرُوْقٍ اَنْ یُّؤَذِّنَ اوسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے حجاج ابن مسروق کو جو موذن حضرت کے تھے حکم دیا کہ اذان کہو فَلَمَّا حَضَرَتِ الْاِقَامَۃُ خَرَجَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اِزَارٍ وَرِدَاءٍ وَنَعْلَیْنِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ جب اقامت کا وقت آیا حضرت امام حسین علیہ السلام صف جماعت کے آگے آکر کھڑے ہوے اور ایک خطبہ حمد وثناء الٰہی مین پڑھا ثُمَّ قَالَ اَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ لَمْ اٰتِکُمْ حَتّٰی اَتَتْنِیْ کُتُبُکُمْ وَقَدِمَتْ عَلَیَّ رُسُلُکُمْ اَنْ اَقْدِمْ اِلَیْنَا بعد اداء خطبہ آپ نے فرمایا کہ اے گروہ کوفہ مین تمہارے جوار مین نہ خود نہین آیا ہون بلکہ

تمھارے خطوط میری طلب مین پہونچے ہین اور تمھارے بھیجے ہوے چند آدمی میرے پاس گئے ہین یہ درخواست لیکر کہ آپ ہماری طرف تشریف لاے فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَنَا اِمَامٌ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْمَعُنَا وَاِيَّاكُمْ عَلَى الْهُدٰى وَالْحَقِّ زبانی بھی لوگون نے کہا تھا اور خطون مین بھی یہی تم نے لکھا تھا کہ ہمارے واسطے کوئی امام اور پیشوا نہین ہی آپ کے تشریف لانے سے کیا عجب ہی کہ ہمکو اور آپکو ہدایت اور حق مین خدا اکیجا کردے یعنی ہمکو آپ کی اطاعت سے ہدایت حاصل ہو فَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ جِئْتُكُمْ فَاَعْطُوْنِىْ مَا اَطْمَئِنُّ اِلَيْهِ مِنْ عُهُوْدِكُمْ وَمَوَاثِيْقِكُمْ پس اگر تم سب اب بھی اُسی عقیدہ پر باقی ہو پھر مین تو آہی پہونچا اب تمکو ایسی بات کرنی چاہیے کہ جس سے مجھے تم پر اطمینان ہو جاے اور عہد پیمان تازہ مجھ سے کرو وَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَكُنْتُمْ لِقُدُوْمِىْ كَارِهِيْنَ اِنْصَرَفْتُ عَنْكُمْ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِىْ جِئْتُ عَنْهُ اِلَيْكُمْ اور اگر تم ایسا نکرو اور میرا آنا تمکو ناپسند ہی مین پلٹ جاؤن اُسی طرف جہان سے مین آیا ہون فَسَكَتُوْا عَنْهُ وَلَمْ يَتَكَلَّمُوْا بِكَلِمَةٍ یہ درخواست حضرت کی سنکر وہ سب چپ ہو گئے اور کسی نے کچھ جواب نہین دیا قُلْتُ قَدْ بَرِءَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ اَدَاءِ الْوَاجِبِ الَّذِىْ تَحَمَّلَتْ بِهٖ ذِمَّتُهٗ بِالتَّكْلِيْفِ الظَّاهِرِ سیدؔ مین کہتا ہون کہ اب بری الذمہ ہوگئے جناب امام حسین علیہ السلام اُس واجب کے ادا کرنے سے جو بنظر تکلیف ظاہر شریعت کے آپ پر واجب تھا وَهُوَ اَنَّ عَامَّةَ النَّاسِ اِذَا دَعَوْا اِمَامَهُمْ لِلْبَيْعَةِ وَاِنْفَاذِ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِىْ وَلَمْ يَكُنْ هُنَاكَ قَرِيْنَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰى خِلَافِ مُلْتَمَسِهِمْ يَجِبُ عَلَى الْحُجَّةِ اَنْ يُّجِيْبَ دَعْوَتَهُمْ وَيُبَلِّغَهُمْ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ التَّبْلِيْغِ اور وہ واجب شرعی یہ ہی کہ جب عوام امت اپنے امام کو طلب کرین کہ ہم آپ کی بیعت کرینگے اور احکام شریعت جاری کرینگے اور کوئی قرینہ بظاہر ایسا نہو کہ اُنکی درخواست کے خلاف پر دلالت کرتا ہو اوس وقت حجت خدا نبی یا امام پر واجب ہی کہ اُنکی دعوت قبول کرے اور اون تک اپنے تئین پہونچائے اور جو حکم خدا کا اُسکا امت پر

پھونچایا واجب ہی اُسکو اُن پر ظاہر کر دے كَمَا فَعَلَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جیسا کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام نے کیا کہ اُنکی بلانے پر تشریف بھی لائے اور اظہار بھی کر دیا ثُمَّ لَمَّا
كَانَ ذٰلِكَ الْخِطَابُ اِلَيْهِمْ بَعْدَ سَقْيِهِمُ الْمَاءَ وَبَعْدَ الْمُلَاطَفَاتِ الَّتِيْ
ذَكَرْتُهَا فَلِهٰذَا لَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ مِنْهُمْ بِكَلِمَةِ جَوَابٍ بَلْ سَكَتُوْا پھر چونکہ یہ خطبہ
آپ نے اُنکی سامنے بعد پانی پلانے کے اور بعد بہت سے مہربانی اور الطاف کرنے کے پڑھا
تھا اسی سبب سے کسی کو جسارت جواب کی نہوئی بلکہ اگرچہ دلونمین اُنکی جو کچھ تھا وہ ظاہر ہی
مگر اُس وقت چپ رہے قَالَ الرَّاوِيْ فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْمُؤَذِّنِ اَقِمِ
الصَّلٰوةَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ راوی کہتا ہی کہ حضرت نے اپنے مؤذن سے کہا کہ اقامت نماز کہو
چنانچہ اقامت بھی کہی گئی فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ اَتُرِيْدُ اَنْ تُصَلِّيَ بِاَصْحَابِكَ
فَقَالَ الْحُرُّ لَا بَلْ تُصَلِّيْ اَنْتَ وَنُصَلِّيْ بِصَلٰوتِكَ فَصَلّٰى بِهِمُ الْحُسَيْنُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ راوی کہتا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حُر سے کہا کہ تو نے اپنے ہمراہیون
کے ساتھ الگ نماز پڑھیگا حر نے عرض کی کہ نہین آپ نماز پڑھائیے اور ہم سب آپکے پیچھے نماز پڑھینگے پس حضرت نے
اون سبکے ساتھ نماز ظہر بجماعت پڑھی قُلْتُ اِنَّمَا قَالَ الْحُسَيْنُ لِلْحُرِّ ظَنًّا مِنْهُ عَلَى الظَّاهِرِ اَنَّهُمْ لَمَّا اَرَادُوْا
مُحَارَبَتِيْ وَاعْتَقَدُوْا خِلَافَةَ يَزِيْدَ فَعَسَاهُمْ اَنْ يَعْتَقِدُوْنِيْ بَاغِيًا عَلَيْهِ مین کہتا ہون کہ حر سے جو آپنے
یہ پوچھا کہ تو نماز الگ پڑھیگا ظاہر حال سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ آپکو خیال ہوا جب یہ لوگ مجھسے لڑنے آئے ہین
اور انکو اعتقاد خلافت یزید کا ہی کیا عجب ہی کہ مجھکو باغی سمجھتے ہون فَلَا يَعْتَقِدُوْنَ بِاِسْلَامِيْ اَوْ بِعَدَالَتِيْ فَكَيْفَ
يَأْتَمُّوْنَ بِيْ پس اسلام میرے یا عدالت کے یہ لوگ معتقد نہونگے پس کیونکر میرے پیچھے نماز پڑھینگے فَاَجَابَ الْحُرُّ بِاَنَّهُ
لَا يَعْتَقِدُ خُرُوْجَهُ بَاغِيًا بَلْ يَعْتَقِدُهُ مُسْلِمًا وَاِمَامًا عَادِلًا وَاَنَّهُ مَعَ مَنْ صَحِبَهُ يُصَلِّيْ خَلْفَهُ پس حر نے
جواب دیا کہ وہ آپکی تشریف لانے کو بغاوت نہین سمجھتا ہی بلکہ آپکو مسلمان یا امام عادل اپنے عقیدے سے جانتا ہی
اور وہ خود مع اپنے ہمراہیون کے نماز پڑھیگا وَاَيْضًا قَدْ ثَبَتَ مِنْهُ كَرَاهَةُ الْاِئْتِمَامِ بِمَنْ لَا يَعْتَقِدُهُ الْمَاْمُوْمُ
عَادِلًا وَثِقَةً اور یہ بھی آپکے فرمانے سے ثابت ہوا کہ جس پیشنماز کو آدمی عادل و ثقہ نجانتا ہو اوسکے پیچھے نماز
پڑھنا شریعت مین ناپسند ہی ... اَنْ يَؤُمَّ الرَّجُلُ مَنْ لَا يَثِقُ بِهِ فِي الدِّيْنِ اور یہ بھی مسئلہ اسی قول سے حضرت کے ثابت ہوگیا کہ
امام و پیشنماز کو مکروہ ہی اوس شخص کو اپنے پیچھے نماز پڑھانی جو اسکی نسبت حسن ظن نہ رکھتا ہو یعنی اسکو عادل نسمجھتا ہو

باب بست و یکم فوائد حر کے لشکر کو اپنے پیچھے نماز پڑھانے کی اور جواب اُس شبہ کا جو اسمیں وارد ہوتا ہی

تَدْبِيقِي هٰهُنَا اِشْكَالٌ فِقْهِيٌّ اس مقام پر ایک اعتراض کا ذکر کیا جاتا ہی جو علم فقہ سے متعلق ہی وَهُوَ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكَوْنِهِ فِي السَّفَرِ الْمُبَاحِ بَلِ الْوَاجِبِ لَا بُدَّ اَنْ يَّكُوْنَ مُقَصِّرًا فِي صَلٰوتِهِ وہ یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام سفر مباح بلکہ واجب میں تھے ضرور چار رکعتی نمازیں قصر کرتے ہونگے وَالْحُرُّ وَاَتْبَاعُهُ لِكَوْنِهِمْ خَوَارِجَ يَكُوْنُ سَفَرُهُمْ هٰذَا حَرَامًا فَلَا يَجُوْزُ لَهُمُ الْقَصْرُ اور حر مع اپنے اصحاب کے چونکہ امام پر خروج کر کے آیا تھا اُنکا سفر حرام تھا وہ قصر نہیں کر سکتے تھے بلکہ اُن پر پوری نماز پڑھنی واجب تھی وَقَدْ صَلَّى الْحُرُّ وَاَصْحَابُهُ مَعَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاقْتَدَوْا بِهٖ فِي كِلْتَا الْفَرِيْضَتَيْنِ حالانکہ حر نے مع اپنے اصحاب کے دونوں وقت کی نماز حضرت کے ساتھ پڑھی فَاِنْ قَصَّرَ هٰؤُلَاءِ فَكَيْفَ صَحَّتْ صَلٰوتُهُمْ وَالْحَالُ هٰذِهٖ وَاِنْ اَتَمُّوْا فَهُوَ اَيْضًا لَا يَخْلُوْ عَنْ اِشْكَالٍ پھر اگر ان لوگوں نے بھی نمازیں قصر کیں تو انکا سفر حرام تھا کیونکر قصر کر سکتے تھے اور اور اگر پوری نماز پڑھے اسمیں بھی اشکال ہی عَلٰى اَنَّهٗ كَيْفَ سَاَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يُّصَلُّوْا وَهُمْ مِنَ الْخَوَارِجِ الْمُنْكِرِيْنَ لِلْاِمَامِ فَلَا يَصِحُّ عَنْهُمْ عَمَلٌ لِخُرُوْجِهِمْ عَنِ الدِّيْنِ علاوہ یہ ہی کہ چونکہ وہ سب خارجی منکر امامت تھے کوئی عمل اُنکا صحیح نہ تھا پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن سے نماز پڑھنے کی درخواست کیوں کی وَالْجَوَابُ عَنْ تِلْكَ الشُّبْهَةِ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ قَالَ لِلْحُرِّ اَتُصَلِّيْ بِصَلٰوتِكَ كَمَا مَرَّ اور جواب اس شبہ کا یہ ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر سے اتنا ہی کہا تھا کہ تو جدا گانہ اپنی نماز پڑھیگا یا نہیں وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ اَرَادَ اِسْتِكْشَافَ الْاَمْرِ مِنْ عَزَائِمِهِمْ اور یہ فرمانا حضرت کا اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ آپکی غرض اس سے یہ تھی کہ انکی نیتوں کا حال دریافت کیا جائے وَاَنَّهُمْ مَاذَا يَعْتَقِدُوْنَ فِيْ اَمْرِ اِمَامَتِهٖ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ انکا عقیدہ میری امامت میں کیا ہے

وَهَلْ يَعْتَقِدُوْنَهٗ إِمَامًا حَقًّا أَوْ يَعْتَقِدُوْنَ الْخِلَافَةَ لِيَزِيْدَ وَأَنَّهٗ بَاغٍ عَلَيْهِ
اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ آیا اُس جناب کو امام برحق جانتے ہین یا کہ یزید کو خلیفہ جان کر اُس جناب
کو معاذ اللہ باغی سمجھتے ہین وَلَمَّا كَانَ فَرَزْدَقُ وَغَيْرُهٗ مِنَ الْمُوَافِقِيْنَ لِلْحُسَيْنِ ع
قَدْ أَخْبَرُوْهُ بِأَنَّ قُلُوْبَ أَهْلِ الْكُوْفَةِ مَعَكَ وَسُيُوْفَهُمْ عَلَيْكَ اور پھر چونکہ
مثل فرزدق شاعر وغیرہ کی جو لوگ حضرت سے راہ مین ملتی تھے اونھون نے بیان کیا
تھا کہ دل سے اہل کوفہ آپ کی امامت کے معتقد ہین مگر لڑنے پر بھی آپ سے تیار ہین
فَيَحْتَمِلُ عَلٰى ظَاهِرِ الشَّرْعِ أَنَّ أَهْلَ الْكُوْفَةِ إِنَّمَا يُحَارِبُوْنَهٗ لِلْأُمُوْرِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَيَظُنُّوْنَ
يَزِيْدَ وَأَتْبَاعَهٗ سَلَاطِيْنَ الْجَوْرِ لَا أَئِمَّةَ الدِّيْنِ پس ظاہر شریعت پر احتمال ہوتا
تھا کہ اہل کوفہ آپ سے سلطنت دنیوی کے واسطے لڑتے ہین اور یزید اور تابعان یزید کو
بادشاہ ظالم سمجھتے ہین امام برحق نہین جانتے فَلَمَّا أَجَابَ الْحُرُّ بِأَنَّهٗ يَقْتَدِيْ بِهٖ فِي الصَّلٰوةِ
وَلَمْ يُنْكِرْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ الْاِقْتِدَاءِ پس جسوقت حر نے یہ جواب دیا
کہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیگا اور ہمراہیان حر مین سے کسی نے انکار نکیا کہ انکے پیچھے نماز نہ
پڑھنی چاہیے وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا قَالَ حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ يَوْمَ عَاشُوْرَا
إِنَّ صَلٰوتَكَ لَا تُقْبَلُ وَقَدْ غَارَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اور کسی نے
ہمراہیان حر مین سے وہ کلام شقاوت انجام نہین کہا کہ جو حصین بن نمیر نے بروز عاشورہ
حضرت کو کہا تھا کہ تمھاری نماز معاذ اللہ مقبول نہین ہے یعنی خلیفہ پر خروج کیا ہے اور
اسی کلام پر حضرت حبیب بن مظاہر کو طیش آیا فَظَهَرَ مِنْ قَوْلِ الْحُرِّ وَاتِّبَاعِ غَيْرِهٖ مِنْ أَصْحَابِهٖ
أَنَّهُمْ إِلٰى ذٰلِكَ الْيَوْمِ لَيْسُوْا مِنَ الْخَوَارِجِ وَالنَّوَاصِبِ وَإِنْ سَارُوْا مِنَ الْكُوْفَةِ لِيَمْنَعُوْهُ
مِنَ الْمَسِيْرِ وَيَذْهَبُوْا بِهٖ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ پس ظاہر ہوا حر کے اس کہنے سے کہ مین آپکے پیچھے
نماز پڑھونگا اور ہمراہیان حر کی بھی انکار نکرنے سے کہ وہ سب لوگ اس وقت تک خارجی
اور ناصبی نہین ہین اگرچہ کوفہ سے آئے ہین کہ آپ کو اور کسیطرف جانے ندین اور ابن زیاد
کے پاس لیجائین وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ قَوْلُ الْحُرِّ أَيْضًا كَمَا يَأْتِيْ إِنِّيْ مَا أُمِرْتُ بِقِتَالِكَ بَلْ أُمِرْتُ
أَنْ آتِيَ بِكَ إِلَى الْأَمِيْرِ ابْنِ زِيَادٍ اور نیز حر کی اس کلام سے بھی ظاہر ہوگا جو آیندہ مذکور ہوگا

کہ مین آپ سے لڑنے پر مامور نہین ہوا ہون بلکہ مجھے تو اسیقدر حکم ہی کہ آپکو ابن زیاد
کے پاس لیجاؤن فَلَمَّا ظَهَرَ مِنْ نِيَّاتِهِمْ اَنَّهُمْ لَيْسُوا مِنَ الْخَوَارِجِ اِلٰى ذٰلِكَ الْوَقْتِ
وَاِنْ كَانَ سَفَرُهُمْ مَعْصِيَةً قَبْلَ ذٰلِكَ الظُّهُورِ لٰكِنَّ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ يَجِبُ عَلَيْهِمُ
الْقَصْرُ فِي الْمَقَامِ جب اُنکے نیتین ظاہر ہوگئین اور معلوم ہوا کہ اونہون نے امام پر خروج
نہین کیا ہے اگرچہ یہ سفر اون کا حرام تھا لیکن اسوقت نماز کا قصر کرسکتے ہین اور
اور نماز صحیح ہوسکتی ہے وَاَيْضًا اِذَا رَجَعُوا اِلٰى اَوْطَانِهِمْ فَيَحْكُمُ عَلَيْهِمْ بِالْقَصْرِ اَيْضًا جب وہ اپنے
وطن کو پلٹ جائین اثناء راہ مین بھی قصر کرینگے اسلیئے کہ سفر حرام سے جو شخص اپنے وطن کو
پلٹے اور کسی اور وجہ سے پلٹتے وقت اُسکا سفر حرام نہو تو وہ قصر کرسکتا ہی بنا بر فتوی بعض
علما کے فَثَبَتَ مِنْ هٰذَا صِحَّةُ الْاِقْتِدَاءِ وَالْاِئْتِمَامِ لِلْحُرِّ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اس
بیان سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ نماز حر اور اصحاب حر کی جو حضرت کے پیچھے پڑھتے تھے
صحیح تھی اور وہ نماز قصر کے طور پر پڑھی تھی وَظَهَرَ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ اَتُصَلِّي بِصَلٰوتِكَ
مَعْنًى اٰخَرُ وَاِنْ لَمْ يَفْهَمْهُ الْمُخَاطَبُ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْفُرْسَانِ اَيْضًا آپ کا ارشاد جو حر سے
ہوا کہ آیا تو اپنی نماز الگ پڑھیگا اسکے ایک اور معنی بھی ظاہر ہوئے اگرچہ حر اور اُسکے ہمراہیون
کی سمجھ مین نہ آیا ہو وَهُوَ الْمَعْنَى الدَّافِعُ لِجَمِيعِ الْاِحْتِمَالَاتِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا فِي اِيرَادِ الشُّبْهَةِ
وَجَوَابِهَا اور یہ وہ معنی ہین جو کہ تمام احتمالات مذکورہ شبہ کو دفع کرتے ہین اور جملہ
احتمالات کے جواب پر شامل ہین وَتَفْصِيلُ ذٰلِكَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اَتُصَلِّي بِصَلٰوتِكَ الَّتِي
تَزْعَمُهَا صَحِيحَةً وَهِيَ لَيْسَتْ بِصَحِيحَةٍ بَلْ بَاطِلَةٌ سَوَاءٌ قَصَرْتَهَا اَوْ اَتْمَمْتَ تفصیل اس معنی کے یہ ہے آپنے
حر سے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی وہ نماز الگ پڑھیگا جسکو تو صحیح سمجھتا ہی اور وہ صحیح نہین ہی بلکہ
باطل ہی قصر کرے خواہ پوری پڑھے فَاِنَّ صِحَّةَ الْاَعْمَالِ الْفُرُوعِيَّةِ كَالصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهِمَا
مَشْرُوطَةٌ بِصِحَّةِ اُصُولِ الْخَمْسِ وَمِنْ جُمْلَتِهَا الْاِمَامَةُ اسلیئے کہ اعمال فروع دین کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہی
کہ اصول دین کا عقیدہ صحیح ہو اور منجملہ پانچون اصول دین کے ایک امامت بھی ہی فَاِنَّ مَنْ لَمْ
يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً یہ اسلیئے کہ جو شخص اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے
یہانتک کہ مرجاے اُسکی موت جاہلیت پر ہوگی یعنے بیدین مرے گا هٰذَا عَلٰى تَقْدِيرِ كَوْنِ

الحُرُّ مُعتَقِدًا لِخلافَةِ یزیدَ۔ یہ معنی اُسوقت مراد ہونگے کہ اگر حر خلافت یزید کا معتقد ہو
فَلَمَّا اَجابَ الحُرُّ بِقَولِہٖ لَا ثَبَتَ کَونُہٗ مُسلِمًا غَیرَ بَاغٍ عَلَیہِ جب حر نے جواب دیا کہ نہین
اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ مسلمان ہے اور آپ کو امام جانتا ہے اور آپ پر بغاوت نہین کی
اَو یَکُونُ المُرادُ مِن قَولِہٖ عَلَیہِ السَّلامُ لِلحُرِّ اَتُصَلِّی بِصَلوٰتِکَ الَّتِی تُصَلِّیہَا مَقصُورَۃً
مُنذُ یَومِ خُرُوجِکَ مِنَ الکُوفَۃِ یا مراد حضرت کی یہ تھی کہ حر سے آپ نے فرمایا کہ تو اپنی
وہی نماز الگ پڑھیگا جسکو تو قصر کرکے پڑھتا ہے جس دن سے کوفہ سے چلا ہے مَعَ اَنَّھَا
لَا تَصِحُّ فَاِنَّ سَفَرَکَ حَرَامٌ یَجِبُ عَلَیکَ اِتمَامُ الصَّلوٰۃِ اسلئے کہ سفر تیرا حرام ہے نماز
تجکو پوری پڑھنی چاہیئے ھٰذَا اِذَا لَم یَکُنِ الحُرُّ مُعتَقِدًا لِخِلَافَۃِ یَزِیدَ بَل یَعتَقِدُ
الحُسَینَ عَلَیہِ السَّلامُ اِمَامًا حَقًّا لٰکِن اِنَّمَا اَتٰی لِیُعِیقَہٗ طَلَبًا لِمَا فِیہِ نَیلُ العَاجِلِ
مِن دُنیَاہُ یہ معنی تو آپ کے قول کے اوسوقت ہین جبکہ حر خلافت یزید کا معتقد نہو بلکہ
حضرت کو امام حق جانتا ہو مگر آپ کے راہ روکنے کے واسطے فقط بطمع دنیا کوفہ سے نکلا ہو فَیَکُونُ
سَفَرُہٗ حَرَامًا وَالصَّلوٰۃُ لَا یَجُوزُ القَصرُ فِیہَا وَیَثبُتُ مَا اَخبَرَ بِہِ الفَرَزدَقُ وَغَیرُہٗ
اَنَّ قُلُوبَھُم مَعَکَ وَسُیُوفَھُم عَلَیکَ پس سفر حر کا حرام ہوگا نماز کا قصر جایز نہوگا
اور جو فرزدق وغیرہ نے کہا تھا وہ ثابت ہو جائیگا کہ دل کوفیون کے آپ کی امامت
کے معتقد ہین مگر لڑنے پر بھی آپ سے طیار ہین اَوْ اَرَادَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلامُ بِقَولِہٖ
لِلحُرِّ اَتُصَلِّی بِصَلوٰتِکَ اَنَّہٗ وَاِن لَّم یَکُن بَاغِیًا عَلَیہِ وَلَا مُنکِرًا مِن اِمَامَتِہٖ
یا حضرت نے جو حر سے فرمایا کہ تو اپنی نماز الگ پڑھیگا اوس سے مراد یہ ہو کہ اگرچہ حر باغی
نہین ہے اور نہ آپ کی امامت کا منکر ہے لٰکِنَّہٗ یَخَافُ وَیَتَّقِی مِنِ ابنِ زِیَادٍ وَغَیرِہٖ
تُقَاۃً فَلَوِ اقتَدٰی بِالحُسَینِ عَلَیہِ السَّلامُ فِی الصَّلوٰۃِ لَاَصَابَہٗ
ضَرَرٌ فِی عِرضِہٖ اَو مَالِہٖ اَو دَمِہٖ لیکن حر کو خوف ہے اور تقیہ کرتا ہے کہ
اگر حضرت کے پیچھے نماز پڑھیگا اوسکی آبرو یا مال یا جان کو ضرر پہونچیگا
فَمَن کَانَ عَلٰی مِثلِ تِلکَ الحَالِ یَجُوزُ لَہٗ اَن یَّتَّقِیَ وَیُصَلِّیَ بِصَلوٰتِہٖ
عَلَی حِدَۃٍ اور جو شخص ایسی حالت خوف مین ہے اوسکو بنظر تقیہ جائز ہے کہ اپنی نماز

الگ پڑھے فَکَانَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَذِنَ لِلْحُرِّ اَنْ یُّصَلِّیَ بِصَلٰوتِہٖ اِنْ کَانَ خَائِفًا
پس گویا حضرت نے حر کو اجازت دی کہ اگر اوسکو خوف ہو تو اپنی نماز
جداگانہ پڑھے فَاَجَابَ الْحُرُّ بِقَوْلِہٖ لِاَ وعُلِمَ مِنْہُ اَنَّہٗ لَا یَخَافُ
عَلٰی مَالِہٖ وَعِرْضِہٖ وَدَمِہٖ فِی الْاِقْتِدَاءِ بِالصَّلٰوۃِ بِہٖ پس حر نے
جواب دیا کہ اوسے حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے مین اپنی آبرو اور
مال اور جان کا کچھ خوف نہین ہے وَلَا یَخَافُ اَصْحَابُہٗ اَیْضًا
فِی ذٰلِکَ اور اوس کے اصحاب بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھنے
مین کچھ خایف نہین ہین ھٰذَا مَا کَانَ مِنَ الْاَغْرَاضِ الْمُتَعَلِّقَۃِ بِالْجَوَابِ
الَّذِیْ اَتٰی بِہِ الْحُرُّ یہان تک تو بیان اون فوائد کا تھا جو متعلق حر کے
جواب دینے سے تھے وَقَدْ اِشْتَمَلَ ذٰلِکَ السُّؤَالُ اَغْرَاضًا اُخَرَ
لیکن ارشاد امام جو حر سے نماز پڑھنے کو ہوا اوسمین اور بھی چند اغراض تھے
مِنْہَا اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِخْتَبَرَحَالَھُمْ فِیْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ
وَتَرْکِہَا اون مین سے ایک یہ بھی غرض ہو کہ آپ نے اون کے حال کا امتحان
کیا کہ پابند نماز پڑھنے کے ہین یا نماز بھی چھوڑ دی ہو وَھَلْ بَقِیَ فِیْہِمْ شَیْءٌ مِنْ
مَعَالِمِ الدِّیْنِ وَاِقَامَۃِ الشَّرَائِعِ اَمْ صَارُوْا فِی الْجَہَالَۃِ وَضَلُّوْا وَبَعُدُوْا
عَنِ الْحَقِّ حَتّٰی تَرَکُوْا سُنَنَ الْاِسْلَامِ اب کسی قدر نشانیان دین اسلام کی
اور مسائل شرعی کا برپا کرنا اِن مین باقی بھی ہو یا جہالت بڑھ گئی ہو اور اسقدر
گمراہ ہوکر دین حق سے دور ہوگئے ہین کہ اسلام کے طریقے اور آداب شریعت
کو ترک کر دیا ہو وَارْتَدُّوْا عَلَی الْاَعْقَابِ فَہُمْ وَالْکُفَّارُ شَرْعٌ سَوَاءٌ اور
مثل بیٹے باپ دادا کے کفر مین ہو گئے ہین پس اب یہ لوگ اور کفار دونون
برابر ہین وَاِنَّمَا کَانَ ذٰلِکَ الْاِمْتِحَانُ وَاجِبًا لِاَنَّہٗ یُرِیْدُ بَعْدَ الْفَرَاغِ
مِنْ قَوْلِہٖ ھٰذَا اَنْ یُّخَاطِبَہُمْ بِخِطَابٍ اٰخَرَ اور یہ امتحان لشکر حر کا اسواسطے
واجب تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام بعد اسکے کہ اون سے درخواست نماز

پڑھنے کی کرین کچھ اور بھی اون سے کہا چاہتے تھے فَمَنْ لَمْ يُعْرَفْ سَيْرَتُهُمْ
فِي بَقَائِهِمْ عَلَى الْإِسْلَامِ ظَاهِرًا كَيْفَ يَجُوزُ إِلَيْهِمُ الْخِطَابُ بِالْخُطْبَةِ
الثَّانِيَةِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اور جب تک یہ معلوم نہو جاوے کہ
یہ لوگ بظاہر دین اسلام پر باقی ہین کیونکر جائز ہو گا اونکی طرف خطاب کرنا
ایسی باتون سے جو دوسرے خطبہ مین آپ نے فرمائے ہین بعد پڑھنے نماز
عصر کے وَمِنْهَا أَنَّهُمْ إِذَا صَلَّوْا خَلْفَهُ وَلَمْ يُنْكِرُوا عَلَيْهِ فَقَدْ تَمَّتْ
عَلَيْهِمُ الْحُجَّةُ ایک یہ بھی غرض حضرت امام علیہ السلام کی تھی کہ جب وہ لوگ
آپ کے پیچھے نماز پڑھ لین گے اور انکار نہ کرین گے پھر تو اون کے اوپر حجت
پوری پوری تمام ہو جائیگی فَإِنَّ مَنْ يُصَلِّي خَلْفَ إِمَامٍ لَا بُدَّ وَأَنْ يَعْتَقِدَهُ
عَادِلًا اسلیے کہ جو شخص کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہی ضرور اوسکو مومن عادل
سمجھتا ہی وَلَا أَقَلَّ مِنْ أَنْ يَعْتَقِدَهُ أَخَاهُ فِي الْإِسْلَامِ اور کم سے کم
یہ ہی بنا بر مذہب اہل سنت کے کہ اوسکو اپنا مسلمان بھائی تو سمجھتا ہی فَكَيْفَ
يَجُوزُ لِلْمُصَلِّي خَلْفَ رَجُلٍ أَنْ يَقْتُلَهُ أَوْ يُحَارِبَهُ اب کیونکر جائز ہو گا
کہ جو شخص کسی کے پیچھے نماز پڑھے پھر اوسکو قتل کرے وَإِذَا قَتَلَهُ أَوْ قَاتَلَ
مَعَهُ فَصَدَقَ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ
جَهَنَّمُ اب اگر اوسکو قتل کرے یا اوس سے لڑے پس اس شخص پر مضمون
اس آیہ کا صادق ہو گا کہ جو شخص مومن کو عمداً قتل کرے ہمیشہ آتش دوزخ
سے جلیگا وَمِنْهَا أَنَّ الْحُرَّ وَأَصْحَابَهُ وَهُمْ أَلْفُ فَارِسٍ إِذَا اقْتَدَوْا
بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الصَّلٰوةِ فَيَشِيعُ ذٰلِكَ الْخَبَرُ ایک یہ بھی غرض حضرت
کی تھی کہ حر اور ہزار سوار جسوقت آپ کے پیچھے نماز پڑھین گے تو یہ خبر مشہو ہوگی
حَتّٰى يَسْمَعَهُ عَوَامُّ النَّاسِ یہان تک کہ عام مسلمان بھی اس خبر کو سنین گے
فَيَرْتَفِعُ عَنْ قُلُوبِهِمْ شُبُهَاتُ الْخُرُوجِ وَغَيْرِهِ كَمَا نَسَبُوا إِلَيْهِ
أَتْبَاعُ بَنِي أُمَيَّةَ اس خبر کے سننے سے جو شبہ عوام الناس کے دل مین

پڑے ہین کہ معاذ اللہ خارجی کی نسبت بنی امیہ حضرت کی طرف دیتے ہین
وہ شبہ نکل جائین وَيَعْلَمُونَ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِمَامٌ حَقٌّ مُفْتَرَضٌ
بِطَاعَتِهٖ حَتّٰى صَلّٰى خَلْفَهٗ جَمَاعَةٌ مِنْ مُسْلِمِي الْكُوفَةِ وَاَعْيَانِهِمْ
اور جانین گے عام لوگ کہ جناب امام حسین علیہ السلام امام برحق ہین اسلیئے کہ
اون کے پیچھے کوفہ کے ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور نامی گرامی آدمی اوس
جماعت مین شریک تھے وَهٰذَا يَكُوْنُ اَنْفٰى لِلشَّكِّ عَنْ قُلُوْبِهِمْ فَعَسٰى اَنْ
يَّكُفُّوْا عَنْ حَرْبِهٖ وَيُطِيْعُوْهُ فِى الدِّيْنِ فَاِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا بَعْدَ عِلْمِهِمْ بِذٰلِكَ
فَيَكُوْنَ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ اَتَمَّ شاید کہ اس رفع شک کے بعد آپ سے نہ لڑین اور آپ
کی اطاعت امور دین مین کرین اور اگر بعد اس علم کے بھی باز نہ آدین اوسوقت حجت
اونپر زیادہ تمام ہوگی وَمِنْهَا اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ اَحْسَنَ اِلَيْهِمْ فَسَقَاهُمْ وَ
نَجَّاهُمْ عَنِ الْعَطَشِ الَّذِيْ كَادَ اَنْ يَّمُوْتُوْا مِنْهُ یہ بھی ایک غرض حضرت کی تھی
کہ آپ نے اونپر احسان کیا تھا اون کو پانی پلایا تھا اور ایسی پیاس سے اونکو
نجات دی تھی کہ شاید اوسے پیاس سے وہ مرجاتے ثُمَّ اِذَا اقْتَدَوْا بِهٖ
فِى الصَّلٰوةِ وَيُرِيْدُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاِنْصِرَافَ وَلَا يَسِيْرُ مَعَهُمْ اِلَى الْكُوْفَةِ
پھر جب بعد اس احسان مند ہونے کے وہ لوگ آپ کے پیچھے نماز بھی پڑھ لین گے
اور حضرت امام حسین علیہ السلام قصد واپسی کا کرینگے اور اونکے ساتھ کوفہ کو نجائینگے
فَعَسٰى اَنْ يَّاْخُذَهُمُ الرَّاْفَةُ عَلَيْهِ وَعَسٰى اَنْ يَّنْدَمُوْا عَلٰى مَا اَتٰى بِهِمْ مِنَ
الْمُوَاسَاتِ الَّتِيْ وَاسٰى بِهَا الْاِمَامُ اِلَيْهِمْ وَنَظَرًا اِلٰى اَنَّهُمْ اخْتَارُوْهُ اِمَامًا
لِصَلٰوتِهِمْ پس شاید کہ اون کے دل مین ایک قسم کی محبت پیدا ہوجائے بنسبت
حضرت کے اور اونکو ندامت حاصل ہو اون مہربانیون کو یاد کرکے جو ابھی حضرت نے
اونپر کی ہین اور نیز اس خیال سے کہ اوس جناب کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہین
یہ فوائد جو بیان کیے گئے ہین وہی ہین جو قرینے سے ظاہر ہوتے ہین اور کیا عجب کہ
کہ حجت اللہ کی اور بھی اغراض ہون جو ہمارے سمجھ مین نہین آتے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

باب بست ودوم حر کے لشکر کو نماز عصر پڑہانے کے حضرت امام حسین علیہ السلام کا نصیحت کرنا اور حر کا سدراہ ہونا اور گفتگو سخت کا درمیان مین آنا جو دراصل بشارت وہی شہادت حر کی تھی

قَالَ فِي الْبِحَارِ ثُمَّ دَخَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ بحار مین روایت کی ہی کہ ظہر کی نماز بجماعت پڑھا کر حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمہ مین داخل ہوئے اوسوقت سب اصحاب حضرت کے آپ کے پاس جا بیٹھے اسلیے کہ وہ وقت اگر خیال کیا جائے تو بڑی تشویش کا تہا وَانْصَرَفَ الْحُرُّ مَكَانَهُ الَّذِي كَانَ فِيهِ فَدَخَلَ خَيْمَةً قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ خَمْسُمِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ حر اپنی جگہ پلٹ آیا اور جو خیمہ اوسکے واسطے نصب کیا گیا تھا اوسمین داخل ہوا اور پانسو آدمی اوسکے ہمراہیون مین سے حر کے پاس جا بیٹھے وَعَادَ الْبَاقُونَ إِلَى صَفِّهِمُ الَّذِي كَانُوا فِيهِ ثُمَّ أَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ بِعِنَانِ دَابَّتِهِ وَجَلَسَ فِي ظِلِّهَا اور باقیماندہ ہمراہیان حر اپنے صف مین پلٹ آئے جس مین پہلے کھڑے تھے اور چونکہ دھوپ بہت کڑی تھی ہرایک نے اپنے مرکب کی باگ پکڑ لی اور اپنے اپنے گھوڑے یا اونٹ کے سایہ مین بیٹھا فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ أَمَرَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَتَهَيَّأُوا لِلرَّحِيلِ فَفَعَلُوا جب عصر کا وقت آپہونچا حضرت نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اب کوچ کی تیاری کرو چنانچہ تیاری ہوگئی ثُمَّ أَمَرَ مُنَادِيَهُ فَنَادَى بِالْعَصْرِ وَأَقَامَ پھر اپنے مؤذن کو آپنے حکم دیا اوسنون نے نماز عصر کی اذان اور اقامت کہی فَاسْتَقْدَمَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَامَ فَصَلَّى بِالْقَوْمِ ثُمَّ سَلَّمَ وَانْصَرَفَ إِلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ حضرت امام حسین علیہ السلام صفون کے آگے جا کھڑے ہوئے اور اپنے اصحاب اور لشکر حر دونون کو نماز جماعت پڑھائی اور بعد فراغ نماز کے اونکی طرف منہ کرکے آپ کھڑے ہوئے فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّكُمْ إِنْ تَتَّقُوا اللهَ وَتَعْرِفُوا الْحَقَّ

لِاَهْلِهِ یکنُ اَرْضٰی لِلّٰہِ پس حمد وثنا ے الٰہی بجا لا کر آپ نے فرمایا کہ بعد حمد وصلوٰۃ کے
معلوم ہوا ے گروہ مردمان اگر تم خدا سے ڈرو اور جسکا حق امامت اور خلافت مین ہی
اوسکو پہچانو تو یہ بات نہایت خوشنودی خدا کی باعث ہی وَنَحْنُ اَھْلُ بَیْتِ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْلٰی بِوِلَایَةِ ھٰذَا الْاَمْرِ عَلَیْکُمْ مِنْ ھٰؤُلَاءِ الْمُدَّعِیْنَ
مَالَیْسَ لَھُمْ وَالسَّائِرِیْنَ عَلَیْکُمْ بِالْجَوْرِ وَالْعُدْوَانِ اور ہم منجملہ اہل بیت محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین جو بہت لائق ہین امامت اور خلافت کرنے کے تم پر
بہ نسبت اِن مدعیان باطل کے جو ایسی چیز کے مدعی ہین کہ اونکے لائق نہین ہی اور ظلم
اور جور سے تم پر حکومت کر رہے ہین فَاِنْ اَبَیْتُمْ اِلَّا الْکُرْهَ لَنَا وَالْجَھْلَ بِحَقِّنَا
وَکَانَ رَاْیُکُمُ الْاٰنَ غَیْرَ مَا اَتَتْنِیْ بِهٖ کُتُبُکُمْ وَقَدِمَتْ عَلَیَّ بِهٖ رُسُلُکُمْ اِنْصَرَفْتُ
عَنْکُمْ پہر اگر تم میری اطاعت کو نا منظور ہی کرتے ہو اور اب تمھاری راے خلاف
اوس راے کے ہی جو تم نے اپنے خطوط مین لکھی تھی اور جو زبانی تمھارے بھیجے ہوے معتمد
آدمیون نے مجھ سے بیان کیا تھا تو مین اسی جگہ سے پلٹ جاؤن قُلْتُ اِنَّمَا دَعَاهُ
اِلٰی مُخَاطَبَتِھِمْ ثَانِیًا اَمْرَانِ اَحَدُھُمَا سُکُوْتُھُمْ بَعْدَ الْخُطْبَةِ الْاُوْلٰی مین کہتا ہون
کہ دوبارہ آپ کو اون سے کلام کرنا دو سبب سے مناسب تھا پہلے تو یہ کہ بعد پڑھنے
خطبۂ اول کے وہ سب چپ ہو گئے تھے اور کچھ جواب ہست ونیست کا نہین دیا تھا
وَالثَّانِیْ اِتْمَامُ الْحُجَّةِ بِقَوْلِهٖ اِنْصَرَفْتُ عَنْکُمْ مَرَّتَیْنِ اور دوسرا سبب تمام حجت
اونپر کرنا تھا کہ دو مرتبہ آپ نے پلٹ جانے کی درخواست کی جس سے یہ ظاہر ہو گیا
کہ مین نے خروج یزید پر نہین کیا ہی اور مین نے اوسکو لڑائی پر برانگیختہ نہین کیا ہی
وَعَلَیْکَ بِالتَّاَمُّلِ الصَّادِقِ فِی الْخُطْبَتَیْنِ فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ اَوَّلِ الْاَمْرِ
اِسْتَدْعٰی لِلْاِنْصِرَافِ الْخَاصِّ اَعْنِیْ اِلَی الْکَعْبَةِ اَوْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَلَمْ یَرْضَوْا بِهٖ
دونون خطبون مین غور اور تامل کرنا چاہیے کہ پہلے حضرت نے اپنے پلٹ جانے کی
خاص بطرف مکہ یا مدینہ کے درخواست کی اور اوسپر وہ لوگ راضی نہوئے ثُمَّ
اسْتَدْعٰی ثَانِیًا لِلْاِنْصِرَافِ الْعَامِّ اِلٰی اَیِّ مَکَانٍ اَوْ اَیِّ بَلَدٍ غَیْرِ الْحَرَمَیْنِ

الشَّمَرِ تَيَقُّنِ فَلَمْ يَرْضَوا بِهِ اَيْضًا پھر دوبارہ آپ نے عام پلٹ جانے کی درخوست
کی یعنی سوائے مکہ اور مدینہ کے جسطرف مین چاہون چلا جاؤن اسکو بھی اونھون نے
منظور نہین کیا فَصَدَقَ حِيْنَئِذٍ قَوْلُهُ وَلَوْ دَخَلْتُ فِىْ جُحْرِ هَامَّةٍ مِنْ هَوَامِّ
الْاَرْضِ لَيَسْتَخْرِجُوْنِىْ حَتّٰى يَقْتُلُوْنِىْ اب ثابت ہوگیا جو امام حسین علیہ السلام نے
فرمایا تھا کہ اگر مین سوراخ مین کسی جانور کے گھس جاؤن اوسمین سے بھی مجھے نکال کر
قتل کرینگے وَثَبَتَ اَنَّهُ كُلَّ مَنْ كَانَ يُشَاوِرُهُ بِاَنْ يَرْحَلَ اِلَى الْيَمَنِ اَوْ اِلٰى غَيْرِهِ مِنَ
الْبِلَادِ اَوْ يَلْجَاءَ اِلَى الْكُهُوْفِ وَالشِّعَابِ فَاِنَّمَا كَانَ رَاْيُهُ سَخِيْفًا اِنْ كَانَ غَيْرَ نَاصِبٍ
لِعَدَاوَتِهِ اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جو شخص آپ کو اس امر کا مشورہ دیتا تھا کہ یمن کی
طرف چلے جائیے یا اور ملکون کی طرف خواہ پہاڑون کے غارمین اور کھوہ مین پناہ
لیجیے اوسکی رائے اور تجویز خراب تھی اگر وہ شخص براہ دشمنی یہ مشورہ نہین دیتا تھا
وَاِلَّا فَهُوَ يَسْتَهْزِءُ بِهٖ قَاتَلَهُ اللّٰهُ بِكُفْرِهٖ اور اگر وہ دشمن تھا تو یہ مشورہ اوسکا
بنظر استہزا اور خندہ زنی کے تھا خدا اوسپر لعنت کرے وَلْنَرْجِعْ اِلَى الرِّوَايَةِ اب ہم
بقیہ روایت بحار کی طرف رجوع کرتے ہین جب حضرت نے دوسرا خطبہ بعد نماز عصر کے
پڑھا اور خطوط کوفیون کا دوبارہ پھر ذکر کیا فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ اَنَا وَاللّٰهِ مَا اَدْرِىْ مَا هٰذِهِ
الْكُتُبُ وَالرُّسُلُ الَّتِىْ تَذْكُرُ حر نے جواب دیا کہ مجھے قسم بخدا نہین معلوم ہے یہ
کس کس کے خطوط ہین جنکا آپ باربار ذکر کرتے ہین اور وہ کون لوگ آپ کے پاس
بھیجے گئے تھے جنکو آپ یاد دلاتے ہین فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ
يَا عُقْبَةَ بْنَ سَمْعَانَ اَخْرِجِ الْخُرْجَيْنِ الَّذَيْنِ فِيْهِمَا كُتُبُهُمْ اِلَيَّ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ اے عقبہ بن سمعان وہ دونون خرجیان
جو ان کے خطون سے بھری ہوئی ہین میرے پاس لاؤ فَاَخْرَجَ خُرْجَيْنِ مَمْلُوَّيْنِ
صُحُفًا فَنُشِرَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ اوس دیندار نے دونون خرجیان لاکر رکھدین
بس وہ خطوط آپ کے سامنے پھیلا دیے گئے فَقَالَ الْحُرُّ لَسْنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ
كَتَبُوْا اِلَيْكَ حر نے کہا کہ ہم اون لوگون مین نہین ہین جنھون نے آپ کو خط لکھے ہین

وقد امرنا انا اذا لقيناك لا نفارقك حتى نقدمك الكوفة الى عبيد
الله بن زياد یعنی ہم تو اسی بات پر مامور ہوئے ہیں کہ جہاں آپ سے ملاقات ہو
آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں یہاں تک کہ آپ کو کوفہ میں ابن زیاد کے پاس لیچلیں
فقال الحسين عليه السلام الموت ادنى اليك من ذلك حضرت امام حسین
علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے کوفہ میں جانے سے تو پہلے موت تجکو آجائیگی تو مجکو
کوفہ میں کب لیجا سکتا ہے قلت اما قول الحر بان من مع مسلم ليس من الذين
كتبوا اليه فلا يبعد ان يكون صحيحا میں کہتا ہوں کہ یہ جو حر نے کہا وہ مع
اپنے ہمراہیوں کے اون لوگوں میں نہیں داخل ہیں جنہوں نے آپ کو خط لکھے
تھے عجب نہیں کہ یہ کہنا حر کا صحیح ہو فيكون ابن زياد انما اختار وانتخب من
اهل الكوفة اولا ليبعثهم الى الحسين عليه السلام هؤلاء الذين لم يكونوا
بايعوا مسلما رحمه اور ابن زیاد نے ہیں چنکر کوفیوں میں سے اونہیں لوگونکو
بھیجا ہو جنہوں نے حضرت مسلم رحمہ اللہ سے بیعت نہیں کی تھی اور نہ طلب میں حضرت
امام حسین علیہ السلام کے خط لکھے تھے والمصلحة في ذلك ظاهرة فان الشك
في التجائهم بالحسين عليه السلام يكون مانعا له من بعثهم اليه اسلیے کہ
اون لوگوں کا ملجانا حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہی مصلحت ظاہری تھی جسنے
ابن زیاد کو شک میں ڈال دیا تھا کہ اون لوگوں کو حضرت کی طرف مقابلہ کرنے کو بھیجے
واما قول الحسين عليه السلام للحر ان الموت ادنى واقرب اليك من ذلك
اي من قدومي الى الكوفة فهو وان وقع على سبيل التهديد للحر لیکن
حضرت کا فرمانا حر سے کہ تیری موت میرے کوفہ میں جانے سے پہلے آجائیگی اگرچہ یہ
کلام بطور تہدید اور خوف دلانے کے سرزد ہوا ہو لكنه كلام صادر عن ابلغ
البلغاء في يومه هذا وحجة الله على خلقه فهو تلميح مليح لیکن یہ کلام ایسے
شخص کا ہے جسکے برابر آج روے زمین پر کوئی فصیح اور بلیغ نہیں ہے اور کلام امام کا ہے
جو تمام خلائق پر حجت خدا ہیں پس اس کلام میں ایک لطیف اور پاکیزہ کنایہ بھی ہے

كَانَّهٗ يُخْبِرُ بِشَهَادَةِ الْحُرِّ وَمَوْتِهٖ قَبْلَ دُخُولِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكُوفَةِ
گویا کہ آپ اس بات کی خبر دیتے ہین کہ حر کی شہادت واقع ہو جائیگی قبل ازان کہ آپ
کوفہ مین داخل ہون وَاِنَّمَا اُدْخِلَ فِيْهَا رَاسُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ
شَهَادَتِهٖ وَشَهَادَةِ الْحُرِّ اور کوفہ مین آپ کا سر مبارک داخل کیا گیا بعد آپ کی
شہادت اور حر کی شہادت کے فَصَدَقَ مَا قَالَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيْهِ
بِشَارَةٌ ثَالِثَةٌ لِلْحُرِّ بِاَنَّهٗ يَكُوْنُ مِنْ اَنْصَارِهٖ پس جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ سچ تھا
لہذا یہ قول حضرت کا گویا تیسری بشارت ہی کہ حر آپ کے انصار مین داخل ہو کر
شہید ہونگے وَلِذٰلِكَ اَجْمَلَ فِيْ قَوْلِهٖ غَايَةَ الْاِجْمَالِ وَلَمْ يَقُلْ صَرِيْحًا بِاَنَّكَ
اِنْ تَعَرَّضْتَ لِيْ فِي الْمَسِيْرِ اَوْ اَتَيْتَ اِلَيَّ بِسُوْءِ صَنِيْعٍ لَقَتَلْتُكَ اَوْ قَتَلَكَ
اَصْحَابِيْ اسی واسطے حضرت نے اس کلام کو بہت مجمل ارشاد فرمایا اور صاف
صاف یہ نکہا کہ اگر تو مجھسے تعرض کریگا یا کسی بد اطواری سے پیش آئیگا مین تجکو
قتل کرونگا یا میرے اصحاب کے ہاتھ سے مارا جائیگا فَمَنْطُوْقُهُ الْعَامُّ هُوَ كَوْنُ
الْحُرِّ مَيِّتًا قَبْلَ ذَهَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْكُوْفَةِ بِاَيِّ نَحْوٍ يَمُوْتُ الْحُرُّ
وَبِاَيِّ نَحْوٍ يَصِلُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْكُوْفَةِ اسلیے کہ اسکے عام معنے یہی ہین
کہ حر کی موت واقع ہو گی قبل جانے حضرت امام حسین علیہ السلام کے کوفہ مین
کسی طرح پر حر کیون نہ مرے اور کسی طرح حضرت کوفہ مین کیون نہ پہونچین وَهُوَ
اَيْضًا مِنْ اَخْبَارِهٖ بِالْغَيْبِ وَاَنَّهٗ مُعْجِزٌ وَقَدْ وَقَعَ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اور یہ قول بھی آپ کا خبر دہی غیب کی بطریق معجزہ کی تھی جسطرح آپ نے فرمایا
تھا ویسا ہی واقع ہوا وَلْنَرْجِعْ اِلٰى ذِكْرِ الرِّوَايَةِ ثُمَّ قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِاَصْحَابِهٖ فَقُوْمُوْا فَارْكَبُوْا فَرَكِبُوْا وَانْتَظَرَ حَتّٰى رَكِبَتْ نِسَاؤُهٗ اب ہم بقیہ
روایت بحار کو لکھتے ہین حر کو خبر مرگ دینے کے بعد حضرت نے اپنے اصحاب سے
فرمایا بس اب اوٹھ کھڑے ہوا ور سوار ہو پس سب لوگ سوار ہو گئے اور حضرت امام حسین
علیہ السلام اتنی دیر تک منتظر رہے کہ جب اہل حرم سوار ہو چکے تب آپ سوار ہوئے

حر کی شہادت کی تیسری بشارت

[illegible]

فَقَالَ لِاَصْحَابِہٖ انْصَرِفُوْا فَلَمَّا ذَھَبُوْا اِنْصَرَفُوْا حَالَ الْقَوْمُ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الْاِنْصِرَافِ
جب اصحاب چلے کہ پلٹین لشکر حر بیچ مین حائل ہوا اور پلٹنے کو مانع ہوا قُلْتُ فِیْ
بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَخَذَ الْحُرُّ بِلِجَامِ فَرَسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَمْ اَرَ مَاخَذَہٗ
مین کہتا ہون بعض روایات مین ایسا سنا جاتا ہی کہ حر نے حضرت کے گھوڑے کے
لگام پکڑ لی مگر اس روایت کی اصل مجکو نہین ملی وَفِیْ بَعْضِھَا اَنَّ اَصْحَابَ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَ الْحُرِّ قَدْ جَرٰی بَیْنَھُمْ مِنَ الْمُشَاحَنَۃِ وَالنِّزَاعِ حَتّٰی کَانَ
اَصْحَابُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَضْرِبُوْنَھُمْ بِالسِّیَاطِ وَیَدْفَعُوْنَھُمْ عَنِ الْحَیْلُوْلَۃِ
بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الْمَسِیْرِ وَلَا بُعْدَ فِیْھِمَا اور بعضی روایات مین بجار کی یہ ہی کہ اصحاب سے
حضرت کے اسقدر تکرار ہوئی اور یہان تک نوبت پہونچی کہ ہمراہیان حر کو یہ بہادر
لوگ کوڑون سے مارتے تھے اور ہٹاتے تھے کہ رستہ سے ہٹ جائین اور چلنے سے ہمکو
نہ روکین کچھہ دور نہین کہ ایسا واقعہ ہوا ہو وَنَعُوْدُ اِلَی الرِّوَایَۃِ مین بقیہ اوسی روایت
بجار کو پہر لکھتا ہون فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْحُرِّ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ مَا تُرِیْدُ
جب اسقدر جھگڑا ہو چکا اور حر آپ کے روکنے سے باز نہ آیا تو حضرت نے حر سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ تیری مان تیری ماتم مین سوگ نشین ہو آخر کیا چاہتا ہی اور ارادہ
تیرا کیا ہی فَقَالَ لَہُ الْحُرُّ اَمَا لَوْ غَیْرُکَ مِنَ الْعَرَبِ یَقُوْلُھَا لِیْ وَھُوَ عَلٰی مِثْلِ
ھٰذِہِ الْحَالِ الَّتِیْ اَنْتَ عَلَیْھَا مَا تَرَکْتُ ذِکْرَ اُمِّہٖ بِالثُّکْلِ کَائِنًا مَنْ کَانَ
حر نے جواب دیا کہ اگر کوئی اور عرب یہ کلمہ سخت مجھے کہتا اور وہ بھی اسی حالت
پر ہوتا جس حال پر آپ اسوقت ہین تو مین بھی اوسکی مان کی نسبت یہی لفظ
کہتا جو آپ نے مجھے کہی ہی کوئی شخص کیون نہ ہوتا اور کیسا ہی بہادر اور دلیر
ہوتا وَلٰکِنْ وَاللّٰہِ مَا لِیْ مِنْ ذِکْرِ اُمِّکَ مِنْ سَبِیْلٍ اِلَّا بِاَحْسَنِ
مَا نَقْدِرُ عَلَیْہِ مگر قسم بخدا کہ مین آپ کی مان کا نام اگر لے سکتا ہون
تو اسی طرح پر لے سکتا ہون کہ جسقدر تعظیم اور تکریم مجھسے ہو سکتی ہی اوسی تعظیم
سے اوس نام پاک کو زبان پر جاری کرونگا روایت کا ترجمہ تمام

باب بست و ششم تاویل کلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی جو حر کی ماں کا ذکر مجمع عام مین آپ نے کیا اور شرح جواب حر کے کہ اوس نے کیا کہا

قَدْ يَنْبَغِيْ فِي الْمَقَامِ اَنْ نَبْحَثَ اَوَّلًا بِاَنَّ قَوْلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ لَيْسَ مِنَ الْاَقْوَالِ الَّتِيْ يَسُبُّوْنَ الْعَرَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا پہلے سب سے تو یہی مناسب ہی کہ ہم ثابت کردین کہ یہ فرمانا حضرت کا حر سے کہ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ یہ اون الفاظ مین نہین ہی جنسے عرب آپسمین ایک دوسرے کی دشنام دہی کرتے ہین اِذْ قَدْ وَرَدَ فِيْ اَحَادِيْثِ الْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِيْ كَثِيْرٍ مِنْ مُخَاطَبَاتِهِمْ اسلیے کہ یہ لفظ اکثر احادیث مین ائمہ علیہم السلام سے اپنی نسبت اور دوسرون کے نسبت یکسان وارد ہوا ہے بَلْ وَفِيْ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكُوْفَةِ يَوْمَ وُرُوْدِهٖ مَعَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَرُؤُوْسِ الشُّهَدَاۤءِ فَقَالَ فِيْهَا وَلَمْ اَنْسَ بِالْاَمْسِ ثُكْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بلکہ جو خطبہ جناب سید الساجدین علیہ السلام نے کوفہ مین اوسدن پڑھا ہی جسدن مع اہل بیت علیہم السلام اور سرہاے شہدا آپ داخل ہوئے تھے آپ نے فرمایا کوفیون سے کہ مجھے نہین بھولا ہی کلکے روز جو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کربلا مین روتے تھے وَيَظَلُّ مِنْهُ بُكَاۤءُ عَلَى الْجَسَدِ الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَاۤءِ اس قول سے حضرت کے ثکل کے معنی یہ معلوم ہوتے ہین کہ خون آلودہ لاش پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے روتے تھے وَاَيْضًا لَا يَخْتَصُّ ذٰلِكَ بِالْاُمِّ بَلْ يُقَالُ لِلشَّخْصِ اَيْضًا اَثْكَلَهُ اللّٰهُ اور یہ بھی معلوم ہو کہ ثکل کے لفظ فقط ماں کی نسبت نہین بولی جاتی ہی بلکہ عرب مین کہتے ہین جس باپ کا بیٹا مر گیا ہو اَثْكَلَهُ اللّٰهُ یعنی اس شخص کو خدا نے بیٹے کا ماتم دار کیا ہی اب معنی ثکل کے یے کہ بیٹے کا مر جانا باپ اوسکا ماتمدار ہو یا ماں وَلٰكِنْ يُشْتَرَطُ اَنْ يَكُوْنَ

ذ ب

مَوْتُہٗ مُوْرِثًا لِلْبُکَاءِ یَجْعَلُ ہُمَا اَوْ اَحَدُ ھُمَا مِنْ اَھْلِ الْمُصِیْبَۃِ وَالْعَزَاءِ مگر اوسے
بیٹے کے مرنے مین شکل کے لفظ بولی جاتی ہی جسکے مرنے کا مان باپ کو رنج ہو اور اونکو
مصیبت ہو فَاِنَّ بَعْضَ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّہَاتِ لِشَقَاوَتِہٖ اَوْ لِعُقُوْقِ اَوْلَادِہٖ لَا یَحْزَنُ
مِنْ فَقْدِ وَلَدِہٖ اسلیئے کہ بعضے سنگ دل مان باپ ایسے بھی ہوتے ہین کہ بسبب انہی
شقاوت کے یا بہ سبب اولاد کے نافرمانی کی اپنی اولاد کے مرنے پر کچھ رنج نہین کرتے
بَلْ یَفْرَحُ بلکہ خوش ہوتے ہین کہ اچھا ہوا مرگیا وَکَذٰلِکَ مُخَالَفَۃُ الْاَبَوَیْنِ مَعَ الْاَبْنَاءِ
فِی الدِّیْنِ اور اسی طرح سے اگر مان باپ اور اولاد کے دین مین اختلاف ہو فَاِنَّہٗ اَیْضًا
مِنَ الْاَسْبَابِ الَّتِیْ لَایُبْکِیْ اَحَدُ ھُمَا عَلَی الْاَبْنَاءِ اسلیئے کہ دین کی مخالفت بھی انہین
اسباب مین داخل ہی کہ مان باپ کو اولاد کے ماتم مین نہین ڈالتی ہی وَلِاَجْلِ ذٰلِکَ
جَعَلَ الشَّارِعُ قَتْلَ الْوَارِثِ لِمُوْرِثِہٖ مَانِعًا لِجَرَیَانِ التَّوَارُثِ اسی واسطے شارع
علیہ السلام نے حکم دیا ہی کہ اگر کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کرے اونہین میراث جاری
نہوگی کَمَا جَعَلَ کُفْرَ الْوَارِثِ مَانِعًا لِمِیْرَاثِ مُوْرِثِہِ الْمُسْلِمِ جس طرح یہ حکم شرع کا ہی کہ
اگر وارث کافر ہو جائے اور مورث مسلمان ہو تو مسلمان کے میراث کافر کو نہ ملیگی غرض یہ ہی
کہ کفر اور اسلام کے مخالفت مان باپ اور اولاد مین گویا قرابت کو قطع کردیتی ہی اور ایک
دوسرے سے کوئی واسطہ باقی نہین رہتا وَبِالْجُمْلَۃِ فَھٰذَا الْکَلَامُ بِشَارَۃٌ رَابِعَۃٌ لِلْحُرِّ
اور خلاصہ کلام یہ ہی کہ یہ فرمانا حضرت کا حر سے کہ تیری مان تیرے ماتم مین بیٹھی چوتھی بشارت
ہی شہادت حر کی سِیَّمَا اِذَا ضُمَّتْ اِلٰی قَوْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَہٗ اَلْمَوْتُ اَدْنٰی
اِلَیْکَ مِنْ ذٰلِکَ خصوصًا جب اس کلام کو حضرت کے اوس قول سے ملائین جو آپنے
فرمایا تھا کہ تیری موت میرے کو قید مین جانے سے پہلے ہوگے پھر تو اسکی بشارت ہونے مین
کچھ شک باقی نہین رہتا اور صاف ظاہر ہوگیا کہ اوسی قول ول کے آپ نے تائید مین
یہ قول فرمایا ہی وَاِنَّمَا قَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ وَلَمْ یَقُلْ قَاتَلَکَ اللہُ اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ مِنَ الْکَلِمَاتِ
الَّتِیْ یُؤَدِّیْ مُؤَدَّاھَا کَمَا یُقَالُ شَالَتْ نَعَامَتُہٗ اَوْ یُقَالُ عَلٰی رَاْسِہِ الطَّیْرُ اور بخاص
معامان کی ماتم دار ہونے کی جو حر کی موت پر دلالت کرتی ہی اسی کو آپ نے ارشاد کیا

ف چوتھی بشارت حر کی

اور دیگر الفاظ جو موت پر دلالت کرنے والے کلام عرب مین ہین اون مین سے کوئی جملہ
آپ نے بد دعا کا نہ کہا لَانَّ ذٰلِكَ الْکَلَامَ یَتَضَمَّنُ فَوَائِدَ کَثِیْرَۃً اسلیے کہ یہ دعا جو حضرت
نے حر کو دی بہت سے فایدون پر شامل ہی وَفِیْہِ مِنَ الْحِکَمِ وَالْمَصَالِحِ مَا لَا اُحْصِیْہَا
اور اس کلام مین حکمتین اور مصلحتین اتنی ہین میری کیا طاقت ہی جو اون سب کو بیان کرسکون
وَلٰکِنْ مَا لَا یُدْرَكُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَكُ کُلُّہٗ مَنْقُوْلٌ لیکن جس چیز کی کل مصلحتین معلوم نہو سکین
جسقدر معلوم ہوجائین اونکے بیان کو ترک نکرنا چاہیے پس اب ہم کہتے ہین اَمَّا اَوَّلًا
فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَعٰی بِمَوْتِہٖ بِاَلْفَاظٍ تَتَضَمَّنُ ذِکْرَ اُمِّہٖ پہلی مصلحت یہ ہی کہ
حضرت نے حر کی موت کی دعا ایسی عبارت سے فرمائی جسمین اونکی ماں کا بھی ذکر آگیا
وَلَا یَخْلُوْا اِمَّا اَنْ تَکُوْنَ اُمُّہٗ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ کَاُمِّ وَھْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْکَلْبِیِّ
رَحِمَہُ اللّٰہُ وَغَیْرِہٖ اَوْ لَمْ تَکُنْ مُؤْمِنَۃً اب حر کی ماں کا حال دو صورتوں سے
خالی نہین ہی یا تو وہ مومنہ تھی جیسے وہب ابن عبداللہ کلبی کی ماں یا اور اصحاب کی
ماں یا مومنہ نتھی بَلْ کَانَتْ نَاصِبَۃً لِعَدَاوَۃِ اَھْلِ الْبَیْتِ بلکہ مادر حر ایک ناصبی عورت
تھی جو دشمن اہلبیت ہوتے ہین فَعَلٰی تَقْدِیْرِ کَوْنِہَا مُؤْمِنَۃً یَکُوْنُ ھٰذَا الدُّعَاءُ
خَالِصًا لِخَتْمِ الْحُرِّ بِالْخَیْرِ وَفِیْہِ رِضَیً لِاُمِّہٖ وَیَکُوْنُ شَہَادَۃُ الْحُرِّ ذَرِیْعَۃً
لِشَفَاعَۃِ اُمِّہٖ اَیْضًا پھر اگر حر کی ماں مومنہ تھی یہ دعا حضرت کی مخصوص حر کی خاتمہ بالخیر
ہونے پر تھی جسمین اوسکی ماں کی بھی خوشنودی ہوگی اور شہادت حر کی ذریعہ اوسکی
ماں کی شفاعت کی ہوگی وَاِنْ کَانَتْ اُمُّہٗ غَیْرَ مُؤْمِنَۃٍ فَہٰذَا الْکَلَامُ کَمَا اَنَّہٗ
دُعَاءُ خَیْرٍ لِلْحُرِّ کَذٰلِكَ دُعَاءٌ لِاُمِّہٖ بِاَنْ یَّھْدِیَہَا اللّٰہُ وَیُذْھِبَ عَنْہَا نَصْبَ
الْعَدَاوَۃِ لَنَا اور اگر حر کی ماں مومنہ نتھی پس جسطرح کہ یہ دعا حر کے خاتمہ بخیر ہونے کی ہی
اوسی طرح اوسکی ماں کے واسطے بھی یہ دعاء خیر ہی کہ خدا اوسکو ہدایت کرے اور اوسکے
دل سے ہم اہلبیت کی عداوت کو دور کردے فَاِنَّہَا لَا تَبْکِیْ عَلَی الْحُرِّ اِلَّا اَنْ تَرْضٰی بِشَہَادَتِہٖ
وَالرِّضَاءُ بِہَا مَسْبُوْقٌ بِاعْتِقَادِھَا وَتُوْجِبُ التَّنَبُّہَ مَعَ الْاِمَامِ اسلیے کہ مادر حر اوسکے
ماتم مین اوسی وقت روئیگی جب حر کے شہید ہونے سے راضی ہو اور راضی ہونے سے

پہلے اس بات کا اعتقاد اوسکو ہونا چاہیے کہ حر کا مرجانا شہادت ہی جو ہمراہ امام کے
واقع ہوئی فیصح ایمانہا ویزول عنہا النصب واعتقاد کون یزید خلیفۃ
اور جب حر کی ماں کو یہ اعتقاد ہو جائے کہ شہادت حر کی امام کی رفاقت مین ہوئی ہی
اوسوقت ایمان اوسکا درست ہو جائیگا اور عداوت اہل بیت کی جاتی رہیگی اور یزید کی
خلافت کا بھی اعتقاد جاتا رہیگا الثانی الجاء الحر فی جوابہ بذکر ام الحسین

دوسری مصلحت

صلوات اللہ علیہما دوسری مصلحت حر کی ماں کا ذکر کرنے مین یہ تھی کہ حر ضرور آپ کی
ماں کا بھی ذکر کریگا فان جوابہ لابد وان یشتمل علی ذکر الام اسلیے کہ اس کلام کا
جواب ضرور یہی کہ ماں کے ذکر پر شامل ہو وکان کما اراد علیہ السلام اور ویسا ہی
واقع ہوا جو حضرت امام حسین علیہ السلام کو منظور تھا فان الحر فی جوابہ کما سمعت و
قد اقر بان امہ فاطمۃ علیہا السلام اسلیے کہ حر نے جواب مین وہی کہا جو اوپر گذر
چکا ہی اور اقرار کیا کہ آپ کے مادر گرامی جناب فاطمہ علیہا السلام ہین جنکی تعظیم مجھ پر
واجب ہی وفی ھذا من اتمام الحجۃ ما لا مزید علیہ اور اس رد و بدل مین اسقدر
اتمام حجت ہوا کہ جس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہی فان من کان من اصحاب الحر
یعرف الحسین علیہ السلام ان امہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فھو ومن کان لا یعلم ذلک کلاھما قد تجدد ذکرھما فی ذلک الوقت
بان الحسین علیہ السلام سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلیے کہ
اصحاب حر مین سے جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کو فرزند رسول جانتا تھا اور جو
نہین جانتا تھا اسوقت حر کے کہنے سے سب کو معلوم ہو گیا کہ امام حسین علیہ السلام نواسۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین والثالث لما کان الحر مع اصحابہ قد صلی

تیسری مصلحت

صلوتی الظھر والعصر خلف الحسین علیہ السلام وقد ظن منہ ان یکون
فیھم من المتمسکین بولایتہ تیسری مصلحت یہ ہی کہ چونکہ حر نے مع اپنے اصحاب کے ظہر اور
عصر کے نماز آپ کے پیچھے پڑھی تھی اس سے بظاہر یہی گمان ہوا تھا کہ شاید ان مین کچھ
لوگ ایسے بھی ہین جو آپ کا ساتھ دین ویترک الخروج علیہ ویکون من انصارہ اور

آپ چھڑائی کرنا موقوف کرین اور آپکے انصار مین داخل ہوجائین پس اس کلام مین آپکا اگرچہ خطاب حر کیطرف تھا اور ونکو بھی سنانا منظور تھا کہ اسکے بعد حر کیا کہتا ہے اور لوگ کیا میری نسبت کہتے ہین لیکن سواے حر کے جواب ورکسی نے کچھ نہ کہا فَظَهَرَ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ سِوَى الْحُرِّ اَحَدٌ اَنْ يُؤْمِنَ بِاِمَامَتِهِ ظاہر ہوگیا کہ اون لوگون مین سواے حر کے کوئی اور نہ تھا جو آپکی امامت کا قایل ہوتا وَالرَّابِعُ اِخْتِبَارُ الْحُرِّ خَاصَّةً بِاَنَّهُ كَيْفَ يُجِيبُ عَنْ ذٰلِكَ الْكَلَامِ الَّذِي يَمُجُّ عَنْ اِسْتِمَاعِهِ الْاٰذَانُ

چوتھی مصلحت

چوتھی مصلحت یہی کہ حر کا خاص استحان لینا اس بارہ مین تھا کہ وہ ایسے کلام سخت کے جواب مین جسکے سننے سے کان کھڑے ہوتے ہین کیسا جواب دیتا ہی وَيَشْتَعِلُ طَبْعُ السَّامِعِ غَايَةَ الْاِشْتِعَالِ وَلَا سِيَّمَا هُوَ رَجُلٌ جُنْدِيٌّ لَا اَخْلَاقَ لَهُ مِنْ حِفْظِ الْاٰدَابِ اور اشتعال طبع چونکہ اس کلام کے سننے سے ہر شخص کو زیادہ ہوتا ہے خصوصاً کہ حر ایک مرد سپاہی تھا اُسکو اداب اور قرینہ سے کیا سروکار ہی پھر وہ اسوقت کسطرح سے پیش آتا ہے وَلٰكِنَّهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ قَدْ كَانَ كَامِلًا فِي دِينِهِ فَرَعَى مَا يَجِبُ عَلَيْهِ وَعَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ رِعَايَتُهُ حَقَّهُ لیکن حر الحمد للہ اپنے دین مین پورا تھا اور اس امتحان مین کامل اوترا اور جس باتکی رعایت اُسپر اور جملہ مسلمانون پر واجب ہی اُسکو بخوبی ادا کیا جیسا اُسکے جواب سے ظاہر ہوتا ہے اَلْخَامِسُ عَلٰى تَقْدِيرِ صِحَّةِ الرِّوَايَةِ الَّتِي رَوَيْنَاهَا فِيمَا سَبَقَ اَنَّ الْحُرَّ ذَاتَ يَوْمٍ رَاٰى فِي مَنَامِهِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءَ صَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَهِيَ مَنَعَتْهُ اَنْ يَقْتُلَ وَلَدَهَا الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

پانچوین مصلحت

پانچوین مصلحت یہ تھی کہ اگر وہ روایت صحیح ہے جسکو ہم نے اس باب سے پہلے لکھا ہے کہ حر نے ایکدن جناب فاطمہ علیہا السلام کو خواب مین دیکھا کہ اسکو منع فرماتی ہین کہ تو میرے فرزند کو قتل نکرنا فَكَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرَادَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ اَنَّ الْحُرَّ اِذَا ذَكَرَ اُمِّي لَا مُحَالَةَ فِي الْجَوَابِ پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر کی ماں کے ذکر کرنے سے یہ ارادہ کیا کہ حر بھی اسکے جواب مین میری ماں کا ذکر کریگا وَاِذَا ذَكَرَ اُمِّي ذَكَرَ مَنَامَهُ اَيْضًا اور جب میری ماں کا ذکر کریگا اپنے خواب کو بھی ضرور یاد کریگا وَهٰذَا التَّذَكُّرُ يَكُونُ صَارِفًا لَهُ عَمَّا

قَصْدَہٗ مِنْ مَنْعِہٖ عَنِ الْاِنْصِرَافِ وَاَنْ یَقْدَمَ بِہٖ اِلَی الْکُوْفَۃِ اور یہ خواب کا یاد کرنا حر کو باز رکھیگا اسکے اس ارادہ سے کہ مجھے پلٹنے سے منع کرے اور مجھکو گھیر کر کوفہ کو لیجائے وَالسَّادِسُ اَنَّ الْحُرَّ یَوْمَ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْکُوْفَۃِ اِذْ اُبُشِّرَ بِالْجَنَّۃِ فَکَانَ قَدْ قَالَ وَتَکَلَّمَ بِھٰذَا الْکَلَامِ مُخَاطِبًا لِنَفْسِہٖ حَیْثُ قَالَ ثَکِلَتْنِیْ اُمِّیْ کَیْفَ اُبَشَّرُ بِالْجَنَّۃِ وَاَنَا اَقْدِمُ عَلٰی حَرْبِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ چھٹی مصلحت یہ تھی کہ حر نے جسدن کوفہ سے چلتا ہی خود اپنی نسبت یہی کلمہ کہا تہا جسوقت ہاتف غیبی نے اوسکو بشارت بہشت کی دی تھی کہ میری ماں میرے ماتم مین بیٹھے کیونکر مجھے بشارت بہشت کی دیجاتی حالانکہ مین تو امام حسین علیہ السلام سے لڑنے جاتا ہون فَاَرَادَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ یُذَکِّرَہٗ بِمَا قَالَ الْحُرُّ لِنَفْسِہٖ وَاَنْ یُذَکِّرَ الْبِشَارَۃَ الْمَذْکُوْرَۃَ پس ارادہ کیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر کو یاد دلانا اوسی بات کا جسکو حر نے خود اپنی نسبت چلتے وقت کہا تہا اور اوس بشارت کا بھی یاد دلانا حضرت کو منظور تہا لِیَکُوْنَ ذٰلِکَ التَّذَکُّرُ مَانِعًا لَہٗ عَنْ حَرْبِہٖ وَمَنْعِہٖ عَنِ الْاِنْصِرَافِ فَکَانَ کَمَا اَرَادَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا سَیَاْتِیْ بَیَانُہٗ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی تاکہ یہ بشارت جب حر کو یاد آئے گی آپ سے لڑنے کو بھی یاد آوری اوسکو منع کریگی اور آپ کے پلٹنے کو بہی نہ روکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اب آیندہ بیان کرینگے وَھٰذِہِ التَّاوِیْلَاتُ الَّتِیْ ذَکَرْتُھَا کَاَنَّھَا تَکْفِیْ لِاِزَالَۃِ الشُّبُھَاتِ اور یہ چہہ تاویلین اور مصلحتین جو مین نے بیان کی ہین شاید کہ شبہات کے دور کرنے مین کافی ہون وَاَمَّا الْمُعَانِدُ اللَّئِیْمُ فَلَمَّا لَمْ یُسْکِتْہُ مَآلُ الْحُرِّ بِثُکْلِ اُمِّہٖ بَعْدَ شَھَادَتِہٖ وَکَوْنِہٖ مِنْ اَنْصَارِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَیُّ شَیْءٍ یُسْکِتُہٗ لیکن دشمن بدخصلت جبکہ اوسکو انجام حر کا کہ اوسکی ماں بعد شہادت حر کے بے فرزند ہوگئی اسی انجام نے دشمن کو چپ نہ کیا اور حر کا انصار حسین علیہ السلام مین داخل ہونا جو متواتر ہی اسپر بہی وہ دشمن خوردہ گیری سے باز نہ آیا اب کون جواب ایسا ہی جو دشمن کو چپ کرے وَاَیُّ جَوَابٍ یُزِیْلُ الشَّکَّ عَنْ قَلْبِہٖ فَاِنَّ الْکُفْرَ دَاءٌ لَا دَوَاءَ لَہٗ دُوْنَ الْاِسْلَامِ اور کون جواب ایسا ہی جو دشمن بے دین کے دل سے شک کو دور کرے اسلیے کہ یہ کفر ایسی بیماری ہی جسکی کوئی دوا نہیں ہی بجز اسکے کہ آدمی مسلمان ہوجائے

وَبَقِیَ الْکَلَامُ فِی شَرْحِ مَا قَالَہُ الْحُرُّ فِی جَوَابِ الثُّکْلِ باقی رہا کلام کرنا اس بات مین کہ حر نے بعد سننے اس دعا کے جسمین حر کی مانکا بھی ذکر آپنے کیا تھا جو جواب دیا اوسکا مطلب کیا ہی وَھُوَ قَوْلُہُ لَوْ غَیْرُکَ مِنَ الْعَرَبِ اِلَی آخِرِہٖ اور وہ جواب یہی تھا کہ حر نے کہا کہ اگر کوئی اور عرب مجھے ایسی بات کہتا اور وہ بھی ایسی حالت مین ہوتا جس حالت مین آپ ہین تو مین بھی اولٹ کر اوسکو بھی جواب دیتا وَمِنَ الْبَیِّنِ الظَّاہِرِ اَنَّہٗ لَا یُرِیْدُ بِالْحَالِ الَّتِی یَرٰی فِیْہَا الْحُسَیْنَ مِنْ اَنَّہٗ مَحْصُوْرٌ بَیْنَ اَعْدَائِہٖ مُبْعَدٌ عَنِ الْوَطَنِ یہ بات تو ظاہر ہی کہ حر کا ارادہ اس حالت سے جس مین امام حسین علیہ السلام کو آج دیکھ رہا ہے کہ دشمنون مین گہرے ہوئے ہین وطن سے دور ہوگئے ہین غَرِیْبٌ عَنِ الدِّیَارِ قَلِیْلُ الْاَنْصَارِ لیئے شہر اور ملک سے نکل کر مسافر ہو رہے ہین انصار کی بہت کمی ہی قَدْ خَذَلَہٗ شِیْعَتُہٗ وَمُحِبُّوْہُ جو لوگ بظاہر آپ کی پیروی اور محبت کے مدعی تھے سب الگ ہوگئے لَا یَدْرِی اِلٰی اَیْنَ یَلُوْذُ وَاِلٰی اَیِّ حِمَایَۃٍ یَقْدُمُ وَاِلٰی مَنْ یَسْتَغِیْثُ کچھ نہین پڑتا ہے کدہر جائین جو دشمنون سے پناہ ملے اور کسطرف اب اس مقام سے جانے کا قصد کرین اور کس سے فریاد اپنے دشمنون کی کرین حَرِیْمُہٗ وَنِسَائُہٗ مَعَہٗ فِی کَآبَۃٍ وَحُزْنٍ اہل حرم اور بہت سے عورتین آپ کے ہمراہ ہین جو نہایت دل شکستہ اور رنجیدہ خاطر ہو رہے ہین یَنُحْنَ وَیَبْکِیْنَ سَاعَۃً بَعْدَ سَاعَۃٍ بِاَصْوَاتٍ عَالِیَاتٍ وَعُیُوْنٍ سَاکِبَاتٍ وَخُدُوْدٍ لَاطِمَاتٍ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جب کوئی خبر خوف آمیز ان مخدرات کو پہونچتی ہے بیتابانہ آواز بلند رو اوٹھتے ہین آنسوؤن کی ندیان آنکھون سے اونکے جاری ہین بعض عورتین جو مثل کنیز وغیرہ کے ہین وہ تو سر بھی پیٹتی ہین اور چہرون پر طمانچہ بھی مارتے ہین ایسی حالت مین حر نے حضرت کو آج دیکھا ہے یہ حالت تو ایسی نہین ہے جو حر کے کلام سے مراد لیجائے فَاِنَّ مَنْ کَانَ عَلٰی مِثْلِ تِلْکَ الْحَالِ لَا یَعْسُرُ عَلٰی اَدَانِی النَّاسِ اَنْ یُجِیْبَہٗ بِالْجَوَابِ الَّذِی یَعْجِزُ عَنِ اسْتِمَاعِہِ الْاَسْمَاعُ اسلیئے کہ جو شخص ایسی مصیبت مین گرفتار

ہوا اوسکو جواب سخت دینا ادنی ادنی آدمیون کو بھی کچھ دشوار نہین ہوتا
وَلَا یَخَافُ مِنْہُ اَحَدٌ اَنْ یَجْتَرِئَ عَلَیْہِ اور کوئی شخص نہین اوس سے
ڈر سکتا ہے کہ اوسے جواب تلخ دینے مین کوتاہی کرے فَکَیْفَ مَنْ کَانَ
شُجَاعًا وَحِیْدًا فَرِیْدًا فِی التَّہَوُّرِ وَالْجَلَادَۃِ کَالْحُرِّ چہ جا کہ جو شخص بہادر
بے بدل ہو اور یگانہ آفاق شجاعت اور دلیری مین مثل حر کی ہو اوسکو ایسے وقت سخت
کلامی کیا دشوار رہی وَلَا سِیَّمَا لَہٗ اَعْوَانٌ زُہَاءَ اَلْفِ رِجَالٍ کُلُّہُمْ یَرْتَقِبُوْنَ
اَنْ یَاْخُذُوا الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَیَاْسِرُوْہُ وَاِنْ حَارَبَ فَیَقْتُلُوْہُ
خصوصاً کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے انصار کم تھے اور حر کے ساتھ ہزار
آدمی سب کے سب اسی کے امیدوار تھے کہ حضرت کو قید کر لین اور اگر آپ
لڑین تو قتل کرین اور شہید کر ڈالین وَلَا یُمْکِنُ اَنْ یُّرِیْدَ الْحُرُّ بِالْحَالِ
الَّتِیْ یَرَاہَا فِیْہَا الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ فَقْدِ اُمِّہٖ وَعَدَمِ حَیَاتِہَا
سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْہَا لِتَکُوْنَ ثَاکِلَۃً لِفَقْدِ ابْنِہَا اور یہ بھی ممکن
نہین ہی کہ حر نے جس حال مین امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تھا اوسکی یہ مراد ہو
کہ آپ کی مادر گرامی تو زندہ نہین ہین پھر آپ کو یہ بات کہنی کہ آپ کی مان آپ کے
ماتم مین بیٹھین درست نہین ہو سکتی ہی اگر زندہ ہوتین تو مین کہہ سکتا تھا
لِاَنَّ الثُّکْلَ لَا یَخْتَصُّ بِحَیَاۃِ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّہَاتِ کَمَا عَرَفْتَ مِنْ
کَلَامِ سَیِّدِنَا السَّجَّادِ فِیْ خُطْبَتِہٖ اس لیئے کہ ثکل کی لفظ مان باپ کی
زندگی مین بالخصوص نہین بولی جاتی ہے چنانچہ جناب سید الساجدین کے
خطبہ مین اوپر گذر چکا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسبت
یہ لفظ آپ نے فرمائی بَلِ الْمُرَادُ مِنْہُ عَلٰی مَا اَدّٰی اِلَیْہِ نَظَرِیْ
وَکَشَفَ اللّٰہُ غِطَاءَ الْعَمٰی عَنْ بَصَرِیْ اَنَّ الْحُرَّ یَقُوْلُ بلکہ مراد کلام حر سے
یہ ہے جسکو مین سمجھا ہون اور خدا نے اس پردہ کو میری آنکھ سے اوٹھا دیا ہی
وہ یہ ہی حر کہتا ہی لَوْ کَانَ غَیْرُکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

يُخْبِرُنِي بِالْمَوْتِ وَيَقُولُ لِي الْمَوْتُ اَدْنیٰ اِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ کہ اگر اور
کوئی شخص سوائے آپ کے لئے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے میرے
مرنے کے خبر دیتا اور مجھ سے کہتا کہ تیری موت میرے کوفہ کے جانے سے پہلے
واقع ہوگی ثُمَّ يُؤَيِّدُ قَوْلَهُ بِمَوْتِي اَنْ يَتَكَلَّمَ بِثُكْلِ اُمِّي پھر
اپنے قول اول کی تائید میں میری ماں کی ماتم نشینی کا ذکر کرتا وَلَمْ يَكُنْ
اِخْبَارُهُ عَنْ مَوْتِي بِمِثْلِ الشَّهَادَةِ الَّتِي بُشِّرْتُ بِهَا حِيْنَ خُرُوْجِ
مِنَ الْقَصْرِ فَهِيَ لَا مُحَالَةَ بِشَارَةٌ بِالشَّهَادَةِ وَهِيَ الْحَيٰوةُ الْاَبَدِيَّةُ
اور اوسکی خبر ہی میری موت کی بشارت اوس شہادت کی نہوتی جو مجھے قصر
امارت کوفہ سے نکلتے وقت ہوئی ہے پس آپ کا فرمانا بھی وہی بشارت ہے
بَلْ كَانَ اِخْبَارُهُ عَنِ الْمَوْتِ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَهُوَ مَوْتُ اَعْدَائِكَ
الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَكَ لَمَا تَرَكْتُ ذِكْرَ اُمِّهِ بِالثُّكْلِ كَائِنًا مَنْ كَانَ
بلکہ وہ شخص مجکو اس موت کی خبر دیتا جو حق پر نہوگی اور وہ موت آپ کے
دشمنون کی ہے جو آپ سے لڑینگے تو ایسے شخص کے جواب مین ضرور مین بھی
اوسکی مان کے ماتم نشینی کا ذکر کرتا کیسا ہی وہ شخص بہادر اور ذی عزت ہوتا مین
ضرور اوسکو یہی جواب دیتا وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَالِيْ بِذِكْرِ اُمِّكَ مِنْ
سَبِيْلٍ اِلَّا بِاَحْسَنِ مَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ وَجْهَيْنِ لیکن قسم بخدا آپ کی
مادر گرامی کے ذکر کرنے کا مجھے مقدور نہین ہے سوائے اسکے کہ عمدہ طریقہ سے
اوس جناب کو مین یاد کرون جسقدر میری زبان مین طاقت گویائی کی ہے اور
اس تعظیم سے نام لینے کے دو سبب ہین اَمَّا اَحَدُهُمَا فَاِنَّهَا بِنْتُ نَبِيِّنَا فَلَا
يَلِيْقُ بِمُسْلِمٍ اَنْ يَذْكُرَهَا اِلَّا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا ایک سبب تو یہی ہے
کہ وہ معصومہ دختر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کسی مسلمان کو نہ چاہیئے
کہ بے درود اور سلام کے اونکا ذکر کرے وَالثَّانِيْ اَنَّهَا قَدْ مَنَعَتْنِيْ فِي
الرُّؤْيَا مِنْ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ قَاتِلِيْكَ وَبَعْدَ مَنْعِهَا فَقَدْ بَشَّرَنِيْ

الهاتف بالجنّة اور دوسرا سبب بہ تعظیم یاد کرنے کا خاص مجکو یہ ہے کہ اوس جناب نے خواب مین مجکو آپ سے لڑنے کو منع کیا ہی اور بعد اون کے منع فرمانے کے ہاتف غیبی نے مجکو بہشت کی بشارت دی ہی ولا یکون تصدیق البشارۃ الّا ان اموت فی ولائک و اقتل فی نصرتک اور اس بشارت کی تصدیق نہوسی وقت ہوگی جب مین آپ کی دوستی مین مرجاؤن اور آپ کی نصرت مین قتل کیا جاؤن پس جو شخص مجکو شہادت کی بشارت دیتا ہو اوسکا نام بجز تعظیم کے اور کسطرح پر لے سکتا ہون و ھذا تاویل کلام الحرّ نظرًا الیٰ ما یناسب بحالہ ممّا سلف من ظھور البشارات الاربعۃ لہ وممّا یاتی من اقوالہ و افعالہ بعد ذلک القول اور یہ تاویل کلام حر کی بنظر اوس مناسبت کے ہے کہ اوسکو چار بشارتین اس گفتگو سے پہلے ہو چکی ہین اور نیز بنظر ملاحظہ اون اقوال اور افعال کے جو بعد اس کلام کے حر سے واقع ہوئے واظنّ انّ الحرّ قد انطوی قلبہ علیٰ ترک ما امر بہ من التعرّض والمخالفۃ لمولانا الحسین علیہ السلام من بعد کلامہ ھذا اور مجھے ایسا گمان ہی کہ حر کو اس رد وبدل کرنے کے بعد دل سے یہی منظور ہو گیا کہ اب ہم حضرت کی واپسی سے تعرض نکرین اور مخالفت آپ کے حکم کی چھوڑ دین وقد نجّاہ اللہ تعالیٰ من الھلاک والبوار فتبصّر حقّ الاستبصار اور خدا نے حر کو ہلاکت اور تباہی سے نجات دی اور پوری ہدایت اور بینائی اسکو حاصل ہوئی وتمّ ما اراد الحسین علیہ السلام من ذکر الثکل وغیرہ اور جن مصلحتون سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اونکی ماںکی ماتم نشینی کا اور اوسکے مرجانیکا ذکر کیا تھا وہ سب غرضین حضرت کی بھی پوری ہوئین ثمّ کلما وقع بعدہ من الحرّ من المکالمات فھو محمول علی التوریۃ والتقیۃ پھر اس کلام کے بعد جو کچھہ حر نے بظاہر خلاف منشا امام حسین علیہ السلام کے کہا وہ توریہ اور تقیہ پر محمول ہی

باب بست وچہارم باز رہنا حر کا قصد قتل امام حسین علیہ السلام سے بعد تھوڑی سی کچھ کچھ تیز تیز باتین کرنی

لما اجاب الحر واحسن الادب ولم يذكر ام الحسين الا بخير عليها السلام قال الراوی فقال الحسين عليه السلام فما تريد امام نے دیکھا کہ حر نے ادب سے نام مادر گرامی حضرت کا لیا بحار مین اب یہ روایت ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر سے کہا کہ پھر اب تیرا کیا ارادہ ہی قال اريد ان انطلق بك الى الامير عبيد الله بن زياد حر نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ کو امیر کوفہ ابن زیاد کے پاس لیچلون فقال الحسين عليه السلام اذا والله لا اتبعك فقال الحر اذا والله لا ادعك حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تیرا کہنا تو مین کبھی نہ مانونگا کہ تیرے ساتھ اسوقت کوفہ کو چلون حر نے عرض کی کہ مین آپ کا پیچھا نچھوڑونگا قلت فهذا الكلام حق فانه لم يدع الحسين عليه السلام الى ان دخل الجنة كما بشر بها مین کہتا ہون کہ کیا سچی بات حر نے کہی تھی اوس نے حضرت کو نچھوڑا تا اینکہ بہشت مین داخل ہوا جسطرح اوسکو بشارت ہوئی تھی ولذا اجمل في قوله ولم يقل صريحا انی لا ادعك حتى انطلق بك الى ابن زياد اسی واسطے حر نے اپنے کلام مین اجمال کیا اور دوبارہ صاف صاف یہ نکہا کہ مین آپ کو نچھوڑونگا جب تک کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس لے چلون فان في كلامه هذا تورية واضحة اسلئے کہ اس مجمل کلام مین حر کی توریہ کھلا ہوا ہی دونون معنی اسکے ہو سکتے ہین قال الراوی فترادا القول ثلث مرات بحار مین روایت کی ہی کہ تین مرتبہ یہی ردو بدل حر سے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوئے فلما كثر الكلام بينهما قال له اني لم اؤمر بقتالك انما امرت ان لا افارقك حتى اقدمك الكوفة جب زیادہ تکرار ہوئی آخر کو حر نے یہ عرض کی کہ مجھے آپ سے لڑنے کا حکم ابن زیاد کا نہین ہی مجھے تو اسی قدر حکم ہی کہ آپ سے جدا نہون جب تک کہ آپ کو کوفہ مین نہ پہونچاؤن فاذا

اَبَیْتَ فَخُذْ طَرِیْقًا لَا یُدْخِلُكَ الْكُوْفَةَ وَلَا یَرُدُّكَ الْمَدِیْنَةَ یَكُوْنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ
نَصَفًا پھر جب آپ کو کوفہ جانے سے انکار ہے تو ایسی راہ اختیار کیجیے جس راہ سے
آپ نہ کوفہ میں پہونچیں اور نہ مدینہ میں یہ راہ بیچ بیچ کی ایسی ہو کہ اب اسی پر میرے
آپ کے جھگڑا فیصل ہو جائے حَتّٰی اَكْتُبَ اِلَی الْاَمِیْرِ عُبَیْدِ اللّٰهِ فَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ
یَرْزُقَنِی الْعَافِیَةَ مِنْ اَنْ اَبْتَلِیَ بِشَیْءٍ مِنْ اَمْرِكَ فَخُذْ هٰهُنَا تاکہ میں ابن زیاد کو بھی
فیصلہ لکھ بھیجوں میں امید کرتا ہوں خدا سے کہ وہ مجھکو بچالے اس گناہ سے کہ ایسا نہو
مجھ سے آپکی نسبت کوئی بے ادبی یا گستاخی واقع ہو اب اسی جگہ سے آپ اسی راہ کو
اختیار کریں جسکو [illegible] قُلْتُ وَقَدْ ظَهَرَ مِنْهُ اَنَّهٗ رَضِیَ بِانْصِرَافِ الْعَامِ
الَّذِیْ اِسْتَدْعَاهُ [illegible] وَالْحُجَّةُ الثَّانِیَةُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ
اس کلام سے [illegible] مطلق پلٹ
جانیکی درخواست [illegible] قَلْبُہٗ
الْمُوَاسَاتِ الَّتِیْ [illegible] ہو گیا
حضرت سے [illegible] ممکن ہو اسکے یہ صورت
ہے کہ تیسری [illegible] حر کو اپنے ہمراہیوں کے واسطے بھی عذر
[illegible] عَلَیْهِ السَّلَامُ مَسِیْرَهٗ
اِلَی الْكُوْفَةِ [illegible] لڑنے کا حکم نہیں
ملا ہے [illegible] لڑائی کے بھی راضی
نہوتے فَاِنَّ [illegible] نَفْسِهٖ لِاَنَّهٗ لَا یُؤَاخِذُهٗ
اَحَدٌ بِتَرْكِ الْقِتَالِ یہی تیسری راہ یہ فیصلہ کرنا اور جھگڑا کو دور کرنا حر کے واسطے
بھی مفید تھا اسلئے کہ لڑائی ترک کرنے کا مواخذہ کوئی حر سے نہیں کرسکتا ہے نہ حر
کی ہمراہی اور نہ ابن زیاد وَاَیْضًا فِیْهِ مُوَاسَاةٌ لِلْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ زَعْمِهٖ
بِاَنْ یَنْصَرِفَ وَیَرْحَلَ اِلٰی اَیِّ جِهَةٍ یَشَاءُ فَیَتَخَلَّصَ مِنَ الْاَعْدَاءِ اور نیز اس تیسری
راہ پر راضی ہونے میں حر کے نزدیک ایک حسن سلوک جناب امام حسین علیہ السلام سے

تہا حرنے خیال کیا تہا کہ آپ کوفہ کے سرزمین سے چلے جائین جدہر آپ کا جی چاہے پہر آپ دشمنون سے نجات پاجائین قَالَ السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ اِنَّ الْحُرَّ قَالَ بَلْ خُذْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم طَرِیْقًا لَا یُوْصِلُکَ اِلَی الْکُوْفَۃِ وَلَا یُوْصِلُکَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لِاَعْتَذِرَ اَنَا اِلَی ابْنِ زِیَادٍ بِاَنَّکَ خَالَفْتَنِیْ الطَّرِیْقَ اور جناب سید ابن طاؤس فرماتے ہین کہ حرنے یہ عرض کی اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ایسی راہ اختیار کیجئے کہ نہ کوفہ مین آپ کو پہنچائے اور نہ مدینہ مین آپکو لیجائے تاکہ مین عذر کرون ابن زیاد سے کہ مجھسے اور جناب امام حسین علیہ السلام سے راہ مین ملاقات نہین ہوئی کلام جناب سید رحمہ اللہ کا تمام ہوا وھو کما تری فَاِنَّہُ کَیْفَ یُمْکِنُ ذٰلِکَ الْاِعْتِذَارُ الْکَاذِبُ وَمَعَ الْحُرِّ اَلْفُ فَارِسٍ یَشْہَدُوْنَ عَلٰی کِذْبِہٖ وَلِقَائِہٖ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور یہ روایت کسقدر خلاف عقل ہی کہ حر کے ہمراہ ہزار آدمی تہے کیونکر یہ جہوٹا عذر چل سکتا تہا وہ سب لوگ حر کی دروغ گوئی پر گواہی دیتے اور کہدیتے کہ حر سے حضرت سے ملاقات ہوئی قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ اِنَّ الْحُرَّ قَالَ لِلْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ خُذِ الطَّرِیْقَ الثَّالِثَ حَتّٰی اَکْتُبَ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ اَنْ یُعْفِیَنِیْ عَنْ ذٰلِکَ وَھٰذَا یُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ صَحِیْحًا اور ابو مخنف نے یہ روایت کی ہی کہ حرنے عرض کی کہ یا حضرت آپ تیسری راہ اختیار کرین مین ابن زیاد کو لکھتا ہون کہ مجھے آپ کے ساتھ بے ادبی کرنے سے معاف رکھے اور یہ روایت ابو مخنف کی ممکن ہی کہ صحیح ہو وَفِی الْبِحَارِ اِنَّ الْحُرَّ قَالَ وَاللّٰہِ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ بُعِثْتُ لِقِتَالِکَ اور بحار مین ایک یہ بہی روایت لکہی ہی کہ حرنے عرض کی قسم شرعی یاد کرکے کہ اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ضرور آپ سے لڑنے کو بہیجا گیا ہون وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اُحْشَرَ مِنْ قَبْرِیْ وَنَاصِیَتِیْ مَشْدُوْدَۃٌ اِلَیَّ وَیَدَیَّ مَغْلُوْلَۃٌ اِلٰی عُنُقِیْ وَاُکَبُّ عَلٰی حُرِّ وَجْہِیْ فِی النَّارِ اور پناہ مانگتا ہون خدا سے کہ نہیں قبر سے ... دیکھایا جاؤن اس وقت میری پیشانی ... بندھے ہوئے ہو اور میرے ہاتھ ... میری گردن کی طرف بندھے ہوئے ہون ... جہنم ... تِلْکَ الرِّوَایَۃُ مِمَّا قَصَّۃً لِقَوْلِ الْحُرِّ

فيما سبق نقلنا انی لم ابعث بقتالك اب اس روایت مین پہلی روایت بحار سے جو
گذر چکی ہی اختلاف ہی اسمین تو یہ ہی کہ مین آپ سے لڑنے کے واسطے بھیجا گیا اور پہلی
روایت مین یہ ہی کہ مین آپ سے لڑنے پر نہین مامور ہوا وکیف ما کان فالان لا یأتیك
احد ولا یرتاب فی ان الحر قد تنبّه واستشعر قلبه بما یؤول الیه آخرة
من النجاة اور کوئی روایت ان چار روایتون سے صحیح ہو اب اتنا تو ضرور ہر شخص
سمجھ سکتا ہی اور کسی کو اسمین اب شك وشبہ باقی نہ رہا کہ حر جیدار ہو گیا اور اپنے واسطے راہ
نجات اختیار کی فلا یبعد صحة ما رواه ابو مخنف ما حاصله فلما جن اللیل
واظلم النهار وقد مضى من اللیل نصفه جاء الحر وحده عند الحسین
علیه السلام وشاوره معه باحسن الامور اب کچھ دور نہین ہی کہ وہ روایت ابو مخنف کی
صحیح ہو جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب رات ہوئی آدھی رات گذرنے کے بعد حر تنہا حضرت کی خدمت
مین آیا خیر خواہی کے ساتھ مشورہ کیا وبعد ذلك لم یتعرض بحاله الا وله عذر صحیح
اور بعد اس کے پھر حضرت سے کسی بات مین تعرض نہین کیا اور اگر کیا تو کوئی عذر
صحیح بھی اوسمین تھا قال الراوی فتیاسر الحسین علیه السلام عن طریق العذیب
والقادسیة وسار الحسین علیه السلام وسار الحر فی اصحابه بحار کی روایت ہی
کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اوسی جگہ سے عذیب اور قادسیہ کی طرف جو راہ جاتی ہی
اوسکے بائین طرف کی راہ لی اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ چلے اور حر اپنے ہمراہیون
کے ساتھ چلا وهو یسایره یقول یا حسین علیه السلام انی اذکرك الله فی نفسك
فانی اشهد لئن قاتلت لتقتلن حر بھی ہمراہ چلا آتا تھا اور بار بار کہتا تھا
یا حضرت مین آپکو خدا کی قسم یاد دلا کر گواہی دیتا ہون کہ اگر آپ لڑینگے تو شہید ہو جاینگا
قلت ولما ذکر الحر قتله علیه السلام اذا قاتل مع بنی امیة وکان ذلك
انما نشاء عن الرحمة والشفقة علیه مین کہتا ہون جب حر نے آپکے قتل ہو جانے کا
ذکر کیا اسطرح پر کہ اگر بنی امیہ سے لڑینگے تو شہید ہو جائینگے اور بار بار اس مضمون کا ادا کرنا حر
سے بنظر شفقت اور رحم دلی کے تھا اب امام حسین علیہ السلام پر تھا فکانه یقول انك تقتل

عليك وأهل بيتك [illegible] لتهلكن [illegible] یعنی حر بنظر
دلسوزی [illegible] عرض کرتا تھا کہ آپ شہید ہو جائینگے اور آپکے اہل وعیال بعد آپ کے
ایسی [illegible] میں گرفتار ہونگے اور انکا حمایت کرنے والا کوئی باقی نرہیگا فلما نظر
الحسين عليه السلام الى مواساته ورحمته عليه وعلى عياله قال عليه السلام
أفبالموت تخوفني وهل يعدو بكم الخطب ان تقتلوني جب حضرت امام حسین
علیہ السلام نے اسکی دلسوزی کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کی نسبت ملاحظہ فرمایا حر سے
کہا کہ تو مجکو موت سے ڈراتا ہے کیا تم لوگون سے کوئی بلا آنے والی ہے اور جو کار مشکل
تمکو درپیش ہونے والا ہے جز اسکے [illegible] شہید ہو جاؤنگا وسأقول كما قال
اخو الاوس لابن عمه [illegible] رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
اور قریب وہ زمانہ آتا ہے کہ میں [illegible] کے بھائی نے اپنے چچازاد
بھائی سے کہا تھا جس وقت کہ اسکا بھائی [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
نصرت کا ارادہ کرتا تھا فخوفه [illegible] فإنك مقتول [illegible]
مینے اور اوس کے چچازاد بھائی [illegible]
تو ضرور قتل کیا جائیگا [illegible] ما بالموت عار على الفتى
إذا ما نوى [illegible] بھائی کے جواب
[illegible] ہو جانے سے
[illegible] وواسى الرجال
الصالحين بنفسه وفارق مثبورا وودع مجرما اور نیک آدمیونکی امداد
کرے اور انکی اعانت مین جان نثاری کرے اور ہلاکت اخروی سے جدا ہو جاوے اور
[illegible] کو ترک کرے فإن عشت لم أندم وإن مت لم ألم كفى بك
ذلا أن تعيش وترغما اگر مین اس جہاد کے بعد زندہ رہا کسی قسم کی ندامت دنیا
اور آخرت کی مجھے نہوگی اور اگر شہید ہو گیا کوئی مجھے ملامت نکریگا ذلت رسوائی کی تو یہی
بات ہے کہ آدمی زندہ رہے اور ہر وقت اسکو ذلت اور رسوائی کا سامنا ہوا کرے کہ ناک

اسکی خاک مذلت سے بکر [illegible] عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
مین کہتا ہون اور پہلے درود [illegible] آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھتا ہون
بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ [illegible] فِي [illegible] مِنْ [illegible]
الْأُمُورِ وَأَسْرَارِهَا [illegible] النَّاسِ [illegible] میرے
ماں باپ فدا ہون آپ پر کس خوبی [illegible] اس قول مین پوشیدہ واسرار کو
ظاہر فرمایا اور کس عمدگی [illegible] آپ نے [illegible]
أَدَّيْتَ الْمَطَالِبَ الْكَثِيرَةَ فِي الْأَلْفَاظِ الْقَلِيلَةِ اور کس خوبی سے آپ نے
بہت سے مطالب چند الفاظ مین بیان فرمائے أَمَّا قَوْلُهُ [illegible]
أَنْ تَقْتُلُونِي فَهُوَ دَلِيلٌ [illegible] آپ نے فرمایا کہ بعد
میری شہادت کے پھر کیا [illegible]
وصیت جو مرتے وقت [illegible] إِذَا قَتَلْتَ الْحُسَيْنَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ [illegible] جس وقت تو
حسین علیہ السلام کو قتل کریگا [illegible] اس وقت تو اپنی
مراد کو پہنچ جائیگا وَيَخْلُو أَمْرُكَ عَنِ الْفَاسِدِ [illegible] الْأُمُورُ اور
تیری حکومت اور سلطنت تمام مفاسد سے خالی ہو جائیگی اور [illegible]
سلطنت کا درست ہو جائیگا [illegible] قَتْلُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ [illegible] فِيهِمَا
[illegible] آپ یہ فرماتے ہیں [illegible] معاویہ [illegible] الذُّلَّ وَالْخِزْيَ
لَهُمْ بَعْدَ قَتْلِي أَشَدَّ [illegible] مِمَّا هُوَ فِي حَيَاتِي بلکہ ذلت اور رسوائی بنی
امیہ کے بعد میری شہادت کے بہت زیادہ ہوگی بہ نسبت اس رسوائی کے جو میری زمانہ
حیات مین ہی فَإِنَّهُمْ يَكُونُونَ أَخْزَى الْأُمَمِ [illegible] اسلئے کہ بنی امیہ ایسے ذلیل و
خوار ہو جائینگے کہ ایسی ذلت کسی امت کو کبھی نصیب نہ ہوئی ہوگی [illegible] كَمَا قَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ
وہی واقع ہوا جسکی خبر آپ نے بارہا دی تھی أَمَّا تَمَثُّلُهُ بِقَضِيَّةِ أَخِي أَوْسٍ
فَلَهُ [illegible] لیکن [illegible] جو آپکے تمثیل بیان کی

میرے نزدیک اوسکے دو مطلب ہین ایک تو بنظر ظاہر کے ہی اور ایک بنظر علم باطن
کے ہے جس سے پانچوین بشارت شہادت حر کی ثابت ہوتی ہے اَمَّا الظَّاھِرُ
فَاِنَّہٗ یُرِیْدُ نَفْسَہٗ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ نَوَیْتُ نُصْرَۃَ دِیْنِ جَدِّیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَیْسَ عَلَیَّ عَارًا بِالْمَوْتِ ظاہری معنی یہ ہین کہ آپ اپنے اوپر اس
حکایت کو مطابق کرکے فرماتے ہین کہ میری نیت دین اسلام کے نصرت کی
ہے پس کچھ ننگ و عار مرجانے مین مجکو نہین ہے فَقَدْ وَاسَیْتُ اَفْضَلَ
الْعُلَمَاءِ وَاَصْدَقَ الصَّادِقِیْنَ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اسلیئے کہ مین نے پیروی کی ہے یا حسن سلوک کا ارادہ کیا ہے اوس شخص سے
جو تمام علما سے افضل ہے اور نہایت راست گفتار ہی اپنے نانا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وَفَارَقْتُ الْمَثْبُوْرَ وَوَدَّعْتُ الْمُجْرِمَ اور ہلاکی
دنیا اور آخرت سے جدا ہو گیا ہون اور امر حرام کو چھوڑ دیا ہے وہی بیعۃ
یَزِیْدَ حَلِیْفَ الْخَمْرِ الْمُعْلِنِ بِالْفِسْقِ الْمُغَیِّرِ لِسُنَّۃِ جَدِّیْ اور وہ امر حرام
یہ ہی کہ مین نے بیعت یزید کو ترک کر دیا جو ہر وقت شراب خوار رہتا ہے اور
کھلا ہوا فسق ظاہر کرتا ہی میری جد کی سنت مین تغیر دینا چاہتا ہے فَبَعْدَ تَرْکِ
طَاعَتِہٖ اِنْ عِشْتُ بِاَنْ رَحَلْتُ اِلَی الْاَطْرَافِ الْبَعِیْدَۃِ اَوْ غَلَبْتُ عَلَیْہِمْ
فِی الْقِتَالِ لَمْ اَنْدَمْ پس بعد ترک کرنے اطاعت یزید کے اگر مین زندہ رہا اس
طرح پر کہ دور دراز ملکون مین چلا جاؤن خواہ لڑائی مین اون سے غالب ہو جاؤن
کسی حال مین مجکو ندامت نہوگی وَاِنْ مِتُّ وَلَمْ یَتَیَسَّرْ لِیَ النَّجَاۃُ مِنْ اَیْدِیْہِمْ
فَلَا اُلَامُ اور اگر مرگیا مین اور اونکے ہاتھہ سے نجات ممکن نہوئی پس راہ خدا مین جہاد
کرنیسے مرنے پر ملامت بھی مجھے کوئی نکر سکیگا نَعَمْ اَلذُّلُّ اِنَّمَا ھُوَ اَنْ اَعِیْشَ مُنْقَادًا
لَّہُمْ وَاُرْغَمُ کُلَّ غُدْوَۃٍ وَمَسَاءٍ کَمَا وَقَعَ مُذْ یَوْمِ خُرُوْجِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ
ہان ذلت اور خواری یہ ہی کہ مین ان لوگون کا فرمانبردار ہو کر زندہ رہون اور صبح
شام ذلت اور خواری کا سامنا رہے جسطرح از روز سفر مدینہ آجتک شبانہ روز ایسی ہی

اخرجونی

باتون کا سامنا رہتا ہے فَاِنِّیْ اَوَّلَ مَالُذْتُ اِلٰی حَرَمِ جَدِّیْ فَاَخْرَجُوْنِیْ اسلئے کہ پہلے مین نے اپنے نانا کے روضہ مبارک مین پناہ لی وہان بہی نہ رہنے پایا ثُمَّ لُذْتُ اِلٰی حَرَمِ بَیْتِ اللّٰہِ الَّتِیْ جَعَلَہُ اللّٰہُ مَلَاذًا لِکُلِّ ذِیْ حَیَاۃٍ حَتّٰی الْوُحُوْشِ وَالطُّیُوْرِ فَلَمْ اٰمَنْ فِیْہِ پہر دوبارہ مین نے خانہ خدا اور کعبہ مین پناہ لے جسکو خدا نے جائے پناہ ہر ذیروح کی گردانا ہی یہان تک کہ وحشی جانورا ور پرندونکو بہی اوسمین پناہ ملتی ہے مجھے وہان بھی نہ ملی وَقَدْ ضَیَّقُوْا عَلَیَّ حَتّٰی اَنَّنِیْ اِنْ لَمْ اَخْرُجْ مِنْہَا لَاُخِذْتُ اَوْ قُتِلْتُ ھُنَاکَ وَلَفَاتَتْ حُرْمَۃُ الْحَرَمِ یہان تک کہ اگر مین کعبہ سے نکل نہ آتا گرفتار ہوجاتا یا عین حرم کعبہ مین قتل کیا جاتا اور حرمت خانہ کعبہ کی ضایع ہوجاتی ثُمَّ لَمَّا خَرَجْتُ مِنْہَا حَتّٰی اَتَیْتُ اِلٰی مَقَامِیْ ھٰذَا فَاَنْتَ الْاٰنَ تَمْنَعُنِیْ عَنِ الْاِنْصِرَافِ جب مکہ معظمہ سے نکل آیا اور اب یہان تک پہونچا یہان سے پلٹ جانے کو اب تو منع کرتا ہی وَتُرِیْدُ اَنْ تَقْدَمَ بِیْ اِلَی الْکُوْفَۃِ فَاَیُّ خِزْیٍ اَزْیَدُ مِنْ ھٰذَا اور تو یہ چاہتا ہی کہ مجھے لیکر کوفہ کو روانہ ہو اب اس سے زیادہ کونسی ذلت باقی رہے وَاَیُّ رَغْمٍ لِلْاَنْفِ اَشَقُّ مِمَّا قُلْتُ لَکَ اور کونسی آبروریزی اس سے زیادہ تر ناگوار خاطر ہوسکتی ہی جس کو مین نے تجھسے بیان کیا ھٰذَا ھُوَ الْمَعْنَی الْاَوَّلُ وَالْمُرَادُ الظَّاھِرِیُّ یہ تو وہی پہلے معنے ہین قول حضرت کے جو بنا بر ظاہر حال کے مراد ہوسکتے ہین وَاَمَّا تَاْوِیْلُ الْقَوْلِ بِحَسْبِ الْبَاطِنِ فَاِنَّ قَضِیَّۃَ اَخِیْ اَوْسٍ تُشْبِہُ قَضِیَّۃَ مُہَاجِرِ بْنِ اَوْسٍ یَوْمَ عَاشُوْرَا وَقَضِیَّۃَ عَمِّہِ الْحُرِّ لیکن تاویل قول حضرت کی بنظر علم باطنی کے یہ ہے کہ قصہ برادر اوس کا مشابہ ہے حکایت مہاجر بن اوس اور حر کے چچا کے جو بروز عاشورا بروقت آنے حر کے خدمت امام حسین علیہ السلام مین واقع ہوا فَاِنَّہُ مَنَعَ الْحُرَّ مِنَ اللُّحُوْقِ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا مَنَعَ اَخَا اَوْسِ ابْنَ عَمِّہٖ اسلئے کہ حر کے چچا نے حر کو منع کیا تہا کہ حضرت سے نہ ملے اور آپ کی نصرت نکرین جسطرح برادر اوس کو اوسکے چچازاد بہائی نے نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کیا تہا اور مہاجر بن اوس سے بہی بروز عاشورا حر سے باتین ہوئین وَسَیَاْتِیْ تَفْصِیْلُ ذٰلِکَ فِیْ بَیَانِ

شہادۃ الحر انشاء اللہ تعالیٰ اور اس حکایت کا بیان ہم اُس باب مین کرینگے
جس مین شہادت حر کی بیان ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ فکانہ علیہ السلام یقول للحر
اذا اردت نصرتی وخرجت الیّ ومنعک عمک وتکلمت بکلام لم تہاجرین
اوس فانشد فی جوابہ ما انشدت لان مراد حضرت کی یہ ہے آپ حر سے فرماتے
ہین کہ جب تو بروز عاشورا میری نصرت کا ارادہ کرکے چلے اور میری خدمت مین آنے لگے
اوسوقت چچا تیرا تجکو منع کریگا اور مہاجر ابن اوس سے بھی تجسے کچھ باتین ہون تو انہین
اشعار کو تو پڑھنا وھذا من الحسین علیہ السلام اخبار بالمغیبات فھی
بشارۃ خامسۃ للحر اور یہ کلام حضرت امام حسین علیہ السلام کا غیب کی
خبر ہی پر شامل ہے پس یہ پانچوین بشارت ہے جو حر کو اوسکی شہادت پر دی گئی
وایضا فانہ علیہ السلام لما ذکر الموت للحر مرتین ولم یصرح بانہ
کیف یموت اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ چونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر کی
موت کی خبر بھی دو مرتبہ کی تھی اور اسکی تصریح نہین فرمائی تھی کہ وہ کیسی موت سے
مریگا صرح حینئذ بان الموت الذی دعوت لک ھے الشہادۃ ولیس
بہا عار علی الفتیٰ پس اوسوقت آپ نے تصریح فرمائی کہ جس موت کا مین نے
تیرے واسطے ذکر کیا ہے یہ وہی شہادت ہے راہ خدا مین اس موت مین
جوان مرد کو کچھ ننگ وعار نہین فانو الحق وجاھد فی اللہ و
واس الرجال الصالحین وفارق المثبور وودع المجرم پس نیت
اپنی حق پرورست کر اور راہ خدا مین جہاد کر نیک آدمیون سے بحسن سلوک
پیش آ ہلاک آخرت سے جدا ہو اور مجرم خدا کا ساتھ چھوڑ کہ لا تعیش نادما
ذلیلا مرغوم الانف اور اگر ایسا نکریگا تو جب تک زندہ رہیگا پشیمان
اور ذلیل اور خوار رہے گا ھذا ما ادی الیہ نظری وارجو
من اللہ ان یجعلنی فیہ من الصادقین یہ وہ معنے ہین
جو میرے سمجھ مین آئے اور خدا سے مجکو ان معنون کے سمجھنے مین سچا کرے

بشارت پنجم

باب بست وپنجم روانگی جناب امام حسین علیہ السلام کی بطرف کربلا ہمراہ حر کے اور بیان چند باتون کا جو راہ مین واقع ہوئین اور رجز خوانی حضرت طرماح کی

قَدْ مَضٰی مِنَّا الْقَوْلُ فِیْ بَیَانِ الْمُکَالَمَاتِ الَّتِیْ جَرَتْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْحُرِّ اوپر کے باب مین اوس رد وبدل ور گفتگو کا بیان ہم کر چکے جو درمیان حر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوئی اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ حر نے ایسی راہ پر حضرت کا جانا منظور کیا جو نہ کوفہ کو جائے نہ مدینہ کو قَالَ الرَّاوِیْ ثُمَّ الْتَفَتَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی اَصْحَابِہٖ وَقَالَ ھَلْ فِیْکُمْ مَنْ یَعْرِفُ الطَّرِیْقَ عَلٰی غَیْرِ الْجَادَّۃِ تو بعد اس گفتگو کے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص ایسی راہ کو پہچانتا ہی جو شاہراہ سے الگ ہو فَقَالَ الطِّرِمَّاحُ نَعَمْ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَا اُخَبِّرُ الطَّرِیْقَ طرماح نے عرض کی کہ ہان اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اوس راہ کا نشان دیسکتا ہون فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ سِرْ بَیْنَ اَیْدِیْنَا فَسَارَ الطِّرِمَّاحُ وَاتَّبَعَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ حضرت نے فرمایا کہ اچھا تم آگے چلو پس طرماح آگے بڑہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام اونہین کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے اَقُوْلُ الطِّرِمَّاحُ بْنُ عَدِیٍّ ھٰذَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِ عَلِیٍّ ذُوْ فِقْہٍ وَدِرَایَۃٍ مین کہتا ہون یہ طرماح بن عدی اصحاب مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جناب امیر علیہ السلام کے داخل ہین صاحب علم اور عقل کامل تھے وَلَہٗ مَعَ اَعْدَاءِ اللّٰہِ وَاَعْدَاءِ رَسُوْلِہٖ مُنَاظَرَاتٌ مَرْوِیَّۃٌ فِیْ کُتُبِ السِّیَرِ وَالرِّجَالِ اس بزرگ صحابی نے دشمنان خدا اور دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑے بڑے مباحثہ کیے ہین جنکا ذکر کتابون مین تاریخ اور رجال کے مندرج ہی وَاَمَّا ذِکْرُہٗ فِیْ اَنْصَارِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَلَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ اِلَّا ھٰھُنَا

وایضاً بعد شہادۃ الحسین علیہ السلام نقلہ روی عنہ السید رحمہ اللہ مجی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاً مع الانبیاء فی الطف مگر انکا ذکر اور انکا
شمار انصار امام حسین علیہ السلام مین سوائے اس مقام کے اور کہین مین نے نہین
پایا اور ایک روایت کو سید ابن طاؤس رحمہ اللہ نے گیارہوین شب محرم کی طرماح سے
نقل کیا ہی کہ طرماح نے بحالت بیداری دیکھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زندہ ہمراہ اور انبیا کے میدان کربلا مین تشریف لائے ومع ذلک لم یذکر اسمہ
مع اسامی الشہداء فی الطف لا فی روایۃ ولا فی زیارۃ مرویۃ عن
الائمۃ علیہم السلام مگر مجکو نہایت تعجب ہی کہ اس بزرگ کا نام ہمراہ شہدائے کربلا کے
نامون کے کسی زیارت مین خواہ کسی روایت مین اسوقت تک میری نظر سے نہین
گذرا نعم ذکر فیہا ابنہ وتفصیل ذلک فی باب مآثر الطرماح ہان انکی بیٹی کا ذکر
زیارت مین وارد ہوا ہے اور یہ سب باتین ہم خاص طرماح کے باب مین انشاء اللہ
تعالے تفصیل بیان کرینگے وبالجملۃ فھو شیخ کبیر لا یبعد ان یکون عمرہ
یومئذ نحو تسعین او ثمانین ویکون ظہرہ قد تقوس وانحنی وارتعش الجسد
اور خلاصہ کلام یہ ہی کہ طرماح پیر ضعیف تھے اور کچھ دور نہین ہی کہ اوس روز انکی عمر
قریب نوے خواہ اسّی برس کے ہو پشت خمیدہ ہو کر شل کمان کے جھک گئی ہو گی رعشہ
سے تمام بدن کانپ رہا ہو گا لا یطیق ان یسافر راجلا فضلا ان یسوق راحلۃ
الحسین علیہ السلام ویمشی ان مین تو ایسی راہ دشوار گذار مین پیادہ چلنے کی بھی طاقت
نہو گی چہ جائکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ناقہ کی مہار پکڑ کر پیادہ چلین نعم
ان کان مأموراً بہ من عند اللہ فلا بعد فی ذلک اصلا ہان اگر خدائے تعالی نے براہ
امتحان یہ خدمت انہین کو سپرد کی ہو کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو ان کے
قتل گاہ کی راہ پر بھی لیجائین پہر تو اسمین کچھ مضایقہ نہین ہے کہ خدا نے اونکو زور
اور طاقت بھی عطا کر دی ہو ویؤیدہ قول الحسین علیہ السلام الطریق معرفا
بالامام العہد وکذلک جواب الطرماح مثل ہمثل اور اس احتمال کی تائید کرتا ہی کہ حضرت امام حسین

علیہ السلام نے الطریق کی لفظ پر لام عہد کا داخل فرمایا یعنے اصحاب سے یہ پوچھا کہ تم مین سے کوئی شخص اوس راہ معین کو جانتا ہے جدہر ہمکو جانا ہے اور طرماح نے بھی اپنے جواب مین یہی عرض کیا کہ ہان اے صاحبزادے مین اوس راہ کو خوب پہچانتا ہون حیث لم یقل الحسین علیہ السلام هل فیکم من یعرف طریقا علی غیر الجادة اسواسطے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عام طور سے رستہ نہین پوچھا بل قال الطریق یعنی الطریق المعهود الذی ینتهی لا محالة الی الارض الموعودة التی جعلها الله موضع سره وهی ارض کربلا بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس خاص اور معین راہ کو پوچھا جو راہ ضرور اوسی زمین مقدس تک پہونچتی ہے جہان آپ کا راز شہادت کھلنے والا ہے اور یہ زمین کربلا کی ہے فقال الطرماح نعم یا ابن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم انا اخبر الطریق یعنی الطریق الذی ترید سلوکہ طرماح نے عرض کی کہ ہان اے فرزند رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آپ کو بھی راہ کو بتلاتا ہون جدہر چلنے کا آپ کا قصد ہے وفی روایة اخذ الطرماح بزمام ناقته وسار ماشیا وجعل الطرماح یرتجز اور ایک روایت مین ہے کہ طرماح نے مہار حضرت کے ناقہ کی پکڑ لی اور خود پیادہ چلے اور جوش مین آکر رجز پڑھنے لگے اقول ان کان الطرماح مامورا بذلک الامر فهو لا محالة من المطلعین علی اسرار الامام مین کہتا ہون کہ اگر طرماح اس خدمت پر از جانب خدا مامور تھے پھر تو اونکو ضرور آپ کے اسرار شہادت پر اطلاع ہوگی ویکون حینئذ فی غم وفرح وغضب شدید وکابة عظیمة اور اس وقت طرماح کا عجیب طرح کا حال ہوا ہوگا کہ غمناک بھی ہونگے اور خوشی بھی اونکو ہوگی غصہ بھی ہوگا اور دل انکا تڑپ رہا ہوگا اما الحزن والکابة فمما یری ما یجری علی الحسین علیه السلام واهل بیته من المصائب والنوائب وانه اول یوم من ایام الفجیعة والابتلاء رنج اور ملال کا سبب طرماح کو یہی ہے کہ دیکھ رہے ہین آج اونکے شاہزادہ امام حسین علیہ السلام پر اور اہلبیت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسی کیسی مصیبتین گذر رہی ہین اور آج کا دن گویا پہلا

دن ہے ایام مصیبت اور امتحان الٰہی کا کہ اب راہ چلنا بھی حضرت کا بند کردیا گیا
فَاِنَّمَا هُمْ حُفُوسُهُمْ وَهُمْ فَاِنَّهٗ يَوْمَئِذٍ سَائِقُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى مَحَلٍّ فِيْهِ مِعْرَاجُهٗ
یعنی شتر طرماح کو اس بات کی تھی کہ آج کے دن وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ناقہ
کی مہار پکڑ کر ایسے مقام پر لئے جاتے ہین جہان پر بعد شہادت ہو جانے کے گویا حضرت
امام حسین علیہ السلام کو معراج کا مرتبہ حاصل ہوگا فکما اَنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَانَ سَائِقًا رَسُوْلَ اللّٰهِ ص لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ وَاٰخِذًا بِزِمَامِ بُرَاقِهٖ حَتّٰى دَنٰى فَتَدَلّٰى یس جسطرح جبرئیل
علیہ السلام کو یہ خدمت تہی کہ شب معراج کو براق کی باگ پکڑکر جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اوس مقام تک لے گئے جہان سے قرب الٰہی اسقدر رہوا جسکی تشبیہ دو
کمان کے فرق سے دار دہے كَذٰلِكَ الطِّرِمَّاحُ سَائِقٌ لِسِبْطِهٖ وَفَلْذَةِ كَبِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص
يَسُوْقُهٗ اِلٰى مَشْهَدِهٖ وَمَقْتَلِهٖ وَمُنَاخِ رِكَابِهٖ وَمَحَطِّ رِحَالِهٖ وَمَصْرَعِ اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ
اسی طرح آج طرماح کو یہ خدمت ہی کہ سبط رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پارۂ جگر اوس
جناب کے تھے اونکے مقام شہادت اور قتلگاہ پر مہار ناقہ کی پکڑکر لئے جاتے ہین اوسی
زمین پر پہونچکر آپ کے اونٹون پر سے بار سفر اوتارا جائیگا اور پالان شتر گرا دی جائینگے
اصحاب اور اہلبیت حضرت کے خاک وخون مین لوٹین گے وَكَمْ بَيْنَ السَّيَّاقَيْنِ فَرْقٌ
لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معراج مین مہار براق تھام کرلیجانے مین جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور طرماح رحمہ اللہ کے لیجانے مین مہار ناقہ کی پکڑکر بطرف کربلا
کے زمین اور آسمان کا فرق ہے فَاِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَدَرَّقٰى بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ص اِلٰى مَكَانٍ اَللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِهٖ اسلئے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اوس مکان تک لے گئے جسکو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکا
خوب جانتا ہے وَكَانَ اِيَابُهٗ وَذَهَابُهٗ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَمْ يَصِلْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
سُوْءٌ وَلَا كُلْفَةٌ اور آنا جانا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چشم زدن مین واقع
ہوا اور کسی طرح کا گزند اور کسی قسم کی تکلیف حضرت کو نہین پہونچی فَالطِّرِمَّاحُ قَدْ سَاقَ
الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى مَكَانٍ لَمْ تَبْقَ فِي الدُّنْيَا مُصِيْبَةٌ اِلَّا وَقَدْ اَصَابَتِ الْحُسَيْنَ ع فِيْهِ

اور طرماح ایسی جگہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو لیگئے جہان پہونچکر کوئی مصیبت
باقی نرہی جو وہان حضرت کو نہ پہونچی ہو اِلَّا غَضَبَہٗ وَغَیظَہٗ عَلیٰ اَعدَاءِ الحُسَینِ الَّذِینَ
کَانُوا قَد اَحَاطُوا بِہٖ مگر غصہ اور غیظ طرماح کا بس انہین دشمنون پر تہا جو حضرت
امام حسین علیہ السلام کو گھیرے ہوے تھے اور جنہون نے ان دشمنون کو بہیجا تہا وَکُلَّمَا
قُلنَا یَظہَرُ مِن اِنشَادِہِ الاَبیَاتِ وَہِیَ ہٰذِہٖ اور یہ ہمنے جو بیان کیا ہے کہ طرماح کو رنج اور
خوشی اور غیظ و غضب تھا (حسین) باتین اوس وقت تہین یہ کوئی امر خیالی نہین ہے
بلکہ جو اشعار رجز مین اونہون نے پڑہے ہین اونہین اشعار سے یہ سب باتین پیدا ہوتی
ہین وہ اشعار یہ ہین ؎ یَا نَاقَتِی لَا تَذعَرِی بِزَجرِی ؛ وَامضِی بِنَا قَبلَ طُلُوعِ الفَجرِ
اے میرے پسندیدہ اونٹنی میری گہر کی جہڑکی سے راہ مین کچھ خوف نکرنا اور صبح ہونے سے
پہلے ہمکو اپنی منزل پر پہونچا دینا وَہٰذَا البَیتُ یَدُلُّ عَلیٰ اَنَّ الطَّرِیقَ الَّذِی یَسِیرُ اِلَیہِ
یَعسُرُ فِیہِ المُرُورُ لِکَونِہٖ ذَاتَ اَحجَارٍ وَاَتلَالٍ یَصعُبُ النُّزُولُ عَنہَا وَالعُرُوجُ عَلَیہَا
اس بیت سے صاف ظاہر ہے کہ جس راہ سے ان بزرگ کو چلنا منظور ہے اور جس راہ سے
چلنے کا آج انکو حکم ہوا ہے نہایت دشوار گذار ہے اور ایسا نشیب و فراز پتھرون اور
ٹیلون کا اوس راہ مین ہے جن سے اوترنا اور چڑہنا بہت دشوار ہوگا اور اسقدر دل
تنگی ہوگی کہ اونٹنی کو بار بار جھڑکنا پڑیگا اور چونکہ یہ ناقہ میرے گمان مین ناقہ عضبا ہی جسپر
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوتے تھے اوسکا ادب طرماح کرتے
اسیواسطے اوسکی دلجوئی کر رہے ہین مَعَ کَونِ المَسِیرِ لَیلًا وَہِیَ لَیلٌ مُظلِمٌ لَا یُریٰ
فِیہَا اَعلَامُ الطُّرُقِ وَجَادَّتُہَا فَکَیفَ وَہُوَ طَرِیقٌ عَلیٰ غَیرِ الجَادَّۃِ ایک تو راہ
ناہموار تھی دوسرے شب تار مین چلنا جس مین شاہراہ بھی اچھی طرح سے دکھلائی نہین
دیتی چہ جاکہ ان کو ایسی راہ چلنی نصیب ہوئی جو شاہراہ سے بھی الگ ہو اورون کو
بھی چلنا اوس راہ مین دشوار ہے اور تین سبب دلتنگی کے جمع ہوے راہ دشوار گذار
اور ناہموار اور دوسرے اسمین آمد و رفت بھی کمتر تیسرے شب تار وَاَیضًا یَدُلُّ قَولُہٗ
قَبلَ طُلُوعِ الفَجرِ عَلیٰ اَنَّ بُلُوغَہٗ فِی ذٰلِکَ المَوضِعِ لَابُدَّ مِنہُ اَن یَقَعَ وَالفَجرُ غَیرُ طَالِعٍ

یہ بھی کلام سے حضرت طرماح کے معلوم ہوتا ہے جو اونٹنی سے کہہ رہے ہین کہ طلوع صبح سے پہلے مجھے پہونچا دینا کہ حکم یہی تھا کہ رات ہی رات ہین یہ منزل طی کر کے اوس مقام پر پہونچ جائین اور صبح ہونے پائے پس جلدی چلنا یہ چوتھا سبب تنگی کا ہوا والسّر فی ذلک واللہ یعلم ان بعد طلوع الفجر تکون البیداء مضیئۃ ویشرق الارض وما علیہا فلا یکون المسیر بذلک العسر الذی امتحن اللہ بہ الحسین ع فی تلک اللیلۃ شباشب کی روا روی ہین یہ راز الہی معلوم ہوتا ہے کہ بعد صبح ہو جانے کے میدان روشن ہو جائیگا اور زمین کی سب چیزین مثل باریک راہ وغیرہ کے اچھی طرح دکھائی پڑینگے پس راہ چلنے ہین ویسی دشواری اور اسقدر تکلیف نہوگی جس ایذا سے آج حضرت امام حسین علیہ السلام کا امتحان خدا کو منظور ہے۔ اب تو ثابت ہو گیا کہ جو بعض شعراء نے نظم کیا ہے وہ بھی صحیح ہے کہ ببولون کے کانٹون سے بدن اصحاب کے زخمی ہو گئے تھے ھذا ما یظہر من ظاہر الحال ولا یبعد ان یکون فی ذلک اسرار اخر یہ وہ راز تھا جس پر ظاہر و الستحال کرتا ہے اور کچھ دور نہین شباشب چلنے ہین اور بھی اسرار ہون ثم قال ع

بخیر فتیانٍ وخیر سفرٍ ۞ آلِ رسول اللہ آلِ الفخرِ ۞ پھر کہا طرماح رحمہ اللہ نے لے ناقہ دل پسند تو جانتی ہی کہ تجھ پر کون شخص سوار ہی اور اس سفر کے مسافر کون لوگ ہین وہ جوان ہین جنسے بہتر دنیا ہین کوئی جوانمرد نہین ہی اور جنسے بہتر کسی مسافر نے دنیا ہین آج سفر نہین کیا ہو آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آج سفر ہے جو صاحب فخر اپنے زمانہ ہین ہین السادۃ البیض الوجوہ الزہر ۞ الطاعنین بالرماح السمر ۞ الضاربین بالسیوف البترِ ۞ حتی تحلی بکریم النحرِ ۞ جب اہی خوشحالی کی کیفیت بیان کر لی اور اہلبیت رسالت کی عظمت اور شان کا ذکر شروع کیا اب اونہین بزرگوارون کی ثنا اور صفت ہین اور ترقی کر کے کہا کہ یہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سادات ہین کہ جنکے چہرے روشن اور شگفتہ ہین اور گندم گون نیزے چمکدار اور تیغہاے آبدار سے ایسا جہاد انہون نے کیا کہ دین اسلام چمک اوٹھا یا یہ مطلب ہی کہ حسین ابن علی کی مفاخرت اور کرامت دنیا ہین ظاہر ہے اسلئے کہ وہ جناب الماجد الجد رحیب الصدر ۞ اصابہا اللہ لخیر امرٍ

انکے جد بزرگوار کا سینہ کشادہ ہے یہان تک بیان اون فضائل کا تھا جو از روے نسب کے
اور نیز حسب کے ذریعہ سے حضرت کو حاصل تھے اب دعا شروع کی اور کہا کہ بہترین امارت
یعنے امامت پر خدا انکو پہونچا دے یعنے امت کو انکی اطاعت کی توفیق دے اب
بہترین آغاز و انجام دونون کا ذکر ہو چکا ثُمَّ قَالَ عَمَّرَهُ اللّٰهُ بِبَقَاءِ الدَّهْرِ
يَا مَالِكَ النَّفْعِ مَعًا وَالضُّرِّ خدا میری اس شاہزادہ کی عمر اتنی دراز کرے جبتک زمانہ
باقی ہے اوس خدا سے دعا مانگتا ہون جسکے قبضہ قدرت مین نفع و ضرر یکسان ہے وَلْيُنْظَرْ
فِي سِيَاقَةِ كَلَامِ هٰذَا الْمَنْطِيقِ الْبَلِيغِ كَيْفَ يُرَتِّبُ كَلَامَهُ وَيُحْسِنُ نِظَامَهُ دیکھنے کے
قابل ہے روانی کلام اس گویاے بلیغ کی کس عمدگی سے اپنے کلام کو مرتب کرتا ہے اور کیا اچھا
سلسلہ اپنے کلام کا درست کیا ہے ثُمَّ لَمَّا كَانَ هٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اَجِلِّ الصَّحَابَةِ لِجَدِّهٖ وَاَبِيْهِ
وَكَانَ طَاعِنًا فِي سِنِّهٖ پھر چونکہ طرماح ایک بزرگ صحابی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے تھے اور جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب مین بھی داخل ہین اور سن مین بھی امام
حسین علیہ السلام سے بڑے تھے فَقَدْ دَعَا لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي هٰذَا الْكَلَامِ كَمَا
يَدْعُوْنَ بِهِ الْكُبَرَاءُ فِي اَعْمَارِهِمْ لِلْاَصَاغِرِ مَعَ كَوْنِهٖ عَالِمًا بِمَا يَؤُوْلُ اِلَيْهِ
اَمْرُ الْحُسَيْنِ بَعْدَ اَيَّامٍ فَلَا ئِل اس بڑائی اور سن کے لحاظ سے وہ بھی دعا طول عمر کے
جناب امام علیہ السلام کو دے جو مسن و معمر آدمی اپنے سے کم عمر لوگون کو دیتے ہین باوجودیکہ
طرماح جانتے تھے کہ چند روز کے بعد حضرت کا کیا حال ہوگا بَلْ مَعَ كَوْنِهٖ سَائِقًا اِلٰى طَرِيْقٍ
يَنْتَهِيْ اِلٰى مَقْتَلِهٖ فَكَيْفَ يَكُوْنُ اِضْطِرَابُ قَلْبِهٖ بَعْدَ تِلْكَ الدُّعَاءِ اَنْ يُعَمِّرَهُ اللّٰهُ
بِبَقَاءِ الدَّهْرِ مَعَ كَوْنِهٖ عَالِمًا بِاَنَّهٗ يُسْتَشْهَدُ يَوْمَ عَاشُوْرَا وَاَيْضًا يَرَاهُ فَقِيْدَ
الْاَعْوَانِ قَلِيْلَ الْاَنْصَارِ اب خیال کرنا چاہیے کہ طرماح کا دل کسقدر مضطرب ہوا ہوگا
جسوقت طول عمر کی دعا حضرت کو دی ہی باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ آپ بروز عاشورا
شہید ہو جاینگے اور دیکھ رہے تھے کہ معین اور مددگار کوئی پاس نہیں ہے اور انصار کی
کمی ہے وَلِذٰلِكَ قَالَ بَعْدَ هٰذَا الدُّعَاءِ اَيْ حُسَيْنًا سَيِّدِيْ بِالنَّصْرِ عَلَى الطُّغَاةِ
مِنْ بَقَايَا الْكُفْرِ اسیواسطے بعد اس دعا کے پھر طرماح نے کہا کہ مددگار خدا و ندا حسین

کی نصرت اور فتحیابی سے اون نابکارون پر جو ابھی کفر پر باقی ہین یا باقیماندہ کفارون مین سے ابھی یہ لوگ ہین وهٰذا اللهُ عاءٌ كانّه دُعاءٌ لِعِلّة بَقاءِ الحُسَين عَلَيهِ السَّلامُ اَبَدَ الدَّهْرِ اور یہ دعا گویا دعا ہی اوس سبب کے جو طول عمر کا تا بقاء زمانہ باعث ہو یعنی نصرت سے فتح یابی ہوگی ثُمَّ قالَ علَى المَلعُونَين سَلِيلَی صَخرٍ

ثُمّ بَدْا لِيه كان الِی يَعلَيف الخُمُورِ وَابنِ زِيادٍ عَهرِ بنِ العَهرِ اِن دونون لعینون پر جنہا اپنی امام حسین علیہ السلام کو عطا کردی جو اولاد سے صخر کی ہین ایک تو یزید ہی جو ہمیشہ شراب پیا کرتا ہی اور خم کے خم خالی کر دیے ہین اور دوسرا ابن زیاد ہی ولد الزنا اور بیٹا ولد الزنا کا یا یہ کہ خود زانی ہی اور بیٹا زانی کا ہی وَلَمَّا بَلَغَ الطِّرِمَّاحُ اِلَى ذٰلِكَ المَبلَغِ يَعنِي لَعنَ يَزِيدَ وَابنِ زِيادٍ فَلا بُدَّ اَنَّ الحُرَّ كانَ فِي تِلكَ السّاعَةِ مُغضَبًا اور جس وقت رجز پڑھتے پڑھتے یہان تک نوبت پہونچی کہ طرماح کو جوش آگیا اور کچھہ خیال نہ رہا کہ ہماری جماعت قلیل ہی اور لشکر یزید اور ابن زیاد حر کے ساتھہ زیادہ ہے بیدھڑک ہو کر دونون کو ملعون کہدیا ضرور اسوقت غیظ وغضب انپر طاری تہا وَالحُرُّ يَومَئِذٍ مِن قِبَلِهِما قالَ المُفِيدُ رَحمَهُ اللهُ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الحُرُّ تَنَحّى مِنهُ وَكانَ يَسِيرُ بِاَصحابِهِ بِناحِيَةٍ اور حر آج کے دن یزید اور ابن زیاد کے لشکر مین داخل تھا جناب شیخ مفید رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جب حر نے یہ کلام طرماح کا سُنا ساتھہ سے الگ ہو گئے اور اپنے ہمراہیون کو لیکر دور دور چلنے لگے قُلتُ وَلَعَلَّ ذٰلِكَ التَّنَحِّي اَيضًا مِن عَلائِمِ كَونِ الحُرِّ فِي الباطِنِ كارِهًا عَمّا هُوَ عَلَيهِ وَاِلّا لَتَصَدّى بِجَوابِ الطِّرِمّاحِ وَمَنعِهِ وَزَجرِهِ عَنِ التَّفَوُّهِ بِتِلكَ الاَقاوِيلِ مین کہتا ہون حر کا الگ ہٹ جانا یہ کلام سخت سنکر یہ بھی ایک علامت اس بات کی ہی کہ دل سے حر کو ناگوار تھا اپنا لشکر ابن زیاد مین ہونا اور اگر ایسا نہوتا تو ضرور طرماح کو جواب دیتا اور منع کرتا کہ ایسی باتین نہ کہے

باب بست و ششم نافع ابن ہلال مرادی کا مع تین اصحاب کے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آنا اور حر کا ان لوگون کو روکنا اور حضرت کا بنفس نفیس لڑنے پر آمادہ ہونا اور جواب اوس شبہہ کا کہ یہ چارون اصحاب باوجودیکہ کوفہ مین موجود تھے شریک و معین حضرت مسلم رحمہ اللہ کے کیون نہوئے

قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ وَسَارَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى عُذَيْبِ الْهِجَانَاتِ
ابو مخنف کہتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے یہانتک کہ چلتے چلتے
منزل عذیب ہجانات پر پہونچے وَاِذَا بِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ قَدْ اَقْبَلُوْا مِنْ نَاحِيَةِ الْكُوْفَةِ
وَاِذَا هُمْ نَافِعُ بْنُ هِلَالٍ الْمُرَادِيُّ وَعَمْرُو الصَّيْدَاوِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ
اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيُّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ الْمَذْحِجِيُّ ناگاہ یکایک کوفہ کی طرف سے چار آدمی
آتے ہوئے دکھائی دیئے قریب آئے تو معلوم ہوا کہ نافع ابن ہلال ہین اور عمرو صیداوی
اور سعید حضرت ابوذر کے بیٹے اور عبید اللہ مذحجی ہین فَاَقْبَلُوْا اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اون چارون نے حضرت کی طرف رخ کیا فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهِمْ اَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَةِ
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنْشَاَ يَقُوْلُ يَا نَاقَتِيْ الخ جب طرماح رحمہ اللہ نے اونکو
آتے ہوئے دیکھا پھر باگ حضرت کے ناقہ کے پکڑ لے اور وہی رجز کے اشعار پڑہنے لگے جو
اوپر گذرے ہین قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمُ الْحُرُّ ابو مخنف کہتے ہین کہ حر اون کے
روکنے پر آمادہ ہوا فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلَمْ تَكُنْ قَدْ عَاهَدْتَنِيْ اَنْ لَا تَتَعَرَّضَ
لِاَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِيْ حَتّٰى يَاْتِيَكَ كِتَابُ ابْنِ زِيَادٍ حضرت نے اوس سے فرمایا کہ تو نے
مجھ سے عہد کیا ہے کہ میرے کسی صحابی سے تعرض نکریگا جب تک کہ خط ابن زیاد کا
تیرے نام پر نہ آئے کیا یہ معاہدہ تجھکو یاد نہین ہے فَاِنْ كُنْتَ عَلٰى مَا بَايَعْتَنِيْ وَ

بَيْنَكُمْ وَلَا اُنَازِلُكَ فِي مَيْدَانِ الْحَرْبِ فَكَفَّ عَنْهُمُ الْحُرُّ اگر تم لوگ اوسے عہد و پیمان
پر باقی ہو تو بہتر ورنہ مین تجکو میدان حرب مین واسطے لڑنے کی طرف مجبور کرونگا یعنی مین خود
تجسے لڑونگا یہ سنکر اون چارون بزرگونکے روکنے سے حر باز رہا اَقُوْلُ وَهٰهُنَا مَقَاصِدُ مُهِمَّةٌ
قَدْ خَلَتِ الْكُتُبُ عَنْ ذِكْرِهَا وَلَا بُدَّ مِنْهَا مین کہتا ہون کہ اس مقام پر چند باتین
ضروری ہین جنکے بیان سے کتابین خالی ہین اور ذکر اونکا بہت ضروری ہے اَلْاَوَّلُ وُفُوْدُ
اَرْبَعَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَهُمْ مِنْ خِيَارِ الْاَصْحَابِ وَقَدْ كَانُوْا فِي الْكُوْفَةِ وَلَمْ يُشَارِكُوْا
فِيْ اَمْرِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ پہلے یہ بات ہے کہ یہ چار صحابی حضرت کے جو اس منزل پر آ ملے
اور وہ برگزیدہ اصحاب مین سے تھے باوجودیکہ وہ کوفہ مین موجود تھے اور حضرت مسلم رحمہ اللہ کے
شریک حال نہوے وَكَذٰلِكَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ وَمُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ وَقَدْ شَرَحْتُ
ذٰلِكَ فِيْ بَابِ مَاٰثِرِ حَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ اسیطرح حبیب ابن مظاہر اور مسلم ابن عوسجہ
کہ یہ بھی کوفہ مین تھے اور شریک حضرت مسلم کے نہوے اس اعتراض کا جواب مین نے باب شہادت
حبیب ابن مظاہر مین بتفصیل لکھا ہے وَمُلَخَّصُهٗ اَنَّ اَصْحَابَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كُلُّهُمْ كَانُوْا مَاْمُوْرِيْنَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ بِاُمُوْرٍ مَخْصُوْصَةٍ خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ اصحاب امام حسین
علیہ السلام کی ہر ایک خاص خاص باتون پر خدا کیطرف سے محکوم ہوے تھے یعنے ہر ایک کو جدا
جدا خدمت سپرد ہوئی تھی وَكَانُوْا يُوَاظِبُوْنَ عَلٰى مَا اُمِرُوْا بِهٖ اور ہمیشہ یاد کیا کرتے تھے
جب کہین باہم یکجا ہوتے تھے اپنے خدمات متعلقہ کو وَيَدُلُّ عَلَيْهِ مُكَالَمَاتُ حَبِيْبِ بْنِ
مُظَاهِرٍ لِمُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ وَمِيْثَمِ التَّمَّارِ وَرُشَيْدِ الْهَجَرِيِّ كَمَا رَوَيْتُ فِيْ بَابِ
حَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ اس بات پر دلیل وہی روایتین ہین جو حبیب ابن مظاہر اور جناب مسلم رحمہ اللہ
سے گفتگو ہوے اور جو گفتگو حبیب نے میثم تمار سے کی تھی اور جو بات رشید ہجری نے کہی تھی
اور یہ سب روایتین مین نے باب شہادت حبیب ابن مظاہر مین بیان کی ہین وَكَانَ مِنْ سَجَايَا
الصَّحَابَةِ اَنَّهُمْ لَا يَقِيْسُوْنَ بِرَاْيِهِمْ بَلْ يَتَعَبَّدُوْنَ بِمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْاِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اور خصلت صحابہ کی یہی تھی کہ وہ اپنی راے کو دخل نہین دیتے تھے اور عقلی ترجیحات بمقابلہ حدیث
کے نہین کرتے تھے بلکہ امام علیہ السلام جو کچھ اونکو حکم فرماتے تھے اوسیکو حکم خدا سمجھکر بجا لاتے تھے

فمن لم ينصر مسلم بن عقيل ولم يشترك في امره فعند ي هو المانع له اغنى كونه مأمورا بحضور الطف ونصرة الحسين عليه السلام پس جس شخص نے کوفہ مین موجود ہوکر حضرت مسلم رحمہ اللہ کی نصرت نہین کی اور اونکے امور مین شریک نہوا مین کہتا ہون کہ اوسکو عذر یہی تھا کہ وہ کربلا مین حاضر ہونے کو حکم کیا گیا تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے انصار مین شریک ہونے کو وہ محکوم تھا ورنہ وہ شمار اور عدد انصار حسین امام پر جہاد کرنا مطلق تھا کربلا مین پورا نہوتا الثاني انشاد الابيات عن الطرماح ثانيا العلة اظهار المفاخرته بانه قد اتى بما كان مأمورا به من عند الله كما ان الاصحاب الاربعة قد امتثلوا بحضورهم عند الحسين عليه السلام في ذلك المقام دوسرے طرماح کا دوبارہ رجز پڑھنا بنظر فخر اور مباہات کے تھا کہ ان چارون بزرگوارون کو جو اسوقت آملے ہین معلوم ہوجاے کہ جو خدمت طرماح سے متعلق تھی اُسکو بجالاے جسطرح کہ وہ چارون اصحاب اپنے خدمت متعلقہ بجالاے کہ اس مقام خاص پر حاضر ہوے الثالث قول الحسين ع للحر الم تكن عاهدتني بعدم التعرض باصحابي لم يذكر في رواية بالمطابقة تیسری یہ بات ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حر سے جو فرمایا کہ تو عہد کرچکا ہے کہ میری کسی صحابی سے تعرض نکریگا اسکا ذکر کسی روایت مین اوپر نہین گذرا ولا يدل عليه رواية لا ضمنا ولا التزاما اور نہ کسی روایت کے ضمن مین یہ معاہدہ مذکور ہوا اور نہ کسی روایت سے بالالتزام یہ معاہدہ پایا جاتا ہے فلا يبعد ان تكون تلك المعاهدة قد وقعت ليلا حين جاء الحر عند الحسين عليه السلام كما رواه ابو مخنف پس کچھ دور نہین ہے کہ یہ معاہدہ شب کے وقت ہوا ہو جب حر تنہا حضرت کے خدمت مین آیا تھا جیسا کہ ابو مخنف نے حر کے آنے کی روایت کی ہے فيكون قد وقع ذلك العهد بينهما سرا پس یہ معاہدہ درمیان حضرت کے اور حر کے پوشیدہ ہوا ہوگا الرابع قوله عليه السلام للحر والا نازلتك في ميدان الحرب يدل بظاهره انه عليه السلام يطلب البراز من الحر بنفسه الشريفة چوتھی یہ بات ہے کہ آپنے جو حر سے فرمایا کہ اگر تو میرے اصحاب سے تعرض کریگا مین تجھسے لڑائی طلب کرونگا ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ آپ خود بنفس نفیس اوس سے مقابلہ کرتے

وھذا دلیل علی کمال الرحمۃ واتم الحمایۃ لاصحابہ اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ آپ کو کمال محبت
اور پورا خیال حمایت کا اپنے اصحاب کے تھا فانہ یرید ان یقیھم من شر الاعداء بنفسہ وان کان قد
یصیبہ الجراحات والشدائد الاخر اسلیے کہ آپ کا ارادہ ظاہر ہوگیا آپکو یہان تک گوارا تھا کہ اپنے
اصحاب کی حفاظت دشمنون سے کرونگا اگرچہ مین زخمی ہوجاؤن خواہ اور شدائد ہی مین گرفتار ہوجاؤن وھذا
ھو الواجب بالنظر الی النصفۃ والعدالۃ اور یہی بات مناسب تھی بنظر انصاف وعدالت کے فان اصحابہ
رضوان اللہ علیہم لما کانت من ھممھم وخلوص نیاتھم کما اظھروھا فی لیلۃ عاشورا
اسلیے کہ اصحاب اوس حضرت کی جبکہ اونکی ہمتین اور خلوص نیت کا یہ حال تھا جسکو شب عاشورا اونہون نے
ظاہر کیا حیث قال بعضھم یا ابن رسول اللہ لو اعلم انی اقتل واذری ثم اقتل ثم احیی
حتی یفعل بی ذلک الف مرۃ لما ترکت نصرتک چنانچہ بعض اصحاب نے شب عاشور کو یہ عرض
کی تھی کہ اے فرزند رسول اگر مین قتل کیا جاؤن اور میری خاک ہوا مین اڑا دیجائے اور پھر قتل کیا جاؤن
اور پھر زندہ کیا جاؤن اور اسیطرح سے ہزار مرتبہ مجھپہ سختی گذرے پھر بھی آپکی نصرت کو ترک نکرون وانما ھی قتلۃ
واحدۃ ثم ھی شھادۃ وحیاۃ ابدیۃ اور یہ تو ایک ہی مرتبہ کا مقتول ہونا ہے اور پھر اس مقتول
ہونے مین شہادت حاصل ہوگی جو حیات جاودانی ہے اسکو مین کیونکر ترک کرسکتا ہون وقال بعضھم اکلتنی
السباع لو عشت حیا بعدک یا حجۃ اللہ علی خلقہ اور بعض سعادتمندون نے یہ عرض کی کہ مجھکو درندہ
جانور کھا جائین اگر مین آپکے بعد زندہ رہون خدا وہ دن مجھے نہ دکھلائے اے حجت خدا تمامی مخلوقات پر وقال
بعضھم لما قال لہ الحسین ان یتخلص ابنہ ویذھب اور بعض سعادتمندون نے جب حضرت نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ
اور اپنے بیٹے کو قید سے چھڑاؤ تو اونہون نے یہ عرض کی ان الآباء والابناء کلھم فداء لنعالک باپ بیٹے سب آپکے قدمون پر نثار
ہوجائین وھل یتصور مسلم ان یترک امامہ فی تلک الحال ویستخلص ابنہ کوئی مسلمان ہمت ایسا خیال بھی
کرسکتا ہے کہ اپنے امام کو اس حالت مین چھوڑ کر اپنے بیٹے کے چھڑانیکو چلا جائے ولما کان الحسین ع عارفا بخلوص نیاتھم فقد
تھیأ بنفسہ للقتال صیانۃ لعرضھم ودفوعھم [illegible] اور چونکہ حضرت امام حسین ع اونکی خلوص نیت کو جانتے تھے
اسیواسطے اونکی [illegible] یا اخی فیما قلتہ
واللہ المستعان [illegible] اصحاب کی اسکو خوب سمجھکر سمجھنا
چاہیے اور [illegible] اور کسی چیز سے ہوسکتا ہے

باب بست و ہفتم عبداللہ جعفی راہزن کا حضرت سے ملنا اور شریک انصار ہونے پر اوسپر حکم جعفی کا فرمانا اور ہرثمہ ابن مسلم کی روایت اور جواب اون اعتراضات کا جو ان دونون پر وارد ہوتے ہین

قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ ثُمَّ سَارَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْحُرُّ يُسَايِرُهُ حَتّٰى اَتَوْا عَلٰى قَصْرِ بَنِي مُقَاتِلٍ
ابو مخنف لکھتے ہین کہ جناب حضرت ... سے روانہ ہوکر حضرت امام حسین علیہ السلام قصر بنی
مقاتل مین پہونچے اور حر بھی مع اپنے لشکر کے ساتھ چلا آتا تھا فَاِذَا بِفُسْطَاطٍ مَضْرُوْبٍ فَقَالَ
لِمَنْ هٰذَا الْفُسْطَاطُ فَقِيْلَ لِرَجُلٍ يَقْطَعُ الطَّرِيْقَ وَيُخِيْفُ السَّبِيْلَ اِسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ الْجُعْفِيُّ
ناگاہ ایک خیمہ برپا ہوا نظر آیا حضرت نے پوچھا یہ کس کا خیمہ ہی لوگون نے عرض کی کہ ایک شخص
راہزن ہے جو مسافرون کو لوٹتا ہے یا چھپکر چھاپہ مارتا ہے اسکا نام عبداللہ جعفی ہے فَاَرْسَلَ
اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا حَضَرَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَا هٰذَا اِنَّكَ قَدْ
جَمَعْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ذُنُوْبًا كَثِيْرَةً فَهَلْ لَكَ مِنْ تَوْبَةٍ تُمَحِّصُ عَنْكَ اللّٰهُ ذُنُوْبَ حضرت نے
اس شخص کو اوسکے بلانے کو بھیجا جب سامنے آیا حضرت نے فرمایا اے شخص
تو نے گناہون کا بڑا ذخیرہ جمع کیا ہی اب تو ایسی توبہ کرنی نہین چاہتا ہی جس سے کچھ گناہ
تیرے دور ہو جاوین قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ تَنْصُرُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ
عبداللہ نے عرض کی کہ وہ کیسی توبہ ہی جو آپ مجھ سے کرانی چاہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ اس زمانہ
مین تو اس سے بڑھکر توبہ نہین ہے کہ ہم اہلبیت کی نصرت کرے فَقَالَ مَا خَرَجْتُ مِنَ الْكُوْفَةِ
اِلَّا مَخَافَةَ اَنْ اُقَاتِلَكَ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ زِيَادٍ عبداللہ نے عرض کی کہ مین کوفہ سے اسی خیال سے
نکل آیا ہون کہ اگر وہان رہتا تو ابن زیاد کے سامنے آپ سے مجکو لڑنا پڑتا وَلٰكِنْ هٰذَا فَرَسِيْ
فَاِنِّيْ مَا طَلَبْتُ اِلَّا لَحِقْتُ وَمَا هَرَبْتُ اِلَّا نَجَوْتُ مگر یہ گھوڑا میرا حاضر ہے اسکو پیش
کش کرتا ہون ان دنون آپکے بہت کام آئیگا اسقدر چالاک ہے کہ جسکے پیچھے مین نے اسکو ڈالا
اوسکو پکڑ ہی لیا اور جہان بھاگ کر مجھ سے بچ نسکا اور اگر مین کسی کے خوف سے بھاگا ہر چند اون

لوگون نے میرا تعاقب کیا مگر مجھے پا نہ سکے وَهٰذَا سَيْفِي الْقَاطِعُ وَرُمْحِي وَاعْفُ عَنِّي اور یہ ایک شمشیر بران اور نیزہ میرا ہے یہ تینون چیزین آپکے نذر کرتا ہون قبول فرمایئے اور اپنے نصرت کرنے سے مجکو معاف رکھئے فَقَالَ لَهُ الْإِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا بَخِلْتَ عَنَّا بِنَفْسِكَ فَلَا حَاجَةَ لَنَا بِمَالِكَ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوسسے فرمایا کہ جب ہمارے نصرت مین تو جان اپنی دینے سے بخل کرتا ہے پہر تیرے مال کی ہمکو کچھ حاجت نہین ثُمَّ تَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا اور پہر آپنے اس آیہ قرآنی کی تلاوت فرمائی جس کے ظاہری معنی یہ ہین کہ مین گمراہ اور تباہ کار آدمیون کو اپنا قوت بازو نہین کرنا چاہتا ہون یعنے میرے انصار گمراہ اور تباہ کار نہین ہین وَلَقَدْ سَمِعْتُ جَدِّي رَسُولَ اللّٰهِ ص مَنْ سَمِعَ دَاعِيَ أَهْلِ الْبَيْتِ وَلَمْ يُجِبْهُ كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور مین نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کے کان مین آواز دعوت جہاد اہلبیت کی پڑی اور پہر وہ اجابت اوس دعوت کی نکرے اور شریک جہاد نہو خدا بروز قیامت اوسکو دوزخ مین اوندھا منھ کے بھل گرائیگا ترجمہ حدیث کا تمام ہوا وَلْنَقُلْ فِي بَيَانِهَا مَا يَجِبُ الْبَحْثُ عَنْهُ اب ہمکو چاہیئے کہ اس حدیث کے بیان مین جو جو باتین ضروری ہین اونکا ذکر کرین أَمَّا أَوَّلًا فَإِنَّهَا تَدُلُّ بِظَاهِرِهَا أَنَّ الْكَبَائِرَ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي فِيهَا إِتْلَافٌ لِحُقُوقِ الْعِبَادِ أَيْضًا يُذْهِبُهَا بَعْضُ الْحَسَنَاتِ وَهُوَ مُخَالِفٌ لِلْقَوَاعِدِ الْعَدْلِيَّةِ پہلا امر یہ ہی کہ یہ حدیث ظاہر معنون سے اس بات پر دلالت کرتی ہے جو گناہان کبیرہ حقوق آدمیون سے متعلق ہین مثل چوری اور غصب وغیرہ کے اونکو بھی بعض قسم کے نیک اعمال دور کردیتے ہین اور یہ بات مذہب عدل کے خلاف ہے فَكَيْفَ وَعَدَ بِهِ الْإِمَامُ وَكَيْفَ قَالَ لَهُ إِنَّ نُصْرَتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ تُمَحِّصُكَ عَنْ تِلْكَ الذُّنُوبِ فَقَدْ أَجْمَعَنَا أَهْلَ الْعَدْلِ عَلَىٰ خِلَافِهِ پس امام علیہ السلام نے ان گناہون کی بخشش کا عبید اللہ جعفی سے کیونکر وعدہ کیا اور فرمایا کہ ہم اہلبیت کی نصرت تجکو ان گناہون سے نجات دیگی حالانکہ ہملوگ جو عدل خدا کے قائل ہین سب کا اجماع اسکے خلاف پر ہے وَالْجَوَابُ عَنْ تِلْكَ الشُّبْهَةِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يُصَرِّحْ فِي قَوْلِهِ أَنَّ تِلْكَ الذُّنُوبَ هِيَ الَّتِي تَتَعَلَّقُ بِحُقُوقِ الْعِبَادِ وَتُغْفَرُ لَهُ جواب اس

شبہ کا یہ ہے کہ اوس جناب نے بتصریح یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ یہ [illegible]
سے متعلق ہین اور یہ بخشے جائینگے بل قال انک قد جمعت علی نفسک ذنوبا [illegible]
آپنے یہ فرمایا کہ تونے ذخیرہ گناہون کا اپنے اوپر جمع کیا ہے [illegible]
اقسامہا واختلاف احکامہا اور بہت سے گناہون کا ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ گناہ
طرح طرح کے تھے اور اونکے احکام بخشے جانے اور نہ بخشے جانے مین مختلف تھے فما کان منہا
مما لا یتعلق بحقوق العباد فلا بد ان یغفرہا اللہ کما قال ان الحسنات یذہبن
السیئات پس جو گناہ عبداللہ جعفی نے ایسے کیے تھے جن مین حق تلفی آدمیون کی نہ تھی انکو خدا
خدا نصرت اہلبیت سے بخشدیتا چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ بعض نیکیان ایسی ہین جو برائیون کو
دور کردیتے ہین والتی فیہا اتلاف لحقوق الناس فلا اور جو گناہ عبداللہ جعفی کے حق
تلفی آدمیون پر شامل تھی نہ وہ بخشے جاسکتے ہین اور نہ اونکی نسبت صاف صاف آپنے وعدہ
فرمایا وما یدریک ان ہذا الرجل لم یرتکب ذنبا فی مدۃ عمرہ وفیہ اتلاف لحقوق اللہ
اور کون شخص اس بات کا یقین کرسکتا ہے کہ اس شخص نے اپنے تمام عمر مین کوئی ایسا گناہ
نہین کیا جو خدا کے حقوق کے تلف کا شامل ہو وہل یتیسر لاحد من العباد الا من عصمہ اللہ
ان یکون معصوما من تلک الذنوب اور کوئی بندہ خدا ایسا نہین ہین [illegible] سوا
معصوم کے جسنے ایسے گناہ نہ کیے ہون جو حقوق الہی سے متعلق تھے اما ما یقال من انہ من
قطاع الطریق فتبادر عن تمحیصہ من الذنوب التی فیہا اتلاف لحقوق العباد
لیکن یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ عبداللہ جعفی ٹھگ و راہزن تھا اسکے گناہ اونکے پاک کرنے
کا وعدہ کرنا کھلی ہوئی بات ہے کہ ان گناہون سے گناہ وہی مراد ہین جو ٹھگی اور راہزنی
سے پیدا ہوئے ہون فنقول نعم المتبادر ذلک لکن [illegible] القرینۃ وہی النصوص المتواترۃ
بل الضرورۃ المذہبیۃ لا بد وان یصرف اللفظ عن المتبادر [illegible] علی غیرہ
مین کہتا ہون کہ ظاہر معنی تو یہی ہین لیکن بروقت موجود ہونے قرینہ کے ضرور ہے کہ ظاہری
معنی چھوڑکر اور معنے مراد لیجائین ور قرینہ اس مقام پر بہت سے احادیث ہین یہانتک کہ
یہ مسئلہ ضروریات مذہب سے ہوگیا ہے کہ ایسے گناہ نہین بخشے جائینگے علی ان قولہ الحسنات [illegible]

الذنوب معرّفًا بلام العهد والمعهود هي الذنوب التي تجري فيها شفاعة الشافعين
علاوہ یہ ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا فرمانا الذنوب کے لفظ کا جسپر لام عہد کا داخل
ہے ادس سے تو ظاہری معنی نہین ہو سکتے جو معترض نے لکھا ہے اور معہود گناہ تو وہی ہین کہ
جن مین شفاعت کارگر ہو سکتی ہے اب اس لفظ کے معنون مین دو احتمال برابر پیدا ہوے کہ
وكما ان المخاطب لكونه من قطاع الطريق فيتبادر بالنظر اليه الذنوب المتعلقة بحقوق العباد
جسطرح مخاطب کے راہزن ہونے سے ظاہری معنے ہوتے ہین کہ جن گناہون کے بخشش کا اوسکے
نسبت وعدہ کیا گیا وہی گناہ تھے جو ٹھگے اور راہزنی سے متعلق ہین فكذلك المخاطب عن الامام
يجب بالنظر اليه ان يراد من قوله ما يصح شفاعته فيها اسی طرح وعدہ
کرنے والے جو امام تھے اونکی طرف نظر کرنے سے واجب یہی ہے کہ وہ گناہ مراد لیجائین جن کی
شفاعت کا حضرت نے وعدہ فرمایا ہے فيتعارض القرينتان ولم يبق احد المعنيين متبادرا
اب دونون قرینے برابر لڑ گئے اور کوئی کوئی معنے ان دونون مین ظاہر باقی نہ رہے فيحمل اللفظ
على ما يقتضيه الدلائل الاخر وهو المطلوب اب ایسے وقت اس لفظ کے معنی وہی مراد لیجائینگے
جو اور دلیلون سے درست ہو سکین اور یہی ہمارا مطلب ہے الثاني جعل عبد الله الجعفي من
اصحاب النار لعدم اجابته دعوة الجهاد وترك نصرة اهل البيت
دوسرا اعتراض یہ ہے کہ عبد اللہ جعفی کو آپنے دوزخی قرار دیا اس سبب سے کہ اوس نے دعوت جہاد کو رد
کیا اور ترک نصرت اہلبیت اختیار کیا مع انه هرب من الكوفة صيانة لنفسه
من ان يحارب او يقاتل الحسين عليه السلام وهو امر محمود لا يلام فاعله عليه
حالانکہ یہ شخص کوفہ سے اسیواسطے بھاگ آیا تھا کہ اپنے تئین حضرت سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کے
گناہ سے بچاوے اور یہ اچھا کام اس نے کیا تھا جو قابل ملامت کرنے کے نہین ہے وكذلك بذل
الفرس والسيف والدرع وهو ايضا جهاد بالاموال ونصرة في الجملة اور گھوڑا اور
تلوار اور زرہ اپنا وہ نذر کرتا تھا وہ بھی ایک قسم کا جہاد ہے مال کے خرچ کرنے سے اور نصرت بھی
تھوڑی بہت ہے فكيف ذمه الحسين عليه السلام وجعله من المضلين والمكبوبين
في النار ایسے شخص کی حضرت نے کیون مذمت کی اور اوسکو ان تباہ کارون مین داخل کیا

جو منہ کے بھل دوزخ مین گرائے جائینگے وَكَيْفَ نَفَى عَنْهُ اِجَابَةَ الدَّعْوَةِ مُطْلَقًا وَلَمْ يَسْئَلْ
عَنْ عُذْرِهِ الَّذِيْ لِاَجْلِهٖ اِمْتَنَعَ عَنْ نُصْرَتِهٖ [illegible] کیونکر مطلق نصرت سے انکار
کرینگے اسکی طرف نسبت دی اور جو عذر اسکو حجاب نکرنے مین تھا اسکو حضرت نے اوس سے نہ پوچھا
وَهٰذَا هَرْثَمَةُ بْنُ مُسْلِمٍ لَمَّا اَتَاهُ يَوْمَ عَاشُوْرَا وَقَدْ تَرَكَ نُصْرَةَ ابْنِ زِيَادٍ
حالانکہ ہرثمہ ابن مسلم جب بروز عاشور حضرت امام حسین [illegible] مین آیا لشکر [illegible] سے
نکلکر اور ابن زیاد کی نصرت چھوڑ کر وَامْتَنَعَ عَنْ مُحَارَبَةِ الْحُسَيْنِ لِمَعْرِفَتِهِ الْمَنْزِلَ وَالشَّجَرَةَ
امام سے لڑنا اُسنے ترک کیا بہ سبب اسکے کہ وہ مقام اور وہ درخت اُسنے پہچان لیا وَذَكَرَ
قَوْلَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ انْصِرَافِهٖ عَنْ غَزْوَةِ صِفِّيْنَ اور ہرثمہ کو یاد آیا ارشاد جناب امیر علیہ السلام کا
جب آپ صفین کی لڑائی سے پلٹے ہین اور کربلا مین پہونچکر اس مقام کا اور اس درخت کا آپنے
پتہ دیا ہے اور شہادت امام حسین علیہ السلام کی پیشین گوئی فرمائی تھی وَكَانَ هٰذَا الرَّجُلُ
اَيْضًا مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ہرثمہ بھی اوسدن ہمراہ رکاب جناب امیر علیہ السلام حاضر تھا فَلَمَّا
حَضَرَ عِنْدَ الْحُسَيْنِ ع مُنِيْبًا مُعْتَذِرًا وَقَصَّ عَلَيْهِ مَا جَرٰى جب بروز عاشور توبہ کرکے عذر کرتا
ہوا خدمت امام حسین علیہ السلام مین حاضر ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد کرنا اور اپنی
شناخت اس مقام اور درخت کی سب حضرت کے سامنے بیان کی فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ ع مَعَنَا
اَنْتَ اَمْ عَلَيْنَا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس سے فرمایا کہ تو ہماری نصرت کریگا
یا دشمنی کرکے ہمسے لڑیگا اسوقت کیا تیرا ارادہ ہے قَالَ هَرْثَمَةُ فَقُلْتُ لَا مَعَكَ وَلَا عَلَيْكَ
خَلَّفْتُ صِبْيَةً اَخَافُ عَلَيْهِمْ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ ہرثمہ کہتا ہے مین نے عرض کی کہ یا
حضرت نہ مین آپکی نصرت کرسکتا ہون اور نہ آپ کا دشمن [illegible] آپ سے لڑونگا مین نے گھر مین
اپنے لڑکے چھوڑے ہین ابن زیاد سے مجکو خوف ہے کہ وہ انکو قتل کرڈالے قَالَ ع فَامْضِ حَيْثُ
لَا تَرٰى لَنَا مَقْتَلًا وَلَا تَسْمَعُ لَنَا وَاعِيَةً حضرت نے فرمایا کہ ایسی جگہ تو چلا جا
جہان سے تو ہمارے قتل گاہ کو نہ دیکھ سکے یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے قتل ہونیکو آنکھ سے نہ دیکھ سکے
اور نہ ہماری فریاد کی آواز تیرے کان مین پہونچے فَوَالَّذِيْ نَفْسُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِيَدِهٖ
لَا يَسْمَعُ الْيَوْمَ وَاعِيَتَنَا اَحَدٌ فَلَا يُعِيْنُنَا اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ لِوَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ بس [illegible]

اوس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین حسین علیہ السلام کی جان ہی کہ آج جو شخص ہماری فریاد
سنکر ہماری اعانت نکریگا خدا اسکو بروز قیامت آج منھ کے بھل دوزخ مین ڈالیگا ترجمہ حدیث
تمام ہوا فَهٰذَا هَرْثَمَةُ لَمْ يَنْصُرِ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَالِهٖ وَقَدْ اَذِنَ
لَهٗ بِالْمُضِيِّ وَصَانَهٗ اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمَكْبُوْبِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ہرثمہ کا تو یہ
حال ہو کہ اوس نے مال سے بھی نصرت نہین کی اور آپنے اسکو اجازت چلے جانے کی دی اور
دوزخ سے منھ کے بھل گرنے والون سے بچا دیا وَعَبْدُ اللّٰهِ الْجُعْفِيُّ مَعَ اَنَّهٗ تَرَكَ نُصْرَةَ ابْنِ
بِنْتِ نَبِيِّهٖ ثُمَّ بَذَلَ مَالَهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ جَعَلَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ اَصْحَابِ
النَّارِ فَكَيْفَ يُمْكِنُ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ اور عبد اللہ جعفی نے باوجودیکہ ابن زیاد کی
رفاقت ترک کی اور مال سے اپنے حضرت کی نصرت بھی کرتا تھا اور پھر اسکو حضرت نے دوزخی
قرار دیا انہین دونون روایتون کا کیونکر جمع ہونا ہوسکتا ہے کہ دونو باہم مخالف ہین اَقُوْلُ
قَدْ ذَكَرْنَا فِيْ كِتَابِنَا فِيْ بَابٍ يَلِيْقُ بِاَنَّ الْحُسَيْنَ كَانَ مُكَلَّفًا بِتَكْلِيْفَيْنِ عَامٍّ وَخَاصٍّ مین کہتا ہون
جیسے کہ پہلے جا چکا ہوا اس کتاب مین لکھا ہی اور اوسمین ثابت کر دیا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
کو خدا کی طرف سے دو تکلیفین تھین اور دو باتین بہ نسبت جہاد کے آپ پر واجب کی گئین
تھین ایک تکلیف عام اور تکلیف خاص اَمَّا التَّكْلِيْفُ الْعَامُّ الظَّاهِرِيُّ وَهُوَ الْجِهَادُ الْعَامُّ
وَالدَّعْوَةُ اِلٰى عَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ عام تکلیف بنظر ظاہر شریعت کے تو یہی تھی کہ جہاد فرمائین
جیسا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جاری ہوا اور عام مسلمانونکو بطرف جہاد کے
طلب کرین وَهٰذَا كَانَ يَفْعَلُهٗ حَتّٰى لَمْ يَتَيَقَّنْ عِنْدَهٗ سُقُوْطُ شَرَائِطِ الْوَاجِبِ اور یہ فعل
حضرت امام حسین علیہ السلام اسوقت تک کرتے رہے جبتک آپکو یقین نہ ہو گیا کہ شروط وجوب
جہاد کے مجھسے ساقط ہو گئین وَمِنْ جُمْلَتِهَا تَكْثِيْرُ عَدَدِ الْمُجَاهِدِيْنَ بِالدَّعْوَةِ اِلَى الْجِهَادِ
قَوْلًا وَفِعْلًا وَكِتَابَةً وَاِرْسَالًا لِلسُّفَرَاءِ وَبِالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ حَثًّا وَتَرْغِيْبًا سِرًّا وَعَلَانِيَةً
لَيْلًا وَنَهَارًا قِيَامًا وَقُعُوْدًا انہین شرطون مین سے یہ بھی تھا کہ مجاہدین کے
شمار کو بڑھانا اور مسلمانونکو اپنی طرف بلانا زبانی کہنے سے خواہ لکھنے سے خواہ اپنی طرف سے
سفیر مقرر کرکے بھیجنے سے نصیحت گوارا اور پند کرنے سے رغبت دلانے سے پوشیدہ اور علانیہ

دن اور رات کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر یہ سب اہتمام حضرت نے اچھی طرح کیا وَکُلُّ ذٰلِکَ قَدْ اَتیٰ بِہٖ حَقَّ الْاِتْیَانِ کَمَا ھُوَ مَرْوِیٌّ فِی السِّیَرِ وَالْمَقَاتِلِ ان امور کے بجالانے کا جو حق تھا وہ بخوبی آپ نے ادا کیا چنانچہ کتب سیر اور مقاتل میں بخوبی روایت کی گئی ہے وَیُؤَیِّدُہٗ مَا فِی الزِّیَارَۃِ الْجَامِعَۃِ مِنْ قَوْلِہٖ وَجَاھَدْتُمْ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ اور اسی بات کی تائید وہ فقرہ زیارت جامعہ کا کرتا ہے کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا تمام شہداء کربلا کی طرف خطاب کرکے کہ تم سب نے راہ خدا میں ایسا جہاد کیا جو حق جہاد کرنیکا تھا وَفِی الزِّیَارَۃِ الْحُسَیْنِیَّۃِ بِخُصُوْصِہٖ وَجَاھَدْتَ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ اور خاص زیارت امام حسین علیہ السلام میں یہ لفظ وارد ہے کہ آپنے راہ خدا میں ایسا جہاد کیا جو حق جہاد کرنے کا تھا وَقَدْ کَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی اَنْ وَصَلَ بِکَرْبَلَا اور یہ باتین آپ اسوقت سے کرتے تھے جس دن سے آپ مدینہ سے روانہ ہوے تا اینکہ داخل کربلا ہوے ثُمَّ اِنَّہٗ تَیَقَّنَ فِی الْیَوْمِ التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ اَنَّہٗ لَا یَنْتَظِمُ لَہٗ اَمْرُ الْجِھَادِ الْعَامِّ بعد اسکے نوین تاریخ محرم کی آپ کو یقین ہو گیا کہ اب جہاد عام شریعت ظاہری مین ہے اوسکا انتظام مجھ سے درست نہین ہو سکتا مسلمانون سے توفیق اوٹھ گئی فَلِذٰلِکَ خَطَبَ فِی مَسَاءِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَبَیَّنَ لِاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَنَّہٗ قَدْ سَقَطَ عَنْہُ التَّکْلِیْفُ بِالْجِھَادِ الْعَامِّ اسیواسطے نوین تاریخ محرم کی شام کو آپنے یک خطبہ پڑھا اور بیان فرمادیا اپنے اصحاب اور اہلبیت کے سامنے کہ جہاد کی تکلیف اب مجھ سے ساقط ہوگئی اور تم سب سے بھی ساقط ہوگئے فَمَنْ یَرْغَبُ مِنْکُمْ اَنْ یَتَّقِیَ دَمَہٗ وَعِرْضَہٗ وَمَالَہٗ فَلْیُخَلِّ عَنِّیْ وَیَذْھَبْ حَیْثُ یَشَاءُ فَلَا لَازِمَ عَلَیْہِ پس جو شخص تم مین سے اسبات کا خواہشمند ہو کہ اپنی جان اور آبرو اور مال کو بچاے میرے ساتھ سے جدا ہو جاے اور جہان جسکو موقع ہو چلا جاے اب اسپر کچھ پابندی بیعت کی بنظر شریعت باقی نہین ہے وَکَانَ اِنْشَادُ تِلْکَ الْخُطْبَۃِ بَیَانًا لِلْمَسْئَلَۃِ الشَّرْعِیَّۃِ لَا اِخْتِبَارًا لَھُمْ اور اس خطبہ کا ارشاد فرمانا بنظر بیان کرنے اس مسئلہ شرعی کے واجب تھا کہ جہاد کی تکلیف ساقط ہو گئی اصحاب اور اہل بیت کی نیتون کا امتحان کرنا منظور نتھا فَاِنَّ اسْتِقَامَتَھُمْ بِالْوَفَاءِ کَانَ مُتَیَقَّنًا عِنْدَہٗ اسلیے کہ اون بزرگوار اونکا پورا باوفا

حاشیہ: روایت اسی بات کی دلالت کرتی ہے ... کہ ... [illegible]

ہونا یہ تو آپ کے نزدیک یقینی بات تھی ولذا قال فی مبدء تلک الخطبۃ انی لا اری اصحابا خیرا من اصحابی ولا اھل بیت ابر واوفی من اھل بیتی ثم امرھم بالمضی اسی وجہ سے شروع خطبہ مین پہلے ہی آپ نے کہدیا کہ مین اپنے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب نہین پاتا ہون اور نہ اپنے اہلبیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ وفادار اور صلہ رحم بجا لانے والے کسی کے اہلبیت تجویز کرتا ہون اسکے بعد آپ نے اون بزرگوارون کو چلے جانے کا حکم دیا وقد بقی علیہ جہادہ الخاص بہ وھو التکلیف المخصوص الذی لم یکلف بہ قبل الحسین علیہ السلام احد اب بعد ساقط ہونے شروط جہاد عام کے آپ پر جہاد خاص باقی رہا اور وہ تکلیف خاص تھی جسکی تکلیف سوائے جناب امام حسین علیہ السلام کی خدا کی طرف سے اور کسیکو نہین ہوئی تھی وفی ذلک الجہاد امور کثیرۃ تختص بالحسین دون غیرہ اور اس جہاد خاص مین بہت سے امور ایسے تھے جو خاص جناب امام حسین علیہ السلام کی ذات سے متعلق تھے اور کسی جہاد کرنے والے پر وہ امور خدا نے واجب نہین کئے تھے منہا ان الجہاد العام یشترط فیہ ثبات واحد من المسلمین فی مقابلۃ اثنین من الکفار کما نطق بہ القرآن المجید فان کان منکم الف یغلبوا الفین پس اون مین سے ایک یہ خصوصیت ہو کہ جہاد عام مین ایک مسلمان دو کافرون سے لڑنیکا محکوم ہوا ہے جیسا خدا نے قرآن مین فرمایا ہے اگر تم لوگ ہزار آدمی ہوگے دو ہزار کافرون پر غالب آوگے فان زاد عدد الکفار علیہ سقط وجوب الجہاد پھر اگر شمار کافرون کا دو چند سے زیادہ ہو جہاد عام کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے والحسین قد کلف وحدہ فی مقابلۃ ثلثین الف او ازید اور جناب امام حسین علیہ السلام کو تنہا تیس ہزار بلکہ بروایتے جو لاکھ سے لڑنے کی تکلیف از جانب خدا ہوئی تھی ومنہا ان الجہاد یسقط عن الصبیان وعلی الشیخ وھو الشیخ الکبیر ان جملہ یہ بھی ہے کہ جہاد عام لڑکون سے اور بڑے بڈھے سے ساقط ہے وقد شرع الجہاد فی واقعتہ علی الصبیان مثل عون ومحمد وغیرھم بل علی الاصاغر کعبداللہ بن الحسن ودخی لہ القسم ۱۱ اور جناب امام حسین کے جہاد خاص مین لڑکون پر جہاد واجب ہوا تھا مثل عون ومحمد کے جو صاحبزادے عبداللہ بن جعفر کے تھے اور لڑکون پر کیا بلکہ اون سے چھوٹے لڑکون پر جہاد واجب کیا گیا تھا جیسے

عبداللہ جو چھوٹے صاحبزادے امام حسن علیہ السلام کی تھی بَل وَعَلَی الرَّضِیعِ الْهَالِكِ
الْعَطْشَانِ الْمُضْطَرِبِ فِی حُجُورِ النِّسَاءِ اِضْطِرَابَ السَّمَكَةِ فِی الْمَاءِ کَعَبْدِ اللّٰہِ
ابْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِاَبِی وَاُمِّی لَهُمَا بلکہ شیرخوار بچون پر جو حالت پیاس مین
ہلاک ہو رہے تھے اور اگر کوئی بی بی اپنی گود مین اونکو لیتی تھی اسقدر تڑپتے تھے جسطرح چھوٹی
مچھلی پانی مین تڑپتی ہی مراد اسسے جناب علی اصغر سے ہی کہ اونپر بھی جہاد ایک قسم کا واجب
کیا گیا تھا فداہون جان ہماری اون دونون باپ بیٹون پر جنکی یہ کیفیت بیان ہو رہی ہے
اور جہاد مخصوص علی اصغر کا یہ تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام اوس پارۂ جگر کو ہاتھون پر رکھکر
اتنا بلند کرین کہ آپکے دونون بغلون کی سپیدی نظر آجائے اور نشانہ تیر قضا علی اصغر
پورے پورے ہوجائین وَعَلَی الشَّیْخِ الْکَبِیْرِ کَحَبِیْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ وَطِرِمَّاحِ ابْنِ عَدِیٍّ
اِنْ صَحَّتْ رِوَایَةُ جِهَادِهٖ اور نہایت پیر ضعیف پر بھی یہ جہاد واجب تھا جیسے حضرت حبیب
ابن مظاہر اور طرماح بن عدی بشرطیکہ طرماح کے جہاد کی روایت صحیح ہو وَعَلٰی هٰذَا الْقِیَاسِ
کَثِیْرٌ مِّنَ الْخَوَاصِّ قَدْ ذَکَرْنَاهَا فِیْ بَابٍ خَاصٍّ اسی طرح اور بہت سے امور اس جہاد مین
مخصوص حضرت سے تھے جنکو ہم نے ایک جداگانہ باب مین بیان کیا ہی فَلَمَّا تَبَیَّنَ لِلْحُسَیْنِ عَ بِالْعَلَامَاتِ
الظَّاهِرِیَّةِ الَّتِیْ عَلَیْهَا مَدَارُ التَّکْلِیْفِ فَاشْتَغَلَ وَتَوَجَّهَ اِلٰی اَدَاءِ تَکْلِیْفِهِ الْخَاصِّ
پہر جب نوین تاریخ محرم کی قریب شام آپ پر ظاہر ہوگیا بنظر علامات ظاہری کے جنپر مدار تکلیف
جہاد عام کا ہی اب آپ مشغول اور متوجہ ہوئے اپنے خاص تکلیف کے ادا کرنے پر وَشَرَعَ یُظْهِرُ
الْمُتَرَتِّبَ عَلَیْهِ مِنَ الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ اب آپنے شروع کیا اظہار اون چیزون کا جو اس تکلیف خاص
کے بجالانے کا صلہ اجر اور ثواب سے ملنے والا تھا حَتّٰی اَنَّهٗ اَرٰی اَصْحَابَهٗ کَافَّةً مَنَازِلَهُمْ وَمَقَامَاتِهِمْ
فِی الْجَنَّةِ وَمَا اَعَدَّ اللّٰہُ لَهُمْ مِنْ اِعْلَاءِ مَرَاتِبِهِمْ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ
یہانتک کہ آپنے اپنے کل اصحاب کو اونکے منازل اور مقامات خلد برین کے دکھلادئے اور جو جو بلند
مراتب خدانے اون بزرگوارون کو عطا فرمائے تھے وہ سب اونکے پیش نظر کردیئے اوسیوقت سے
بیخودی اور جوش لقاء الٰہی ان بزرگوارون کے دلون مین پیدا ہوگیا چنانچہ منقول ہے کہ ہر
شخص سبقت کرتا تھا کہ پہلے مجھی کو درجہ شہادت حاصل ہو خوشنودی اور رضاے الٰہی سب سے پہلے

وَلَمْ يَتَصَدَّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِدَعْوَةِ الْجِهَادِ الْعَامِّ اور اسوقت بعد سے پھر آپنے کسی جہاد عام
کی دعوت نہین فرمائی وَاِذَا دَعٰی بِدَعْوَةٍ اَوِ اسْتَنْصَرَ بِاسْتِنْصَارٍ يَوْمَ عَاشُوْرَا
اَوْ دَعٰی بِوَاعِيَةٍ فَذٰلِكَ مِنِ اسْتِنْصَارِ الْخَاصِّ اسکے بعد پھر آپنے اگر کسیکو بلایا یا مثل ہر وغیرہ
کے یا نصرت طلب کی خواہ فریاد کی آواز بلند کی بروز عاشورا تو یہ باتین ادسی جہاد خاص سے
متعلق تہین عام جہاد سے انکو کچھ تعلق نہین وَاِذَا تَمَهَّدَ هٰذَا فَاعْلَمْ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ
يَوْمِ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْيَوْمِ التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ كُلَّ مَنْ دَعَاهُ بِدَعْوَةٍ
اَوِ اسْتَنْصَرَهٗ فَاِنَّمَا كَانَتْ دَعْوَتُهٗ لِلْجِهَادِ الْعَامِّ جب یہ تمہیدی مضمون معلوم ہو چکا اب
یہ جاننا چاہیے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے روانہ ہونے کے دن سے لیکر نوین تاریخ
محرم تک جسکو بلایا اور طلب کیا وہ دعوت جہاد عام کی تہی جو تمام مسلمانون پر واجب تہا وَيَتَرَتَّبُ
عَلٰی رَدِّهَا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ مَنْ سَمِعَ دَاعِيَ اَهْلِ الْبَيْتِ
الخ اور اسی دعوت کے رد کرنے پر وہ بدانجامی پیدا ہوتی تہی جسکو آپنے اپنے نانا کے حدیث سے
نقل فرمایا كَمَا قَالَهٗ لِعَبْدِ اللّٰهِ الْجُعْفِيِّ وَغَيْرِهٖ مِمَّنْ لَقِيَهٗ اَوْ كَتَبَ اِلَيْهِ بِكِتَابَةٍ چنانچہ
عبداللہ جعفی راہزن سے بہی آپنے وہی فرمایا اور اور لوگون سے جو راہ مین آپسے ملے اور قابل
شرکت جہاد تہے اون سے بہی زبانی اور بعضون کے نام پر بذریعۂ تحریر خط کے آپنے اسی حکم خدا
اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ فرمائی وَعَدَمُ اِجَابَةِ تِلْكَ الدَّعْوَةِ مِنْ اَكْبَرِ
الْكَبَائِرِ اور اس دعوت جہاد عام کو قبول نکرنا گناہان کبیرہ مین سے بڑا گناہ تہا فَمَنْ لَمْ
يُجِبْ دَعْوَتَهٗ هٰذِهٖ فَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ
مَكْبُوْبٌ فِي النَّارِ پس جس شخص نے اِس دعوت جہاد کو قبول نہ کیا اوسپر قول جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صادق آیا کہ وہ منہہ کے بل دوزخ مین گرایا جائیگا وَلِهٰذَا عَدَّ
الْحُسَيْنُ هٰذَا الرَّجُلَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ اسی واسطے جناب امام حسین علیہ السلام نے
عبداللہ جعفی کو دوزخی ارشاد فرمایا وَاَمَّا هَرْثَمَةُ بْنُ مُسْلِمٍ فَقَدْ جَاءَ عِنْدَ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ لَمْ يَدْعُهُ بِدَعْوَةِ الْجِهَادِ الْعَامِّ ہرثمہ ابن مسلم وہ از خود
حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اُسکو جہاد عام کے واسطے طلب نہین فرمایا تہا

لِاَنَّ وُجُوْبَہٗ قَدْ سَقَطَ قَبْلَ مَجِیْئِہٖ کَمَا مَرَّ اسلئے کہ جہاد عام کی تکلیف بنظر مصلحت
الٰہی قبل آنے ہرثمہ کے ساقط ہو چکے تھے فَلَمْ یَکُنْ دَاخِلًا فِیْ مُرَادٍ مِّنَ الْغَیْرِ الْمُجِیْبِیْنَ لِلدَّعْوَۃِ
الْجِہَادِ الْعَامِّ فَلَا یَصْدُقُ عَلَیْہِ الْحَدِیْثُ الْمَرْوِیُّ فِیْ حَقِّ عَبْدِ اللّٰہِ الْجُعْفِیِّ
پس ہرثمہ ان لوگون مین داخل نہ تھا جنھون نے دعوت جہاد عام کو رد کیا اب اسپر وہ حدیث
صادق نہین آتی جسکو امام حسین علیہ السلام نے بحق عبداللہ جعفی ارشاد کیا تھا بَقِیَ وُجُوْبُ
نُصْرَتِہٖ فِیْ جِہَادِہِ الْخَاصِّ فَہُوَ شَرِیْعَۃٌ مَخْصُوْصَۃٌ بِالْحُسَیْنِ ع رہا یہ امر کہ ہرثمہ پر
نصرت جناب امام حسین علیہ السلام کی جہاد خاص مین بھی واجب تھی اور اوسکے ترک کرنے سے بھی
آدمی دوزخی ہوتا ہی پس یہ جہاد خاص ایک شریعت جداگانہ تھی مخصوص امام حسین علیہ السلام
فَلَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ التَّعَرُّضُ بِہٖ وَالتَّکَلُّمُ عَلَیْہِ وَتَطْبِیْقُہٗ عَلَی الظَّوَاہِرِ الشَّرْعِیَّۃِ اس شریعت
خاص مین کسی شخص کو تعرض کرنا جائز نہین ہے اور نہ اسمین کچھ قیل وقال کرنی چاہیے اور نہ اسکے
حکم کو شریعت ظاہری اسلام پر مطابق کرنا چاہیے یہ تو حکم ہی اور ہی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَوْجَبَ
عَلٰی بَعْضِ الْاُمَمِ السَّابِقَۃِ التَّوْبَۃَ فِیْ قَتْلِ نُفُوْسِہِمْ دیکھو قرآن مجید کو کہ خدا نے اگلے
بعض امتہاے سابق پر توبہ کرنا اور رجوع بخدا ہونے کو اسی طرز خاص پر واجب کیا تھا کہ وہ
اپنی جان ہلاک کر ڈالے اور اپنے تئین قتل کراوے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا
اَنْفُسَکُمْ فرمایا خدا نے اون برگزیدگان الٰہی سے کہ اپنے خالق کیطرف رجوع کرو تمھاری توبہ
یہی کہ اپنے تئین قتل کراو حالانکہ سب جانتے ہین کہ اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈالنا حرام ہے مگر
اون بزرگوارون پر خدا نے واجب کر دیا تھا اسیطرح جناب امام حسین علیہ السلام پر بھی یہی
حکم خدا کا تھا کہ اپنے نانا کے دین پر اپنی جان کو فدا کرین فَلَا یُقَاسُ ھٰذَا بِذَالِکَ اب
شریعت خاص امام حسین علیہ السلام کو شریعت ظاہری اسلام پر ہرگز قیاس نکرنا چاہیے وَ
لِاَجْلِ ذٰلِکَ قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ الْجُعْفِیِّ مَنْ سَمِعَ دَاعِیَ
اَھْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ فِیْ رِوَایَۃِ ھَرْثَمَۃَ مَنْ سَمِعَ وَاعِیَتَنَا الْیَوْمَ اسیواسطے جناب
امام حسین علیہ السلام نے جو حدیث عبداللہ جعفی سے بیان فرمائی اوسمین لفظ داعی کا ارشاد
فرمایا اور ہرثمہ سے جو آپنے کہا اوسمین لفظ داعیہ کی ہے فَالدَّاعِیْ بِالدَّالِ الْمُھْمَلَۃِ بَدَلٌ عَلٰی

دعوة الجهاد والواعية بالعين المهملة الصراخ والصوت [illegible] پس لفظ داعی کی دعوت
جہاد پر دلالت کرتی ہے اور لفظ واعیہ جسکے اول میں واو ہے چلانے اور فریاد کرنے پر دلالت کرتی
ہے وبالجملة فانه عليه السلام بين لهرثمة [illegible] فقال انه
من سمع لنا واعية ولم يجب [illegible]
فرق ظاهر خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہرثمہ سے حکم بیان فرمایا تھا کہ آج کے
دن جو لوگ اس معرکہ میں حاضر ہیں اور ہماری فریاد اور استغاثہ سنکر ہماری مدد نکرینگے وہ دوزخی
ہونگے اور ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے [illegible] الخاص
ولو كان هذا ايضا واجبا على كل مسلم اسلئے کہ ہرثمہ ابن مسلم نے اسی جہاد خاص
کی شرکت سے انکار کیا تھا اگرچہ یہ نصرت بھی ہر مسلمان پر واجب تھی ولذلك قد تردد المجلسي
في تاويل الحديث اور اسی سبب سے جناب مجلسی رحمہ اللہ کو ہمارے اس حدیث کی
تاویل میں تردد ہوا ہے اسی نظر سے کہ حضرت نے ہرثمہ کو کیونکر اجازت چلے جانے کی دی لكن الامام
قد اسقط حقه عن هذا الرجل لاجل ما نصيبنا الذين قد كان خلفهم مگر امام
علیہ السلام نے اپنا خاص حق ہرثمہ سے ساقط کر دیا اسواسطے کہ وہ اپنے لڑکوں کی حفاظت کرے
جنکو کوفہ میں چھوڑ آیا تھا كما اسقط ذلك الحق عن اصحابه واهل بيته جس طرح
سے تمامی اصحاب و اہلبیت سے اپنے اس حق کو ساقط کر دیا تھا وليس فيه محل تردد اصلا
اور اس میں کوئی مقام تردد نہیں ہے جیسا جناب مجلسی رحمہ اللہ کو ہوا وهذا ما نقوله في
اسقاط حقه الخاص المفوض اليه من عند الله اثباته او اسقاطه یہ وہ بات ہے
جو ہم جواب میں اوس اعتراض کے کہتے ہیں جو یہ نسبت ساقط کرنے حق [illegible] سے وارد ہوا ہے
یعنے یہ حق خاص خدا کیطرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کو [illegible] جسکے اوپر چاہیں
اسکی بجا آوری کو واجب کر دیں اور جس [illegible] نصرة المسلم
المستضعف بالنظر الى اخوة الاسلام [illegible] یا انی حضرت کی نصرت
واجب تھی یعنے جو مسلمان کمزور اور مظلوم [illegible] ہر مسلمان پر اوس کی
نصرت واجب ہوتی ہے وهذا الوجوب [illegible] اور یہ نصرت

اور یہ نصرت واجب تھی مگر ساتھ ہی اسکے اپنے بچوں کی بھی حفاظت اسپر واجب تھی اب دو چیزین اسپر واجب
ہوئین ولکن نصرۃ الحسین من رجل واحد لا یصونہ من القتل لیکن نصرت
امام حسین علیہ السلام کی اگر تنہا ایک شخص کرتا جناب امام حسین علیہ السلام کو قتل سے بچا
نہین سکتا تھا وصیانۃ الاطفال تحصل بہ وحدہ اور اطفال کی حفاظت تنہا اسی کے
چلے جانے سے پوری ہو گی فالامر قد کان موجہا علیہ فقال لہ الحسین علیہ السلام
بالمضی فمضی من [illegible] الاہل [illegible] علیہ السلام نے اوس سے
فرمایا کہ تو چلا جا اور [illegible] اپنے اطفال کا [illegible] ھذا ما ادی الیہ نظری وقال بعض
المحققین [illegible] ترحما علیہ وتخفیفا [illegible] الحمل [illegible] تاویل
تو وہ تھی [illegible] سمجھ مین آئے اور خصائص حسینیہ مین یہ تاویل فرمائی ہی کہ آپنے [illegible]
اجازت چلے جانے کی دی [illegible] محض ترحم اوسکے حال پر فرمایا تاکہ بہت شدید عذاب [illegible]
نہو وھذا اداب الاشخاص لا لامۃ اجمعین اور یہ خاص طریقہ حضرت امام حسین علیہ السلام
کا تھا بہ نسبت اشخاص امت کے اور مطلب اس تاویل کا یہ ہی کہ اگر وہ شخص میدان کارزار مین
موجود رہتا اور آپکی فریاد کو سنکر مدد نکرتا تو وہ کافر ہو جاتا اور شفاعت جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہتا اور اب بھی اگرچہ گنہگار رہا مگر کافر نہین ہوا انتہی الکلام فی ان
الحسین نفی النصرۃ عن [illegible] ینبغی مطلقا من لہ المال فنقول اس شبہہ کا جواب باقی رہا کہ عبید اللہ
نے باوجودیکہ مال سے نصرت کی تھی اور پھر آپنے اسکو سنکر دعوت جہاد فرمایا اب مین کہتا ہون
ان اجابۃ الدعوۃ وعدم الاجابۃ تختلف بحسب الاشخاص دعوت جہاد کا قبول کرنا
اور رد کرنا بحسب اشخاص کے مختلف ہوتا ہی فمن الناس من یستحق بنصرۃ البذل من
مالہ فقط بعض آدمی تو ایسے ہوتے ہین کہ فقط مال خرچ کرنے کی نصرت کے لایق ہوتے ہین
ومنہم من یختص نصرتہ فی صنعۃ من صنائع کالنجار والحداد والنعال وغیرہم من ارباب المکاسب
اور بعض لوگ ایسے ہین کہ اونکی نصرت فقط کسی دستکاری مین مطلوب ہوتی ہی جیسے بڑھئی
اور لوہار اور نعلبند وغیرہ انکا جہاد یہی ہی کہ اپنے پیشہ سے مدد کرین ومنہم من یستحق ببذل النفس
کالفوارس الابطال وغیرہم من المشہورین الفارسین فی مضمار الحرب اور بعض ایسے لوگ ہین کہ

اون کی نصرت فقط جان بازی سے متعلق ہوتی ہی جیسے سپاہی بہادر اور سواران ہرزہ کار
جو میدان جنگ مین نامور ہو چکے ہون فکل امرءٍ یختص بنوعٍ من النصرۃ التی یلیق به
پس ہر ایک شخص اوسی نصرت سے خاص ہے جو اوسکے لایق ہو فمن لم یجب دعوۃ الجہاد بامرٍ
مختص به کان انکر وردّ الدعوۃ مطلقاً پس جو شخص اجابت دعوت کی اسطرح پر
جو جہاد اوسکے ساتھ خاص ہو گویا اوس نے جہاد سے انکار کیا اور بالکل دعوت جہاد کو رد کیا
فانه لا یکلف الله نفساً الا وسعها اسلئے کہ خدا کسی کو کسی امر کی تکلیف نہین دیتا ہی
جسکا تحمل اوس سے نہوسکے ویعرف ذلک الاستحقاق بجعل الامام او من نصبه مختصاً الشخص
خاص بامرٍ خاصٍ من امور النصرۃ اور یہ استحقاق اسیطرح پہچانا جاتا ہی کہ امام یا نائب امام جس
شخص کو جس نصرت سے مخصوص کردے وہی اسکا جہاد ہی وہی اوسکی نصرت ہو فہکذا عبد الله
الجعفی [illegible] من الفوارس الابطال فکان یلیق به النصرۃ ببذل نفسه ولم یفعل فهو رادٌ
لدعوۃ الجہاد یہی حال عبد اللہ جعفی کا ہوا چونکہ وہ ایک سپاہی جوان مرد تھا اوسکے لایق
یہی نصرت تھی کہ جان بازی کرتا اور اوس نے نکی پس وہ بالکل منکر دعوت جہاد ہو گیا واما
ما کان یبذله من الفرس والرمح والسیف فلم یکن محتاجاً الیه اور گھوڑا اور نیزہ اور
تلوار جو دیتا تھا اسکی کچھ احتیاج نہ تھی کما صرح به الحسین ع فکان کمن لم یجب فهو داخل
فی قول النبی الذی رواه الحسین ع چنانچہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اوس سے
کہدیا کہ ہمکو اسکی طرف کچھ حاجت نہین ہی اب حال عبد اللہ جعفی کا ثابت ہو گیا کہ وہ منکر دعوت
جہاد تھا پس اوسی حدیث کا مصداق ہوا جسکی روایت جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایئے
اما قول الحسین له انه مضلٌ فلا یتخذه عضداً فمعنی المضل الہالک والمضیع
یہ بات جو حضرت نے عبد اللہ جعفی سے کہی کہ وہ مضل ہو [illegible] مضل کو نہین
قرار دیتا پس مضل کے معنے ہلاک کرنیوالے اور ضایع کرنے والے کے ہین [illegible] آوے لے
بالتضییع لعمره واہلاک نفسه عمن یتقاعد عن نصرۃ آل [illegible] کون شخص
زیادہ [illegible] اپنی عمر کا ضایع کرنیوالا اور اپنے نفس کو ہلاک کرنیوالا [illegible] جو نصرت
آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترک کرکے بیٹھ رہے وقد کانت الشہادۃ [illegible] حیوۃ

أَبَدِيَّةً مِنَ السَّعَادَاتِ الَّتِي لَمْ يَفُزْ بِمِثْلِهَا أَحَدٌ مِنْ أَزَلِ الْآزَالِ إِلَى أَبَدِ الْآبِدِينَ
حالانکہ شہادت ہمراہ جناب امام حسین علیہ السلام کے زندگانی جاوید تھی اور ایسی سعادت تھی
کہ مثل اوسکے کسی کو ازل سے ابد تک نہ حاصل ہوئی اور نہ حاصل ہوگی الا ترى أن عبيد الله
الجعفي قد تداخله الندم حتى كادت نفسه تفيض اسی عبید اللہ جعفی کا حال دیکھیے
کسقدر اوسکو ندامت حاصل ہوئی کہ جب یاد کرتا تھا جان اپنی ہلاک کرتا تھا وكان يقول بعد
شهادة الحسين عليه السلام وأصحابه مخاطبا لنفسه كما رواه في الخصائص الحسينية
اور بعد شہید ہوجانے جناب امام حسین علیہ السلام اور اصحاب ان حضرت کے ہمیشہ اپنے نفس
کو ملامت کرتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا جسطرح خصائص حسینیہ میں روایت کی ہے
فيا لك حسرة ما دمت حيا، تردد بين حلقي والتراقي بہت بڑی حسرت اور ندامت
کی بات ہے جبتک میں زندہ رہونگا یہ حسرت میرے گلوگیر رہیگی حسين حين يطلب بذل
نصري على أهل الضلالة والنفاق ؛ بہت بڑی حسرت کہ جناب امام حسین علیہ السلام
جسوقت مجھ سے طلب نصرت جہاد پر فرماتے تھے اوس لڑائی میں جو انکو گمراہ اور منافقین
سے درپیش تھی غداة يقول لي بالقصر قولا : أتتركنا وتزمع بالفراق ؛ ابھی کلکا
ذکر ہے کہ قصر بنی مقاتل میں مجھسے فرمایا تھا کہ تو ہماری نصرت کو چھوڑتا ہے اور ہمارے فراق
پر آنسو بہاتا ہے یہ کیا کرتا ہے ولو أني أواسيه بنفسي : لنلت كرامة يوم التلاق ؛ افسوس
ہے کہ اگر میں نے اپنی جان آپ پر نثار کردی ہوتی بروز قیامت بڑی کرامت کا مستحق ہوتا
مع ابن المصطفى نفسي فداه ؛ تولى ثم ودع بانطلاق ؛ اور ہمراہ فرزند مصطفی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہوتا میری جان ونیز نثار ہوجاتی کہ اونھوں نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور
رخصت ہوکر مجھ سے اپنے قتل گاہ کو روانہ ہوگئے فلو فلق التلهف قلب حي ؛ لهم اليوم
قلبي بانفلاق ؛ اگر افسوس کرنے سے کسی آدمی کا دل پھٹ سکتا ہے تو میرا دل بھی چاہتا
ہے کہ پھٹ کر سینہ سے نکل جائے فقد فاز الأولى نصروا حسينا ؛ وخاب الآخرون
إلى النفاق جن لوگوں نے اس جہاد میں حضرت کی نصرت کی وہی لوگ اوس کرامت عظمیٰ کو پہونچ گئے
اور جن لوگوں کے دل صاف نہ تھے اور نصرت سے حضرت کی باز رہے وہ اس کرامت عظمیٰ سے ناامید ہوگئے

اقول وقد ثبت من كلامه هذا انه تلهف مدى الازمان مین کہتا ہون کہ ان اشعار سے عبد الله
جعفی کے ثابت ہو گیا کہ وہ [illegible] اپنی اس حرکت پر افسوس کرتا رہا حتى مات متلهفا
[illegible] لا تنفعها يوم القيامة [illegible] کہ اسی افسوس مین مرگ گیا ایسی ندامت مین
گرفتار رہا جو روز قیامت [illegible] واقعی ہے کچھ اوسکو مفید نہوگی وظهر منه ايضا انه
كان حريا بالنصرة التي استنصره الامام به ولم يجب دعوته لعذر اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ
قابل نصرت کے تھا جس نصرت کے امام علیہ السلام اوس سے طالب ہوے تھے اور پھر اوسنے منظور نکیا اور کوئی
عذر صحیح بھی اوسکو [illegible] ہرثمہ ابن سلیم کے نہ تھا الثالث ان الحسين ع كان يستنصر كل من
لقيه ويجده اهلا للنصرة [illegible] اس حدیث سے یہ ثابت ہوئی کہ جناب امام حسین کو جو شخص رستہ
مین ملتا تھا اور قابل نصرت کے [illegible] آپ نصرت طلب کرتے تھے وهذا احد استنصاراته التي
ذكرتها في باب الاستنصارات السبع اور یہ بھی طلب نصرت ہی منجملہ اون استنصارات کے ہے جنکو مین نے ایک باب
جداگانہ مین لکھا ہے [illegible] الشهامات التي قدمت في باب منزل الثعلبية من رواية الاعراب اور
اس سے بھی وہ شہامات [illegible] جو منزل ثعلبیہ مین آپنے صحرائے اعراب کو اپنے ہمراہی سے الگ کر دیا وبالجملة فان
الحسين لم يتوتر استنصاره في الطريق الا في زهير بن القين اور خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام حسین کو سفر
کربلا مین طلب نصرت کامیابی نہین ہوئی اور جس سے آپنے نصرت کی چہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کسی نے منظور نہین
کیا سوائے زہیر بن القین کے الرابع انه يظهر من تلاوته الاية وهو عدم اتخاذ المضلين عضدا ان انصاره
الذين اختارهم للشهادة ليسوا من المضلين چوتھی بات اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ آپنے جو آیہ قران
کا [illegible] گمراہ کرنیوالونکو نہین کرونگا اوس سے غرض حضرت کی یہ تھی کہ جن لوگونکو مین نے اپنا
انصار قرار دیا ہے وہ [illegible] نہین ہین وليسوا من المشغولين بذممهم في حقوق العباد
اور [illegible] انصار ایسے نہین ہین جنکو حق تلفی بندگان خدا کی ہو بل هم براء من ذلك وقد ظهر
منه انهم وان لم يكونوا معصومين لكن انهم كان بعد العصمة منزلة من التقوى فكانوا
هم الفائزين [illegible] اصحاب سب کے سب ان برائیون سے برے تھے اسی سے معلوم ہوگیا کہ
اصحاب [illegible] جناب [illegible] علیہ السلام کے اگرچہ معصوم نہ تھے لیکن اگر بعد معصوم کے درجہ کی کوئی
[illegible] تقوی و پرہیزگاری کا ہو تو وہی بزرگوار اوس درجہ پر فائز تھے چنانچہ ہر ایک اصحاب کے فضائل مین ہمنے اسکو بیان کیا ہے

الخامس أن تلاوته الآية مع رواية الحديث عن عقبه وإن كان يخاطب به
عبد الله الجعفي لكنه موعظة للحر أيضاً اور پانچویں بات اس روایت سے جو ثابت ہوتی
کہ اگرچہ اس آیہ کا پڑھنا اور حدیث نبوی کا ذکر کرنا عبید اللہ بن حر جعفی کو خطاب تھا لیکن
یہ نصیحت حر کی بھی تھی والغرض منه أنه إذا أتى به الاستغاثة يوم عاشوراء وقوله في آخر
الاستغاثة هل فيكم مسلم يسقيني قطرة من الماء مقصود اس سے یہ تھا کہ جب روز
عاشورا آپ طلب نصرت کریں اور اخیر میں یہ بھی فرمائیں کہ آیا تم میں کوئی مسلمان ہے جو ہمکو ایک
قطرہ پانی کا پلاوے فأنت يا حر إذا سمعت الواعية يجب عليك الإجابة والتخلف عن
أعدائنا وترك التقية اے حر جب تو اس استغاثہ کو سنے تو واجب ہے ہماری نصرت ظاہری
پر آمادہ ہو جانا اور دشمنوں کا ساتھ چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آنا اور مقصود یہ مصلحت جس سے تو تقیہ
کر رہا ہی باقی نہ رہینگے ولكن النصر الذي يليق به التقية هو أن لا يظهر والعون بالباطن
تاركاً للتعرض عن المسير آج کے دن کی نصرت جو تقیہ کی لائق ہے وہ یہ تھی کہ بظاہر رستہ
کا محاصرہ کرتا رہے اور باطن میں آپکی نصرت کرے اور آپکو روانگی سے نہ روکے فإن المصلحة في
ذلك واضحة لأن الحر إذا أظهر أمره من متابعة الحسين وكان حصين بن نمير واقفاً
بالقادسية فيلحق بالحسين مصلحت تو اس بارہ میں ظاہر تھی اسلئے کہ حر اگر متابعت حضرت
کی ظاہر کر دیتا اور حصین ابن نمیر ملعون جو قادسیہ میں مع لشکر کے ٹھہرا ہوا تھا تو وہ حضرت
امام حسین علیہ السلام سے ملجاتا فلا يدعه أن يسير إلى جانب حتى يأتي به إلى الكوفة اور وہ
ملعون کبھی حضرت کو کسی طرف جانے نہ دیتا تا اینکہ گھیر گھار کر آپکو کوفہ میں پہنچاتا ويقيم الحرب
في أثناء الطريق وليس هذا من مشتهيات الحسين عليه السلام ومرضياته یا راہ
میں لڑائی ہوتی اور یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام کی خواہش کے خلاف تھی اور آپکو پسند
بھی نہیں تھے ويتضح لك أن الحر قد تأثر من كلام الحسين عليه السلام بذكر الحديث
النبوي أكثر مما تأثر بكلماته التي وقعت بينه وبين الحسين عليه السلام
قبل ذلك اليوم وأضمر نصرة الحسين عليه السلام یہاں سے یہ بھی
ظاہر ہوتا ہی کہ حر کے دل میں آپ کی اس حدیث نبوی کے پڑھنے کا بڑا اثر ہوا اور اس سے پہلے جو

گفتگو حر سے اور آپ سے ہوئی تھی اسکا اثر اسقدر نہ تھا اسوقت سے تو حر نے پختہ ارادہ حضرت
کی نصرت کرنے کا کرلیا ثم لما کان الحسین ع یسیر الی ای جهة شاء ولا یمنعه الحر
ولا یضیق علیه بان یرده الی الکوفة وقد کان مامورا بذلک کما علمته
پھر چونکہ جناب امام حسین علیہ السلام چلے جاتے تھے جدہر آپکا جی چاہتا تھا اور حر آپکو منع نہین
کرتا تھا اور نہ کسی طرح کی درشتی کرتا تھا کہ آپکو کوفہ کیطرف پھیر لائے حالانکہ اسی بات پر مامور تھا
جیساکہ اسکا بیان اوپر ہوچکا ہی فلما بلغ ذلک ابن زیاد ان الحر لعله یواسی بالحسین ع
جب یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی اور اسکو شبہ ہوا کہ شاید حر حضرت سے مل گیا ہی قال رواة الحدیث
ان ابن زیاد کتب الی الحر کتابا وهو الکتاب الذی ورد فی نینوی
اب راویان حدیث کا قول بیان ہی کہ ابن زیاد نے حر کے نام پر ایک خط لکھا یہ وہی خط ہی جو نینوی
کے مقام پر حر کے نام پہنچا ہی وفی روایة ابی مخنف ان وروده کان فی قصر بنی
مقاتل عن السید رحمه الله وروده بعذیب الهجانات اور ابومخنف
کی روایت مین اس خط کا آنا قصر بنی مقاتل مین وارد ہی اور سید ابن طاوس رحمه الله لکھتے
ہین کہ عذیب ہجانات مین یہ خط آیا تھا ولا یبعد تکرار وروده الی الحر فی کل المنازل فانه
آمیر علی عسکره اور کچھ دور نہین ہی کہ مکرر یہ خط ہر منزل پر آیا تھا اسلئے کہ حر اسوقت امیر
لشکر ابن زیاد تھا واما ما رواه فی البحار ان الحر واصحابه فی منزل رحلة کانوا اذا
یردون الحسین علیه السلام واصحابه نحو الکوفة ردا شدیدا امتنعوا علیه
لیکن بحار مین یہ جو روایت کی ہی کہ حر اور اوسکے اصحاب منزل رحلہ مین حضرت امام حسین علیہ
السلام کو مع اونکے اصحاب کے کوفہ کیطرف پھیرتے تھے اور شدت کرتے تھے مگر حضرت نے اسکو نا
فارتفعوا فلم یزالوا یتیاسرون حتی انتهوا الی نینوی فلعله لا معنی له
پس وہ سب لوگ اونچے پر چڑھ گئے اور بائین طرف ہٹتے ہٹتے یہان تک چلے کہ نینوی کو
پہونچ گئے پس کیا عجب ہی کہ اس روایت کی کچھ اصل نہو اذ الحر لما کان بنفسه اشار
الی الحسین علیه السلام باخذ النصف من الطریق ولما تعرض لاصحابه الوافدین
الیه من الکوفة وذکر له الحسین ع من معاهدته له فامتنع اسلئے کہ حر کا

خود حر نے تیسری راہ چلنے کو بخوشی جناب امام حسین علیہ السلام کو اجازت دی تھی اور جسوقت
چار اصحاب حضرت کے کوفہ سے آئے اور حر اونکے آنے سے متعرض ہوا حضرت امام حسین علیہ
السلام نے اوسکو معاہدہ یاد دلایا تب وہ نکے روکنے سے باز رہا وَاَیْضًا اَشَارَ اِلَیْہِ بِاُمُوْرٍ قَدْ
مَرَّتْ مِنَّا الْاِشَارَۃُ اِلَیْھَا فَکَیْفَ یَرُدُّہٗ وَاَصْحَابَہٗ اِلَی الْکُوْفَۃِ نیز حر نے بہت
سے امور کا جناب امام حسین علیہ السلام کو مشورہ دیا چنانچہ ہم اسکو بیان کر چکے ہین پہر بعد ایسے
باتون کے سمجھ مین نہین آتا کہ اب حر حضرت کو اور آپکے اصحاب کو کوفہ کیطرف پہیرتا ہو وَاِنْ صَحَّ ذٰلِکَ
فَلَا یَکُوْنُ اِلَّا لِلْمَصَالِحِ الَّتِیْ ذَکَرْنَاھَا اگر یہ روایت بحار کی صحیح ہی تو وہ نہین مصلحتونسے جنکو ہم بیان
کر چکے ہین مثل تقیہ وغیرہ کے شاید حر سے یہ فعل واقع ہوا ہو نَعَمْ بَعْدَ وُرُوْدِ الْکِتَابِ الَّذِیْ ذَکَرْنَاہُ
وَبَعْدَ وُصُوْلِ الْاِمَامِ ھُنَاکَ فَیَصِحُّ اَنَّ الْحُرَّ قَدْ مَنَعَہٗ عَنِ الْمَسِیْرِ ہان بعد آنے
خط ابن زیاد کی جسکا ذکر ابھی ہم نے کیا ہی اور بعد پہونچنے حضرت کے اس مقام پر صحیح ہی کہ حر
نے حضرت کو چلنے سے روکا قَالَ فِی الْبِحَارِ فَلَمْ یَزَالُوْا یَتَسَایَرُوْنَ حَتّٰی انْتَھَوْا اِلٰی نِیْنَوٰی
بِالْمَکَانِ الَّذِیْ نَزَلَ بِہِ الْحُسَیْنُ بحار کی روایت ہی کہ بائین طرف پہرتے چلے آتے تھے
یہان تک کہ نینوی مین اوس مقام پر پہونچے جہان پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے مقام
کیا تھا وَاِذَا رَاکِبٌ عَلٰی نَجِیْبٍ لَہٗ عَلَیْہِ السِّلَاحُ مُتَنَکِّبًا قَوْسًا مُقْبِلًا مِنَ الْکُوْفَۃِ ناگاہ
ایک شہسوار نظر آیا جو اپنے عمدہ ناقہ پر سوار تھا اور کمان اپنے دوش پر رکھے ہوے کوفہ سے چلا
آتا تھا جَمِیْعًا یَنْتَظِرُوْنَہٗ فَلَمَّا انْتَھٰی اِلَیْھِمْ سَلَّمَ عَلَی الْحُرِّ وَاَصْحَابِہٖ وَلَمْ یُسَلِّمْ عَلَی الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِہٖ دونون طرف کے لوگ اوسکے انتظار مین ٹھہر گئے جب قریب آیا اوس شتر سوار
نے حر اور اصحاب حر پر سلام کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اونکے اصحاب پر سلام نہین
کیا وَدَفَعَ اِلَی الْحُرِّ کِتَابًا مِنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ زِیَادٍ اَمَّا بَعْدُ فَجَعْجِعْ بِالْحُسَیْنِ حِیْنَ یَبْلُغُکَ کِتَابِیْ
ھٰذَا اور حر کو اوسنے ایک خط ابن زیاد کا دیا جس مین یہ لکہا تھا بعد القاب وغیرہ کے
کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو تنگ پکڑنا اور بہت درشتی سے پیش آنا جسوقت یہ خط میرا
تیرے پاس پہونچے وَیَقْدَمُ عَلَیْکَ رَسُوْلِیْ وَلَا تُنْزِلْہُ اِلَّا بِالْعَرَاءِ فِیْ غَیْرِ خُضْرٍ وَعَلٰی غَیْرِ مَاءٍ
اور جسوقت یہ شتر سوار تیرے پاس پہونچ جاے اوس جناب کو ایسی جگہ اوتارنا جہان گھانس

بھی نہ تھی ہوا ور نہ اوس مقام پر پانی بہم پہونچے وَقَدْ اَمَرْتُ رَسُوْلِیْ اَنْ یَلْزِمَكَ
وَلَا یُفَارِقَكَ حَتّٰی یَاْتِیَنِیْ بِاِنْفَاذِكَ اَمْرِیْ وَالسَّلَامُ اور مین نے اپنے اس بھیجے ہوے آدمی کو
حکم دیا ہی کہ تیرے ساتھ رہے اور تجھ سے جدا نہو جبتک کہ تو میرے حکم کی تعمیل کرکے اوسکی اطلاع
اسی کے ذریعہ سے مجکو دیوے فقط قُلْتُ وَهٰذَا یَدُلُّ عَلٰی مَا قُلْنَاهُ مِنِ اشْتِبَاهِ ابْنِ زِیَادٍ
بِالنِّسْبَةِ اِلَی الْحُرِّ وَعَدَمِ تَضْیِیْقِهٖ عَلَی الْحُسَیْنِ اِلٰی یَوْمِهٖ هٰذَا مین کہتا ہون کہ یہ خط
ابن زیاد کا دلالت کرتا ہی کہ ابن زیاد کو حر سے شبہ سازش کرلینے کا جناب امام حسین علیہ السلام
سے ہوگیا تھا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوس دن تک کسی قسم کی شدت اور تنگ گیری حر سے
بہ نسبت حضرت کے عمل مین نہین آئی تھی قَالَ فِی الْبِحَارِ فَلَمَّا قَرَاَ الْكِتَابَ قَالَ لَهُمُ الْحُرُّ
هٰذَا كِتَابُ الْاَمِیْرِ یَقُوْلُ فِیْهِ كَذَا وَكَذَا جب حر نے خط پڑھا سبکی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا
یہ خط ابن زیاد کا آیا ہی جسمین ایسی ایسی باتین اوس نے لکھی ہین فَاَخَذَهُمُ الْحُرُّ بِالنُّزُوْلِ
اِلٰی ذٰلِكَ الْمَكَانِ عَلٰی غَیْرِ مَاءٍ وَلَا قَرْیَةٍ حر نے اوسی مقام پر حضرت کو مع اصحاب کے اوترنے کا
اعلان کیا جہان پر بالکل پانی نہ تھا اور نہ آبادی گانون کی تھی فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ دَعْنَا
وَیْحَكَ نَنْزِلْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ یَعْنِی النَّاغِرِیَّةَ اَوْ سَفِیْنَةَ حضرت امام حسین علیہ السلام
نے حر سے کہا وائے ہو تجھپر اے حر ہمکو آگے چلنے دے ہم اس گانون مین اوترینگے اور گانون سے
مراد حضرت کی غاضریہ یا سفینہ سے تھی قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اَسْتَطِیْعُ ذٰلِكَ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ
بُعِثَ عَلَیَّ عَیْنًا حر نے کہا قسم بخدا اب مجھے آپکو آگے روانہ ہونیکی اجازت دینا کا موقع نہین
باقی رہا کہ یہ شتر سوار بطور مخبر یا گوئندہ کے میرے پاس آیا ہی قَالَ السَّیِّدُ اِنَّ الْحُسَیْنَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِلْحُرِّ اَلَمْ تَاْمُرْنَا بِالْعُدُوْلِ عَنِ الطَّرِیْقِ فَقَالَ بَلٰی اور جناب سید
نے فرمایا ہے کہ حر کو حضرت نے یاد دلایا کہ تو نے خود ہمکو راستہ سے
الگ ہوجانے کی اجازت دی تھی حر نے عرض کی کہ درست اور سچا ہی مگر اب یہ خط آیا
ہے اور مخبر بھی میرے اوپر مقرر ہوگیا جو بات بات مین مجھکو ٹوکے گا اور
ابو مخنف کہتے ہین کہ اوس خط کو حر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پڑھا دیا اور
سب کے سب روانہ ہوے تا اینکہ بدھ کے دن جس دن کہ یہ کیفیت تھی کربلا مین داخل ہوے

باب بست وہشتم پہونچنا جناب امام حسین علیہ السلام کا نینوی کربلا پر اور نام زمین کا مکرر پوچھنا اور بیان اون امور کا جو اس پونہچنے مین تھے

قَدْ رَوَیْنَا فِی الْبَابِ الَّذِیْ قَبْلَ هٰذَا الْبَابِ مِنْ وُرُوْدِ کِتَابِ ابْنِ زِیَادٍ اِلَی الْحُرِّ بْنِ یَزِیْدَ الرِّیَاحِیْ ہم نے اس باب سے پہلے ابن زیاد کا خط بنام حر کے آنا بیان کیا ہے قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَسَارُوْا جَمِیْعًا حَتّٰی اَتَوْا اِلٰی اَرْضِ کَرْبَلَا وَذٰلِکَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ ابو مخنف لکھتے ہین کہ خط کے آنے کے بعد سب روانہ ہوے تا اینکہ زمین کربلا پر بدہ کے دن پہونچے فَوَقَفَ فَرَسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ تَحْتِهٖ فَنَزَلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْهَا وَرَکِبَ اُخْرٰی فَلَمْ تَنْبَعِثْ مِنْ تَحْتِهٖ خُطْوَةً وَّاحِدَةً جب اوس زمین مقدس پر پہونچے یکایک وہ گھوڑا جسپر حضرت امام حسین علیہ السلام سوار تھے ٹھہر گیا وہ حضرت اوس گھوڑے سے اوتر کر دوسرے گھوڑے پر سوار ہوے اوس نے بھی ایک قدم آگے نہین بڑھایا وَلَمْ یَزَلْ یَرْکَبُ فَرَسًا بَعْدَ فَرَسٍ حَتّٰی رَکِبَ سَبْعَةَ اَفْرَاسٍ وَهُنَّ عَلٰی هٰذَا الْحَالِ پہر تو حضرت نے گھوڑے بدلنے شروع کئے یہان تک کہ سات گھوڑے آپنے بدلے اور کسی نے ایک قدم آگے نہ بڑھایا فَلَمَّا رَاَی الْاِمَامُ ذٰلِکَ الْاَمْرَ الْغَرِیْبَ قَالَ یَا قَوْمِ مَا یُقَالُ لِهٰذِهِ الْاَرْضِ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس امر غریب کا مشاہدہ فرمایا اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہی اور یہ کون سی سرزمین ہی قَالُوْا اَرْضُ الْغَاضِرِیَّةِ اون لوگون نے عرض کی کہ یہ زمین غاضریہ کے کہلاتی ہے قَالَ هَلْ لَهَا اِسْمٌ غَیْرُ هٰذَا قَالُوْا تُسَمّٰی نِیْنَوٰی آپنے پہر پوچھا کہ اسکا اور بھی نام ہی لوگون نے عرض کی کہ نینوی بھی اسکو کہتے ہین قَالَ هَلْ اِسْمٌ غَیْرُ هٰذَا قَالُوْا تُسَمّٰی کَرْبَلَا پہر آپنے پوچھا کہ اسکا اور بھی کوئی نام ہی تب اصحاب نے عرض کی کہ ہان اسکو کربلا بھی کہتے ہین قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِکَ تَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ وَقَالَ اَرْضُ کَرْبٍ وَّبَلَاءٍ ابو مخنف لکھتے ہین کہ جب یہ نام حضرت نے سنا تو ایک ٹھنڈی سانس اور لا بہی آپنے لی اور فرمایا کہ یہ زمین مصیبت اور امتحان کی ہی ثُمَّ

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قِفُوْا وَلَا تَرْحَلُوْا مِنْهَا بعد اس سانس لینے کے آپنے فرمایا کہ بس اب ٹھہر جاؤ
اب یہان سے آگے نہ بڑہو فَهٰهُنَا وَاللّٰهِ مُنَاخُ رِكَابِنَا اسی جگہ پر قسم بخدا ہماری سواری اور
باربرداری کے اونٹ بٹھائے جائینگے وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ تُسْفَكُ دِمَائُنَا اور اسی جگہ پر خدا کی قسم ہماری
خون ریزی ہوگی وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ تُهْتَكُ حَرِيْمُنَا اسی جگہ پر قسم بخدا ہماری حرمت ضایع کیجائیگی
وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ تُقْتَلُ رِجَالُنَا اسی جگہ پر قسم بخدا ہمارے جو مرد ہین وہ شہید ہونگے وَهٰهُنَا
وَاللّٰهِ تُذْبَحُ اَطْفَالُنَا اسی جگہ پر قسم بخدا ہمارے اطفال خرد سال ذبح کئے جائینگے وَهٰهُنَا
وَاللّٰهِ تُزَارُ قُبُوْرُنَا اور اسی مقام پر قسم بخدا ہماری قبرون کی زیارت کی جائیگی
وَبِهٰذِهِ التُّرْبَةِ وَعَدَنِیْ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا خُلْفَ لِقَوْلِهٖ
اور اسی مٹی کا پیوند ہونے کا میرے واسطے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے
وعدہ فرمایا ہی اور کہنا اونکا کبھی ٹل نہین سکتا جب یہ ساری کیفیت اپنے گھوڑے پر سے اوتر
نے سے پہلے بیان فرمائی ثُمَّ نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ بعد اوسکے آپنے اپنے گھوڑے پر سے اترے
اَقُوْلُ اَمَّا اِسْتِفْهَامُهٗ عَنْ اِسْمِ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ جَعَلَ اللّٰهُ لِیْ وَجَمِیْعِ
الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْهَا مُسْتَقَرًّا وَقَرَارًا فَلِاَنَّهٗ ذٰلِكَ عَلٰی حَقِیْقَتِهٖ اب مین کہتا ہون
کہ اوس زمین مقدس کا جسمین خدا مجکو اور جملہ مومنین کو بعد مرنے کے جگہ دے بار بار
نام پوچھنا کبھی نہین ہوسکتا ہو کہ سبب اسکا یہ ہی کہ آپنے پوچھا وَلِاَنَّ الْقَائِدَ اِلَیْهَا
وَالْمُعَرِّفَ لِطَرِیْقِهَا كَانَ طِرِمَّاحَ بْنَ عَدِیٍّ رَحِمَهُ اللّٰهُ اسلئے کہ لانے والے طرف اوس زمین
کے اور راستہ بتلانے والے حضرت طرماح تھے وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّهٗ قَدِ ادَّعٰی بِمَحْضَرٍ مِّنَ
النَّاسِ اَنَّهٗ يَعْرِفُ الطَّرِيْقَ اوپر کے باب مین یہ معلوم ہوچکا ہی کہ طرماح نے مجمع عام مین
دعوی کیا تھا کہ مین اوس راہ کو پہچانتا ہون وَجَعَلَهٗ مَعْهُوْدًا بِلَامِ الْعَهْدِ
كَمَا جَعَلَ الْحُسَیْنُ ع اَيْضًا مَعْهُوْدًا اور طرماح نے اوس راہ کو معین اور معہود کرلیا
تھا جسطرح حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی راہ معہود اور معین کو پوچھا تھا وَالْمَعْهُوْدُ
لَا يَكُوْنُ غَيْرَ مَعْرُوْفٍ حَتّٰی يُسْتَفْهَمَ عَنْهُ اِسْرَارًا يُسْتَكْشَفُ عَنْهُ جِهَارًا اور جو چیز با خود یا
معہود اور معین ہوجاوے وہ ایسی نہین ہوتی ہی جسکو آدمی نہ پہچانتا ہو اسقدر کہ بار بار اوسکو

پوچھے اور اوسکے نام کی اسقدر تحقیق کرے ثُمَّ وُقُوفُ الجِیَادِ اِلَی السَّبعَۃِ اَدَلُّ دَلِیلٍ عَلیٰ اَنَّ الاَرضَ المَعمُودَۃَ قَد حَضَرَت پہر ساتھ گھوڑونکا پے در پے ٹھہر جانا اور ایک قدم آگے نہ بڑہانا بڑی کامل دلیل اس بات پر تھی کہ وہی زمین مقدس جہان ہمکو آنا چاہیے آگئے اب پوچھنا کیسا عَلیٰ اَنَّ الحُسَینَ ع یَومَ خُرُوجِہٖ مِنَ المَدِینَۃِ قَد اَرَی اُمَّ سَلَمَۃَ سَلَامُ اللہِ عَلَیہَا تِلکَ البُقعَۃَ بِاِعجَازِہٖ اسپر طرہ یہ ہی کہ خود امام حسین علیہ السلام نے جناب امّ سلمہ کو یہ زمین بطور معجزہ کے دکھلا دی تھی اور نقشہ معرکہ کربلا کا جو بروز عاشورا واقع ہو گا اونکی آنکھون کے سامنے کر دیا تھا جسدن آپ مدینہ سے چلے ہین فَکَیفَ یَخفیٰ عَلَیہِ اِسمُہَا وَمَعرِفَتُہَا بِعَینِہَا پس کیونکر ہو سکتا کہ آپ پر نام اوس زمین کا پوشیدہ ہوتا اور شناخت اوسکی آپ نہ کرسکتے وَاَیضًا فَاِنَّ الحُسَینَ ع کَانَ قَد سَاَلَ الحُرَّ قَبلَ ذٰلِکَ اَن یَنزِلَ فِی ذَاتِ القَرِیَۃِ اَو ھٰذِہٖ یَعنِی الغَاضِرِیَّۃَ اَو شَفِیَّۃَ وَھٰذَا اَیضًا دَلِیلٌ عَلیٰ مَعرِفَتِہٖ تِلکَ البُقعَۃَ یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حر سے درخواست کی تھی کہ ہم اس گانون مین یا اس گانون مین اوتر ینگے اور مراد حضرت کی غاضریہ اور شفیہ سے تھی یہ بھی دلیل اسی بات کی ہی کہ آپ اوس مقام کو پہچانتے تھے فَلَا بُدَّ فِی ذٰلِکَ الاِستِفہَامِ الغَیرِ الحَقِیقِیِّ مِن اَسرَارٍ وَاَسبَابٍ پس ضرور ہی کہ آپکے اس نام پوچھنے مین جان بوجھ کر کچھ اسرار ہون اور اسباب بھی ہون فَنَقُولُ اَمَّا وُقُوفُ الجِیَادِ فَاِنَّہٗ اَمرٌ مُعجِزٌ یُعجِزُ کُلَّ مَن صَحِبَہٗ حَتَّی الحُرَّ وَاَصحَابَہٗ اَیضًا اب ہم سرے سے بیان کرتے ہین گھوڑونکا رک جانا یہ تو ایک اتنا بڑا معجزہ ہی جسنے آپکے تمام ہمراہیونکی عقل حیران ہو گئی یہانتک کہ حر اور اوسکے ہمراہیون کو بھی اس معجزہ کے ظاہر ہونے سے پوری حیرت ہوئی ہو گی وَلَعَلَّ الغَرَضَ الاَھَمَّ فِی اِظہَارِ تِلکَ المُعجِزَۃِ ھُوَ اِعلَامُھُم بِاَنَّہٗ کُلَّمَا اَخبَرَ بِہٖ رَسُولُ اللہِ ص فِی اَمرِ شَہَادَتِہٖ وَکَونِہٖ مِنَ الاَئِمَّۃِ وَالاَوصِیَاءِ فَھُوَ حَقٌّ وَمُنکِرُہٗ یَکُونُ کُفَّارًا اور بہت بڑی غرض اس معجزہ کے ظاہر کرنے مین یہ تھی کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ جو کچھ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربارہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے خبر دی ہی اور اونکو آئمہ دین اور اپنے اوصیا مین داخل کیا ہی وہ سب سچ ہی

اور جو اونسے لڑیگا وہ کافر ہو جائیگا افیرتاب احدٌ من النّاسِ بعد ان رأی
ذٰلک فی کونہٖ کذٰلک کیا اب بھی کوئی شک کرسکتا ہی آپکے معجزنما ہونے مین بعد دیکھنے
ایسے معجزہ کے جو آج تک ابتداء خلقت آدم سے کسی سے ظاہر نہین ہوا فمن شکّ
اوارتاب بعد ذٰلک فہو من عمی او تعامی پھر بعد ملاحظہ اس معجزہ کے جسکو ہزار آدمیون سے زیادہ
نے دیکھا اگر کوئی شک کرے اوسکا سبب یہی ہی کہ جہالت نے اوسکو اندھا کردیا یا دیدہ ودانستہ
چشم پوشی کرتا ہی وھٰذا البعض مما صدر عنہ فی اوّل یوم ورودہٖ انّہ فی اتمام الحجّۃ
وتشیید المحجّۃ الی ما شاء اللّٰہ اور یہ ایک معجزہ منجملہ اور معجزات کے جو بروز داخلہ حضرت
کے زمین کربلا پر صادر ہوئے یہی معجزہ اتمام حجت مین اور دین اسلام کے استوار کرنے
مین اسقدر پورا پورا ہی جسقدر خدا نے اپنی مشیت سے اسکو تمام عالم مین ظاہر فرمایا اس
معجزہ کو چھوٹی بات نہ سمجھنے چاہیئے فانّہ من اخصّ کرامات النبی صلعم اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ ایّاہ
کرامۃً لجدّہٖ اسلئے کہ یہ معجزہ خاص کرامت ہی جناب امام حسین علیہ السلام کی جسکو
خدا نے اونہین کو عطا فرمایا بنظر اعزاز اونکے نانا رسول محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے مینے
دین اسلام کے حقیقت اس سے ظاہر ہوتی ہی ثمّ سؤالہٗ عن اسماء الارض المقدّسۃ
ثلاث مرّات او اربع مرّات وجواب الاصحاب بالاعراض عن ذکر اسمہا
باسمہا الخاصّ پھر اسکو بغور دیکھنا چاہیئے کہ حضرت نے تین مرتبہ خواہ چار مرتبہ نام
اوس زمین پاک کا اصحاب سے پوچھا اور وہ لوگ ٹالتے رہے کہ جو نام خاص اوس زمین کا
ہے یعنے کربلا اوسکو زبان پر نہ لائے وتسمیتہا باسماء اُخر تکون لہا اسماء ایضاً
فاظنّہ من صنیع الطرمّاح فانّہ کان بلیغاً عریفاً ماھراً بالاغراض التی
یظہرہا الحسین ع اور طرح طرح کے نام اوس زمین کے لیتے رہے کہ وہ نام بھی اوس زمین پاک
کے کسی تاویل سے ہوسکتے ہین اس رمز وکنایہ کا صادر ہونا میرے گمان مین تو یہی ہی
کہ حضرت طرماح اسکے کرنے والے تھے اور یہ بلا شبہ اونہین کا فعل خاص معلوم ہوتا ہی اسلیئے
کہ اعلیٰ درجہ کے فصیح اور بلیغ تھے اور خوب جانتے تھے اور خوب پہچانتے تھے کہ مختلف نام
لینے مین اوسوقت جناب امام حسین علیہ السلام کی کسقدر اغراض ہین جنکو آپ ظاہر فرمانا چاہتے ہین

ہین پس کوئی نام باقی نرہے جس سے غرض امام کی اسوقت متعلق ہو ولا یبعد ان
یکون من بعض الاغراض ان تسمی الارض المقدسة بکل اسم ولقب لیکون
اسمح وادل علی کونها محطا لرحاله کچھ بعید نہین ہو کہ منجملہ اون غرض
کے ایک یہ بھی غرض ہو کہ اس زمین کا کوئی نام اور کوئی لقب باقی نرہجائے تاکہ بخوبی اور
بصراحت امام معلوم ہوجاے کہ آپکے سفر تمام ہونے کا یہی مقام ہو فان فی اجتماع
الالقاب لا یبقی فی التعیین شبهة فی العین المسمی بها اسلئے کہ جب سب نام کسی چیز کے
شمار کر لیجائین پھر اوسکے سمجھانے مین کچھ شبہ باقی نہین رہتا ہو وهذا اقرب الاحتمالات
فی حمل الاستفهام الصادر عن ابلغ البلغاء صلوة الله وسلامه علیه
اور یہ تاویل بہت قریب ہو اور یہ احتمال زیادہ بصحت ہو کہ اسی وجہ سے باوجودیکہ
آپ خوب پہچانتے تھے اور بار بار اوس زمین کا نام پوچھتے تھے اسلئے کہ پوچھنے والا
امام ہو جو اپنے زمانہ مین فصاحت اور بلاغت اور حکمت مین ثانی نہین رکھتا کلام لغو
اوس سے کیونکر صادر ہو سکتا ہو وایضا فان المعلوم من طریق الوجدان ان الشئ
کلما یکون احب عند المرء من الاشیاء الموجودة فیلتذ بذکره کلما ذکر
دوسرا احتمال یہ ہو کہ عقل سلیم پر یہ بات بخوبی ظاہر ہو کہ جو چیز انسان کو زیادہ مرغوب
ومحبوب ہوتی ہو جسقدر اوسکا ذکر کیا جاے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہو ویروح قلبه تکرار
ذکره باسم واحد واسماء والقاب مختلفة اور اوسکے مکرر ذکر کرنے سے قلب کو تازگی اور
راحت پہونچتی ہو کہ ایک ہی نام اوسکا مکرر لیا جاے خواہ جتنے نام اوسکے ہون سب لیے
جائین سب سے راحت برابر پہونچتی ہو ولاسیما اذا کانت تلك الاسماء والالقاب
دالة علی امور تتعلق بمحبوبیة المسمی خصوصا اگر یہ نام اور مختلف القاب کو
اون باتون پر دلالت ہو جنکے سبب سے وہ شے آدمی کو محبوب اور پسندیدہ ہوئی
ہو فینبغی المرء ان یذکر کل هذه بالضرورة اوسوقت تو ایسے مشتاق
آدمی کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ سب نام ضرور زبان پر آجائین ولما کانت
تلك الاسماء التی ذکرها الاصحاب کلها دالة علی الواقعات فلذلك

اَرَادَ الْاِمَامُ اَنْ تُذْکَرَ بِجُمْلَتِہَا اور چونکہ یہ چارون نام کربلا
کے جو اصحاب نے لئے تھے ہریک نام ان ہین سے ایک مصیبت اور امتحان پر دلالت
کرتا تھا جسکے جناب امام حسین علیہ السلام مشتاق تھے لہذا آپ کی خواہش یہ ہوئی
کہ اسوقت بہ رمز و کنایہ اون سب مصیبتون کا بیان ہوجاوے وَتَوْضِیْحُ ذٰلِکَ
اَنَّ اَوَّلَ مَا ذَکَرُوْہُ وَھُوَ قَوْلُھُمْ اَرْضُ الْغَاضِرِیَّۃِ اور
توضیح اس مطلب کی اس طرح پر ہے کہ پہلا نام جو اصحاب نے لیا تو یہی تھا کہ
اسکو ارض غاضریہ کہتے ہین وَالْغَاضِرِیَّۃُ مَوْضِعٌ اَرْسَلَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَیْہِ حَبِیْبَ بْنَ مُظَاہِرٍ لِاسْتِنْصَارِہِ الْاَخِیْرِ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ اور غاضریہ
وہ مقام ہے جہان چھٹی تاریخ محرم کی جناب امام حسین علیہ السلام نے حبیب
ابن مظاہر کو واسطے طلب نصرت کے بھیجا تھا اور یہ آخری نصرت طلبی حضرت کی تھی
فَلَمَّا اَرَادُوْا نُصْرَتَہٗ وَسَارُوْا مَعَ حَبِیْبٍ مَنَعَہُمْ اَھْلُ الْکُوْفَۃِ وَکَانَ اَمِیْرُھُمْ
الْاَزْرَقُ الشَّامِیُّ جب بنی اسد بارادہ نصرت ہمراہ حبیب ابن مظاہر کے چلے کوفیون
نے راہ ہین اونہین روکا اور سردار اون روکنے والون کا ازرق شامی تھا جسکو
بروز عاشورا حضرت قاسم نے قتل کیا ہی فَوَقَعَ بَیْنَہُمُ الْحَرْبُ فَانْہَزَمُوْا لِلْقِلَّۃِ عَدَدِھِمْ
وَرَجَعَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ مَغْمُوْمًا قوم بنی اسد اور لشکر شام مین لڑائی ہوئی
بنی اسد کی جماعت قلیل تھی اسلئے اونکی شکست ہوئی اور گھرون کو چھوڑکر سبھی بھاگ
گئے اور حبیب ابن مظاہر غمناک حضرت کے پاس پلٹ آئے اور ماجرا بیان کیا
فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَقَدْ یَئِسَ مِنْ نُصْرَتِہٖ
حضرت نے فرمایا کہ مدد اور قوت سوائے خدا کے اور کسی سے مجھے طلب نکرنی چاہئے اور مسلمانون
کی نصرت سے اوسدن گویا آپ نا امید ہوگئے فَذِکْرُ الْغَاضِرِیَّۃِ کَانَ اَشْھٰی لِلْاِمَامِ
بِذٰلِکَ الْغَرَضِ پس غاضریہ کا نام لینا اوسوقت حضرت کو اسی مطلب کے باوا آوری کے
نظر سے مرغوب تھا ثُمَّ قَالُوْا نَیْنُوٰی اسکے بعد اصحاب نے نام اس زمین کا نینوی لیا
وَاَھْلُ نَیْنَوٰی ھُمُ الَّذِیْنَ اشْتَرٰی عَنْہُمْ تِلْکَ الْاَرْضَ لِمَضْجَعِہٖ اور باشندگان نینوی وہ لوگ

ہین جن سے آپ نے یہ زمین اپنی خوابگاہ کے لیواسطے خریدی ہی اور اوسی زمین پر
آپ کی قبر بنی ہے وَاَیضاً اَھلُ نِینَوی ھُمُ الَّذِینَ دَفَنُوا جَسَدَہٗ مَعَ اَجسَادِ الشُّھَدَاءِ
ھُم مَعرُوفُونَ فِی اَھلِ السَّمٰوَاتِ اَیضاً باشندگان نینوی یہ وہ لوگ ہین جنھون نے
آپ کے جسد اطہر کو ہمراہ اجساد شہدا بارہوین تاریخ محرم کو دفن کیا بس یہ لوگ ملائکہ
آسمان کے نزدیک اسی بات مین ہمیشہ سے نامزد تھے یعنے ملائکہ آسمان مین انکا ذکر ہوا
کرتا تھا کَمَا فِی رِوَایَۃِ اُمِّ اَیمَنَ رَوَاھَا زَینَبُ مِن عَلِیِّ بنِ الحُسَینِ ع حِینَ
مَرُّوا عَلَی الاَجسَادِ العَارِیَاتِ چنانچہ ام ایمن سے جناب زینب نے اس روایت کو سامنے جناب
سید الساجدین کے اوسوقت نقل کیا ہی جب اہلبیت کا گذر قتل گاہ مین ہوا اور غش
ہوا اور جناب سید الساجدین اون اجساد مقدسہ کو خاک وخون مین غلطان دیکھکر
اسقدر بیتاب ہوئے قریب تھا کہ روح آپ کی تڑپکر جسم سے نکل جائے پس نینوی کا ذکر
انہین باتون کی یادآوری کے نظر سے انکو مرغوب تھا ثُمَّ قَالُوا کَمَا فِی بَعضِ الرِّوَایَاتِ
اَنَّھَا تُسَمّٰی بِشَطِّ الفُرَاتِ پھر اصحاب نے تیسری مرتبہ بنابر بعض روایات کے یہ کہا کہ
یا حضرت شط فرات بھی یہی ہی وَفِیہِ مِنَ الاِختِصَاصِ لِوَاقِعَۃِ الحُسَینِ ع مَا لَا مَزِیدَ عَلَیہِ
اور فرات کے نام سے جسقدر خصوصیت حالات امام حسین علیہ السلام کو ہے اوس سے
زیادہ کسی بشر کو خصوصیت نہین ہوسکتی فَاِنَّ الفُرَاتَ مِنَ الاَنھَارِ الَّتِی اَعطَاھَا اللہُ
نِحلَۃً لِاُمِّہٖ فَاطِمَۃَ الزَّھرَاءِ ع اسلئے کہ فرات اونہین چارون نہرون مین
داخل ہی جنکو خدا نے آپ کے مادر گرامی جناب فاطمہ علیہا السلام کو عطا فرمایا ہی وَمَعَ ھٰذَا
الاِختِصَاصِ وَھُوَ بَقِیَ عَلٰی شَطِّ الفُرَاتِ عَطشَاناً ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ لَم یَذُق فِیھَا مِن مَائِہٖ قَطرَۃً
باوجود اس خصوصیت کے کنارہ فرات پر تین روز آپ پیاسے رہے اور ایک قطرہ اوسکے
پانی سے اس زمانہ مین آپ کو پینے کو ملا ثُمَّ قَالُوا کَربَلَا وَفَسَّرَہُ الحُسَینُ بِکَربٍ وَبَلَاءٍ
بعد اسکے چوتھی مرتبہ اصحاب نے نام خاص اوسکا لیا اور کہا کہ یا حضرت کربلا بھی ہی اوس
حضرت نے فرمایا کہ یہ لفظ کرب اور بلا سے مشتق ہی غرض صِفَتَانِ الکَربُ وَالبَلَاءُ الَّذِی
اُشتُقَّ مِنہُ الاِسمُ وَاِنِ ابتُلِیَ بِھِمَا قَبلُ مِنَ الاَنبِیَاءِ اَیضاً اور غرض حضرت کی یہ ہی کہ کرب اور بلا

جس سے یہ نام بنایا گیا ہی اگرچہ مجھسے پہلے اور انبیا کا بھی امتحان اس زمین پر تھوڑا تھوڑا ہو چکا ہی لیکن البلاء الذی ابتلا نا اللہ بہ ھو البلاء المبین

لیکن جن مصایب سے خدا ہمارا اس زمین پر امتحان کریگا وہ بڑا بھاری امتحان ہی جسکا ظہور تمامی مخلوقات پر قیامت تک ہوتا رہیگا ثم فسر الکرب والبلاء بقولہ ھھنا واللہ ست مرات کما نفصل ذلک بعد اوسکے اپنے بلامین گرفتار ہونے کی تفسیر آپنے فرمائی اور چھ مرتبہ قسم شرعی یاد کرکے بیان فرمایا یہ وہ جگہ ہی یہ وہ جگہ ہی چنانچہ ہم اس قول کی شرح آگے لکھینگے قال ابو اسحاق الاسفراینی من علماء اھل السنۃ فی کتابہ المسمی بنور العین فی مقتل الحسین ع

ملا ابو اسحاق اسفراینی جو ایک بڑے عالم علما اہل سنت سے ہین اپنی کتاب مسمی نور العین مین یہ روایت کرتے مین انہ لما بلغ الطف قال یا قوم ناولونی قبضۃ من تراب ھذہ الارض کہ جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر پہونچے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس زمین سے ایک مشت خاک مجکو اوٹھا دو فاعطوہ قبضۃ من التراب فشمہا ثم استخرج طینۃ من جیبہ لوگون نے ایک مشت خاک آپکو اوٹھا دی اوسکو حضرت نے سونگھا پھر ایک گیلی مٹی اپنی جیب سے نکالی وقال ھذہ الطینۃ جاء بھا جبرئیل علیہ السلام من عند اللہ لجدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور فرمایا کہ یہ گیلی مٹی وہی ہی جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کے جناب سے میرے نانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین لائے تھے وقال لہ ھذہ موضع تربۃ الحسین ع اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ بھی خبر دی تھی کہ جسجگہ کی یہ مٹی ہی اوسی جگہ قبر حسین علیہ السلام کی بھی ہی ثم رماھا من یدہ وقال ھما رائحۃ واحدۃ بعد اوسکے اوس اوٹھائی ہوئی مٹی کو جو اصحاب نے آپکو دی تھی آپنے پھینک دیا اور فرمایا کہ ان دونون مٹیون کی بو ایک ہی ہی ثم قال یا قوم انزلوا ولا تبرحوا بعد اوسکے آپنے اصحاب سے فرمایا کہ سواریون پر سے اوترو اب ہمیشہ تمکو یہین رہنا ہوگا ھھنا واللہ مناخ رکابنا یہی جگہ ہی قسم بخدا ہماری سواریون اور بار برداری کے اونٹ بٹھائے جائینگے تا آخر روایت جسکو ابو مخنف

سے ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ولقد ذکرت مجیٔ جبرئیل بالطینۃ عند رسول اللہ ص
فی مآثر ام سلمۃ عن تاریخ ابن اعثم الکوفی من مشاہیر علماء اہل السنۃ
میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مٹی لیکر خدمت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم میں تشریف لانا تاریخ اعثم کوفہ سے جو ایک مشہور عالم اہل سنت کے ہیں جناب ام سلمہ
رحمہ اللہ کے فضائل کے باب میں لکھا ہے وفیہا ان رسول اللہ ص شمہا وبکی بکاءً
شدیداً اوس عالم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اوس مٹی کو جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سونگھا اور بیتاب ہوکر آپ رونے لگے ودفعہا الی ام سلمۃ وہی کانت
مصونۃ عندہا اور وہ مٹی بحکم جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام سلمہ کے پاس
محفوظ رکھی ہوئی تھی اور کسی کے پاس نہ تھی فاخراج الحسین بعد لعلہ وجدہ عند جدہ ایضاً
بس حضرت امام حسین کا اپنی جیب سے اوس مٹی کا نکالنا شاید اسوجہ سے ہو کہ آپکو بھی یہ مٹی جناب رسولخدا
نے کسی وقت دی ہو ویؤیدہ ان ام سلمۃ لما اتت یوم خروجہ من المدینۃ بقارورۃ
فیہا تلک التربۃ فاعطاہا الحسین ع ایضاً تربۃ اخری وقال احفظیہا
فی قارورۃ اخریٰ اور اسی احتمال کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جسوقت جناب
ام سلمہ بروز روانگی امام حسین مدینہ سے وہ شیشی جسمیں یہ مٹی بھری ہوئی اونکے پاس امانت تھی
حضرت کے پاس لائیں تھوڑی سے اور مٹی حضرت امام حسین نے اونکو دیکر فرمایا کہ اسکو دوسری شیشی میں
رکھو فاذا رأیت انہما صارتا دماً عبیطاً فاعلمی انی قد قتلت جب دیکھنا کہ یہ دونوں
خون تازہ ہوگئی ہیں یقین کرنا کہ میں شہید ہوگیا وبالجملۃ فلما کان اتیان تلک التربۃ
بالنبی مکرراً مرۃ اتاہ جبرئیل ع ومرۃ ملک المطر والسحاب ومرۃ اتاہ غیرہما کما ہو
مروی فی کتب الاحادیث فلا بُعد فی کونہا محفوظۃ عند الحسین ایضاً مختصر کلام یہ ہے کہ چونکہ اس
مٹی کے بھیجنے میں خدا کو بڑا اہتمام منظور تھا اور کیوں نہ ہوتا کہ یہ مٹی ایک بڑا معجزہ معجزات خاتم النبیین سے ہی لہذا ایک
مرتبہ اسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے اور ایکمرتبہ فرشتہ باران اور ابر اور ایک آدھ مرتبہ اور فرشتے
بھی اس مٹی کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پاس لائے تھے چنانچہ فریقین کی کتابوں میں مذکور
ہے پس کیا بعید ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس بھی یہ مٹی رہی ہو اور کربلا میں اپنی جیب سے نکالا ہو

باب بست ونهم کربلا مین پهونچ کر جناب امام حسین علیه السلام کا ٹھنڈھی سانس لینا اور خاک شفا کا سونگهنا اور چهه مرتبه قسم شرعی کها کر اپنے مصائب کو بیان فرمانا ان سب کے اسباب اور اسرار کیا تھے جنکا بیان کیا جاتا ہے

وَحَرِیٌّ بِنَا اَنْ نُبَیِّنَ اَسْرَارَ اَقْوَالِ الْحُسَیْنِ وَ اَفْعَالِهِ الَّتِیْ مَضٰی ذِکْرُهَا فِیْ رِوَایَةِ
اَبِیْ مِخْنَفٍ وَ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْاِسْفَرَایِنِیْ اب ہمکو شایستہ ہے کہ ان اسرار کو
بیان کرین جو کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بوقت پہونچنے زمین کربلا کے
فرمایا اور جو کچھ اوسوقت آپنے کیا جیسا کہ روایت ابی مخنف رحمہ اللہ اور ابو اسحاق
اسفراینی مین اوپر گذر چکا لِیَتَّضِحَ لَکَ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدْ اَخْبَرَ
بِکُلِّ مَا یَجْرِیْ عَلَیْهِ فِیْ ذٰلِکَ الْمَقَامِ تاکہ تجھ پر معلوم ہو جاے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
اوسوقت جو جو مصائب آپ پر زمین کربلا مین گذرنے والے تھے سب کی خبر دیدی فَاَقُوْلُ
مَا نَقُوْلُهُ اِنَّهٗ لَمَّا ذَکَرَ اَصْحَابُهٗ مِنَ الْاَسَامِیْ وَالْاَلْقَابِ لِاَسْلَفْنَا صِلَةً مُرَادًا وَکَانَ
غَرَضُ الْاِمَامِ مِنْ ذِکْرِهَا اَنَّهَا تَدُلُّ عَلٰی بَعْضِ الْوَاقِعَاتِ پہلے تو ہم یہ کہتے
ہین کہ جب اصحاب نے حضرت سے ... نام ... زمین کے ... [illegible] ... حضرت نے اون سے پوچھا
[illegible] ... ایک خاص واقعہ پر دلالت کرتا ہی
وَهُوَ کَوْنُهَا مِنْ اِجْتِمَاعِ الْاَنْصَارِ وَسُقُوْطِ فَرْضِ الْجِهَادِ الْعَامِّ عَنْهُ وَعَنْ
اَصْحَابِهٖ وَقَدْ دَلَّ عَلَیْهِ ذِکْرُ الْغَاضِرِیَّةِ ایک واقعہ تو یہ تھا کہ انصار کے زیادہ
فراہم ہونے سے آپکے پاس تھے اور جہاد عام کا وجوب آپسے اور آپکے اصحاب سے ساقط تھا
اس واقعہ پر لفظ غاضریہ نے دلالت کی چنانچہ اوپر کی باب مین مذکور ہو چکا ہی وَکَوْنُهٗ
بَعْدَ شَهَادَتِهٖ مُلْقًی عَلَی الرَّمْضَاءِ اِلَی الثَّانِیْ عَشَرَ مِنَ الْمُحَرَّمِ ثُمَّ یَدْفِنُهٗ
اَهْلُ نِیْنَوٰی وَقَدْ دَلَّ عَلَیْهِ ذٰلِکَ اللَّقَبُ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ بعد شہادت

کے آپکی لاش زمین گرم پر بارہوین تاریخ تک محرم کی پڑی رہیگی پھر بارہوین تاریخ وسکو باشندگان نینوی دفن کرینگے اسواقعہ پر لفظ نینوی نے دلالت کی وکونہ ظمانًا عطشانًا مع قرب المشرع ووجود الماء الجاری الذی یشرب منہ الیھود والنصاری وقد دل علیہ ذکر شط الفرات ایک واقعہ یہ تھا کہ آپ پیاسے رہینگے باوجودیکہ پانی کا گھاٹ قریب ہوگا اور آب روان خنک سامنے آنکھون کے بہتا ہوگا جسکو علاوہ مسلمانون کے یہود و نصارا بھی پی رہے ہونگے اور آپ پر وہ پانی بند کیا جائیگا اس واقعہ پر دلالت شط فرات کے ذکر کرنے سے ہوئے وانہ یبلی فی ذلک المقام بلاء احسنا دل علیہ لفظۃ کربلا ایک واقعہ یہ تھا کہ آپ کا اس مقام پر امتحان لیا جائیگا اس پر لفظ کربلا نے دلالت کی فلما اجتمعت العلامات المقدرۃ المحسوسۃ عند اللہ المکتوبۃ فی صحیفتہ الخاصتہ لمضجعہ ومقتلہ وتیقن بکونہ ھو ذلک المقام تنفس الصعداء حسب پر علامتین کہ بیان ہو چکین جو تقدیر الہی مین ٹھہرا جاری ہوئی تھین اور آپکے صحیفہ مین آپ کے مقتل کی یہی نشانیان تھین اور یقین ہو گیا کہ وہ مقام جسپر میرا امتحان لیا جائے گا یہی ہے اسوقت آپنے ایک ٹھنڈی اور لانبی سانس بھری والصعداء فی اللغۃ نفس بامر طویل اور صعدا کے معنی لغت عرب مین ایسی سانس کے ہین جو سرد اور دراز ہو وسبب طول النفس علی ما فسرہ الاطباء یکون اما وجع فی الاحشاء او ضیق فی اعضاء التنفس ومجاری استنشاق الھواء او لانبی سانس لینے کا سبب جیسا طبیبون نے دریافت کیا ہے دو چیزون مین سے ایک چیز ہوتی ہے یا تو اندرونی اعضا مین آدمی کے درد ہو یا سانس لینے کے جو اعضا ہین اون مین نکے پیدا ہوا اور جو راہین ہوا کی آمدرفت کے بدن مین ہین اون مین کسیوجہ سے تنگی پیدا ہو جائے وسبب البرودۃ ھو موت القوۃ الغریزیۃ وخمود الحرارۃ الاصلیۃ واستحالۃ المزاج الحار للقلب الی المزاج البارد اور ٹھنڈی سانس لینے کا سبب آدمی کو یہ ہوتا ہے کہ قوت بدنی فنا ہو جائے اور اصلی حرارت بدن کی بجھ جائے اور قلب کا مزاج گرم سرد ہو جائے

وقد عدّ النفس البارد من علائم الوالهين المشتاقين ایضاً ٹھنڈی سانس
یعنی ٹھنڈی سانس لینا اون لوگون کی جو دلدادہ اور مشتاق کسی چیز کے ہون وان لم یکن لی مانع شرعی
لقلت انه من نفس المشتاق اور اگر بہ نظر شریعت کے یہ کہنا حرام نہوتا تو مین کہدیتا کہ
ٹھنڈی سانس نشانی عاشق کی ہی ولکن الشرع قد منع من ان یطلق لفظ
العشق وهو المرض المشتهى ویضاف الی الله سبحانه او الانبیاء او الائمة
وانما هو من شعار الصوفیة لیکن شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناجائز
کیا ہی کہ لفظ عشق کی جو ایک بیماری خراب اور زبون ہی بولی جاوے اور خدا یا انبیا یا ائمہ
علیہم السلام کیطرف اوسکی اضافت کیجاوے اور ایسا کلام اور یہ خصلت اور عادت
صوفیون کی ہی وہ کہتے ہین عاشق خدا اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یا عاشق حسین علیہ السلام اور ایسا کہنا گستاخی اور خلاف ادب ہی شرعاً جائز نہین ہے
وبالجملة فطول النفس یدل علی کونه موجوعاً قد ضاق صدره من کثرة الآلام
وشدة الهموم مختصرہ ہی کہ لانبی سانس لینی دلالت کرتی ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام
کا سینہ تنگ ہو گیا تھا اور دم گھٹ گیا تھا بسبب ایذا و تعب اور رنج اور ملال آپ کو پہونچا تھا
حتی انه ترك حرم جده واستجار حریم الکعبة ولم یامن فیها
یہانتک دشمنون نے حضرت کو تنگ کیا تھا کہ اپنے نانا کے مرقد کو چھوڑ دیا جس روضۂ
مقدس سے جدا ہونا آپ کو موت سے زیادہ ناگوار تھا اور وہان سے جدا ہو کر خانہ کعبہ
مین پناہ لی وہان بھی پناہ نہ ملی اور پناہ ملنی تو درکنار حج بھی آپ کرنے نہ پائے
جس کو عمرہ سے بدل دیا وخرج نائیاً منها الی الکوفة فخذلته شیعته وقتلوا اخاه
ومن معه ثم حوصر حتی بلغ هنالك مکہ معظمہ سے بخوف مقتول یا مقید
ہو جانے کے آپ نکلے اور کوفہ جانے کا ارادہ تھا اسلئے کہ صدہا خطوط آپکے
طلب مین آئے تھے اس زمانہ مین جو لوگ مدعی آپ کے پیروی اور اطاعت
کے تھے اور دوستی کا اظہار کرتے تھے پھر گئے اور تشنہ خون ہوے
یہانتک کہ آپ کے بھائی اور نائب خاص مسلم ابن عقیل اور اون کے ہمراہیون

شہید کیا تا اینکہ وہ جناب جب قریب کوفہ کے پہونچے لشکر حر نے آنکو گھیرا اور اسی
حالت محاصرہ مین آپ کربلا تک پہونچے اس سے زیادہ تنگی نفس اور کیا ہوسکتی
ہے وبرد النفس دلیل علی انّہ قد مات من یومہ ھذا ساعتہ
ھذہ اور ٹھنڈی سانس لینی اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ آج کے دن یعنی دوسری
تاریخ محرم کی اور یہ ساعت جسوقت آپ کربلا مین داخل ہوئے اسیوقت سے گویا
آپ مرچکے اب اپنے تئین زندہ شمار نہین کرتے ہین ولم یبق لہ والقلب المتہیّج
المستہام حرارۃ فھو میّت من یومہ ھذا اور آپ کے دل مین بلکہ تمامی
بدن مین اب وہ گرمی جو روح مین ہوتی ہے باقی نہین رہی پس گویا آپ مردہ ہوگئے
ویؤیّدہ ما کتبہ الی اخیہ محمّد بن الحنفیّۃ فی یومہ ھذا کما روی عن الباقر
علیہ السّلام اور اسی مضمون کے تائید کرتی ہے وہ تحریر آپ کی جو اپنے بھائی
محمد بن حنفیہ کو آج کے دن آپ نے لکھی تھی جسکو جناب امام باقر علیہ السلام روایت
فرماتے ہین امّا بعد فانّ الدّنیا کانّہا لم تکن اے اخی بعد حمد و صلوۃ کے اے
بھائی محمد حنفیہ تمکو معلوم ہو ہم اسوقت ایسا سمجھتے ہین کہ دنیا مین کبھی آئے
نہ تھے یعنے اسوقت سے ہم اپنا شمار مردون مین کر رہے ہین فتدبّر گویا آپ نے
واعلم انّ سیّدک وامامک المستضعف الغریب انّما
تنفّس الصّعداء لاظہار ما اوضحتہ لک جعلنی اللہ
من الصّادقین اس مقام پر برادر مومن کو بخوبی سوچنا چاہئے اور یہ بات
جاننی چاہیے کہ اوسکے سردار اور امام جنکو دشمنون نے بہت ستایا تھا یہانتک
کہ وطن بھی اونہون نے چھڑوا دیا تھا کربلا مین پہونچکر جو آہ سرد آپنے کھینچی غرض اوس
سے یہی تھی کہ اپنی شدائد کو ظاہر فرمائین جیسا مین نے اوسکو اس تاویل مین بیان
کیا ہے خدا مجکو اس تاویل کے بیان کرنے مین سچا کرے نعم یفی الکلام فانّ
النّفس البارد یدلّ علی ولہ وغرام فقد تعلم انّ مرامہ وشوقہ
الی لقاء اللہ ولقاء جدّہ وامّہ وابیہ واخیہ الی المنی کان ہان یہ بات

باقی رہی کہ ٹھنڈی سانس ایک بیتابی اور بیخودی اور فرط اشتیاق دلالت کرتی ہی پس یہ تو بخوبی معلوم ہی کہ حضرت کی بیخودی اور اشتیاق ملاقات پروردگار کا جن معنون سے صحیح ہوسکتا ہی اور اشتیاق اپنے جد نامدار اور مادر گرامی اور پدر بزرگوار اور برادر عالی مقدار کا کسقدر تھا وکیف توضیحہ وتشرحہ فلا یکفینی لبیانہ الف عبارۃ مجسے اوس شوق اور اشتیاق کی شرح کیونکر ہوسکتی اور ہزار طریقہ سے اگر اوسکا بیان کرون تو شمہ بھی اوس کا بیان نہو سکیگا وکفی بہ موضحا ما قالہ علیہ السلام انہ قد وعدنی جدی رسول اللہ ولا خلف لقولہ اور اس اشتیاق کے بیان کرنے کے واسطے یہی قول حضرت امام حسین علیہ السلام کا بخوبی کافی ہی جو آپ نے اسی وقت فرمایا ہی کہ مجھسے میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی زمین پر میری شہادت اور اپنی ملاقات کا وعدہ فرمایا ہی اور اونکا فرمانا ٹل نہین سکتا ثم اخراجہ الطینۃ عن جیبہ بعد ما ناولہ بعض الاصحاب قبضۃ من التراب وشمہ ایاہما کان ایضا من وجوہ تعیین الموضع پھر گیلی مٹی کا اپنے جیب سے نکالنا بعد ازان کہ اصحاب نے ایک مشت خاک آپ کو اوٹھا دی تھی اور دونون مٹیون کو سونگھکر ایک کو پھینک دینا یہ فعل بھی آپ کا اسی غرض سے تھا کہ موضع موعود بخوبی متعین ہوجائے جسکے پیچھے آج آپ پڑے ہوئے ہین اور شناخت مرقد کی طرح طرح کے افکار کر رہے ہین ولکن شم التربۃ لا یبعد ان یکون تاسیا لجدہ ایضا لیکن مٹی کے سونگھنے مین علاوہ اس غرض کے کہ مقتل کی شناخت ہوجائے ایک یہ بھی امر میرے خیال مین آتا ہی کہ اسمین آپ کو پیروی اپنے نانا کے فعل کی بھی منظور تھی کہ حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اوسکو سونگھا تھا

باب سی ام جواب اس اعتراض کا کہ خاک شفا میں کوئی بوئے خاص نہیں ہے پھر آپ نے سونگھ کر کیونکر پہچانا

فان قال قائل ان التربۃ لیست فیہا رائحۃ مخصوصۃ ما ہی الان فکیف ینسب الیہا انہ شم وقال ہما رائحۃ واحدۃ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خاک شفا میں سوائے اس بوے عام کے جو سب مٹیوں میں ہوتی ہی کوئی خاص بو ایسی نہیں ہے جس سے کوئی آدمی اوسکو سونگھ کر پہچان لے پھر کیونکر اس بات کی نسبت حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف کیجاتی ہی کہ حضرت نے اون دونوں شیشوں کو سونگھ کر یہ فرمایا کہ دونوں میں ایک ہی قسم کی بوے خاص آ رہی ہی قلت قد روی ارباب السیر کما فی تاریخ ابن اعثم الکوفی عن ابن عباس انہ قال وقد شممتہا ایضا فانہا کانت تفوح کرائحۃ المسک میں جواب میں لکھونگا کہ ارباب سیر نے جیسی تاریخ اعثم کوفی میں ابن عباس سے یہ روایت کی ہی کہ میں نے بھی اوس مٹی کو سونگھا تھا جس دن حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے تھے ایسی کھلی ہوئی بو اوسکی تھی جیسی مشک کی بوتند ہوتی ہی فلا یبعد ان تلک الطینۃ التی اخرجہا الحسین ع عن جیبہ کانت کذلک پس کچھ دور نہیں ہی کہ جو گیلی مٹی حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے جیب سے نکالی تھی اوسکی بو ویسی ہی تھی جیسی ابن عباس کی روایت میں ہی ولکن التربۃ التی حملہا بعض اصحابہ وہے ایضا کانت ذات الرائحۃ والان لیس فیہا من تلک الرائحۃ شئے مگر جو مٹی اصحاب نے اوٹھا کر حضرت کو دی تھی اوسمیں بھی اوس دن ویسی ہی تیز بو تھی اور اب وہ اوسمیں نہیں ہی فہو من الاشکالات العویصۃ التی ارجو من اللہ تعالی ان یوفقنی لدفعہا التجمہ یہ ایک اعتراض بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہی خدا سے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے دفع کرنے کی مجکو توفیق دی فنقول اما کون التربۃ مطلقا ذوات الروائح فلیس لاحد ان یشک فیہ میں لکھتا ہوں کہ مٹی میں خوشبو کا ہونا عموما ایسی ظاہر بات ہی

جسمین کسی کو شک نہین کرنے کی جگہ نہین ہی وقد یتخذ منہا الشمائم واللخالخ فیشمہا
المرضا بعض مٹی کا عطر ابتنا ہی اور مٹی لخلخہ مین داخل کرکے بیمار کو سونگھائے جاتے ہے کہ باوجود
ضعیف ہونے قوت شامہ کے اوسکو سونگھتا ہی یہ تو عام خوشبو کا بیان تھا اما کونہا ذات الرائحۃ
المخصوصۃ فھو ایضا مما لا یستحیل عقلا ولا عادۃ اب ہا خاک شفا مین بوے خاص کا ہونا یہ بھی ایسی بات
ہے کہ بہ نظر عقل کے محال ہی نہ بنظر عادت کے فان لبعض الاماکن خواص طبعیۃ یستند الیہا روائح
اتربتہا ومیاہہا واشجارہا اسلئے کہ بعض قسم زمین کے ایسی خدا نے پیدا کی ہی جسمین خاصتین خلقی ایسی
موجود ہین کہ انہین خاصیتون کیطرح اوس زمین کی مٹی او دریا پانی اور درختون کی بو منسوب ہوکر
بخوبی پہچانی جاتی ہین نعم حکم التفرقۃ بین رائحۃ ہذہ وہذہ یستدعی ذکاوۃ الحس
ہان اس سرزمین کی مٹی یا پانی یا درخت کی بو مین دوسرے سرزمین کی مٹی وغیرہ سے فرق کرنا
اور بتلا دینا کہ یہ چیز اوس سرزمین کی ہی یہ اوس سرزمین کی یہ بات قوت شامہ کے قوی ہونے
سے متعلق ہی اور یہ بھی محال نہین ہی واذ لیس لاحد ان یمنع من ذکاء الحس لاحد من الناس
اور کوئی آدمی کسی دلیل عقلی سے اسبات کو منع نہین کرسکتا ہی کہ فلان شخص مین تیزی قوت شامہ
کی نہین ہوسکتی اسلئے کہ یہ امر قدرتی اور خلقی ہی اور مزاج معتدل کی تابع ہی فیمکن ان یکون
لنبینا محمد ص وھو اعدل الخلائق البشریۃ ولسبطہ فی ذلک من ذکاء
الحس ما لم یخلق لاحد منا اب بہ نظر اس دلیل طبعی کے ممکن ہی کہ ہمارے
نبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن سے زیادہ کوئی آدمی معتدل مزاج خدا نے نہین پیدا کیا اور
اونکے فرزند امام حسین علیہ السلام مین یہ قوت شامہ ایسی ہو کہ براہ خلقت ہم مین کسی ایک مین مخلوق
نہوئی ہو ھذا ما نقولہ علی ما جرت بہ العادۃ من اختلاف المتولدین فی بلادۃ الحواس وذکاءہا
یہ وہ جواب ہی جو مین نے اس نظر سے دیا ہی کہ آدمیون کی خلقت حواس خمسہ کے کند ہونے اور تیز ہونے مین مختلف
ہوتی ہی اور عادت خالق عالم کی بہ نسبت مخلوقات اسیطرح پر جاری ہی ولست اتوسل فی ذلک
الی امر معجز اور اس جواب مین مجکو کچھ اسکی حاجت نہین کہ مین کسی معجزہ کا قائل ہون ہر چند
اور سیدین وسیون کے واسطے یہی جواب کافی ہو فقد قررتلک الشبہۃ بنایت الامر العادی
الجاری بہ القدرۃ فی افراد الناس واصناف الانعام والطیور

یہ اعتراض تو اسی سے دفع ہو جاتا ہو کہ قدرت قادر مطلق کی ہمیشہ قوت شامہ کی کمی
اور بیشی مین مختلف طور پر جاری ہے آدمی اور حیوانات چوپایہ اور پرندے سب مین
سونگھنے کی قوت کم اور بیش ہوتی ہو وَاَمَّا بِالنَّظَرِ اِلَی الْمُعْجِزَاتِ فَتَذَکَّرْ مَا
وَاتْلُ قَوْلَہٗ تَعَالٰی فِیْ سُوْرَۃِ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِکَایَۃً عَنْ نَبِیِّنَا
یَعْقُوْبَ لیکن بنظر معجزہ کے پس یاد کرو اور پڑھو کلام خدا کو سورہ یوسف مین جو حضرت
یعقوب علیہ السلام سے خدا نے حکایت فرمائی ہو وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْھُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ
رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ اور جس وقت قافلہ مصر سے روانہ ہوا حضرت یعقوب علیہ
السلام نے فرمایا کہ مجھے خوشبو یوسف کے بدن کے آرہی ہے اور مین سچ کہتا ہون ایسا نہو
کہ تملوگ مجکو بسبب پیری کے خرافت اور ضعف رائی کی طرف منسوب کرو فَقَدْ شَمَّ
یَعْقُوْبُ رَائِحَۃَ یُوْسُفَ عَنْ قَمِیْصِہٖ مِنْ کَنْعَانَ وَکَمْ بَیْنَ کَنْعَانَ
وَمِصْرَ مِنَ الْمَرَاحِلِ وَالْمَنَازِلِ حضرت یعقوب نے بوے پیراہن جناب یوسف
کنعان مین سونگھے اور پیراہن ابھی مصر سے چلا تھا خیال کرو کہ مصر اور کنعان مین کتنے
منزلونکا فاصلہ تھا وَقَدْ نَطَقَ بِہٖ الْقُرْاٰنُ الْمَجِیْدُ الَّذِیْ لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا
مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ اس سچی بات کے سند قرآن مجید سے ہم نے دی ہو جس قرآن کے سامنے
اور نہ اوسکے پیچھے امر باطل آنے پاتا ہے اسلئے کہ اوس قرآن کو ایسے حکیم نے نازل کیا ہو
جو ستودہ صفات مین ہو ھٰذَا عَلٰی تَقْدِیْرِ تَفْسِیْرِ الْاٰیَۃِ بِاَنَّہٗ شَمَّ رَائِحَۃَ یُوْسُفَ
لَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ کَمَا ھُوَ الظَّاھِرُ یہ سند تو اوسوقت ہو جب اس آیہ کی یہی تفسیر کیجاے
کہ حضرت یعقوب نے بوے پیراہن جناب یوسف کے بروقت روانگی کاروان مصر کے سونگھے
تھے چنانچہ ظاہر آیہ کا انہین معنون پر دلالت کرتا ہو وَاَمَّا عَلٰی تَقْدِیْرِ اَنْ جَاءَ
الْبَشِیْرُ وَاَلْقَی الْقَمِیْصَ عَلٰی وَجْہِ یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ شَمَّہٗ وَوَجَدَ رِیْحَ
یُوْسُفَ فَنَقُوْلُ اَیْضًا لیکن اگر معنی اس آیت کے یہ ہون کہ بشیر فرستادہ حضرت یوسف
علیہ السلام کنعان مین پہونچے اور کرتا حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ پر حضرت یعقوب
علیہ السلام کے ڈالدیا اوسکو حضرت یعقوب نے سونگھا اور پہچان کے فرمایا کہ مجھے یوسف کے بدن

کی بو محسوس ہوتے ہے اوس وقت ہم یہ بات کہینگے اِنَّ شَمَّ رَائِحَۃٍ عَنْ قَمِیْصِہِ الَّذِیْ مَسَّ بَدَنَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنْکَانَ مُمْکِنًا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو کا سونگھنا ممکن تھا اوس کرتے سے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بدن سے مس ہوا تھا اگر حضرت یعقوب کو ممکن تھا فَشَمُّ تُرْبَۃٍ عَطَّرَہَا اللّٰہُ بِرَوَائِحَ طَیِّبَۃٍ وَہِیَ فِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ مَسَّہَا جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْ غَیْرُہٗ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ اَوْ فِیْ یَدِ صَاحِبِ التُّرْبَۃِ کَیْفَ یَسْتَحِیْلُ پس سونگھنا اوس مٹی کا جسمین خدا نے پاکیزہ بو بھر دی تھی اور وہ ہاتھ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور حضرت جبرئیل اور دیگر ملائکہ مقرب نے اوسکو مس کیا تھا خواہ ہاتھ مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے تھے جنکے واسطے خاصکر یہی مخلوق ہوئی تھی کیونکر محال ہوسکتا ہے وَہٰذَا الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ کَانَ یَشُمُّ اَبْعَاضَ جَسَدِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَجِدُ مِنْہُ رِیْحَ الْجَنَّۃِ یہ وہی حسین ہین جنکے بعض مقامات جسم کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونگھ کر فرماتے تھے کہ مجھے اپنے اس پارہ جگر کے سونگھنے سے بوئے بہشت آتی ہے اسیواسطے مین زیادہ سونگھا کرتا ہون وَقَدْ اَخْبَرَنَا سَیِّدُنَا زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اَنَّ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبِیْ صَبَاحًا مُخْلِصًا الدِّیْنَ فَاِنَّہٗ یَجِدُ رِیْحَ التُّفَّاحَۃِ تَفُوْحُ مِنْ قَبْرِہٖ اِنْشَاءَ اللّٰہُ اور ہمکو ہمارے جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ جو شخص صبح کے وقت میرے والد بزرگوار کے قبر کی زیارت خلوص نیت سے کریگا اوسکو بو اوس سیب کی قبر سے آئیگی انشاء اللہ جسکو میرے والد بزرگوار نے بر وقت شہادت کے تناول فرمایا تھا اور وہ سیب بہشت کا سیب تھا اور زمانہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا تھا فَمَنْ کَانَ قَدْ خَصَّہُ اللّٰہُ بِتِلْکَ الرَّوَائِحِ ہَلْ یَعْسُرُ عَلَیْہِ اَنْ یَشُمَّ رَائِحَۃَ مَضْجَعِہٖ وَمَثْوَاہُ جس شخص کو خدا نے ایسی خوشبو پاکیزہ سے مخصوص کیا ہو اوسپر کیا دشوار ہے کہ اپنے خوابگاہ اور قبر کی مٹی کے بو سونگھے اور پہچانے شَمُّہٗ تُرْبَتَہٗ کَمَا بَکٰی جَدُّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَذٰلِکَ اَبْکِیْ بَعْدَ شَمِّہَا دُرَّۃً بِحَضْرَۃِ اَبْنَائِہٖ اَیْضًا آپ کے قبر کی مٹی کے سونگھنے سے جیسے بوقت جناب رسالتمآب طاری ہوا تھا ویسا ہی بعد آپ نے شہادت کے اسکے سونگھنے سے بعض اولاد پر بھی آپکے طاری ہوا

وقد عدّ العلماء من خواصّها الابکاء بعض علماء دین نے خاک شفا کے خواص سے
اسباب کو شمار کیا ہے کہ اوسکے سونگھنے سے رقت طاری ہوتی ہے حتّی انّ الائمة
علیہم الصلوٰة والسلام وان لم یخبروا بانّها تربة من قبره
یعرفونها من شمّ رائحتها ویبکون ائمہ علیہم السلام کی یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ اون سے
کوئی بیان بھی نکرے کہ یہ خاک تربت امام حسین علیہ السلام کی ہے فقط بو سونگھ کر پہچان لیتے
تھے اور رو کر فرماتے تھے کہ یہ وہی خاک ہے کما روی عن ابی بکّار قال زرت کربلا
واخذت من عند الراس طینا احمر فدخلت علی الرضا ع ابی بکّار روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ
مینے کربلا کی زیارت کی اور سرہانے قبر کے سر کے قریب کی سرخ مٹی اوٹھالی اور جناب امام رضا
علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوا فعرضتها علیه فاخذها فی کفّه اوس مٹی کو حضرت کی خدمت
میں پیش کیا آپنے اپنی ہتیلی میں اوسکو لیا ثمّ شمّها ثمّ بکی حتّی جرت دموعه پھر آپنے
اوسکو سونگھا اور اسقدر روئے کہ آنسو چہرہ مبارک پر جاری ہوئے ثمّ قال هذه تربة جدّی
الحسین ع بعد اوسکے جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مٹی میرے جد مظلوم امام حسین
علیہ السلام کی ہے ویظهر من هذه الروایة المرویّة فی الخصائص الحسینیّة انّ
التربة کانت لها رائحة خاصّة یعرفونها اذا شمّوها الائمة علیهم السلام
اس روایت سے جسکو خصائص حسینیہ میں ذکر کیا ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اس خاک پاک میں ایک خاص قسم
کی خوشبو ایسی ہے جسکو سونگھ کر ائمہ علیہم السلام پہچان لیتے تھے امّا قول ابن عبّاس انّها تفوح کرائحة المسک
کما رواه فی تاریخ ابن اعثم الکوفی فعندی انّه لم یرد بهذا التشبیه تشابه طیب المسک فی نوعیّته
لیکن قول ابن عباس کا کہ یہ مٹی مثل مشک کے بو دیتی ہے جیسا کہ اعثم کوفی مورخ اہلسنت نے ذکر کیا ہے میرے نزدیک ابن عباس کی
مراد نہیں ہے کہ اس مٹی میں ایسی بو آتی تھی جو خاص مشک میں آتی ہے بل المراد منه ظهور الرائحة ونشرها وتاثّر الشامّة
منها کما انّه کظهور رائحة المسک بلکہ مراد ابن عباس کی تیزی بو سے مشابہت دینی کی ہے یعنے جسطرح سے کہ مشک کی بو
کھلی ہوئی ہوتی ہے اور قوت شامہ پر اوسکا پورا اثر ہو جاتا ہے اسیطرح اسکی بھی بو کھلی ہوئی تھی هذا باب واسع فانّ
ادنی الملابسة کافیة فی باب التشبیه الخ یہ تشبیہ کا قاعدہ عام ہے اسمین بڑی وسعت ہے
تھوڑی سی مناسبت تشبیہ کے واسطے دو چیزوں میں درکار ہوتی ہے اب جواب اس شبہ کا الحمد للہ ہو گیا ہو

باب سی و یکم سبب چھہ مرتبہ حضرت امام حسینؑ کی قسم شرعی کھاکر اپنے مصایب کربلا بیان کرنیکا

وَلْنَعُدْ اِلیٰ مَا قَالَهُ الْحُسَیْنُ ع بَعْدَ مَا شَمَّرَ تَحْتَہَا وَ هُوَ قَوْلُهُ قِفُوْا وَلَا تَرْحَلُوْا
اب ہمکو چاہیئے بیان کرین کہ بعد سونگھنے اس مٹی کے حضرتؑ نے اصحاب سے کیا کہا ابو مخنف رح
کے روایت مین تو یہہ ہی آپنے فرمایا کہ بس ٹھہر جاؤ اب آگے نہ بڑھو وَفِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ وَلَا تَبْرَحُوْا
وَهٰذَا اَوْلیٰ فَاِنَّهُ یَدُلُّ عَلیٰ دَوَامِ الْوُقُوْفِ وَقَدْ وَقَعَ کَمَا اَفَادَ اور کتاب نور العین کی روایت مین یہہ
کہ اوترو اور مقام کرو اب یہانؔ تمکو ہمیشہ رہنا ہی اور یہ لفظ زیادہ مناسب ہی اسلیئے کہ ہمیشہ
کے رہنے پر اوس زمین پاک کے دلالت کرتا ہی پس جیسا امام علیہ السلام نے فرمایا ویسا ہی
واقع ہوا ثُمَّ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ههُنَا وَاللّٰهِ مُنَاخُ رِکَابِنَا بعد اوسکے آپنے فرمایا کہ اسیمقام
پر قسم بخدا ہماری منزل پوری ہوگئی وَقَدْ وَرَدَ لَفْظَةُ الْقَسَمِ فِیْ اَقْوَالِهِ السِّتَّةِ ههُنَا وَفِیْ مَوَاضِعَ
اُخَرَ مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلیٰ یَوْمِ عَاشُوْرَا قسم شرعی اس مقام پر چھہ مرتبہ حضرتؑ نے یاد کی اور دیگر
مقامات مین ہی آپؑ کلام مین از روز روانگی مدینہ تا یوم عاشورا اکثر قسم شرعی وارد ہی
وَکُنْتُ اَرْتَابُ مُدَّةَ الْاَزْمَانِ وَالْاَیَّامِ اَنَّهُ مَا الَّذِیْ دَعَاهُ اِلَی التَّلَفُّظِ بِالْقَسَمِ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَةٍ ظَاهِرَةٍ
اور مین زمانہاے دراز سے فکر کیا کرتا تھا کہ حضرت کو کونسا امر باعث ہی کہ اس سفر مین اکثر آپ
جو کچھ ارشاد فرماتے تھے اوسمین قسم شرعی بھی ضرور ہوتی ہی اور کوئی ضرورت بظاہر میری سمجھ
مین نہین آتی تھی بَلْ کُنْتُ اَنْسِبُ ذٰلِكَ اِلیٰ اِلْحَاقِ الرُّوَاةِ اسی سبب سے مین سمجھتا تھا کہ راویون
نے اس لفظ کو ذکر حدیث مین بڑھا دیا ہی فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ یَقُوْلُ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً
لِاَیْمَانِکُمْ خدا تعالی قرآن مین فرماتا ہی کہ تم لفظ اللہ کو نشانہ اپنے قسمون کا نہ گردانون
وَالْعُرْضَةُ قَدْ یُصِیْبُهَا السَّهْمُ وَقَدْ لَا یُصِیْبُهَا فَیُخْطِیُٔ الرَّامِیْ اور نشانہ کی یہ صورت ہی کہ کبھی تیر نشانہ
پر پہونچ جاتا ہی اور کبھی نہین پہونچتا ہی کہ تیرانداز خطا کرتا ہی فَالْاٰیَةُ شَامِلَةٌ لِلْقَسَمِ
الصَّادِقِ وَالْکَاذِبِ کِلَیْهِمَا عَدَا مَا یُخْرِجُهُ الدَّلِیْلُ وَهِیَ الضَّرُوْرَةُ الشَّرْعِیَّةُ پس آیت
سچی قسم اور جھوٹی قسم دونون کے منع پر شامل ہی سواے اوس قسم کے جسکا کھانا کسی دلیل
سے جائز ہوا اور وہ یہی ہے کہ قسم کھانے کی کوئی ضرورت شرعی درپیش ہو وَهٰذَا اَلْاٰنَ نِیَابَةً

مِنّی قَدْ کَانَ بِحَسَبِ غَفْلَتِی مِنَ السِّرِّ الَّذِی قَدْ کَشَفَ اللّٰہُ بَصَرِی عَنْہُ اور یہ تردد مجھے
بسبب میری غفلت کے تھا کہ جو راز پنہان آپ کی قسم یاد کرنے مین تھا اور مجھ پر کھلا نہ تھا اب خدا نے
اپنے کرم سے اوس راز کو مجھپر کھولدیا وَلَعَلَّ الَّذِی ذَکَرْتُہٗ یَکُوْنُ مِنْ اَقْوَی
الْاَسْبَابِ وَاَعْظَمِ الدَّوَاعِی لِلْاِمَامِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَیْہِ اور کیا عجب ہی کہ جو سبب مجکو
دریافت ہوا ہی یہی قوی تر سبب اور بہت بڑا باعث امام علیہ السلام کو اکثر قسم کھانے پر
تھا وَھُوَ اَنَّہٗ کُلَّمَا اَقْسَمَ بِاللّٰہِ مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی یَوْمِ شَہَادَتِہٖ
فَکَانَتْ تِلْکَ الْاَیْمَانُ اِنَّمَا ھِیَ لِتَاکِیْدِ وُقُوْعِ اُمُوْرٍ مُتَعَلِّقَۃٍ بِنَفْسِہِ الشَّرِیْفَۃِ
اور وہ ضرورت یہ تھی کہ جب آپنے از روز روانگی مدینہ تا روز شہادت کسی امر مین قسم یاد کی ہے
وہ قسم فقط اسی نظر سے تھی کہ جو امور آپکی ذات خاص کی نسبت واقع ہونے والی تھی اونکے
ہونے کی تاکید آپنے فرمائی یعنے ضرور واقع ہونگے وَلَیْسَتْ لَھَا مَوَارِدُ غَیْرُھَا مِنَ الْاُمُوْرِ
الدُّنْیَوِیَّۃِ الْمَنْھِیِّ عَنْھَا فِی الْاٰیَۃِ آپکے قسم کھانیکا کوئی امر دنیاوی کا بیان نہا جس کی
نسبت آیت مذکور مین خدا نے منع فرمایا ہی وَالْاُمُوْرُ الْمُتَعَلِّقَۃُ بِنَفْسِہٖ اُمُوْرٌ غَرِیْبَۃٌ
وَحَوَادِثُ عَجِیْبَۃٌ لَمْ یَقَعْ مِثْلُھَا فِی الْعَالَمِ اور وہ جو امور آپکے ذات خاص سے متعلق
تھی اور وہ جنکے واقع ہونے مین آپ خبر دیا کرتے تھے ایسی غریب اور عجیب امور تھے کہ دنیا
مین کبھی کسی پر کاہی کو گذرے ہونگے فَلَمْ تَرَھَا عَیْنٌ قَطُّ وَلَمْ یَسْمَعْھَا اُذُنٌ بلکہ وہ ایسے
امور تھے کہ نہ اونکو کسی نے کبھی آنکھون سے دیکھا تھا اور نہ کانون سے سنا تھا وَغَرَابَۃُ الْحَوَادِثِ مِمَّا
یُوْقِعُ السَّامِعَ فِی الشَّکِّ عَنْ وُقُوْعِھَا اور حوادث کا عجیب اور غریب ہونا اوسکی خبر دینے سننے
والے کو اوسکے واقع ہونے سے شک مین ڈالتی ہی بَلْ لَا تَرْضٰی لِقَبُوْلِھَا الْقُلُوْبُ
فَیُنْکِرُھَا السَّامِعُ اِذَا اُخْبِرَ بِھَا بلکہ سننے والا انکار کرتا ہی جب ایسی عجیب غریب خبر
اوسکو سنائی جائے فَوَجَبَ تَاکِیْدُ الْخَبَرِ بِالْمُوَکِّدَاتِ وَھِیَ تَنْتَھِیْ اِلٰی حَدِّ الْقَسَمِ اٰخِرًا
جب ایسی خبر عجیب ہو پس بنظر عقل اور شرع واجب ہی کہ خبر کی تاکید سوکدات سے کیجائے
جنکا آخری درجہ یہی ہی کہ قسم کھائی جائے وَیَحْسُنُ زِیَادَۃُ التَّوْکِیْدِ وَنُقْصَانُہٗ بِحَسَبِ
زِیَادَۃِ الْاِنْکَارِ وَنُقْصَانِہٖ اور جسقدر انکار سننے والیکا کم اور بیش ہوا اوسیقدر تاکید

کلام مین کمی اور بیشی کرنی اچھی ہو الا ترى الى قوله تعالى حكاية عن رسل عیسے
عليه السلام انهم قالوا في اول الامر دیکھو قرآن مجید مین خداوند عالم رسولان عیسی علیه
السلام سے بطور روایت بیان فرماتا ہو کہ اون بزرگون نے پہلی مرتبہ جب کفار نے اونکے
رسول ہونے سے انکار کیا تو یہ ارشاد فرمایا انا اليكم مرسلون تحقیق جانو کہ ہملوگ تمہارے
پاس بھیجے ہوئے ہین موكدين بان والجملة الاسمية پہلی انکار چونکہ بہت شدید نہین تھی اس
کلام مین فقط لفظ ان اور جملہ اسمیہ تاکید مذکور ہوئی ثم لما انكروا وذلك الكلام المؤكد
ايضا فقالوا ربنا يعلم انا اليكم لمرسلون پھر جب کفار نے اوس کلام موکد کو سنکر بھی اون کی
رسالت سے انکار کیا تب ونبئن نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہو کہ ہم ضرور
تمہارے پاس بھیجے گئے ہین مؤكدين بالقسم وادخال لام التاكيد في خبر ان مزيدا على ما مر
اس کلام مین بہ نسبت پہلے کلام کے دو قسم کی تاکید اور زیادہ ہوئی ایک تو قسم اور دوسرے ان
کی خبر پر لام تاکید بڑہادیا وهذا اقصى مدارج التاكيد اور یہ آخری درجہ تاکید کا ہو
واذا ثبت وجوب التاكيد في مواقع الانكار وحسن الزيادة فيه على ما يقتضيه
المقام ثبت وجوب ايراد القسم ايضا على ما هو مقتضى الحال
اور جب مواقع انکار مین تاکید کرنا کلام کا واجب ہوا اور زیادہ تاکید کرنا بہ مناسبت مقام انکار
کے اچھا ثابت ہوگیا پس قسم کا وارد کرنا مناسب حال اور مقام کے بھی بہتر بلکہ واجب ثابت ہوا
وقد بينا ان الاخبار الواقع عن الحسين عليه السلام لغرابته كان من
مظان الانكار وان لم ينكره احد على الظاهر اور ہمنے اوپر بیان کیا کہ خبر وہی
جناب امام حسین علیہ السلام کی چونکہ عجیب و غریب امور کے تھے اور ایسے امور ضرور قابل انکار
اور شک کرنے کے ہوتے ہین اگرچہ بظاہر اونکا کسی نے انکار نہین کیا تھا ولكنه قد يجعل
غير المنكر كالمنكر لوجود امارات الانكار لیکن علم بلاغت مین یہ بھی ثابت ہوا ہو کہ
جب نشانیان انکار کی موجود ہون اوسوقت غیر منکر کو منکر فرض کرکے تاکید کلام کرنے واجب
ہوتی ہو فالحكيم البليغ العارف بمواقع الكلام والعالم بمقتضى الحال انما
يوسرح كلامه على ما يقتضيه المقام وعلى ما يقتضيه الحال پس جو حکیم بلاغت سے

بھرا ہوا اور مقامات کلام کا پہچاننے والا ہوگا اور مقتضاے حال کو جانتا ہوگا وہ
اپنے کلام کو اوسی طرز پر وارد کریگا جیسا مقتضائے مقام اور مقتضاے حال کا ہوگا
وبہذا اینذفع الایراد الوارد علی کلامہ الذی موکّد بالقسم اسی جواب سے یہ اعتراض
دفع ہوجاتا ہی جو آپ کے کلام موکد بقسم پر وارد کیا جاتا ہی فان اردت ان یتبین لک
انہ کیف کان حال الشک فی الامور الخاصۃ بالحسین للذین کان الغرض اسماعہم
وموعظتہم فانظر فی ابوابنا التی املینا فیہا ماثرہم واخبارہم پھر اگر کسی کا یہ
ارادہ ہو کہ اوس پر بخوبی ظاہر ہوجاوے کہ شک اور شبہہ امور خاص مین جناب
امام حسین علیہ السلام کے لوگونکو کیسا تہا اور اونہین لوگونکا سنانا اور نصیحت کرنا حضرت کو
منظور تہا تو اوس شخص کو لازم ہو کہ ہماری کتاب مین اون خاص مقامات کو مطالعہ
کرے جن مین ہم نے ان لوگون کا خاص خاص حال بیان کیا ہو ومع ہذا فنقول ان
ذلک الشک لم یکن مستندا الی ضعف ایمانہم ونعوذ باللہ من ذلک اور
معانی اسکے ہم یہ بیان کرتے ہین کہ یہ شک وشبہہ بسبب ضعف ایمان کے اون لوگونکو پیدا
ہوا نہین تہا بل لغرابۃ الواقعات وندرتہا ولمصالح اخر بلکہ یہ سبب غریب ونادر
ہونے واقعات کے اور منظور مصلحتون کے تہا وقد ذکرناہا بالاستیفاء چنانچہ ہمنے ان مصالح
کو پورا پورا بیان کر دیا ہو ونذکر منہا البعض ہہنا ایضا اور بعض اصحاب کا حال اس مقام پر
بھی ہم بیان کیے دیتے ہین وہو ان زہیر بن القین مع کونہ من اجلۃ الاصحاب وکونہ
ناصحا واعظا للغیر فی نصرۃ الحسین ع اور وہ مقام یہ ہی کہ جناب زہیر ابن قین باوجودیکہ
ایک جلیل صحابی حضرت کے تھے اور دیگر اشخاص کو نصیحت کرتے تھے اور جناب امام حسین ع کے نصرت
کرنے پر لوگونکو آمادہ کرتے تھے وکونہ حافظا للحدیث المروی عن سلمان رض فی مآثر
شہداء الطف اور باوجودیکہ انکو وہ حدیث یاد تھی جسکو جناب سلمان نے فضائل مین شہداء
کربلا کے بیان کیا تہا وکونہ امیرا علی میمنۃ اصحاب الحسین ع اور باوجودیکہ یہ انکے مقرر
ہوئے تھے داہنے طرف جناب امام حسین ع کے اصحاب کے وکونہ ثانی اثنین لسعد بن عبد اللہ اذہما
فی الطف اور باوجودیکہ زہیر ابن قین ہمراہ جناب سعد ابن عبد اللہ کے اوس معرکہ امتحان مین

کھڑی ہوئی تھی جو کسی اور صحابی سے نہین لیا گیا وقد وقیا امامہما عن اصابۃ السہام وضربات
السیوف ان دونون بزرگوارون نے اپنے امام کو تیر اور تلوارون کے زخمون سے بچایا وجعلا صدورہما
اغراضا لہا اور اپنے سینونکو نشانہ تیر اور تلوارونکا کردیا ہذا انما صلی الحسین علیہ السلام صلوۃ الظہر
کصلوۃ الخوف والمطاردۃ یہ مذکور اوسوقت کا ہی کہ جسوقت حضرت امام حسین نے بروز عاشور ظہر کی نماز
بطور نماز خوف کے جماعت پڑھی تھی وغیر ذلک من الفضائل التی ذکرتہا فی بابہ الخاص علیہ وہ ان
فضائل کے علاوہ ہین جو فضائل زہیر ابن قین کے ہین جنکو مین نے انکے باب خاص مین ذکر کیا ہی ولکنہ لما قتل حبیب بن
مظاہر بان الانکسار فی وجہہ لان الحسین علیہ السلام فتحیر من ذلک زہیر لیکن جسوقت حبیب ابن
مظاہر شہید ہوئے اور چہرہ پر جناب امام حسین کے اوداسی چھا گئی اور دل شکستگی آپکی ظاہر ہوئی زہیر ابن قین
کو حیرت پیدا ہوئی ولم یتمالک حتی انہ قال للحسین علیہ السلام ما ہذا الانکسار الذی اری فی وجہک
الستنا علی الحق زہیر ابن قین سے ضبط نہو سکا یہان تک کہ عرض کی جناب امام حسین سے کہ آپکے چہرہ پر اوداسی
کیسی ہی کیا ہم لوگ حق پر نہین مارے جاتے ہین فقال الحسین علیہ السلام بلی واللہ الخلق انی لاعلم علما یقینا
انی وایاکم علی الحق والہدی حضرت نے فرمایا کہ قسم ہی معبود خلایق کی مجکو یقین کامل ہی کہ ہم سب
ضرور حق اور ہدایت پر شہید ہو رہے ہین وقد ذکرنا تاویلہ فی بابہ المختص بہ ہمنے زہیر ابن قین کے
متردد ہونیکا سبب انکی شہادت کے باب مین بیان کر دیا ہی وبالجملۃ فغرابۃ الامور ہی من اعظم
الاسباب لمثل تلک الاقاویل اور خلاصہ یہ ہی کہ ان امور کا عجیب اور غریب ہونا ہی سبب
تہا ایسی ایسی باتون کے کہنے اور سننے کا فکان الواجب علی الحسین علیہ السلام ان یوکد کلامہ
تاکیدا لا یبقی بعدہ محل للانکار والارتیاب اسیواسطے واجب تہا جناب امام حسین پر
کہ اپنے کلام کو ایسی طرز خاص پر ارشاد فرمائین کہ بعد اوسکے پہر کسی کو موقع شک اور انکار کا
باقی نرہے وہذا سر ذکرتہ یعم کل کلام صدر عن الحسین علیہ السلام وفیہ من ادوات القسم
اور یہ وہ راز مخفی تہا جسکو مین نے ذکر کیا ہی کہ عام ہی تمام اون مقامات کو جہان آپنے اپنے کلام مین قسم
یاد فرمائی واما الدواعی المخصوصۃ فذکرتہا مہما ذکرت کلامہ الخاص لیکن
خاص خاص ضرورتین قسم یاد کرنے کے انکو مین نے اوسی خاص مقام پر لکہا ہی جہان اوس خاص کلام کو
ذکر کیا ہی اسمین حضرت کے اون صحابیہ کا بیان کرتا ہون جنکو آپنے قسم یاد کرکے اسوقت بیان فرمایا ہی

باب سی و دوم خبر دینا امام حسین علیہ السلام کا بروز ورود کربلا اپنے جملہ مصائب پر جو گذرنے والے تھے

نقول اوّل ما اخبر به الحسین علیه السلام من الامور الهائلة
الواقعة فی ذلک المشهد هو قوله ههنا والله مناخ رکابنا [illegible]
سب سے پہلے جس بات کی خبر حضرت امام حسین علیہ السلام نے دی [illegible]
سر دفتر مصائب کے اس مقام پر ہونے والے تھے ان میں سب سے پہلے آپ نے اسی
بات کو فرمایا کہ اب ہمارا سفر تمام ہو گیا والرکاب جمال یُرکب علیها فی السفر
وقطع المنازل لا مطلق الجمال اور رکاب کے لفظ زبان عرب میں وہی اونٹون
کے واسطے بولے جاتے ہیں جن پر سوار ہو کر آدمی سفر کیا کرتے ہیں [illegible]
اونٹون کو رکاب نہیں کہتے ہیں فیدل علی انقطاع سیره واتمام سفره
اسی لفظ سے معلوم ہو گیا کہ آج سے راہ چلنا موقوف ہو جائیگا اور سفر تمام [illegible] الکلام
البلیغ کما یستفاد منه انه لا یرحل من ذلک الموضع [illegible] کذلک
یدل علی انه الموضع الذی کان غایة لسفره هذا اور اس کلام بلیغ سے
جسطرح اس بات پر دلالت کی کہ اب اس مقام سے آپ کوچ نکرینگے اسی طرح اس کلام
سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ غرض اور غایت آپ کے اس سفر سے اسی [illegible]
پہونچنے کی تھی فیتمّ صلوته من یومه هذا فاخبر الذین معه بذلک
اب آج کی تاریخ سے پوری نماز پڑھینگے اور قصر نکرینگے اسیواسطے تمام ہمراہیان زن
ومرد کو آپ نے اس بات سے آگاہ کر دیا فقد کان واجبا علیه اور یہ آگاہ کرنا
آپ کے اوپر واجب تھا ثم اناخة الرکاب وقطع المسیر فی مثل الموضع لا فیه
ماء ولا کلاء وقد اختاره الحسین علیه السلام کما اختار نبینا ابراهیم
علیه السلام وقال ربّ انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع
پھر اونٹوں کا بٹھلانا اور طی مسافت کو بند کر دینا ایسے مقام پر جو اجاڑ تھا وہاں پانی

کی ترائی نہ گیاہ نس کی سبزی بلکہ بیراہ محض ورا اسکو جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنا مسکن قرار دیا اور اختیار کیا جسطرح ہمارے نبی ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے بھی ایسا ہی مقام اپنی سکونت کا تجویز فرماکر بارگاہ الٰہی مین عرض کی تھی کہ خداوندا مینے اپنی ذریت لیکر ایسے مقام مین سکونت اختیار کی ہی جوا و جاڑ ہے کہ زراعت بھی اوسمین نہین ہوتی تو واضح ہو کہ یہ مشابہت حضرت امام کو قصۂ جناب خلیل اللہ سے پوری پوری ہی مثل دیگر مناسبات کے جنکو ہم عنقریب ذکر کیا چاہتے ہین فَلِذٰلِکَ یَکُوْنُ اَمْرُہٗ مُرِیْبًا بَلْ یُنْکِرُہٗ طِبَاعُ اَصْحَابِہٖ فَاَکَّدَہٗ بِالْقَسَمِ وَقَالَ وَاللّٰہِ چونکہ چھوٹے چھوٹے بچون کا ساتھ تھا اور بعض جانور بھی ایسے آپکے ہمراہ تھے جنکو آپ بہت عزیز رکھتے تھے جیسے ناقہ عضبا اور ذوالجناح جو سواری مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہتے تھے یعنی آب وگیاہ سے زمین پر اوترنا ایسی اوجاڑ جگہہ مین ایک شبہ کا مقام ہی بلکہ آپکے اصحاب و ذریت کے دلون مین ضرور اسکے انکار کا خیال ہوگا اسیواسطے بطور پیشبندی آپنے قسم یاد کرکے فرمایا کہ اسی جگہہ پر ہمارا مقام ہوگا فَلَمْ یَبْقَ لَهُمْ لِلْاِنْکَارِ مَجَالٌ وَلَمْ یَتَجَاسَرْ عَلَیْهِ اَحَدٌ بعد قسم یاد کرنے کے پھر کسی کو مجال انکار باقی نرہے اور نہ کسی سے جسارت ہوسکے جتنے یقول لَهٗ کَیْفَ اخْتَرْتَ الْمَوْضِعَ لِلْاِقَامَةِ وَهِیَ کَذَا وَکَذَا غَیْرَ مَا یُعْزٰی اِلٰی اُخْتِهٖ اُمِّ کُلْثُوْمٍ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْهِمَا اور کوئی نہ کہ سکے کیا سمجھکر آپنے ایسی جگہہ مقام فرمایا ہی جو ایسا اجاڑ ہے اور ویران ہی سوا اسکے کہ جناب ام کلثوم جو بہن آپکے ہین اونہونے البتہ فطرتی کچھ پوچھا ہی جسکو ہم بیان کرینگے ثُمَّ اَخْبَرَ بِقَوْلِهٖ هٰهُنَا وَاللّٰہِ مَسْفَکُ دِمَائِنَا وَهٰذَا اَیْضًا مِنَ الْاُمُوْرِ الْمَوْقِعَةِ لِلشَّکِّ فِیْهَا پھر آپنے دوسری خبر یہ بیان فرمائی کہ یہی جگہہ قسم بخدا ہماری خون ریزی ہوگی یہ خبر بھی اونہین امور مین داخل ہی جسمین آدمی کو شک ہوتا ہی فَاِنَّهٗ لَمْ یَکُنْ لِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ عَلَیْهِ حَقٌّ یُؤَاخِذُهٗ بِذٰلِکَ اسلیے کہ کسی شخص کا آپکے اوپر کوئی ایسا حق نتھا کہ اوسکے طلب مین آپ سے اسقدر مواخذہ کرتا کہ اگر آپ نہ ادا کرین تو آپکو قتل کرین وَاَیْضًا کَانَ قَدْ اَنْکَرَ اَنَّهٗ لَا یُرِیْدُ اجْتِمَاعَ النَّاسِ لَدَیْهِ وَتَشَیُّدَ اَمْرِ الْخِلَافَةِ لَمَّا اسْتَدْعٰی مِنْهُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زُبَیْرٍ فِیْ حَرِیْمِ الْکَعْبَةِ

اور یہ بھی معلوم ہی کہ آپ نے انکار کیا تہا کہ آدمیون کا اجتماع اپنے پاس اور امر خلافت
کا درست کرنا مجکو منظور نہین ہی اور یہ انکار اوس مجمع عام مین فرمایا تہا جس وقت عبد اللہ
بن زبیر نے خانہ کعبہ مین آپ سے درخواست کی تہی کہ آپ یہان قیام کرین اور مین
آپ کی نیابت مین اس امر کو انجام دونگا اور اسکو معتمد علماے اہل سنت روایت کرتے ہین
فَكَيْفَ يُهْرَاقُ دَمُهُ وَهُوَ بِلَا ذَنْبٍ أَذْنَبَهُ پہر آپ کی خون ریزی کا کون سبب ذہن
مین آتا کہ آپ بالکل بے گناہ تھے ثُمَّ وَإِنْ فُرِضَ أَنَّهُ كَانَ قَدْ يَدَّعِي الْخِلَافَةَ
لِنَفْسِهِ فَمَا بَالُ الْقَوْمِ أَنْ أَهْرَقُوا دِمَاءَ أَبْنَائِهِ وَأَصْحَابِهِ فَلِذَلِكَ وَجَبَ عَلَيْهِ
تَأْكِيدُ قَوْلِهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ پہر اگر یہ بھی فرض کیا جاے کہ آپ بذات خود مدعی خلافت کے
تھے پس اسکا کیا سبب ہی کہ اون لوگون نے آپ کی اولاد اور اصحاب کو بھی قتل
کیا اسے سبب سے آپ کو ضرور تہا کہ اس خبر دہی کی قسم سے آپ تاکید فرمائین
أَمَّا الْجُمْلَةُ الثَّالِثَةُ وَهُوَ قَوْلُهُ وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ هُتِكَ حَرِيمُهُمَا فَهِيَ أَحْرَى بِالْإِنْكَارِ
إِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِالْحَرِيمِ نِسَائَهُ [illegible] رہا تیسرا جملہ جسمین آپ نے اپنی ہتک حرمت کی خبر
دی ہی یہ تو زیادہ تر [illegible] کے لائق تہا اگر حریم سے مراد عورتین ہون فَإِنَّ النِّسَاءَ
لَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ وَيُعْذَرْنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَإِنْ قَاتَلَ رِجَالُهُمْ وَقُتِلُوا اسلیے کہ عورتون پر
کچھہ گناہ نہین ہوتا ہی اور ہر حال مین معذور سمجھی جاتی ہین اگرچہ اونکے مرد لڑکر اپنے
دشمنون کو قتل کرین یا خود مارے جائین وَلَا سِيَّمَا وَفِيهِنَّ زَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ رض
وَهُنَّ مِنْ بَنَاتِ فَاطِمَةَ ع بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خصوصا جب یہ خیال
کیا جاے کہ اون مخدرات مین جناب زینب ع اور ام کلثوم بھی تہین جو نواسیان جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین فَمَنْ هَتَكَ حَرِيمَهُمَا وَأَتَى إِلَيْهِمَا بِسُوءٍ فَكَأَنَّمَا
هَتَكَ حَرِيمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پس جو شخص ان نبی زادیون کی ہتک حرمت
کرے اور ان سے کسی قسم کی بے ادبی سے پیش آئے اوس نے ہتک حرمت جناب
رسالت مآب کے اور اوسی جناب ع کی شان مین بے ادبی کی فَالْمُسْلِمُ مَعَ كَوْنِهِ عَلَى
دِينِ مُحَمَّدٍ لَا يَتَجَاسَرُ عَلَيْهِ أَلْبَتَّةَ پس مسلمان بشرطیکہ دین محمدی پر باقی ہی

ہرگز ایسی بیباکی نہین کرسکتا بَلِ الْکُفَّارُ اِنْ اَرَادُوْا اَنْ یَاتُوْا اِلَیْهِنَّ بِسُوْءٍ فَیَجِبُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ دَفْعُهُمْ وَلَوْ بِبَذْلِ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ بلکہ اگر کافرونکا ارادہ ان عورتون کی نسبت کسی قسم کی گستاخی کا ہو مسلمانون پر واجب ہی کہ اونکو روکے اگرچہ اسمین مال اور جان مسلمان کا بہی تلف ہوجاے فَکَیْفَ لَا یُسْتَغْرَبُ ذٰلِكَ عِنْدَ سَمَاعِهٖ بَلْ هُوَ حَرِیٌّ بِالرَّدِّ وَالْاِنْکَارِ پہر یہ خبر سُنکر کیون عجیب اور غریب معلوم نہوئی ہوگی بلکہ یہ خبر تو قابل اسی کے تہی کہ جسکا رد و انکار ضرور کیا جاوے اَلَا تَرٰی اَنَّ اَکْثَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی یَوْمِنَا هٰذَا مَعَ وُقُوْعِ تِلْكَ الْوَقَائِعِ وَظُهُوْرِ وُقُوْعِهَا وَتَوَاتُرِهَا یُنْکِرُوْنَ ذٰلِكَ کیا تمکو نہین معلوم ہی کہ اکثر مسلمان سُنّی ہون خواہ عوام شیعہ آجتک باوجودیکہ یہ امور واقع ہوچکے اور متواتر یہ روایتین کتب فریقین مین درج ہین پہر بہی ان باتونکا انکار کرتے ہین بلکہ ان مصایب کا سننا اونکو ناگوار ہوتا ہی وَیَرُدُّوْنَ قَوْلَ الْقَائِلِ بِهَا اور جو شخص اس ہتک حرمت کو بیان کرے اوسکے قول کو رد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر ایسا ہوتا تو آسمان پہٹکر زمین پر گر پڑتا سَوَاءٌ عِنْدَ تَوَاتُرِ مَا جَرٰی عَلٰی فَاطِمَةَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهَا مَعَ عِلْمِهِمْ بِاَنَّهَا قَالَتْ ؎

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

یہ انکار اون مسلمانون کا یکسان ہی کہ جسوقت جناب سیدہ کے مصایب وہ لوگ سنتے ہین اوسوقت بہی انکار کرتے ہین باوجودیکہ اونکو معلوم ہی کہ جناب سیدہ ؑ نے اپنے مصایب کو ایک مرثیہ مین نظم فرمایا ہی جسکا ایک شعر یہ بہی ہی فرماتے ہین مجہپر ایسی ایسی مصیبتین گذرین بعد وفات آپ کے ای پدر بزرگوار کہ اگر دنون پر ایسی مصیبتین گذرین تو رات ہوجائین اَوْ اُخْبِرُوْا بِمَا جَرٰی عَلٰی بَنَاتِهَا زَیْنَبَ ؑ وَاُمِّ کُلْثُوْمٍ اسی طرح وہ مسلمان نادان انکار کرتے ہین بروقت سننے اون مصایب کے جو دختران فاطمہ ؑ جناب زینب اور ام کلثوم پر گذرے ہین پس جن باتون کے واقع ہوجانے کے بعد بہی لوگ اون مین شک کرتے ہین فَکَیْفَ لَا یُنْکِرُهُ السَّامِعُ قَبْلَ وُقُوْعِهٖ فَلِهٰذَا اَتٰی بِلَفْظِ الْقَسَمِ وَتَصْحِیْحِ اِتْیَانِهٖ بِهٖ پس قبل واقع ہونے ایسے امر عجیب کے سننے والا کیونکر انکا

نہ کرتا اسی واسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے قسم یاد کرکے اس خبر کو بیان کیا اور
بہت بجا اور درست ہوا بقسم اسکا بیان کرنا کہ ضروری تھا اَمَّا قَوْلُہٗ رَابِعًا
وَهُوَ الْاِخْبَارُ بِقَتْلِ رِجَالِهٖ فَكَانَّهٗ تَفْسِيْرٌ لِقَوْلِهٖ سُفِكَ دِمَائُنَا
رہی چوتھی خبر جو آپ نے یہ فرمایا کہ ہمارے مرد اس زمین پر قتل کیے جائینگے
یہ قول بمنزلہ تفسیر کے ہے اوس قول سے جسمین آپ نے اپنی خون ریزی کی
خبر دی ہی وَيَجِبُ الْمُطَابَقَةُ بَيْنَ الْمُفَسِّرِ وَالْمُفَسَّرِ فَاِنَّهٗ عَطْفُ بَيَانٍ كَمَا
ذَكَرَهٗ اِبْنُ هِشَامٍ فِي الْمُغْنِيْ اور مفسِر اور مفسَّر مین مطابقت واجب ہی اسلیے کہ مفسر
بکسر سین عطف بیان ہی جیسا کہ ابن ہشام نے کتاب مغنی مین لکھا ہی مطلب یہ ہوا کہ
چونکہ اوس جملے پر قسم آچکی تھی لہذا یہان بھی قسم کا لانا ضرور تھا وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ
ذُبِحَ اَطْفَالُنَا فَاِنَّهٗ مِنْ اَعْجَبِ الْعُجَابِ اور اسی طرح بچون کے ذبح ہونے
کی خبر دی کہ یہ تو سب سے زیادہ عجیب خبر تھی اسمین شک کرنا یا انکار کرنا تو جیسا
مناسب ہی بخوبی معلوم ہی وَاَمَّا قَوْلُهٗ سَادِسًا وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ تُزَارُ قُبُوْرُنَا
فَاِنَّهٗ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مِنَ الْاِنْكَارِ دَاعٍ يَدْعُو الْحَاضِرِيْنَ اِلَيْهِ لیکن چھٹی قسم جو
آپ نے اپنی قبرون کی زیارت گاہ ہونے پر ارشاد فرمائی اگرچہ اس خبر کے انکار کرنے
پر حاضرین کو کوئی ضرورت ایسی نتھی لٰكِنَّهٗ لَمَّا كَانَ مِنَ الْبِشَارَاتِ الْعَظِيْمَةِ
الْمَخْصُوْصَةِ لِلشُّهَدَآءِ مَعَهٗ دُوْنَ غَيْرِهٖ لیکن چونکہ یہ خبر ایک بشارت عظیم
تھی جو خاص تھے شہداء کربلا سے اور دیگر شہداء کو یہ مرتبہ نہین ملا تھا وَاِنِ
اسْتُشْهِدُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَمَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اگرچہ وہ لوگ ہمراہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے مجاہد تھے اور ہمراہ جناب امیر علیہ السلام کے بھی شہید ہوئے
فَعَسٰى كَانَ اَنْ يَخْتَلِجَ فِيْ قَلْبِ الْمُسْتَشْهِدِ مَعَهٗ اَنَّهٗ كَيْفَ يَكُوْنُ
لَهٗ مَزِيَّةٌ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الشُّهَدَآءِ پس شاید کسی شہید کے دل مین منجملہ
شہداء کربلا کے یہ شبہہ پیدا ہو تا کہ اون شہیدون پر ہم لوگون کو کیونکر فضیلت

ہو سکتی ہی جو لوگ جہاد مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شہید ہوئے ہین

فَوَجَبَ عَلَی الْحُسَیْنِ تَاکِیْدُ قَوْلِہٖ بِالْقَسَمِ لِئَلَّا یَرْتَابَ فِیْہِ اَحَدٌ مِّنْہُمْ

اسی لیے واجب تھا جناب امام حسین علیہ السلام پر کہ اپنے اس قول کو بھی بقسم وارد فرمائین

تاکہ آپ کے ہمراہیون مین کسیکو شبہہ باقی نرہے ثُمَّ لَمَّا کَانَتْ ھٰذِہِ الْاَقْوَالُ

السِّتَّۃُ اِخْبَارَاتٍ بِمَا یَکُوْنُ وَھُوَ مِمَّا یُتَطَرَّقُ فِیْ وُقُوْعِہِ الشُّبْھَۃُ وَ

یُسَاغُ قَبْلَ الْوُقُوْعِ فِیْہِ مِنَ الْاِرْتِیَابِ فَلِذٰلِکَ حَسُنَ تَوْکِیْدُہٗ بِالْقَسَمِ

پھر چونکہ یہ چھہ باتین بطور پیشین گوئی کے آپ نے بیان فرمائی تھین کہ آیندہ

ایسا ہونے والا ہی اور آیندہ ہونے والی بات مین شبہہ اوسکے ہونے اور نہونے

کا ہوسکتا ہے اور قبل اوسکے واقع ہونے کے شک اوسمین کرنا ممکن ہے

اسی واسطے ان چھہ مقام پر بنظر تاکید کلام کے قسم وارد کرنے آپ کو مناسب تھی

وَاَمَّا قَوْلُہٗ وَبِھٰذِہِ التُّرْبَۃِ وَعَدَنِیْ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلِکَوْنِہٖ اِخْبَارًا بِمَا قَدْ مَضٰی فَلَا یُتَطَرَّقُ فِیْ وُقُوْعِہٖ

الشُّبْھَۃُ لیکن آپ کا یہ فرمانا کہ اسی زمین پاک پر مجکو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے چونکہ وعدہ فرمانا یہ گذشتہ امر کی خبر دہی

تھی اور واقع ہوچکا تھا لہذا اس وعدہ فرمانے مین شبہہ وقوع اور لاوقوع

کا نہین ہوسکتا بَلْ اِنِ ارْتَابَ فِیْہِ اَحَدٌ فَاِنَّمَا یَرْتَابُ فِیْ اَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَدَہٗ اَمْ لَمْ یَعِدْہُ فَلِذٰلِکَ

لَمْ یَاْتِ فِیْہِ بِالْقَسَمِ بلکہ اگر کسیکو اسمین شک ہوتا تو یہی ہوسکتا ہی کہ جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وعدہ فرمایا یا نہین فرمایا اسی وجہ سے

آپ نے اس بات مین قسم نہین کھائی بلکہ اپنے سچے ہونے پر اور جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وعدۂ صادق دینے پر یہ ارشاد فرمایا فَقَالَ

وَلَا خُلْفَ لِقَوْلِہٖ فَاِنَّہٗ سَیَکُوْنُ وَسَوْفَ یَقَعُ لَا مُحَالَۃَ ۔ وعدہ میرے نانا کا ایسا سچا

ہی کہ اوسکے خلاف کبھی نہین ہوسکتا ہی اب قریب ہی کہ وہی واقع ہوسکا آپ نے وعدہ فرمایا ہی

باب سی و سوم جناب امام حسین علیہ السلام کا اپنی شہادت کی خبر دیکر گھوڑے پر سے اوترنا اور ظہور چند معجزون کا اور جناب ام کلثوم کی بیتابی اور انکا تسلی دینا

قَالَ الرَّاوِی ثُمَّ نَزَلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ فَرَسِہٖ وَ اَمَرَ اَصْحَابَہٗ
بِضَرْبِ الْخِیَامِ فَضُرِبَتْ ابو مخنف اور دیگر راویون نے کہا ہی کہ اپنے مصایب بیان
کرنے کے بعد حضرت گھوڑے پر سے اوترے اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ خیمے برپا کرو چنانچہ
خیمے برپا کیے گئے قَالَ فِیْ طُوْفَانِ الْبُکَاءِ قَدْ رَاَیْتُ فِیْ بَعْضِ الْمَقَاتِلِ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
لَمَّا نَزَلَ عَنْ فَرَسِہٖ اِغْبَرَّتِ الْبَیْدَاءُ وَصَارَ وَجْھُہٗ مُغْبَرًّا صاحب طوفان البکا لکھتے
ہین مین نے بعض مصایب کی کتابون مین دیکھا ہی اس روایت کو کہ جسوقت جناب امام حسین
علیہ السلام گھوڑے پر سے اوترے اور آپ کا قدم مبارک زمین کربلا سے چھو گیا تمام صحرا
غبار آلودہ ہوگیا اور اسقدر خاک اوڑی کہ آپ کا چہرۂ نورانی خاک سے بھر گیا قُلْتُ
حَتّٰی اضْطَرَبَتْ قُلُوْبُ الطَّاھِرَاتِ مِنْ نِسَائِہٖ لَمَّا رَاَیْنَ وَجْھَہٗ کَذٰلِکَ وَاشْتَدَّ
قَلَقُھُنَّ مین کہتا ہون کہ یہ ایسا سانحہ جانگداز تہا کہ اہل بیت اطہار کے دل مضطرب ہوگئے
تھے جسوقت اون مخدرات نے اپ کا چہرہ گرد سے بھرا ہوا دیکھا اور قلق اور بیتابی اونکی
حد سے زیادہ ہوئی فَمَا رَوَاہُ اَبُوْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ نَزَلَ مِنَ الْفَرَسِ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَکِبَ اُخْرٰی
لَا یُمْکِنُ الْجَمْعُ بَیْنَ الرِّوَایَتَیْنِ اِلَّا اَنْ نَقُوْلَ اَنَّ نُزُوْلَہٗ عَنْ فَرَسٍ ثُمَّ رُکُوْبَہٗ
اُخْرٰی لَعَلَّہٗ کَانَ بِحَیْثُ لَمْ یَمَسَّ بَاطِنَ رِجْلِہٖ تُرَابَ الْاَرْضِ پس ابو مخنف کی روایت کہ
آپ کئی مرتبہ گھوڑے سے اوترے اور پہر دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے اور یہ روایت دونون
کی صحت اس طرح پر ہوسکتی ہی کہ جب گھوڑا بدلنے کی غرض سے آپ اوترتے تھے اوسوقت
کوئی موزہ وغیرہ پاؤن مین حضرت کے تہا جسکی وجہ سے آپ کا پاؤن زمین کربلا کے
مٹی سے نہین بہرتا تہا ثُمَّ لَمَّا نَزَلَ اَخِیْرًا وَاسْتَوٰی قَائِمًا اَوْ جَالِسًا اَوْ نَزَعَ

الخفین عن قدمیہ فمس رجلہ الارض فصارت الارض مغبرة پھر جب اخیر مرتبہ
آپ اوترے بہ نیت مقام کرنے کے اور زمین پر کھڑے ہوئے یا بیٹھے یا موزے پاؤن
سے نکال ڈالے اوسوقت آپ کا پاؤن زمین سے چھو گیا اور غبار تمام میدان مین اوٹھا
یہ علامت زمین کے ماتمدار ہونے کی ہی قال فی نور العین وقد کان الحر اسرع وحال
بین بحر الفرات وبین الحسین علیہ السلام ومن معہ صاحب نور العین
کہتے ہین کہ جب حضرت اوتر چکے حر نے جلدی کرکے فرات پر قبضہ کیا اور حر کا لشکر بیچ
مین حضرت کے لشکر اور دریاے فرات کے مقیم ہوا وکان بینہ وبینہم ثلاثة امیال
وقیل خمسة وقیل فرسخ دوری درمیان لشکر حر اور فرودگاہ جناب امام حسین
علیہ السلام کے تین میل کے تھے اور بعضون نے پانچ میل بھی لکھا ہی اور بعضون نے
ایک فرسخ لکھا ہی مین کہتا ہون کہ اتنا دور ٹھہرنا حر کا یہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے
کہ وہ دل سے حضرت کا مطیع ہوگیا تھا وروی فی مخزن البکاء عن بعض الثقات
ان ام کلثوم قالت لاخیہ یا اخی ما ھذہ الارض وما تلک البقعة
مخزن البکا مین ایک معتمد راوی سے روایت کی ہے کہ اوسوقت جناب ام کلثوم
نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام سے عرض کی کہ اے بھائی یہ کیسی زمین ہے
اور کیسا وحشتناک مکان ہی فانک متی ما وردت ونزلت بھا قد استولی
الخوف العظیم علینا اسلیے کہ جسوقت سے آپ اوترے ہین اور جسوقت سے
یہان مقام ہوا ہی خود بخود ہم مصیبت زدون پر خوف عظیم طاری ہوگیا ہی کچھ اسکا
سبب ہمارے سمجھ مین نہین آتا ہی فبین لنا ما السر فی ذلک فانک
حجة اللہ علی الارض ولا یخفی علیک ما نسئلہ پس آپ بیان فرمائین
کہ ہماری بے تابی اور خوف زدہ ہونے کا کیا سبب ہی کونسا راز مخفی اس مین
ہے اسلیے کہ آپ حجت خدا ہین زمین پر اور جو ہم پوچھتے ہین وہ آپ پر پوشیدہ
نہین ہوسکتا وقال الحسین علیہ السلام اعلمی یا اخیة انی قد کنت
مع ابی امیر المومنین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے میری

چھوٹی بہن تمکو معلوم ہو کہ ہین اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ واقعہ صفین مین تہا فلما انصرف و نزل ھھنا و استقر به الجلوس فاضطجع و راسه علی فخذ اخی الحسن علیه السلام جب وہ جناب جنگ صفین سے پہرے اور اسی جگہہ اوترے جہان آج ہمارا مقام ہوا ہے اور باطمینان خاطر بیٹھے اوسکے بعد آپ لیٹ گئے اور سر اوس جناب کا میرے بہائی امام حسن علیہ السلام کے زانو پر رکھا ہوا تہا ثم نام و انا جالس عند راسه فهومت عیناه بعد اسکے سونے کے ارادے سے آپ نے آنکھہ بند کر لی اور مین سرہانے اوس جناب کے سر مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تہا کہ آپ کی آنکھہ لگ گئی اور کسیقدر سو گئے ثم انتبه و استیقظ مشوشا مضطربا یبکی و ینوح دمعة آپ کی آنکھہ کہل گئی اور بیدار ہوئے مگر نہایت پریشان خاطر اور مضطرب تھے روتے تھے اور رونے سے آواز آپ کی بلند ہوئی فسئله الحسن عن ذلك الامر الغریب میرے بہائی امام حسن علیہ السلام کو انتہا تعجب ہوا اور والد بزرگوار سے اونہون نے پوچھا کہ آپ کی بیقراری اور گریہ وزاری کا سبب کیا ہی فقال رایت فی المنام ان تلك البقعة ارضها بجملتها صارت بحرا عمیقا من الدم والد بزرگوار نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ اس مکان کی تمام زمین دریاے خون ہوگئی وزاد بعض رواة الحدیث ان اشجارها و غصون الاشجار تهتز فی ذلك البحر بعض راویان حدیث نے اتنا اور زیادہ کیا ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا درخت اس زمین کے اور شاخین اون درختون کی اسی دریاے خون مین جہوم رہی ہین و ان ولدی الحسین علیه السلام قد وقع فیه و یضطرب بیدیه و رجلیه و یستغیث فلا یغاث و یستجیر فلا یجار اور یہ بہی خواب مین دیکھا کہ میرا فرزند حسینؑ اسی دریاے خون مین گرا پڑا ہے اور اپنے ہاتہہ اور پاؤن مار رہا ہی فریاد کرتا ہی کوئی اوسکی فریاد کو نہین پہونچتا ہی اور پناہ طلب کرتا ہی کہین اوسکو پناہ نہین ملتی ثم التفت الی و قال یا بنی ماذا تصنع انت اذا وقعت تلك الواقعة بعد اوسکے والد بزرگوار میری طرف متوجہ ہو کر

فرمانے لگے اے فرزند تم کیا کروگے جس دن یہ واقعہ پیش ہوگا فقلت لہٗ یا اَبتِ
اِنّی اَصبِرُ علی البلاءِ واَسبحُ فی ذٰلک البحرِ اِنشاءَ اللہ تعالیٰ ولا بُدّ لی
مِنَ الصّبرِ مین نے عرض کی اے پدر بزرگوار مین امتحان خدا پر صبر
کرونگا اور اس دریاے خون مین شناوری کرکے انشاء اللہ وار پار ہوجاؤنگا
اور ضرور ہے مجکو صبر کرنا امتحان خدا پر قلتُ وھٰذہ روایۃٌ طویلۃٌ
قد ذکرھا مُلخّصًا مین کہتا ہون کہ یہ روایت بہت بڑی ہی مخزن البکا
مین خلاصہ اسکا نقل کیا ہی وَاِنّما ذکرھا الحُسینُ علیہِ السّلامُ لاُختِہٖ
اُمِّ کلثومِ فی ذٰلک الیومِ لانّھا کانت تُسَلّ عن اِستیلاءِ الخوفِ علٰی
نسائہٖ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت ام کلثوم سے اس روایت کو
آج کی تاریخ اسی غرض سے بیان فرمایا کہ وہ معظمہ سبب خوف غالب ہونے کا
دلون پر مخدرات حرم کے پوچھتی تھین اور یہ بھی اس روایت مین فرمادیا کہ جب
مین اس مصیبت پر صبر کرتا ہون پھر تمکو بھی صبر کرنا چاہیے اور خوف نہ کرنا چاہیے
وقد نظمَ بعضُ الشُّعراءِ فی المراثی اَنّہٗ کانَ فی تلکَ البیداءِ شجرۃُ
سِدرٍ بعض شعرا مداح اہل بیت نے مرثیہ مین یہ روایت نظم کی ہے
کہ صحراے کربلا مین ایک درخت بیر کا تھا وقد قطعَ بعضُ اَصحابِ
الحُسینِ علیہِ السّلامُ مِنھا غُصنًا طریًّا لِلاستیاکِ بہٖ ایک شخص نے
اصحاب امام حسین علیہ السلام سے اوس درخت کی ایک شاخ تازہ کاٹی بغرض
مسواک کرنے کے فسالَ وجریٰ الدّمُ العبیطُ مِن تلکَ الشّجرۃِ فاُتیَ
بہٖ اِلی الحُسینِ علیہِ السّلامُ یسئلہٗ عن ذٰلکَ پس خون تازہ اوس
درخت سے جاری ہوا وہ دیندار اوس شاخ بریدہ کو خدمت امام حسین علیہ السلام
مین لائے اور سبب اس امر عجیب کا پوچھا فقالَ علیہِ السّلامُ ھٰذہٖ الّتی یُقتلُ
فیھا رجالُنا ویُراقُ دماءُنا یومَ الجُمعۃِ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے
جوانان سعادتمند اس زمین پر قتل کیے جاینگے اور بروز جمعہ یہان ہماری خونریزی ہوگی

باب سی و چہارم حضرت امام حسین علیہ السلام کا شکایت زمانہ میں شعر پڑہنا اور نسبت افعال کی طرف زمانہ کی کرنا اور جواب اس اعتراض کا کہ یہ کیونکر جایز تہا اور جناب زینب علیہا السلام کو غش آجانا

قَالَ اَبُو مِخنَفٍ وَاَنشَأَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ یَقُولُ ابی مخنف کہتے ہین کہ جب سب لوگ او تر چکے حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمے مین بیٹھے اور یہ اشعار پڑھنے لگے

یَا دَهرُ اُفٍّ لَکَ مِن خَلِیلِ	کَم لَکَ بِالاِشرَاقِ وَالاَصِیلِ
مِن طَالِبٍ بِحَقِّهٖ قَتِیلِ	وَالدَّهرُ لَا یَقنَعُ بِالبَدِیلِ

ای زمانہ ناہنجار والے ہو تجہپر کیسا برا دوست تو ہی اور کسقدر صبح و شام تجہہ مین اپنے حق کے طلب کرنے والے قتل کیئے جاتے ہین اور اپنے حق پر نہین پہونچتے یہ بہی تیرا خاصہ ہی کہ بدلے پر اور عوض لینے پر دوسرے شخص کو تجہے قناعت نہین ہے جب تک کہ وہی شخص نہ مارا جائے جسکے تو درپے ہی اَقُولُ اِنَّمَا اَنشَدَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ تِلکَ الاَبیَاتَ وَاَسنَدَ اَوَّلًا اِلَی الدَّهرِ بَعضَ الاَفَاعِیلِ عَلٰی مَا جَرَت بِهٖ عَادَةُ اَبنَاءِ الزَّمَانِ مین کہتا ہون کہ ان اشعار کا پڑہنا اور بعض افعال کا بطرف زمانہ کے منسوب کرنا جناب امام حسین علیہ السلام کا اسی نظر سے ہی کہ ارباب زمانہ کی عادت اسیطرح جاری ہوئی ہی وَهُوَ مَجَازٌ شَائِعٌ لَا اَنَّهٗ اَسنَدَ اِلَی الدَّهرِ حَقِیقَةً اَلعِیَاذُ بِاللّٰهِ وَلِذٰلِکَ قَد رَدَّ القَولَ بِهٖ کَمَا سَیَاتِی یہ نہین ہی کہ معاذ اللہ آپ نے حقیقتاً زمانہ کی طرف ان افعال کی نسبت کی ہی بلکہ باوجودیکہ مجازاً نسبت کی تہی اوسکو بہی اشعار آیندہ مین رد فرمایا چنانچہ آیندہ اوس شعر کو بہی ہم ذکر کرینگے فَالحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ بَیَّنَ اَوَّلًا قَذَارَةَ الخُلَّةِ لِلدُّنیَا وَجَعَلَهَا بِئسَ الخَلِیلِ جناب امام حسین علیہ السلام نے پہلے یہ بات بیان فرمائی کہ دنیا کی دوستی بہت خراب چیز ہی اور بہت برا دوست ہی اگر دنیا کو کوئی اپنا دوست سمجہے ثُمَّ بَیَّنَ اَنَّ فِیهَا صَبَاحًا وَمَسَاءً یُقتَلُ الطَّالِبُ لِحَقِّهٖ کَثِیرًا بعد اوسکے بیان فرمایا کہ

یہ دنیا ایسا برا مقام ہی جسمین صبح وشام اپنے حق کے طلب کرنے والے بہت سے قتل کئے جاتے ہین کما اُقتل کذلك لکونی طالبًا لِلحقِّ وَھِیَ الاِمَامَۃُ وَالخِلافَۃُ الَّتِی جَعَلَھَا اللہِ فِینَا اِلی یَوم القِیامۃ جسطرح مین بہی قتل کیا جاونگا اسی سبب سے کہ مین بہی اپنے حق کو طلب کرتا ہون یعنی امامت اور خلافت کا طالب ہون جسکو خدا نے ہم اہل بیت مین قیامت تک قایم کیا ہی و اَمَّا قولہٗ وَالدَّھرُ لا یقنع بالبدیلِ ۰ فلہٗ عِندِی مَحَامِل لیکن یہ فرمانا حضرت کا کہ زمانہ عوض دینے پر اور بدلے پر قناعت نہین کرتا ہی اس قول کی میرے نزدیک کئی معنی ہین اَوَّلُھا وَاَوَّلاھا اَنَّہٗ اِشَارَۃٌ اِلی قَولِہٖ تعالی وَفَدَینَاہُ بِذِبحٍ عَظِیمٍ پہلے معنی اور سب معنون سے بہتر یہ ہین کہ آپ اشارہ کرتے ہین حضرت اسمعیل کے قصے کی طرف جو خدا نے قرآن مین فرمایا ہی کہ ہمنے اسمعیل کا فدیہ ایک ذبح عظیم پر اوتھار رکھا ہے وَالمُرادُ مِنہُ اَنَّ اللہَ تَعَالی لَمَّا اَمَرَ خَلِیلَہٗ بِذَبحِ وَلَدِہٖ فَاَتَی اِبرَاھِیمُ بِمُقَدِّمَاتِ الذَّبحِ اور مراد جناب امام حسین علیہ السلام کی یہ ہی کہ جب خدا نے اپنے خلیل کو حکم دیا کہ وہ اپنے فرزند اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرین اور جناب ابراہیم علیہ السلام نے اون باتون کو ادا کیا جو ذبح کے پہلے کیجاتی ہین ثُمَّ اقتَضَتِ المَصلَحَۃُ الاِلٰھِیَّۃُ اَن یُؤخِّرَ ذٰلِكَ الذَّبحَ اِلی یَومِ یُحتَاجُ فِیہِ اِلی ذٰلِكَ بعد اوسکے مصلحت آلہی اوس امر کی مقتضی ہوئی کہ یہ ذبح اوس روز تک ملتوی رہے جب اسکی طرف احتیاج شدید ہوگی لیترتب علیہ من المصالح والفوائد لِعَامَّۃِ الخَلائِقِ مِن دَفعِ اٰثارِ الشِّرکِ وَاِنَارَۃِ العَالَمِ بَعدَ اِظلامِہٖ لِتَعَطُّلِ حُدُودِ اللہِ وَاَحکَامِہٖ تاکہ نبی زادہ کے ذبح کرنے پر وہ مصلحتین اور فائدے عام خلایق کے واسطے پیدا ہون اور وہ فایدے یہ ہین کہ شرک کے آثار زایل ہوجائین اور عالم مین روشنی دین کی پہیل جائے بعد اسکے کہ عالم مین تاریکی اور ظلمت شرک کی پہیلی ہو اور حدود اور احکام خدا معطل ہوچکے ہون اور یہ فایدے اوس وقت ذبح اسمعیل مین نہین پیدا ہوتے تھے فَلِذٰلِكَ اَرسَلَ اللہُ اِلی اِبرَاھِیمَ عَلَیہِ السَّلامُ کَبشًا لِیَذبَحَہٗ وَیَجعَلَہٗ عَلَی الظَّاھِرِ فِدیَۃً لِاِسمٰعِیلَ ۱۲ اسی وجہ سے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دنبہ بہشت کا بہیجا کہ اوسکو ذبح کرین اور ظاہر اوسی کو فدیہ جناب اسمعیل کا سمجھین لکن لہٗ فِدیَۃٌ عظیمۃٌ

لیکن در اصل اس ذبیح اللہ کا ایک فدیہ بہت بڑا ہی یہ دنبہ فدیہ عظیم نہین ہو سکتا اسلیے کہ اول تو
اسمعیل اشرف مخلوقات یعنی بنی آدم تھے دوسرے نبی زادہ پس دنبہ کی بھی کچھ حقیقت نہین
بہ نسبت حضرت اسمعیل کے عظیم اور بزرگ اسکو خدا ارشاد فرماتا وَهُوَ الذِّبْحُ الْعَظِيمُ الَّذِي
لَمْ يَقَعْ مِثْلُهُ مُذْ خَلَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بَنِي آدَمَ ذِبْحٌ آخَرُ یہ وہی ذبح عظیم ہی جو ابتدا ہی خلقت
بنی آدم سے تا روز عاشور کبھی عالم مین واقع نہین ہوئی تھی فَالْمُرَادُ مِنْ قَوْلِ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيلِ یعنی لَا قَنَاعَةَ لَهُ فِي هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ بِالْبَدِيلِ
الَّذِي ذَبَحَهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ پس مراد جناب امام حسین علیہ السلام کے یہ ہی کہ زمانہ کو
یعنی خالق زمانہ کو قناعت نہین ہی اوس بدلی پر جسکو جناب ابراہیم نے عوض حضرت اسمعیل
کے ذبح کیا تھا بَلْ لَا بُدَّ مِنْ وُقُوعِ الذِّبْحِ الْعَظِيمِ الْمَوْعُودِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَهُوَ الْحُسَيْنُ
مِنْ وُلْدِ إِسْمٰعِيلَ بلکہ مشیت پروردگار جاری ہوئی ہی کہ فدیہ وہ ذبح عظیم بھی واقع ہو جسکا
وعدہ قول خدا مین ہو چکا ہی اور وہ یہ ہی کہ اولاد اسمعیل سے حسین ابن علی ذبح کیے جائین
وَلِذٰلِكَ افْتَخَرَ سَيِّدُنَا السَّجَّادُ فَقَالَ أَنَا ابْنُ الذَّبِيحَيْنِ اسی واسطے ہمارے امام زین العابدین
علیہ السلام نے فخر کیا اور فرمایا کہ مین بیٹا ہون دو ذبیحون کا یعنی ایک ذبیح اللہ حضرت
اسمعیل علیہ السلام اور دوسرے حضرت امام حسین علیہ السلام وَالثَّانِي أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَقُولُ إِنَّ جَدِّي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ فَدَى لِي بِابْنِهِ
إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلَهُ لِي بَدِيلًا لٰكِنْ لَا بُدَّ مِنْ فِدَاءِ الْمُبْدَلِ مِنْهُ أَيْضًا
اور دوسرے معنی حضرت کے اس قول کے یہ ہین کہ اگرچہ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو مجھپر فدا کیا اور اونکو میرا بدیل یعنی عوض قرار دیا مگر
زمانہ کو اوس بدیل کے فدیہ پر قناعت نہین ہی بلکہ جسکی عوض مین ابراہیم فرزند
میرے نانا کے فدیہ دیے گئے اوسکو بھی اپنے نانا کی امت پر فدا ہونا ضرور ہی وَالثَّالِثُ
أَنَّهُ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَقُولُونَ لَهُ مِرَارًا أَنَا نَفْدِيكَ
بِأَرْوَاحِنَا وَأَنْفُسِنَا تیسرے معنے حضرت کے اس قول کے یہ ہین آپ اپنے اصحاب اور
اہل بیت سے فرماتے ہین جو بار بار عرض کیا کرتے تھے کہ ہم اپنے دل و جان آپ پر فدا کرینگے

أنكم وإن تفدوني بأنفسكم ولكن قتلي هو الأمر المحتوم المقدر لا يرتفع عنه
بالبدل تم لوگ اگرچہ اپنی جانون کو مجھپر فدا کرنے کو بار بار کہتے ہو لیکن میرا شہید ہونا
امر حتمی ہے یہ بدیل اور عوض سے ٹل نہین سکتا ہے مین بہی ضرور شہید ہونگا الرابع أنه
يتجه بأنه وإن كان بدلا بلا أي بدلا عن الذبيح الأول لكن الله تعالى لا يرضى بقتله
وحده في ذلك البدل چوتھے معنی یہ ہین آپ فرماتے ہین کہ اگرچہ حسین علیہ السلام بدیل
یعنی بدلہ ذبیح اول حضرت اسمعیل کا ہو مگر خداوند عالم کی خوشنودی میرے تنہا قتل ہو جانے
مین بدلے اسمعیل کے نہین ہو بل يقتل معي أبنائي وإخوتي وغيرهم من أهل بيتي
ثمانية عشر رجلا بلکہ میرے ہمراہ تیرے دوبیٹے اور کئی بہائی اور لوگ بہی میرے عزیزون
مین سے اٹھارہ آدمی قتل کیے جائینگے ومن أصحابي أربعة وخمسون أو ثلاثة وستون
أو أزيد منهم اور میرے اصحاب مین سے چون آدمی خواہ ترسٹھہ خواہ ان سے زیادہ
شہید ہونگے فقط ایک بدیل پر زمانہ کو قناعت نہین ہے وهذا المعنى لعله كان أشد هما
وقلقا على سيدنا السجاد عليه السلام كما يأتي بيانه اور یہی معنی سمجھہ کر کیا عجب ہے
کہ جناب سید الساجدین کو رنج اور قلق زیادہ ہوا ہو کہ گریہ گلوگیر آپکو عارض ہوا تھا اور جسکی
جسکی بستر رنجوری پر پڑے آپ روتے تھے اور ادب سے اپنے والد ماجد کے کچھہ بول نہین سکتے
تھے چنانچہ اس حدیث کا بیان آیندہ آتا ہے ولما أخبر عن قتل نفسه وأهل بيته وفيه من
الكآبة والحزن كما ترى فقال تسلية للسامعين من أهل بيته وسيما لسيدنا السجاد
جب آپ نے اپنی شہادت اور اپنے اہل بیت کی شہادت کی خبر دی اور سامعین جسقدر ملول گرفتگی
اور ملال سننے والون کو ہوا تھا وہ تو ظاہر ہے اب اونکی تسلی کے واسطے خصوصا اپنے
فرزند جلیل زین العابدین کی تشفی کی غرض سے یہ بیت ارشاد فرمائی ؎

كل حي سالك سبيلي * ما أقرب الوفد من رحيل جو زندہ ہے دنیا مین اوسکو
یہی راہ موت کی درپیش ہے جسکو مین چلونگا مگر عجیب امر یہ ہے کہ میرے کوچ کرنے کی خبر جو
دنیا سے مجکو دی گئی تھی کیا جلدی میرے کوچ کا زمانہ آپہونچا الوفد محركة بالواو
والفاء جمع وافد من الوفادة وهي الإتيان برسالة وهو صحيح في المقام لفظا وفدی

واو اور فاد دونون پر زبر جمع وافد کے ہی اور معنی اسکے یہ ہین کہ کسی کی پیامبری مین کسی کے
پاس آنا اور یہی لفظ اس مقام پر صحیح ہی بعض نسخون مین وعد کی لفظ ہی وہ اس مقام پہ
درست نہین ہوتے اسلیے کہ مراد امام کی اوس سے پوری نہین ہوتی یُرِیْدُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اَنَّہٗ کَیْفَ قَرُبَ الْوِفَادَۃُ مِنْ رَحِیْلِیْ عَنْ دَارِ اللّٰہِ نیا حضرت کی مراد یہ ہی تعجب کرکے فرماتے
ہین کہ میرے پاس پیام مرگ آنے کے بعد کسقدر جلدی وہ دن آگیا جسدن دنیا سے میرا
کوچ ہو جائیگا وَاِنَّمَا قَالَ جَمْعُ الْوَافِدِ لِاَنَّہٗ قَدْ وَفَدَ اِلَیْہِ مِنْ یَوْمِ خُرُوْجِہٖ مِنَ
الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی ھٰذَا الْیَوْمِ خَمْسُ وُفُوْدٍ اَوْ اَرْبَعٌ اور کئی مرتبہ پیام مرگ آنے کی خبر جو آپ
دے رہے ہین اسکی وجہ یہ ہی کہ جس دن سے آپ مدینے سے چلے ہین آج کی تاریخ یعنے
دوسری محرم تک پانچ مرتبہ یا چار مرتبہ آپ کو بشارت شہید ہونے کی ملی ہو فَمَرَّتَانِ
اَوْ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ وَفَدَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَدْ اَتَاہُ یَنْعِیْ پس
دو مرتبہ یا تین مرتبہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین آپ کو بشارت
شہادت کی دی ہو اَوَّلُہٗ یَوْمَ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اَوَّلاً پہلے جس دن آپ مدینہ سے روانہ
ہوتے ہین بطرف مکہ معظمہ کے وَالثَّانِیْ لَیْلَۃُ خَرَجَ فِیْ صُبْحِھَا مِنَ الْکَعْبَۃِ اور دوسری مرتبہ
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین آپ کو بشارت دی شب کو جسکی
صبح کو آپ مکہ سے روانہ ہوئے وَالثَّالِثُ اِنْ صَحَّتْ رِوَایَۃُ عَوْدِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ مِنَ الْکَعْبَۃِ
ثُمَّ مَسِیْرُہٗ اِلَی الْعِرَاقِ اور تیسری مرتبہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب
مین بشارت دینا اوس دن تھا جب آپ مکہ معظمہ سے پلٹ کر مدینہ مین آئے اور مدینہ سے عراق
کو روانہ ہوئے اگر یہ روایت صحیح ہو کَمَا رَوَاہُ اَبُوْ مِخْنَفٍ جس طرح سے ابومخنف نے اس
روایت کو بیان کیا ہی اور ہمنے بھی اسکو اوس باب مین لکھا ہی جسمین حضرت مسلم علیہ السلام کی
خبر شہادت پہونچی جناب امام حسین علیہ السلام کو بیان کیا ہی وَالرَّابِعُ بَعْدَ نُزُوْلِہٖ فِیْ مَنْزِلِ
الثَّعْلَبِیَّۃِ وَقَدْ اَتَاہُ ھَاتِفٌ فِی الْمَنَامِ یَقُوْلُ اَنْتُمْ تَسْرَعُوْنَ وَالْمَنَایَا تَسْرَعُ بِکُمْ اِلَی الْمَوْتِ
اور چوتھی مرتبہ بشارت آپ کو منزل ثعلبیہ پر ہوئی ہو کہ ہاتف غیبی نے خواب مین پکار کر کہا تھا
کہ تم لوگ جلدی جلدی راہ چلتے ہو اور تمہاری موت تمکو جلدی بلا رہی ہو اس روایت کو

ہمنے حضرت علی اکبر کی شہادت کے باب مین لکھا ہی والخامس فی منزل ثعلبیة فقد
هتف هاتف وقد سمعت صوته زینب صلوات الله علیها فی الیقظة وکانت
خارجة لبعض الحوائج انه یقول وینشد البیتین پانچوین بشارت منزل ثعلبیہ مین
حضرت کو ہوئی ایک ہاتف غیبی نے پکارا جسکی آواز حضرت زینب نے حالت بیداری مین
سنی اور وہ کسی قضای حاجت کی غرض سے نکلی تہین سنا کہ ایک ہاتف دو بیتون کو
پڑھ رہا ہی وآخرهما ع علی قوم تسوقهم المنایا بمقدار الی انجاز وعد
اخیر ان دو بیتون کا یہ ہی ان لوگون پر رونا چاہیے جنکی موت انکے ایفای وعدہ کے
مقام پر کشش کرکے لیجاتی ہی فلما اخبرت به الحسین علیه السلام قال یا اختاه
کل الذی قضی فهو کائن جب حضرت زینب نے اپنے بہائی سے یہ خبر بیان کی آپ نے
فرمایا کہ اے بہن جو کچہ قضای الٰہی مین گذر چکا ہو وہ ہی ہونے والا ہی فهذه خمس وفادات
ولم یمض من وقوعها شهر واحد یہ پانچ بشارتین حضرت کو [illegible]
ایسی جلدی جلدی ہوئین کہ جنکو ایک مہینہ بہی پورا نہین گذرا [illegible]
اور دوسری محرم تک کل چوبیس دن کا فاصلہ ہوتا ہی [illegible]
المدینة اولًا فانها کانت فی الیوم الرابع من شعبان [illegible]
چوتہی تاریخ شعبان کی آپ کو جناب رسالت مآب صلی الله علیه وآله [illegible] تہی جب
آپ نے مدینہ سے مکہ معظمہ کا سفر کیا بل الوفادة الاخیرة التی [illegible] عن زینب
هی الحادثة قبل ورود الامام هناک بنحو من عشرة ایام [illegible] بشارت
جسکی جناب زینب نے روایت کی ہی اوسکو تو آج کے دن [illegible] حضرت کا
کربلا مین ہی ابہی کل دس روز گذرے ہین فلذلک یتعجب الحسین علیه السلام
ویقول ما اقرب الوعد من رحیل اسی جہت سے حضرت امام حسین علیه السلام تعجب
کرکے فرماتے ہین کسقدر جلد دنیا سے کوچ کرنے کا دن آگیا جبکہ مجھے ابہی دس روز گذرے
ہین بشارت ہوئی تہی ثم لما کان انشد الحسین علیه السلام بعض الافاعیل
الی الدهر مجازا علی مذاق البلغاء من الشعراء وهو من الائمة المعصومین

پھر چونکہ بعض امور کی نسبت زمانہ کی طرف حضرت نے مجازاً فرمائی تھی جیسا طریقہ شاعران
بلیغ کا ہے اور وہ جناب امام وقت اور معصوم ہین بل ہو الذی قال فیہ رسول اللہ
الحسین منی وانا من الحسین بلکہ وہ برگزیدہ امام ہین کہ جن کے
حق مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ حسین مجھسے ہے اور
مین حسین سے ہون اور اس حدیث کی شرح مین ہمنے ایک باب جداگانہ لکھا ہے
واللہ سبحانہ قد قال لنبیہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اور خداوند عالم اپنے
نبی کے حق مین یہ ارشاد کرتا ہے کہ ہمنے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر اور شاعری
نہین سکھلائے اور نہ یہ فعل اونکی شان کے لائق ہے فکرہ الحسین علیہ السلام
من ان ینسب الیہ انہ شاعر من الشعراء لہذا جناب امام حسین علیہ السلام کو مکروہ
اور ناپسند بات ہوئی کہ باوجود اس خصوصیت کے اپنے نانا سے اونکی طرف نسبت دیجاے
کہ وہ بھی مثل اور شاعرون کے شعر کہتے تھے اور پڑھتے تھے وایضاً قد کان فی نسبۃ
القتل والہلاک الی الدھر ولو مجازاً مظنۃ یسوء صدور ذلک منہ اور بھی
نسبت کرنا قتل وہلاک کا طرف زمانہ کے اگرچہ مجازاً آپ کے ان اشعار مین واقع ہوا
اسمین ایک گمان بد تھا کہ ایسے کلام کا صادر ہونا امام سے بیجا ہے وقد حکی اللہ سبحانہ
من اقوال الدھریۃ انما یھلکنا الدھر اور خداوند عالم نے قرآن مین دہریہ
بے دینون کا قول بطور حکایت کے یہ نقل کیا ہے وہ لوگ اسی کے قائل ہین کہ ہمکو
زمانہ ہلاک کرتا ہے اور وہی ہمارا مارنے والا ہے فلذلک قال علیہ السلام رداً لقولہم
اسی واسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے دہریون کے قول کے رد کرنے مین یہ آخری شعر
ارشاد فرمایا ع وانما الامر الی الجلیل ؛ سبحان ربی ما لہ من مثیل ؛ یہ سب باتین
جنکا بیان اوپر کے اشعار مین ہوا خداے بزرگ کی طرف منسوب ہین پاک ہے ہمارا
پروردگار کوئی اوسکا مثل و ہمتا نہین ہے جو کچھ کر سکے فصرح بطریق الحصر بانہ
کل ما ینسبونہ الی الدھر باطل لا یجوز التقول بہ اب آپ نے تصریح فرمائی
اور حصر کر دیا جو کچھ اور جن چیزون کی نسبت طرف زمانہ کے یہ لوگ کرتے ہین محض باطل ہے

ہرگز اوسکا کہنا نچاہیے اِنَّمَا ھُوَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْاِلٰھِیَّۃِ الصَّادِرَۃِ عَنْ قُدْرَتِہٖ تَعَالیٰ
بلکہ یہ سب باتین خدا کے حکم سے ہوتی ہین اور اوسی کی قدرت سے صادر ہوتی ہین جسکا
کوئی مثل اور ہمتا نہین ہی زمانہ کی کیا طاقت ہی جو کچہ کرسکے وَفِی التَّصْرِیْحِ بِذٰلِكَ بَیَانُ
حُکْمٍ شَرْعِیٍّ اَیْضًا اور باوجودیکہ دہر یون کا ردبہی اس شعر سے ہوگیا ایک مسئلہ شرعی بہی
اس سے پیدا ہوا وَھُوَ اَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمُوَحِّدَ بِاللّٰہِ وَاِنْ اَلْجَأَتْہُ ضَرُوْرَۃٌ شِعْرِیَّۃٌ
اَوْ نُکْتَۃٌ بَدِیْعِیَّۃٌ مِنْ اِسْنَادِ تِلْكَ الْاُمُوْرِ اِلَی الدَّھْرِ وَالزَّمَانِ اور وہ حکم شرعی یہ ہے
کہ مومن خدا پرست کو اگر کوئی ضرورت شعری یا کوئی نکتہ معنوی ایسا درپیش ہو کہ مجازاً
انکی نسبت زمانہ کی طرف کرے پس بنظر اوس ضرورت کے گو یہ بات جائز ہی لکن یَجِبُ عَلَیْہِ
اَوْ یُسْتَحَبُّ لَہٗ اَنْ یُصَرِّحَ فِیْ کَلَامِہِ الْمُتَّصِلِ بِذٰلِكَ مَا یُنَزِّھُہٗ عَنْہُ وَیُثْبِتُ بَرَائَتَہٗ
عَنْ ذٰلِكَ الْاِعْتِقَادِ الْبَاطِلِ لیکن واجب ہی خدا پرست پر یا مستحب ہی کہ اوسی کلام مین بلا فاصلہ
ایسی بات بہی کہدے جس سے صاف ظاہر ہوجائے کہ یہ شخص اس اعتقاد باطل سے بری ہے
ھٰذَا مَا اَدّٰی اِلَیْہِ نَظَرِیْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ یہ وہ بات ہی جو میری سمجہہ مین آئی ہی اور خدا بہتر جانتا ہی
قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ؑ جَعَلَ اَبِیْ یُرَدِّدُ ھٰذِہِ الْاَبْیَاتَ فَحَفِظْتُھَا مِنْہُ ابومخنف
روایت کرتے ہین کہ جناب سید الساجدین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے اسقدر ان ابیات کو
مکرر پڑہا کہ مجہے سب یاد ہوگئے وَخَنَقَتْنِیَ الْعَبْرَۃُ وَلَزِمْتُ السُّکُوْتَ حَسْبَ طَاقَتِیْ مین چپکے چپکے
رونے لگا اور جہان تک مجہہ مین طاقت تہی چپ رہا اور بآواز بلند نرویا قُلْتُ اَمَّا تَرْدِیْدُ الْحُسَیْنِ ؑ ھٰذِہِ
الْاَبْیَاتَ فَلِتَاکِیْدِ وُقُوْعِ الْحَوَادِثِ الْمَذْکُوْرَۃِ فِیْھَا مین کہتا ہون بار بار ان ابیات کا ارشاد فرمانا
اوس سے تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جن چیزون کے خبر ان اشعار مین آپ دے رہے ہین اونکے واقع ہونے کی تاکید
کرنی منظور تہی وَقَدْ ذَکَرَھَا قَبْلَ نُزُوْلِہٖ مِنَ الْفَرَسِ مُوَکِّدًا بِاَیْمَانٍ بَالِغَۃٍ یَرْتَقِیْ عَدَدُھَا اِلَی السِّتَّۃِ
حالانکہ ان مصایب کو گہوڑے کے اوترنے سے پہلے آپ بیان فرما چکے تہے اور تاکید وقوع کی نظر سے
چہہ مرتبہ قسم شرعی آپ نے یاد کی تہی وَکُلُّ ذٰلِكَ لِیَسْتَیْقِنَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ بِمَا یُخْبِرُھُمْ اور یہ سارا
اہتمام اسی نظر سے تہا کہ جو لوگ آپ کے ہمراہ ہین سب کو یقین ہوجاوے کہ جسبات کی آپ خبر دیرہے
ہین ضرور واقع ہوگی وَاَمَّا حِفْظُ الْاَبْیَاتِ عَنْ سَیِّدِنَا السَّجَّادِ ؑ فَلَعَلَّ السَّبَبَ فِیْہِ اَنَّہٗ کَانَ

مریضاً موعوکاً اور ان ابیات کا یاد کر لینا مکرر پڑھنے کے بعد جناب سید الساجدین سے جو واقع ہوا اور ایک ہی مرتبہ آپ کے پڑھنے مین آپ سے یاد ہو سکے اسکا سبب تو یہی تھا کہ آپ بیمار اور رنجور رسیدہ تھی وکانت شدائد الاعراض قد انھکتہ من المسیر وطی المراحل اور بیماریون کی سختیون نے آپ کو لاغر اور نحیف کر دیا تھا جسپر زیادہ مصیبت یہ تھی کہ اوسی بیماری اور ضعف مین راہ چلنے اور منزلون کے طے کرنے کی بھی ایذا آپ کو پہونچتی تھی اور بیمار کی مسافرت جیسی ہوتی ہی خوب معلوم ہوتی ہی مع ما تعلم من انہ کیف کان یسافر وکیف کانت اسباب المسیر مھیاۃ لہ اور یہ بھی خوب معلوم ہی کہ کیسی مصیبت کا یہ سفر اس بیماری مین آپ کو درپیش تھا اور سامان سفر بھی کیسا کیسا آپ کے واسطے مھیا ہوتا جاتا تھا اذ لا یاتیہ فی تلک المنازل مقام الا و یصیبہ من الالام والشدائد ما یاتیہ کوئی منزل مصیبت اس بیماری مین ایسی نہین آپ پر گذرتے تھے جسمین طرح طرح کے رنج اور صدمات کا سامنا اوس بیمار ناتوان کو نہوتا ہو فمن کان من المرضیٰ فی تلک الحال کیف یصح ویبقی لہ الحواس الظاہریۃ علی اعتدال بل یتطرق الیھا تغیر عظیم جو بیمار اور مسافر ایسے شدائد مین گرفتار ہو اوسکے حواس خمسہ بھلا درست رہ سکتے ہین بلکہ تغیر عظیم ہر قوت مین ایسے وقت زیادہ ہوتا ہی منجملہ اون قوتون کے قوت حافظہ بھی ہی وتدبر ما افادہ ابوہ سلام اللہ علیھما کان من اوجب الوظائف ضعف کا تو یہ حال تھا اور سمجھنا کلام امام حسین علیہ السلام کا جو اسوقت فرمایا ہی اور یہ اہتمام کر بار بار ان اشعار کو پڑھ رہے تھے یہ بھی جناب سید الساجدین علیہ السلام پر سب باتون سے زیادہ ضروری امر تھا اسلیے کہ وہی جانشین اور خلیفہ حضرت کے تھے فلذا احفظھا لیدبر فی نکاتھا وغوامض اسرارھا متی ما یفیق من شدائد المرض والملیلۃ واسقام الالام اسی واسطے ان اشعار کو یاد کر لیا تاکہ اوسمین خوض کرین اور جو جو نکتہ اور اسرار اس کلام مین بھرے ہوئے ہین اونکو سمجھین جسوقت شدائد مرض اور تکان اور رنج و درد و الم سے افاقہ ہو اور طبیعت کسیقدر سنبھلے اور حواس درست ہون ویدل علی ما قلناہ قولہ ؏ ولزمت السکوت بحسب طاقتی یعنی بہ القدر الباقی من طاقتی التی قد افناھا المرض وشدائد

السَّفَرِ وَتَوَاتُرُ الْاَحْزَانِ اسی بات پر جناب سید الساجدین [illegible] ہے

کہ جب تک مجھہ مین طاقت رہے مین چپ رہا مراد حضرت کی [illegible] حت

جسکو بیماری اور شداید سفر اور متواتر صدمات کے پہونچنے [illegible]

طاقت نے جب تک وفا کی مین چپ رہا آوِالْمُرَادُ اَنَّهٗ لَمْ يَصْبِرْ [illegible]

بَلْ كَانَ يَبْكِيْ بِدَمْعَةٍ مِنِّيْ مَا اَقْتُلَ [illegible] مراد حضرت کی [illegible] ضبط کیا

اور چلا کر نرو یا آنسوؤن سے روتا رہا جب تک مجھے ضبط ہو سکا [illegible] بعد

صَرَاخُ زَيْنَبَ عَمَّتِهٖ فَبَكَتْ بُكَاءً عَالِيًا [illegible] پھر جب بعد

گریہ وزاری پھوپھی زینب کی طبیعت ہاتھ سے جا [illegible] چلا چلا کر رونے لگے

ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَمَّا عَمَّتِيْ زَيْنَبُ فَلَمَّا سَمِعَتْ [illegible] الْعَبْرَةُ

جناب سید الساجدین اپنا حال بیان فرمانے کے بعد ارشاد کرتے ہین اور یہ روایت ابومخنف

کی ہے لیکن میری پھوپھی زینب نے جسوقت بار بار حضرت کو شعر پڑھتے ہوے سنا انکو اسقدر

رونا آیا کہ آواز بند ہوگئی وَكَانَتْ ضَعِيْفَةَ الْقَلْبِ فَاَظْهَرَتِ الْحُزْنَ وَ[illegible] نیت پھوپھی

زینب کی یہ تھی کہ صدمات اوٹھاتے اوٹھاتے دل اونکا ضعیف ہوگیا تھا ضبط کرنے کی طاقت

باقی نہین تھی اسی سبب سے حزن اور بیتابی کا اظہار فرمایا اور [illegible] مسکین وَاَقْبَلَتْ

تَجُرُّ اَذْيَالَهَا اِلَى الْحُسَيْنِ اور ایسی بیخودی [illegible] اپنے بھائی کے پاس [illegible] دامن اونکا

زمین پر لٹکتا جاتا تھا اوسکے سمہالنے کا بھی ہوش باقی نہیں تھا وَقَالَتْ يَا اَخِيْ [illegible] عَلَيَّ

لَيْتَ الْمَوْتَ اَعْدَمَنِي الْحَيٰوةَ اور کہنے لگین اے بھائی [illegible] زینب کاش آج مجھے موت

آگئی ہوتی اور زندہ نہوتے جو آپ کے اس کلام جگر خراش کو سنتے يَا خَلِيْفَةَ الْمَاضِيْنَ

وَثِمَالَ الْبَاقِيْنَ اے باقیماندہ اون بزرگوارونکے جو مرچکے ہین اور اے خبرگیران ہم لوگونکے جو باقیماندہ ہین اور

سوا آپکے اورکسی کی آس ہمکو باقی نہین ہے نَظَرَ اِلَيْهَا الْحُسَيْنُ وَتَرَقْرَقَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوْعِ

وَغُشِيَتْ عَلَيْهَا جناب امام حسین نے پھوپھی زینب کی طرف دیکھا اور [illegible] آنسو بھر آگئے اور پھوپھی

زینب کا یہ حال ہوا کہ غش کہاکر گر پڑین قُلْتُ الرِّوَايَةُ قَدْ [illegible] زینب

صَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلَيْهَا مین کہتا ہون یہ روایت بہت بڑی ہے اسکو [illegible] بین کہا ہے

باب سی و پنجم جواب اس اعتراض کا کہ اہل حرم بی تابی کیونکر تے تھے اور اثبات جواز بی تابی اور بیان چند فوائد ضروری کا متعلق اون اشعار سے جنکو جناب امام حسین علیہ السلام نے بروز داخلہ کربلا پڑھا ہے

نَقُوْلُ اَوَّلًا اِنَّ اِنْشَادَ ھٰذِہِ الْاَبْیَاتِ اتَّفَقَ لِمَوْلَانَا الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَرَّتَیْنِ پہلے ہم یہ بیان کرتے ہین کہ یہ اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام نے دو مرتبہ دو دن ارشاد فرمائے ہین مَرَّۃً یَوْمَ وُرُوْدِہٖ بِکَرْبَلَاءَ وَمَرَّۃً فِیْ اٰخِرِ یَوْمِ تَاسُوْعَا وَھُوَ التَّاسِعُ مِنَ الْمُحَرَّمِ ایک مرتبہ دوسری تاریخ محرم کی جسدن آپ کربلا مین داخل ہوئے ہین اور دوبارہ نوین تاریخ کی شام کے قریب جب آپ کو ایک شب کی مہلت لشکر عمر سعد نے دی ہو وَکِلْتَا الرِّوَایَتَیْنِ مَرْوِیَّتَانِ عَنِ السَّیِّدِ السَّاجِدِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور یہ دو روایتین کہ بیان ہوا [illegible] جناب سید الساجدین سے کتب احادیث مین مروی ہین وَفِیْ اٰخِرِ الرِّوَایَۃِ اَنَّ زَیْنَبَ خَرَّتْ مَغْشِیَّۃً عَلَیْھَا فَصَبَّ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی وَجْھِھَا الْمَاءَ حَتّٰی اَفَاقَتْ مِنْ غَشْوَتِھَا اور آخر مین دونون روایتون کے یہ مضمون ہی کہ جناب زینب غش کہا کر گر پڑین حضرت امام حسین علیہ السلام نے اونکے منہ پر پانی چھڑکا تب غش سے افاقہ ہوا فَلَمَّا کَانَتِ الرِّوَایَتَانِ مُتَّحِدَتَیْنِ فَقَدْ ذَکَرَ الرَّاوِیْ صَبَّ الْمَاءِ عَلٰی وَجْہِ زَیْنَبَ فِی الْیَوْمِ التَّاسِعِ اَیْضًا وَھٰذَا سَھْوٌ مِنَ الرَّاوِیْ چونکہ دونون روایتون کا مضمون اور ماخذ ایک تہا راوی نے پانی چھڑکنا چہرہ پر جناب زینب کی نوین تاریخ بہی ذکر کر دیا حالانکہ یہ غلطی اور سہو راوی سے واقع ہوئی لِاَنَّ الْمَاءَ قَدْ مُنِعَ عَنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُذْ یَوْمِ السَّابِعِ فَمِنْ اَیْنَ وَجَدَ الْمَاءَ حَتّٰی صَبَّہٗ عَلٰی وَجْہِ اُخْتِھَا یَوْمَ التَّاسِعِ وَقَدْ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ فِیْ بَابِ الْعَطَشِ اسلیے کہ پانی تو ساتوین تاریخ سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر بند کر دیا گیا تہا پس نوین تاریخ اتنا پانی کہان سے آیا جو حضرت نے جناب زینب کے چہرے پر چہڑکا اور

اس بات کا بیان ہین کہ بابِ تشنگی امام حسین علیہ السلام ہین بخوبی کیا ہو الثانی قولُ الحُسَینِ علیہِ السَّلَامُ لِزَینَبَ بِنْتِ عَلِیٍّ وَلِلنِّسَاءِ اللَّتِی هَاجَرْنَ مَعَهٗ یُحَقِّقُ عَلَیْكِ یَا اُخْتَاهُ اِذَا اَنَا قُتِلْتُ فَلَا تَشُقِّیْ عَلَیَّ جَیْبًا وَلَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْهًا دوسرے یہ بات ضرور جاننی چاہیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت زینب علیہ السلام سے اس روایت مین اور دیگر مخدرات حرم سے اور روایتون مین یہ جو ارشاد فرمایا کہ اے بہن زینب جسوقت مین شہید ہوجاؤن میرے ماتم مین کپڑے نہ پھاڑنا اور بالون کو نہ نوچنا چہرہ کو خراشیدہ نکرنا ازین قبیل اور بہی امور کو آپ نے منع فرمایا جو شعار جاہلون کا ماتم داری مین ہو فَالمُرَادُ مِنْهُ عَدَمُ اِرْتِکَابِ ذٰلِكَ قَصْدًا اَوْ عَمْدًا پس مراد اس وصیت سے یہ ہو کہ عمداً اور قصداً ایسے افعال نکرنا جو بناوٹ سے جُہال عورتین کرتی ہین اَمَّا اِذَا عُدِمَ القَصْدُ وَانْدَهَشَ الْمَرْءُ وَطَارَ عَقْلُهٗ وَصَارَ بِحَیْثُ لَا یَتَمَیَّزُ وَلَا یَعْرِفُ وَلَا یُحِسُّ وَهُوَ مَغْشِیٌّ عَلَیْهِ لیکن جسوقت قصد نہو اور بیخود ہوجائے عقل جاتی رہے تمیز باقی نرہے اپنا بیگانہ پہچان نہ سکے غشی کی حالت طاری ہو فَهُوَ دَاخِلٌ فِیْ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ الصَّبِیُّ وَالْمَجْنُوْنُ وَالْمُغْمیٰ عَلَیْهِ ایسے وقت آدمی مصداق اوس حدیث کا ہوجاتا ہو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیون سے تکلیف شرعی برطرف ہی لڑکا نابالغ اور مجنون اور جو اپنے ہوش مین نہو فَلَا یَتَوَجَّهُ اِلَیْهِ الْخِطَابَاتُ الْوَارِدَةُ مِنَ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِیْ اسی شخص پر وہ احکام امرونہی خدا کے متوجہ نہین ہوتے فَمَا رُوِیَ فِی الْمَقَاتِلِ مِنْ بُکَاءِ زَیْنَبَ وَاُمِّ کُلْثُوْمٍ وَغَیْرِهِنَّ اِنَّمَا هُوَ فِیْ حَالَةِ الْاِضْطِرَابِ وَشِدَّةِ الْکَابَةِ وَالْحُزْنِ پس جو کچہ کتب احادیث مین جناب زینب اور ام کلثوم وغیرہ مخدرات حرم کے رونے وغیرہ کے امور مندرج ہین یا کوئی اور بات منجملہ امور مذکورہ بالا کے ان خونزادیون سے سرزد ہوئی ہو اوسوقت کو بہی دیکھنا چاہیے کہ وہ کس قیامت کا وقت تہا جسمین اضطراب اور فرط ملال کسقدر غالب ہوتا ہو وَهِیَ اَوْقَاتٌ مَخْصُوْصَةٌ یَنْصَدِعُ قُلُوْبُ الْمَوَالِیْنَ الْمُحِبِّیْنَ مِنْ تَصَوُّرِ تِلْكَ الْاَوْقَاتِ وہ خاص خاص ایسے اوقات تہے جنکے تصور کرنے سے

دل دوستان اہل بیت کے شق ہوجاتے ہین کیا حال ہوا ہوگا اون مخدرات کا
جنہون نے اپنی آنکھون سے اون مصایب کو دیکھا تھا ومن تلک الاوقات ھو ھذا الیوم
اعنی یوم ورود الحسین علیہ السلام فی کربلا اونہین اوقات مین ایک یہ بھی دن ہے
جسدن آپ زمین کربلا پر پہونچے ہین فانہ یوم قد اشتد علیہ وعلی اھل بیتہ ونسائہ
یہ دن بھی ایک سخت مصیبت کا دن تہا کہ جناب امام حسین اور اونکی اہل بیت اور مخدرات
اہل حرم پر بڑی سخت مصیبت کے وارد ہوئے تھے وکیف لا یکون کذلک وقد
سمعت ان الحسین کان قد یبین کلما یؤل الیہ امرہ بالتفصیل
اور کیونکر یہ دن سخت تر ایام مصیبت مین سے نہوتا اور سب کو معلوم ہے کہ آج ہی کے
دن جتنی مصیبتین اوس جناب پر گذرنے والی تہین اونکو جیسے ہی اس زمین پاک پر
پہونچنے کے ساتھ ہی مفصل بیان فرمادیا وکان وجہہ النورانی متغبرا بغبار
التراب من تربتہ آپ کا چہرہ نورانی جو راہ مین کبھی گرد راہ سے غبار آلودہ نہوا تہا
یہان پہونچنے کے ساتھ ہی اوس گرد سے غبار آلودہ ہوا جسکو آپ نے بیان کیا
کہ میرے تربت پاک کی مٹی ہے یہ بات بھی کبھی کسی نے سُنی بھی نہتی جسکو آج آنکھون سے
دیکھا فتارۃ یقول انی اقتل ودمی یسیل علی تلک الارض کبھی تو آپ یہ
فرماتے تھے کہ مین قتل کیا جاؤنگا اور میرا خون اسی زمین پر بہیگا وتارۃ ینظر
الی انصارہ وھم اقلاء عددا والی شبابہ والاطفال الصغار ویخبر بانھم
مقتولون ایضا کبھی وہ جناب اپنے انصار کی طرف دیکھتے تھے جنکی جماعت بہت
تہوڑی تہی اور اپنی اہل بیت اور اعزہ کے جوانون کو اور چہوٹے چہوٹے لڑکونکو
دیکھکر فرماتے تھے کہ یہ بھی سب مارے جائینگے وتارۃ یخبر بھتک حریم نسائہ
ویؤکد ذلک بالقسم وبانہ وعدہ بذلک جدہ اور کبھی اپنے مخدرات کی
ہتک حرمت کی خبر دیتی تہی اور بقسم اسکو بیان فرماتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے
کہ ان باتون کا میرے نانا نے وعدہ فرمایا ہے وتارۃ یامر اصحابہ بان یحضروا
عندہ اہل نینوی لیشتری منھم الارض لمدفنہ اور کبھی اپنے اصحاب سے

فرماتے تھے کہ نینوی کے باشندون کو میرے پاس لاؤ کہ اپنے مقتل کی زمین اونسے
مین خرید کرونگا و تارۃً یامر اصحابہ بنصب الخیام قریب المشرع فیمنعونہ
ویتہیاؤن للقتال اور کبھی آپ اپنے اصحاب کو حکم دیتے تھے کہ خیمہ دریا کے قریب
برپا کرو پس اہل کوفہ اون لوگون کو منع کرتے تھے اور لڑنے پر آمادہ ہوتے تھے وانما
ہمتہم کما امرہم ابن زیاد ان یرد بموضع لا فیہ ماء ولا کلاء فیہلک ہو
وعیالہ من العطش من یومہ ہذا کوفیون کا ارادہ یہی تھا جیسا کہ ابن زیاد کا خط
آج حر کے نام آیا ہے کہ آپ ایسے مقام پر اوترین جہان پانی اور گھاس کا نام ونشان نہو
اور آج ہی کے دن سے پیاس آپ اور آپ کے عیال کو ہلاک کرے وھو یحتال
فی ذلک لیبقی حیًا الی یومہ الموعود وھو یوم عاشورا اور آپ لڑائی سے بچتے تھے
اور ٹالتے تھے کہ کہین اوس روز تک زندہ بچ جائین جس روز کی شہادت کا وعدہ
کیا ہے اور وہ دن عاشورا کا ہے اس بچانے مین سے آپ کو کیسا کیسا خون جگر کھانا
پڑتا تھا اور کسقدر اون ملاعنہ کے سخت کلامیان انگیز کرنے پڑتے تھین واصوات النساء
عالیات بالبکاء ناعیات ناشرات حاسرات اور عورتون کی آواز گریہ وزاری
بلند تھی نوحہ کر رہی تھین بالون کو پریشان کر دیا تھا صحن خیمہ مین برہنہ سر برہنہ پا
ادہر سے اودہر دوڑتی پھرتی تھین جسطرف کسی طرف شور وغل بلند ہوا سمجھی جاتی تھین
وعسی ان تموت بعضہن من شدۃ الکرب والخوف کما سمعت من حال
زینب وام کلثوم اور یہان تک نوبت پہونچی تھی قریب تھا کہ بعض مخدرات کی جان
نکل جائے بسبب شدت کرب اور خوف کے جیسا کہ دونون روایتون مین جناب
زینب و ام کلثوم کا حال بیان ہو چکا ہے وقد سمعت من لسان اصبر الصابرین
انہ قال خنقتنی العبرۃ ولزمت السکوت بحسب طاقتی اور یہ بھی تم سن چکی ہو
کہ جناب سید الساجدین ایسے صابر آدمی اونہون نے اپنی نسبت یہ فرمایا کہ مجھکو گریہ گلوگیر
عارض ہوا اور جہانتک میری طاقت تھی وفا کی مین چپ رہا و ھذا ایدل بمفہومہ
انہ ایضًا اذا لم یطق فلعلہ کان من المبالغین لصوتہ فی البکاء اس کلام سے

حضرت کے سمجھا جاتا ہی کہ آپ بھی جب بے طاقت ہو گئے اور تاب باقی نرہی شاید بآواز بلند آپ بھی روتے تھے وَلَا اَقُولُ ذٰلِكَ حَتْمًا لِاَنِّی لَمْ اَظْفَرْ بِرِوَايَةٍ تَدُلُّ عَلَيْهِ صَرَاحَةً جناب سید الساجدینؑ کا باآواز بلند رونا اوسکو مین حتماً نہین کہہ سکتا اسلیے کہ کوئی روایت ایسی میری نظر سے نہین گذری جسمین بصراحت اسکا ذکر ہو۔ لٰكِنْ مُقْتَضَى الْحَالِ وَمَفْهُومُ الْحَدِيْثِ يَحْكُمُ جَزْمًا بِمَا قُلْتُهٗ مگر حالت موجودہ اوس دن کے اور اِس حدیث کا مفہوم یقیناً اسی پر دلالت کرتا ہی کہ حضرت بھی بآواز بلند رو رہے ہون فَتَذَكَّرْ يَا اَخِیْ وَتَاَمَّلْ فِیْ مَجْمُوْعِ تِلْكَ الْحَالَاتِ فَاِنَّكَ لَا تَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنْ اَيَّامِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا يَوْمَ عَاشُوْرَا مومن دیندار کو بغور و تامل ان سب حالات کو یاد کرنا چاہیے ایسا تو کوئی دن مصیبت کا جناب امام حسین علیہ السلام پر نہین گذرا ہی بجز روز عاشورا کے وَالْفَرْقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ عَاشُوْرَا اَنَّ فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ قَدْ وَقَعَ الْاِخْبَارُ عَمَّا يَكُوْنُ وَفِیْ يَوْمِ عَاشُوْرَا قَدْ وَقَعَ مَا اَخْبَرَهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ آج کے دن اور روز عاشورا مین اتنا فرق ہی کہ آج اون واقعات کے آپ نے خبر دی ہی اور نظرون کے سامنے وہ سب مصیبتین کردی ہین اور عاشورا کے دن وہ سب واقع ہو گی وَاَمَّا زَيْنَبُ فَاِنَّهَا كَانَتْ قَدْ سَمِعَتْ فِیْ مَنْزِلِ خُزَيْمِيَّةَ هَتْفَ الْهَاتِفِ لیکن حضرت زینب علیہ السلام نے چونکہ منزل خزیمیہ مین آواز ہاتف غیبی کی سنی تھی وَكَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ قَالَ لَهَا يَا اُخْتَاهُ اِنَّ الَّذِیْ قُضِیَ فَهُوَ كَائِنٌ اور جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اے میری بہن جو تقدیر کا لکھا ہی وہ ضرور ہونے والا ہی وَفَسَّرَ الْاَمْرَ الْمَقْضِیَّ بِهِ الْيَوْمَ فَلِذَا كَانَتْ مُضْطَرِبَةً جِدًّا حَتّٰی غُشِيَتْ عَلَيْهَا اور آج کے دن اوس مصیبت کے حضرت امام حسین علیہ السلام نے تفسیر فرمائی کہ مقدر مین یہ یہ باتین لکھین ہین اسی سبب سے بے تابی دل جناب زینب کے سب سے زیادہ تھی یہانتک کہ اوس معظمہ کو غش آگیا فَهِیَ مَعْذُوْرَةٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فِيْمَا اَظْهَرَتْ مِنْ حُزْنِهَا وَبُكَائِهَا جب ایسی حالت تھی کہ اوس معظمہ کو غش آگیا اب جسقدر گریہ و زاری جناب زینب کو

حالت بے اختیاری مین ہوئے اسمین وہ جناب عند اللہ معذور ہونگے عمداً یہ فعل
آپ سے صادر نہین ہوا وکیف لا تکون معذورۃ وان اللہ تعالیٰ قال لنبیہ قل انما
انا بشر مثلکم اور کیونکر جناب زینب معذور نہو نگی اور خدا نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے قرآن مین ارشاد فرمایا ہی کہ کہدو تم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مین بھی تو
بشر ہون جیسے تم سب ہو والتمثیل انما ھو فی الخواص البشریۃ لا فی الخواص
الملکیۃ اور تمثیل اس آیہ مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوازم بشریت
مین وارد ہی اور خواص ملکی مین یہ تشبیہ نہین ہی ومن لوازم البشر ولا سیما النساء
رقۃ القلوب والاضطراب والجزع حیث لا یقدرن علی الصبر آدمی کے اور خصوصاً
عورتون کے لوازم مین سے یہ بات ہی کہ نرم دل ہوتے ہین اور اضطراب اور بے تابی انکو
زیادہ ہوتی ہی جب صبر کی طاقت باقی نرہے وقد حدثنی بعض اخوانی طیب اللہ
مضجعہ ان ابن حجر فی کتابہ الاصابۃ او غیرہ من علماء السیر روی انہ قد
جن خمس مائۃ من الصحابۃ المومنین یوم وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میرے ایک بھائی نے خدا اونکی قبر کو معطر کرے مجھسے یہ روایت کی ہی کہ ابن حجر
نے کتاب اصابہ مین یا کسی اور عالم نے علمای اہل سنت سے روایت کی ہی کہ پانسے صحابہ
مومنین بروز وفات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون ہوگئے فتاھوا فی
البراری والجبال ولم یفیقوا من جنتہم جنگلون مین اور پہاڑون مین دوڑتے
پھرتے تھے اور جنون سے انکو کچھ بھی افاقہ نہوا حتیٰ ماتوا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہم
اسی حالت مین وہ بزرگوار مرگئے رحمت اور برکات خدا اونپر نازل ووکفی بذلک
فخراً لھم فی الدنیا والاخرۃ بس یہی فخر اونکو دنیا اور آخرت مین کافی ہی واما
حدیث رباب بنت امرء القیس وھی من احب ازواج الحسین علیہ السلام
حتیٰ کان یقول فیہا لا یعجبنی دار لا رباب فیہا ولا سکینۃ رہی حکایت
جناب رباب کی جو بہت پسندیدہ ازواج امام حسین علیہ السلام مین تھین یہانتک
کہ آپ فرماتے تھے کہ مجھے وہ گھر نہین اچھا معلوم ہوتا ہی جس مین رباب اور سکینہ نہون

فمشہور عند ارباب السیر انہا عرت بعزاء الحسین علیہ السلام حیث
لا یتصور فوقہا تعزیۃ مشہور علمائے تاریخ میں یہ بات ہو کہ جناب رباب نے جیسی
عزاداری جناب امام حسین علیہ السلام کی ادا کی اوس سے زیادہ کوئی تعزیت ذہن میں نہین
آسکتے فانہا لم تجلس تحت مظل ولا نامت تحت سقف اسلیے کہ وہ جناب اندروز
شہادت حضرت کے نہ کسی دیوار اور درخت کے سایہ میں بیٹھین اور نہ چھت کے نیچے کبھی
سوئین فکانت فی حر الظہائر نہارا فی آخر الشمس وفی ابرد الشتاء لیلا
فی الظل والجمد گرمی کی ٹھیک دوپہر میں اوسی دہوپ میں بیٹھی رہتی تہین اور
جاڑون کی سخت راتون مین اوس مین بسر کرتی تہین تبکی قیاما وقعودا
وجلوسا واضطجاعا کہڑی رہتی تھین یا بیٹھی رہتی تہین یا لیٹ جاتی تھین
مگر رونا کبھی بند نہین ہوتا تھا فلا تکحلت ولا اختضبت ولا رجلت نہ کبھی
سرمہ لگایا نہ کبھی خضاب کیا نہ کبھی بالون مین کنگھی کی بل مانت وعلیہا قمیصہا
الذی قد لبستہ فی التعزیۃ بلکہ مر گئین اور وہی ایک کرتہ جسکو اول روز
عزاداری مین پہنا تہا آپکے بدن مین تہا فاذا نزع عنہا حین ارادوا ان یغسلوہا
غسل المیت وقد کان التصق ببدنہا فنزع وقد کشط معہا الجلد جب
غسل میت دینے کے واسطے وہ کرتہ اوتارا گیا کہ ان کے بدن کی جلد بھی اوسکے ساتھ اوٹھی ہوئی
چلی آئی فما انتم انا قد کان ان یذوب قلوب الموالین من ملاحظۃ
حالاتہا وتنشق الصدور وتتفتت الاکباد آہ واویلا قریب ہے کہ دل مومنین
کے اوس جناب کی مصیبت کو یاد کرکے خون ہو جائین سینے پھٹ جائین جگر کے
ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین وقد شرحنا ذلک فی ماثرہا علیہا من الرحمۃ
والرضوان ما اتمہا ہم نے جناب رباب کے مصائب اور حالات اونکے خاص باب
مین لکھے ہین رحمت اور خوشنودی خدا کی پوری پوری ہو اوس وفادار بی بی پر
جس نے اپنی جان اپنے امام کی مصیبت مین دی وکذلک ما روی عن الصادق
علیہ السلام انہ ما اختضبت منا امراۃ ولا ادہنت ولا اکتحلت

ی کہا ہے حتی آتانا راس عبید اللہ بن زیاد جناب رباب کی تو نسبت جو کچھ
خیال کیا جائے تھوڑا ہے کہ وہ خاص زوجہ حضرت کی تھین جناب صادق علیہ السلام
یہ فرماتے ہین کہ عموماً عورات بنی ہاشم کا یہ حال تھا کسی عورت نے خضاب نہین کیا
اور نہ سر مین تیل ڈالا یا بدن مین تیل کی مالش نہین کی نہ سرمہ لگایا نہ کنگھی کی
جب تک ابن زیاد کا سر ہم اہل بیت کے واسطے نہ آلیا بل قد روینا انہ
لم یرتفع الدخان من بیوت بنی ہاشم خمس سنین بلکہ ہمکو یہان تک
روایت صحیح پہونچی ہے کہ پانچ [illegible] ہاشم کے دھوان کھانا پکانیکا
نہین اوٹھا مراد یہ ہے کہ [illegible] پخت طعام بنی ہاشم نے
نہین کی فقط [illegible] کے ملاحظے سے بعض
علما [illegible] القرض من ذکر
تلک الامور انہ کل ما وقعت من لوازم الحزن والتعزیۃ لم یمتنع منہا
الامام والحجۃ [illegible] السلام وکفی بنا سکوتہ
ورضاہ بعض ان باتون [illegible] مذکورہ بالا سامنے
جناب سید الساجدین علیہ السلام [illegible] منع
نہین فرمایا اور یہ نہین کہا کہ یہ بدعت اور حرام [illegible] اور اون کا
باقی ہونا یہی دلیل کافی ہے اور کسی تاویل کی ہمکو حاجت نہین ہے فما یلحدون
بہ اعداءنا من النواصب اللئام لا ینبغی لمعاشر المؤمنین ان یلتفتوا
الی ھفواتھم فلا یترددوا ولا یشکوا عما یوردون علیہم من الایرادات
ہم گروہ مومنین کو مناسب نہین ہے کہ جو باتین دشمنان دین اس بارہ مین کہتے
ہین اور معترض ہوتے ہین اونکی طرف التفات کرین کچھ تردد نکرنا چاہیے اور
نہ اون کے اعتراضات کو سنکر شک کرنا چاہیے وکفی بھم ردا ما اوردہ
علماءنا المتکلمون فی نقضہم وردہم جزاہم اللہ خیرا وقد
جعل مدادھم دماء الشہداء عام مومنین کو اسی قدر کافی ہے ردکھدین

کہ ہمارے علمانے اِن باتوں کو رد کر دیا ہی اور پورا جواب ان کا دیا ہی خدا اون علما
کو جزائے خیر عطا کرے اور اونکی سیاہی خامہ کو مرتبہ اور منزلت خون شہدا کی
عطا کرے وَبِالْجُمْلَةِ فَالرِّوَايَاتُ الدَّالَّةُ عَلَى بُكَاءِ النِّسَاءِ وَصُرَاخِهِنَّ
مَحْمُولَةٌ عَلَى الْاِضْطِرَارِ وَالرِّوَايَاتُ الدَّالَّةُ عَلَى مَنْعِ تِلْكَ الْاَفْعَالِ مَحْمُولَةٌ
عَلَى الْاِخْتِيَارِ وَالْعَمْدِ اور خلاصہ یہ ہی کہ جن روایتوں سے چلانا اور رونا اور
باتیں اہل بیت کی پائی جاتی ہین وہ سب حالت اضطرار ہین واقع ہوئیں اور جو
روایتیں اِن افعال کی منع پر دلالت کرتے ہین اونکا مطلب یہ ہی کہ اختیاراً اور
عمداً انکو نکرنا چاہیے وَقَدْ رُوِينَا اَنَّ زَيْنَبَ وَاُمَّ كُلْثُومٍ كَانَتْ تَرْثِي اَخَاهَا
اَوْ تَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ دَالٍّ عَلَى الْاِحْتِجَاجِ وَغَيْرِهٖ فَاِذَا بَلَغَ الْاَمْرُ اِلَى اَنْ
يَقْرُبَ حَدًّا لَا يُجَوِّزُهُ الشَّرْعُ ہم نے چند مقامات پر یہ روایت دیکھی ہے کہ
جسوقت جناب زینب یا ام کلثوم کوئی مرثیہ پڑھتی تھین یا کوئی ایسا خطبہ پڑھتی تھین
جو انکی حقیت پر اور ہدایت عامہ خلق پر شامل ہوتا تھا جب وہ مرثیہ یا خطبہ قریب
اوس حد کے پہونچتا تہا کہ اب شرعاً اوسکا جواز نہین ہی فَقَبْلَ ذٰلِكَ يَمْنَعُهَا
عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اوسی حد کے قریب جناب سید الساجدین علیہ السلام
فوراً منع فرما دیتے تھے وَكَانَ يَقُولُ لَهَا اُسْكُتِي يَا عَمَّتَاهُ فَاَنْتِ
بِحَمْدِ اللّٰهِ عَالِمَةٌ غَيْرُ مُعَلَّمَةٍ وَفَهِمَةٌ غَيْرُ مُفَهَّمَةٍ اور فرماتے تھے جناب
سید الساجدین علیہ السلام کہ بس اب اے پھوپھی زینب چپ رہو تم خود ایسے عالم ہو کہ
جنکو کسی کی تعلیم کی حاجت نہین ہی اور ایسے فہیم ہو کہ تمکو کیا کوئی سمجھا سکتا ہی فَصَرَّحَ
الْاِمَامُ بِاَنَّهَا عَالِمَةٌ غَيْرُ مُعَلَّمَةٍ فَكَيْفَ تَجْزَعُ وَتَفْزَعُ اِلَى حَدٍّ لَا يُجَوِّزُهُ وَيَمْنَعُهُ الشَّرْعُ
پس جو خود اوس درجہ کی تہین جنکے حق مین امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ انکو علم
خدا داد حاصل تہا وہ کیونکر اسقدر بے تابی کر سکتی تہین جو شرعاً جایز نہو ہرگز ممکن نہین ہی کہ جناب
زینب سے عمداً خلاف شرع یہ امور واقع ہوئے ہون وَهٰذَا هُوَ الْاِعْتِقَادُ الَّذِي عَلَيْهِ اَمُوتُ وَعَلَيْهِ
اُحْشَرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ یہ وہی اعتقاد ہی کہ جسپر مین مرونگا اور اسی پر روز قیامت حشر کیا جاونگا انشاءاللہ تعالیٰ

باب سی و ششم کربلا مین پہونچکر حضرت امام حسین علیہ السلام کا بنام جناب محمد ابن حنفیہ کے خط لکھنا اور جواب اوس تعریض کا جو اِس خط سے بنا بر قول دشمنان دین بہ نسبت مصالحہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے پیدا ہوتے تھی اور خرید کرنا زمین کربلا کا

قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَقَدْ رَدَّهَا اِلیٰ خِدْرِهَا ابو مخنف کہتے ہین کہ جب حضرت زینبؑ کو ہوش آگیا تشفی اور تسلی دیکر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اونکو اپنے خیمے مین واپس کردیا یعنی خود وہ جناب اوس معظمہ کو لیجا کر اونکے خیمے مین بٹھا آئے اس اہتمام سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام پہ اوسوقت بڑی بے تابی تھی اور بڑا جوش محبت اپنی بہن کا تھا اور پھر آپ سے خیمہ مین ٹھیرا نگیا وَخَرَجَ اِلیٰ اَصْحَابِہٖ وَاَمَرَهُمْ اَنْ یُّقَرِّبُوا الْبُیُوْتَ فَقَرَّبُوْهَا سبحان اللہ کیا استقلال حضرت کا تھا اور نفس مطمئنہ اسی کو کہتے ہین کہ باوجود اوس ملال اور صدمہ کے آپ باہر تشریف لائے اور انتظام فرودگاہ کی نظر سے اصحاب کو فرمایا کہ سب خیمہ قریب قریب برپا کرو اون جوانمردون نے جیسا حکم تھا سب خیمہ ایسے قریب قریب برپا کیے کہ جیسا بعض روایات مین دیکھا گیا ہی کہ ایک خیمے سے دوسرے خیمے مین جانا باوقت ہوسکتا [illegible] کُنْ وَاقِفْ تِلْکَ الْبُیُوْتِ الْمُتَقَارِبَۃِ لَا بِنْعَۃ [illegible] آپ ہمارے فدا ہوان اون بزرگوارون پر جسکو ان خیمون مین جو قریب قریب نصب کیے تھے نودن سے زیادہ رہنا نصیب نہوا وَقَدْ کَانَتْ ضَجِیْجُ نِسَائِکُمْ وَحَنِیْنُ اَطْفَالِکُمْ تُفْعَلُ اِلیٰ جَوِّ السَّمَآءِ اور اونکی پردہ دار عورتون کی آواز اور بچون کے تڑپنے کی صدا آسمان تک پہونچتی تھی کَیْنَعَمُ مِنْهُمْ بِاَصْوَاتٍ عَالِیَۃٍ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ اَلْجُوْعُ اَلْجُوْعُ اونکی آوازین بلند ہو رہی تہین اور پیاس اور بہوک کی فریاد سنائی جاتی تھی وَعَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا وَرَدَ

جَدِّی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ بِکَربَلَا کَتَبَ اِلیٰ اَخِیہِ مُحَمَّدِ بنِ الحَنفِیَّۃ جناب امام باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب میرے جد مظلوم زمین کربلا پر پہونچے اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کے نام پر ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ ہی مِنَ الحُسَینِ ابنِ عَلِیٍّ عَلَیہِ السَّلَامُ اِلیٰ مُحَمَّدِ بنِ عَلِیٍّ وَالَّذِینَ عِندَہٗ مِن بَنِی ھَاشِم یہ خط حسین بن علی کا ہی بنام محمد ابن علی اور اون لوگون کے نام پر جو اونکے پاس بنی ہاشم موجود ہین اَمَّا بَعدُ فَاِنِّی قَد تَرَکتُ الدُّنیَا وَمَا فِیھَا وَانتَظَرتُ الشَّھَادَۃَ العُظمٰی بعد حمد و صلوۃ کے معلوم ہو کہ مین نے دنیا کو اور دنیا مین جو کچھ ہی سب کو ترک کردیا اور منتظر اوس شہادت کا ہون جو بہت بڑی شہادت ہی وَعَلِمتُ اَنَّ الدُّنیَا کَاَنَّھَا لَم تَکُن وَالاٰخِرَۃَ کَاَنَّھَا لَم تَزَل اور مین نے یقین کرلیا ہی کہ دنیا کبھی تھی ہی نہین یعنی مین کبھی دنیا مین آیا ہی نہ تھا اور آخرت کا استقدر یقین کیا ہی کہ ہمیشہ سے ہی آخرت ہی آخرت ہی وَاٰثَرتُ الاٰخِرَۃَ عَلَی الدُّنیَا وَالسَّلَامُ دنیا کو ترک کرکے آخرت کو اختیار کرلیا والسلام اَقُولُ ھٰذَا رَدٌّ عَلَی الَّذِینَ کَانُوا یَزعُمُونَ اَنَّ الحُسَینَ عَلَیہِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَرَادَ الخُرُوجَ طَلَبًا لِلخِلَافَۃِ وَالاِمَارَۃِ الدُّنیَوِیَّۃِ مین کہتا ہون کہ یہ کلام حضرت کا رد کرتا ہی اون لوگون کے کلام کو جنکو ایسا خیال تہا کہ آپ نے یزید پر خروج بغرض خلافت اور سلطنت دنیاوی کے فرمایا ہی کَمَا رَوَاہُ السَّیُوطِی فِی تَارِیخِ الخُلَفَاءِ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ لِلحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ لَا تَخرُج فَاِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَینَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ فَاختَارَ الاٰخِرَۃَ چنانچہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ابن عمر سے روایت کی کہ اوس نے جناب امام حسین علیہ السلام سے کہا آپ خروج نکرین اسلیے کہ آپ کے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے اختیار دیا تہا چاہو دنیا کو اختیار کرو چاہو آخرت کو پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا وَاِنَّکَ بَضعَۃٌ مِنہُ وَلَا تَنَالُھَا وَاعتَنَقَہٗ وَبَکیٰ وَوَدَّعَہٗ آپ بھی پارہ جسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین دنیا کبھی آپ سے موافقت نکریگی یہ کہکر ابن عمر حضرت سے لپٹ کر خوب رویا اور پہر حضرت کو رخصت کردیا فَکَانَ ابنُ عُمَرَ یَقُولُ غَلَبَنَا حُسَینٌ بِالخُرُوجِ

وَلَعَمْرِی لَقَدْ رَاٰی فِیْ اَبِیْہِ وَاَخِیْہِ عِبْرَۃً اِلٰی اٰخِرِہٖ ابن عمر ابعد اس دن کے ہمیشہ یہی کہا کرتا تھا کہ امام حسین علیہ السلام نے ہمارے مشورے کو نہ مانا اور اپنی رائے ہماری رائے پر خروج یزید پر غالب سمجھے حالانکہ مین اپنی زندگی کی قسم کہاتا ہون کہ جو کچھہ کوفیون نے اونکے باپ اور بہائی سے بدسلوکی کی تہی وہی اونکی عبرت کے واسطے کافی تہی آخر مین اس روایت کے اور بہت کچھہ ہی وَقَدْ کَتَبْنَا فِیْ رَدِّ مِثْلِ الْاَقْوَالِ بَابًا مُخْتَصًّا بِہٖ اور ہم نے ایسی ایسی باتین جو لوگ حضرت سے کہتے تھے اونکے رد مین ایک باب جداگانہ لکھا ہی وَاَمَّا ھٰھُنَا فَنَقُوْلُ مُجْمَلًا اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُرِیْدُ اَنْ تَرْکَ الدُّنْیَا وَاِیْثَارَ الْاٰخِرَۃِ کَمَا یَقُوْلُوْنَ جَھْلًا وَعَدَاوَۃً لَا یُمْکِنُ لِیْ خَاصَّۃً اِلَّا بِعَیْنِ مَا فَعَلْتُہٗ لیکن اس مقام پر مجملاً ہم اسیقدر کہتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ ترک دنیا اور اختیار آخرت کو جسطرح کہ یہ لوگ جاہل بنظر عداوت کے مجھسے کہتے ہین خاص کر مجھسے اسی طور پر ممکن تہا جسطرح مین نے کیا وَطَرِیْقُ تَرْکِہِ الدُّنْیَا بِاَنَّہٗ کَانَ مَاْمُوْرًا بِہٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ بِاَنْ یُقْتَلَ وَیَسْتَشْھِدَ فَیَعْلُوْ بِذٰلِکَ دِیْنُ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اور دنیا کے ترک کرنیکا طریقہ حضرت کے واسطے یہی تہا کہ آپ شہید ہوجائین اور آپ کی شہادت سے دین خدا بلند ہو اور قیامت تک قائم رہے بَقِیَ الْجَوَابُ عَنِ التَّعْرِیْضِ الَّذِیْ یَذْکُرُہٗ بَعْضُ الْمُبْغِضِیْنَ لِاَھْلِ الْبَیْتِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اب وہ جواب باقی رہا کہ بعض دشمنان اہل بیت حضرت کے اس کلام کو ایک طنز پر حمل کرتے ہین وَھُوَ اَنَّ الْحَسَنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ کَانَ بَایَعَ مُعَاوِیَۃَ اَوْ صَالَحَ مَعَہٗ فَکَانَ یُعْطِیْہِ مُعَاوِیَۃُ مِنَ الْحُقُوْقِ وَالْاَمْوَالِ الَّتِیْ تَخْتَصُّ بِذَوِی الْقُرْبٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور وہ اعتراض یہ ہی کہ چونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے بیعت یا صلح کرلی تہی اسی جہت سے وہ اموال اور حقوق جو اہل بیت رسالت کے مقرر تھے اونکو معاویہ بخدمت امام حسن علیہ السلام پہونچاتا تہا وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا لَمْ یُبَایِعْ یَزِیْدَ فَانْقَطَعَ عَنْہُ تِلْکَ الْاَمْوَالُ اور جناب امام حسین علیہ السلام نے چونکہ یزید سے بیعت نہین کی پس وہ آمدنی اموال کی بند ہوگئی فَکَاَنَّہٗ یُرِیْدُ مِنْ قَوْلِہٖ

اِنّی تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَ ھُوَ ذٰلِکَ پس آپ کا یہ کلام کہ مین نے دنیا کو ترک کیا اوس سے
یہ بات بھی نکلتی ہی کہ مین نے اون اموال کو لینا ترک کردیا وَفِیْہِ تَلْمِیْحٌ اِلٰی مَا فَعَلَہٗ
اَخُوْہُ اور اسمین ایک چشمک زنی بہ نسبت جناب امام حسن علیہ السلام کے پائی جاتی ہی
فَاَقُوْلُ اِنَّ فِعْلَ السِّبْطَیْنِ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ فِی الْقُعُوْدِ عَنِ الْجِھَادِ اَوِ الْقِیَامِ بِہٖ
لَہٗ مُضَاھَاۃٌ تَامَّۃٌ بِفِعْلِ جَدِّھِمَا مین کہتا ہون کہ دونون فرزند رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہاد نکرنا اور جہاد کرنا اسمین دونون کو پوری مشابہت ہی
فعل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فَکَمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ بَدَاْۃِ اَمْرِہٖ کَانَ یَتَّقِیْ مِنَ الْکُفَّارِ وَیَخْتَفِیْ تَارَۃً اِلَی
الْغَارِ وَ تَارَۃً اِلٰی شُعْبِ اَبِیْ طَالِبٍ پس جس طرح جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ابتدائے رسالت مین تقیہ فرماتے تھے کبھی غار مین پوشیدہ ہوئے اور کبھی شعب
ابی طالب مین چھپے وَتَارَۃً یُجَاھِدُ عَلَی الْکُفَّارِ وَیُقَاتِلُھُمْ فَکُلُّ مَا فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللہِ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ وَاجِبًا عَلَیْہِ مِنْ قِبَلِ اللہِ وَلَمْ یَفْعَلْ مَا فَعَلَہٗ
لِغَرَضٍ دُنْیَاوِیٍّ اور کبھی آپ کافرون پر جہاد کرتے تھے اور اون سے لڑتے تھے
اور جو کچھہ آپ نے کیا ابتدا انتہا مین وہی آپ پر خدا نے واجب کیا تھا کسی غرض دنیاوی
کی وجہہ سے کوئی فعل نہین کیا وَلٰکِنَّ اَعْدَائَہٗ مِنَ الْکُفَّارِ وَالْمُنَافِقِیْنَ کَانُوْا
یَرْمُوْنَہٗ فِیْ کِلْتَا الْحَالَتَیْنِ لیکن آپ کے دشمن کافر و منافق دونون حالتون مین
آپ پر تہمت کرتے تھے فَلَمَّا اتَّقٰی وَلَمْ یُعْلِنْ رَمَوْہُ بِاَنَّہٗ جَبَانٌ ضَعِیْفُ الْقَلْبِ
یَخَافُ عَلٰی نَفْسِہٖ جب آپ نے تقیہ کیا اور اظہار نبوت کا نفرمایا اوسوقت یہ عیب
لگاتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرپوک ہین ضعیف القلب ہین اپنی جان بچاتے ہین
وَلَمَّا بَرَزَ اِلَی الْجِھَادِ وَقَاتَلَ الْمُشْرِکِیْنَ طَعَنُوْا عَلَیْہِ بِاَنَّہٗ جَابِرٌ قَاھِرٌ طَالِبٌ
لِلْاِمَارَۃِ وَالسُّلْطَانِ جب آپ نے جہاد کیا اور قتل مشرکین پر آمادہ ہوئے اوسوقت
یہ کہتے تھے کہ یہ جابر ہین اور زبردستی کرتے ہین امارت اور سلطنت کے طلبگار ہین
کَذٰلِکَ تَدَبَّرْ یَا اَخِیْ مِنْ حَالِ سِبْطَیْہِ اسیطرح جناب حسنین کا بھی حال سمجھہ لینا چاہیے

بان الحسن علیہ السلام کما قعد رموہ بانہ صالح طلباً للدنیا ومیلاً للجوائز والعطایا
حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب خانہ نشینی اختیار کی اونکو دشمنون نے یہ کہا کہ آپنے
بطمع دنیا سے کی ہی کہ معاویہؓ سے روپیہ اور مال ملے والحسین علیہ السلام لما
ترک التقیۃ ولم یعط الدنیۃ فی ید یزید لکونہ حلیف الخمر مظہراً
للبدعات عدواً للمسلمین قاطبۃ رموہ بانہ خرج طالباً للریاسۃ وحرصاً
علی الدنیا جناب امام حسین علیہ السلام نے جو ترک تقیہ کیا اور اپنی آبرو یزید کے ہاتھ
مین ندی اسلیے کہ وہ شراب خوار تہا بدعتون کا اظہار کرتا تہا مسلمانون کا جانی دشمن
تہا آپ کو یہ عیب لگایا کہ ریاست اور سلطنت کے واسطے آپ نے خروج کیا ہی اور دنیا کی
حرص آپ پر غالب ہی فباللہ ولا عداء الذین کفاراً کانوا او منافقین خدا سے فریاد ہی
دشمنان دین کے ہاتہہ سے کافر ہون یا منافقین فہذا ما یقولہ الحسین علیہ السلام
من ترک الدنیا ولیس فیہ تعریض الی ما فہموہ ایسی بات کو حضرت امام حسین
علیہ السلام اس قول مین بیان فرماتے ہین اسمین وہ تعریض نہین ہی جسکو دشمنان خدا
سمجہہ رہے ہین بل ہو یقول انہ مامور من اللہ ومعاہد عن جدہ بانہ یترک
الدنیا بتکلیفہ الخاص بہ بلکہ آپ یہ فرماتے ہین کہ ترک دنیا جس طرح پر مین نے کیا ہی
خدا کا حکم اور معاہدہ میرے نانا کا یہی تہا کہ مین اپنی تکلیف خاص سے اس طور پر ترک
دنیا کرون گا اما الحسن علیہ السلام فانہ ایضاً ترک الدنیا وامرتہ لما صالح
فہو تکلیفہ المخصوص بہ لیکن جناب امام حسن علیہ السلام نے بہی دنیا اور امارت
دنیا کو ترک کیا جیسا معاویہ سے آپ نے صلح کر لی آپ نے اپنی تکلیف خاص پر عمل کیا
اما قول عبد اللہ بن عمر بان رسول اللہ اختار الاخرۃ فلا تدری ماذا اراد بہذا القول
عبد اللہ ابن عمر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ جو کہا کہ جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا اسکا مطلب میری سمجھ مین کچھہ نہین آتا
فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی بدو امرہ یتقی وفی آخرہ یجاہد
اسلیے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدا سے زمانہ نبوت مین تقیہ

فرماتے تھے اور آخر مین جہاد کرتے تھے وَاِنْ اَرَادَ الرَّجُلُ مَا کَانَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ
فِیْ بَدْوِ اَمْرِہٖ فَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَیْضًا مِنْ یَوْمِ شَہَادَۃِ اَخِیْہِ اِلٰی اَنْ مَاتَ
مُعَاوِیَۃُ لَمْ یَخْرُجْ فَکَانَ فِیْ بَدْوِ اَمْرِہٖ عَلٰی مَا کَانَ جَدُّہٗ عَلَیْہِ اگر عبداللہ ابن عمر کا
یہ مطلب ہے کہ جناب رسالت مآب نے ابتدائے زمانہ نبوت مین ترک دنیا کیا اور آخرت کو
اختیار کیا تہا پس جناب امام حسین علیہ السلام بھی جسدن سے حضرت امام حسن علیہ السلام
شہید ہوئے تا روز وفات معاویہ آپ نے بھی خروج نہین فرمایا اور خانہ نشین رہے
پس ابتدائے زمانہ امامت مین آپ کے وہی کیفیت رہی جو کیفیت جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترک دنیا مین تھے فَلَمَّا مَاتَ مُعَاوِیَۃُ خَرَجَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی یَوْمِ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْکَعْبَۃِ کَانَ عَلٰی ذٰلِکَ
الْمَنْہَجِ فَکَیْفَ یَکُوْنُ طَالِبًا لِلدُّنْیَا وَھُوَ عَلٰی سُنَّۃِ جَدِّہٖ پھر جب معاویہ کا انتقال
ہوگیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام مدینے سے نکلے اور مکہ معظمہ بھی آپ سے چھوٹا اوسوقت تک
تو آپ نے خروج بغرض جہاد نہین کیا تہا اور اپنے نانا کے طریقے پر تھے پھر طالب دنیا کیونکر
ہوسکتے ہین وَاِنْ کَانَ مُرَادُ الرَّجُلِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا
جَاھَدَ الْکُفَّارَ فَقَدْ اٰثَرَ الْاٰخِرَۃَ عَلَی الدُّنْیَا وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَیْضًا
سَلَکَ مَسْلَکَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ اَمْرِہٖ اور اگر عبداللہ ابن عمر
کا یہ مطلب ہے کہ جسوقت سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کیا
اوسوقت سے آپ نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو چھوڑا پس امام حسین علیہ السلام
نے بھی اخیر مین وہی کیا کہ جہاد پر آمادہ ہوئے فَکَیْفَ یَکُوْنُ الْمُتَّبِعُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی الْحَالَتَیْنِ مَذْمُوْمًا بِالْاٰخِرَۃِ طَالِبًا لِلدُّنْیَا جب حضرت
امام حسینؑ کو اول اور آخر دونون حالتون مین پیروی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تہی کیا سمجھکر عبداللہ ابن عمر نے آپ سے یہ کہا اور کس طرح جناب امام حسین
علیہ السلام معاذاللہ تارک آخرت اور طالب دنیا ہوسکتے ہین وَنَعُوْدُ اِلٰی مَا بَقِیَ مِنْ
حَالَاتِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَھُوَ اشْتِرَاءُ الْاَرْضِ وَھُوَ اَمْرٌ مَشْہُوْرٌ بَلْ مُتَوَاتِرٌ

اب ہم باقیماندہ حالات اس دن کے بیان کرتے ہین اور وہ خرید کرنا زمین کربلا کا جو
ایک نہایت مشہور بات ہو بلکہ متواتر ہو وَلٰكِنْ تِلْكَ الرِّوَايَةُ لَا تُوجَدُ فِي الْمَقَاتِلِ الْمَشْهُورَةِ
وَلَمْ اَظْفَرْ بِهَا اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا لیکن یہ روایت کسی کتاب مین بمضمون مندرج بحر المصائب
نہین پائی جاتی ہو اور آج تک مجکو اسکی سند نہین ملی وَقَدْ نَظَمَهَا الشُّعَرَاءُ قَدِيْمًا وَ
حَدِيْثًا شعراء مداح اہل بیت نے برابر اسکو ہر زبان مین نظم کیا ہو فَالْعَجَبُ كُلُّ
الْعَجَبِ اَنَّهُمْ كَيْفَ لَمْ يَذْكُرُوْهَا مَعَ ادِّعَاءِ بَعْضِ الْمُصَنِّفِيْنَ اَنَّهُمْ قَدِ اسْتَوْفَى
الْكَلَامَ فِيْ مَاٰثِرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَسٰى اَنْ يُرْشِدَنِي اللّٰهُ اِلٰى اَصْلٍ لَهَا
نہایت تعجب ہو کہ ایسی مشہور روایت کو ان لوگون نے ذکر نہین کیا اور شاید کہ
خدا کسی وقت مجکو اسکی اصل کسی کتاب مین بہم پونہچا دے اب تو مین بحر المصائب
سے اس روایت کو لکھتا ہون قَالَ فِيْ بَحْرِ الْمَصَائِبِ رَوٰى بَعْضُ عُلَمَائِنَا
رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ اَرْضَ كَرْبَلَا اَمَرَ بِاِحْضَارِ
اَهْلِ الْقُرٰى اَهْلِ نِيْنَوٰى بحر المصائب مین بعض علما سے روایت کی ہو کہ جسوقت
امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر پہونچے حکم دیا کہ باشندگان نینوی کو بلاؤ پس وہ
حاضر ہوئے قَالَ لَهُمْ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُقِيْمَ فِيْ اَرْضِكُمْ هٰذِهٖ وَاُحِبُّ اَنْ
اَجْعَلَهَا مَسْكَنِيْ ان سے فرمایا کہ مین تمہاری اس زمین پر رہنا چاہتا ہون اور
مجھے پسند ہو کہ اس زمین کو اپنا مسکن قرار دون فَاِنْ بِعْتُمُوْهَا عَلَيَّ كَانَ فِيْ
ذٰلِكَ لِيْ رِضَاءٌ اگر تم اس زمین کو میرے ہاتھ فروخت کرو اسمین میری
خوشنودی ہوگی فَقَالُوْا يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعْنَا
مِنْ اٰبَاءِنَا الْاَوَّلِيْنَ اَنَّ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاِبْرَاهِيْمَ وَغَيْرَهُمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ
وَالْوَصِيِّيْنَ لَمْ يَرِدْ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الْاَرْضِ اِلَّا وَقَدْ اَصَابَتْهُ
بَلِيَّةٌ عَظِيْمَةٌ وَمُصِيْبَةٌ فَخِيْمَةٌ اون لوگون نے عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم نے اپنے آبا و اجداد سے سنا ہو کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ
اور حضرت ابراہیمؑ وغیرہ اور نبی اور جو شخص اس زمین پر گذرا ہو بلائے عظیم اور مصیبت

زائد مین گرفتار ہوا ہی فاباہ وان تسکن فیہا آپ ہرگز اس زمین پر سکونت نہ اختیار کرین
فقال الحسین علیہ السلام کیف لا وقد جری بہ القضاء من یوم خلقت السموات
والثری فاشتری منہم النواحی التی فیہا البرکۃ والشفاء الی اربعۃ
امیال بستین الف درہم حضرت نے فرمایا کیونکر رہونگا قضائے الٰہی اس
بات پر اوسی دن سے جاری ہوئی ہی جسدن خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا یہ کہکر
آپ نے اون لوگون سے ساٹھہ ہزار درہم دیکر اون مقامات کو خرید کیا جن مین خدا نے
برکت اور شفا رکھی ہی اور مسافت اور پیمایش مین وہ زمین چار میل تک ہی وفیہا
قبر سید الانس والجان وقبور اصحابہ الی الآن اوسی متبرک زمین پر حضرت
امام حسین علیہ السلام کی ہی جو سردار اولاد آدم اور بنی جان کے ہین اور قبرین آپکے
اصحاب کی بھی اوسی زمین پر آج تک بنی ہوئی ہی ثم تصدق بہا علیہم بشرطین
بعد اوسکے اوس زمین کو اونھین لوگون پر وقف کر دیا دو شرطون سے احدہما ان
لا یزرعوا فیہا قط ایک شرط یہ ہی کہ اوتنی زمین پر جسکو آپ نے خریدی ہی کبھی کہیتی
نہ کرین وثانیہما ان یرشدوا الی قبرہ من یجیء من شیعتہ لزیارتہ ویضیفوہ
ثلاثۃ ایام اور دوسری شرط یہ فرمائی کہ جو آپ کا دوست زیارت قبر کے واسطے آئے
اوسکو نشان قبر بتلادین اور تین روز تک اوسکو اپنا مہمان رکھین فرضوا بہما ورجعوا
الی منازلہم وکان ذلک فی الیوم الثانی من المحرم اہل نینوی ان دونون شرطونپر
راضی ہوئے اور قیمت لیکر اپنے اپنے گھرون کو پلٹ آئے یہ معاملہ دوسری تاریخ محرم کی واقع ہوا تھا
بابی وامی ہذا الامام ما بقی بعد ذلک حیا فیہا الا سبعۃ ایام میرے ماں باپ فدا
ہون اس امام پر کس شوق سے اس زمین پر رہنے کے واسطے اسکو خرید فرمایا اور سات دن سے
زیادہ زندہ نرہے حتی قضی نحبہ عطشانا وظمانا ونادی مناد من السماء
الا قتل الحسین بکربلا تا اینکہ پیاسے شہید ہوگئے اوسوقت ایک منادی نے
آسمان سے ندا بلند کی کہ اسوقت زمین کربلا پر امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے اہل نینوی
کے اجساد مطہر کے دفن کرنے کی روایت ہم نے ایک باب جداگانہ مین لکھی ہے

باب سی و ہفتم تشنگی جناب امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت اور اصحاب اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی اور بیان چند معجزات کا

المشہور ان الحسین علیہ السلام منع من الماء من الیوم السابع او من اللیلۃ الثامنۃ مشہور تو یہی ہے کہ پانی آپ پر ساتوین تاریخ سے محرم کے دن کو یا وہ دن گذر کر آٹھوین شب سے بند کیا گیا وھو المستفاد من الزیارات المرویۃ عن الائمۃ علیہم السلام والروایات المتکثرۃ بعطشہ من یوم ولادتہ اور یہی پیاس چند روزہ اون زیارتون سے بہی سمجھی جاتی ہے جو آئمہ علیہم السلام سے روایت کی گئی ہین اور اون روایتون سے بہی ثابت ہوتی ہے جو بطور پیشین گوئی کے از روز ولادت امام حسین علیہ السلام تا روز شہادت منقول ہوئے ہین جل من الاخبار الواردۃ فی اخبار اللہ تعالی للانبیاء مثل آدم و موسی و عیسی علیہم السلام بلکہ اون روایتون سے بہی چند روزہ پیاس ثابت ہوتی ہے جن مین خدا نے اور انبیا کو جناب امام حسین علیہ السلام تا پیاسے شہید ہونے کی خبر دی ہے و ایضا یدل علیہ اقوال الحراس والمانعین للماء من اہل الکوفۃ ایضا وہ روایتین جن مین محافظان فرات کے اقوال منقول ہین جنھون نے پانی حضرت پر بند کیا تہا وہ بہی اسی پر دلالت کرتے ہین کہ تین روز تک پانی بند رہا فانھم کانوا یقولون یا حسین علیہ السلام ھذا ماء الفرات یموج فی البحر و یسقی منہ الدواب والانعام وانت لا تذوق منہ قطرۃ وہ سنگدل پکار پکار کر حضرت کا نام لیکر کہتے تھے کہ دیکھیے یہ آب فرات لہرین مار رہا ہے چرند و پرند اسکو پیتے ہین اور آپ کو ایک قطرہ بہی نہین ملتا ہے وکان ذلک اشد ھما وتلقا للحسین علیہ السلام واصحابہ حتی انہ دعا علیہم بما دعی یہ کلمات جگر خراش جناب امام حسین علیہ السلام اور اونکے اصحاب پر بہت گران گذرتے تھے یہان تک کہ آپ نے اون لوگون پر بد دعا فرمائی اور بعض ملاعنہ پر عذاب بہی نازل ہوئے

وَقَدْ اَفْرَدْنَا لِبَیَانِهٖ بَابًا مُفْرَدًا لِشُمُوْلِهٖ عَلٰی کَرَامَاتٍ وَّ مُعْجِزَاتٍ شَتّٰی ہم نے
اس باب کا ذکر ایک باب جداگانہ مین کیا ہی اسلیے کہ یہ بات چند کرامات اور معجزات پر
حضرت امام حسین علیہ السلام کی شامل ہی وَاَیْضًا یَدُلُّ عَلَیْہِ مَا تَکَلَّمَ بِہٖ اَصْحَابُ
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمَوْعِظَتُھُمْ لِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَشِمْرٍ وَغَیْرِھِمَا مُذْ یَوْمِ
السَّابِعِ اِلٰی یَوْمِ عَاشُوْرَا اور اسی تین دن کی پیاس پر جو گفتگو اصحاب امام حسین
علیہ السلام نے عمر سعد اور شمر وغیرہ سے کی ہی دلالت کرتی ہی اور جو وعظ اور نصیحت
اون بزرگون نے اشقیا امت کو ساتوین تاریخ سے تا روز عاشورا فرمائی ہے
اوس سے بھی یہی نکلتا ہی کہ پانی بند کیا ہی وَاَنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ بَعْدَ اِظْھَارِ کَوْنِہٖ
اِمَامًا حَقًّا اَنَّہٗ وَاَطْفَالَہٗ یَمُوْتُ عَطْشَانًا اسلیے کہ وہ برگزیدگان بارگاہ الٰہی پہلے
تو حضرت کے امام برحق ہونے کو بیان کرتے تھے اوسکے بعد یہ بھی کہتے تھے کہ وہ جناب
اور اطفال اوس جناب کی پیاس سے ہلاک ہوئے جاتے ہین وہ سچے تھے کبھی
جھوٹ نہین کہہ سکتے وَاَیْضًا کَلِمَاتُھُمْ حِیْنَ بُرُوْزِھِمْ لِلْحَرْبِ اَوْوُرُوْدِھِمْ
عَلَی الْفُرَاتِ وَعَدَمِ شُرْبِھِمُ الْمَاءَ تَاَسُّفًا عَلٰی کَوْنِہٖ وَاَطْفَالِہٖ عَطْشَانًا
تَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ اَیْضًا جو باتین بطور رجز کے اصحاب اور اہل بیت حضرت کے صف
جنگاہ مین کہتے تھے خواہ جب لڑتے لڑتے فرات پر پہونچ جاتے تھے اور بنظر وفاداری
پانی نہین پیتے تھے اسلیے کہ اونکو تاسف ہوتا تھا حضرت کی پیاس اور اطفال کے
یاد کرکے اور چلو مین پانی بھر کر پھینک دیتے تھے یہ روایتین بھی اسی پر دلالت کرتی
ہین کہ پانی تین روز سے بند تھا فَھِیَ رِوَایَاتٌ مُسْتَفِیْضَۃٌ بَلْ مُتَوَاتِرَۃٌ مَعْنًی
یہ سب روایتین اگر یکجا کیجائین تو انکا شمار سو سے زیادہ ہوتا ہی بلکہ یہ روایتین
حد تواتر کو پہونچ گئی ہین یعنی پیاس کا ذکر سب مین یکسان ہی گو اور مضامین پر
بھی شامل ہون وَظَنِّیْ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ مُکَلَّفًا بِذٰلِکَ الْعَطْشِ
مِنَ اللہِ تَعَالٰی وَکَانَ ھٰذَا مِنْ خَوَاصِّہٖ دُوْنَ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَصْحَابِ وَالْاَعِزَّۃِ
اور مجھے گمان یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام پیاسے رہنے پر خدا کی طرف سے

محکوم تھے اور تشنگی جس سے آپ کا امتحان ہوا خاص آپ کی ذات سے تھے دیگر اصحاب
اور عزیز آپ کے اوس خاص تشنگی مین محکوم نہین تھے وکما انہ لم یذق من الماء
قطرۃ لم یاکل من الطعام ایضا فان البلاء والامتحان العام انما یصدق
الا صفۃ ما ذکرناہ اور جسطرح آپ نے ایک زمانہ معین تک پانی نہین پیا کھانا بھی
نہین کھایا اسلیے کہ پورا امتحان تو اوسی وقت صادق آتا ہی جب آب و طعام دونون سے
آپ محروم رہے ہون وقد قال اللہ تعالی ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع
الی آخر الآیۃ وہی مفسرۃ فی الحسین علیہ السلام کماذکرناہ فی باب آخر
اور حق تعالی فرماتا ہی کہ ہم ضرور تمہارا امتحان کرین گے ایک بڑے خوف سے اور
بھوک سے یہ آیت شان مین جناب امام حسین علیہ السلام کی تفسیر کی گئی ہی چنانچہ اسکو
ہمنے ایک باب خاص مین لکھا ہی فالجوع المنصوص فی قولہ تعالی یلازمہ العطش
پس بھوک جسکی تصریح اس آیہ مین ہوئی ہو پیاس بھوک کو لازم ہی لان الجائع قل
ما یکون جائعا ولا یکون عطشانا اسلیے کہ ایسا بہت کم ہوتا ہو بلکہ نہین ہوسکتا
کہ آدمی بھوکھا ہو اور پیاسا نہو فکون الحسین علیہ السلام جائعا لا بدلہ فی
تلک البلاء من کونہ عطشانا پس اس امتحان مین بھوکھا رہنا حضرت امام حسین
علیہ السلام کا ضرور اس بات کو چاہتا ہی کہ آپ پیاسے بھی رہے ہون فان قلنا انہ
کان ناویا للصوم فیلزم اشکال صوم الوصال وھو محرم قطعا اگر ہم اسبات کے
قایل ہون کہ آٹھوین تاریخ سے آپ نے روزہ کی نیت کی تھی اور وہ روزہ عاشور تک
برابر رہا یہ تو قطعا حرام ہی اسلیے کہ صوم وصال لازم آتا ہی اور صوم وصال اسی کو کہتے
ہین کہ دن کو روزہ رکھے اور شب کو افطار نہ کرے اور صبح کو پھر رکھے ودفع ذلک الاشکال
ھین اس اعتراض کا دفع کرنا بہت آسان ہی اما اولا فانہ انما یلزم صوم
الوصال اذا قصد الصائم ونوی وصال صومہ بصوم یوم یتصل بعدہ
پہلا جواب یہ ہی کہ صوم وصال اوسوقت لازم آتا ہی جسوقت روزہ دار نیت کرے
اور نیت آج کا روزہ کلکے روزہ سے ملادونگا واذا نوی الصوم من طلوع الفجر

إِلَى غُرُوبِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَيَنْقَطِعُ صَوْمُهُ حِينَئِذٍ سَوَاءٌ أَفْطَرَ بِمُفْطِرٍ أَمْ لَمْ يُفْطِرْ
اور جسوقت روزہ دار یہ نیت کرے کہ مین روزہ صبح صادق سے غروب تک رکھونگا
پس روزہ اوسکا بروقت غروب شرعی کے تمام ہوجائیگا کوئی چیز روزہ شکن استعمال
کرے یا نہ کرے هٰذَا عَلٰى رَأْيِ مَنْ يَرَى أَنَّ الْإِفْطَارَ أَمْرٌ لَا يُحْتَاجُ فِيهِ إِلَى أَمْرٍ
سِوَى النِّيَّةِ بِقَطْعِ الصَّوْمِ حِينَ يَجِبُ أَنْ يُفْطِرَ اور یہ بات اوس تجویز پر ہی جسکے
نزدیک یہ بات ثابت ہوئی ہی کہ روزہ کا افطار اور کسی چیز پر موقوف نہین ہی سوا ے
اسکے کہ نیت کرے کہ جو زمانہ شرع مین روزہ کے واسطے مقرر ہی اوس زمانہ کے بعد
پہر مین روزہ سے نہونگا وَأَمَّا ثَانِيًا فَنَقُولُ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَدْ ذَاقَ شَيْئًا أَوْ شَرِبَ قَلِيلًا مِنَ الْمَائِعَاتِ الْمُبَاحَةِ الَّتِي يَقْطَعُ بِهَا صَوْمَهُ
حَذَرًا مِنْ صَوْمِ الْوِصَالِ اور جواب دوسرا یہ ہی مین کہتا ہون ممکن ہی کہ جناب امام حسین
علیہ السلام نے کوئی چیز چکہہ لی ہو یا کوئی چیز پتلی ایسی کسیقدر منہ مین ڈالی ہو جس سے
روزہ کا افطار ہوجاتا ہی بخوف اس امر کے کہ پے درپے روزہ رکہنے سے صوم وصال
نہ لازم آئے هٰذَا عَلٰى رَأْيِ مَنْ يُوجِبُ لِلْإِفْطَارِ فِعْلًا آخَرَ مِنَ الْمُفْطِرَاتِ یہ جواب
اوس تجویز پر ہی کہ سوا ے نیت کے کوئی اور فعل بھی ایساکرنا واجب ہی جس سے روزہ ٹوٹ
جاتا ہی مثل کہانے پینے وغیرہ کے وَقَدِ اتَّفَقَ ذٰلِكَ لِبَعْضِ أَصْحَابِ الْكِسَاءِ فِي زَمَنِ
حَيٰوةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ذٰلِكَ سَبَبًا لِنُزُولِ سُورَةِ
هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ الآیہ ہی روزونکا رکہنا زمانۂ حیات جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بعض اصحاب کسا یعنی جناب سیدہ علیہ السلام
اور جناب امیر علیہ السلام سے واقع ہوا تہا اور یہی سبب تہا سورۂ ہل اتی نازل ہونے کا
فَإِنَّهُمْ صَامُوا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَأَفْطَرُوا عَلَى الْمَاءِ اسلیے کہ اون بزرگوارون نے
تین دن روزہ پر روزہ رکھا فقط پانی پر افطار کیا فَجَزَاهُمْ رَبُّهُمْ بِمَا جَزٰى
وَأَنْعَمَ عَلَيْهِمْ بِتَشْرِيفَاتِهِ الَّتِي لَا حَدَّ لَهَا وَلَا مُنْتَهٰى خدا نے اون بزرگوارون
کو ان امتحانی روزون کی جزاے خیر پوری پوری عطا فرمائی اور انعام اپنے

اور عطائین اسقدر کین جنکی کوئی حد اور نہایت نہین ہی چنانچہ سورۂ دہر مین اونکی تفصیل وارد ہی ولکن فرقٌ بَیْنَ صِیَامِہِم المنذُورَۃِ وَبَیْنَ صِیَامِ الحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الطَّفِّ لیکن بڑا فرق ہی درمیان اون تین روزون کے جنکو اون بزرگوارون نے منت مان کر رکھا تھا اور ان فاقون مین جناب امام حسین علیہ السلام کے جو کربلا مین آپ نے کئے فَاِنَّہُم قَدْ اَطْعَمُوا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ مِسْکِیْنًا وَیَتِیْمًا وَاَسِیْرًا اسلیے کہ اون بزرگوارون نے اگرچہ تین روزے درپے روزے پر روزے رکھے مگر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ایک ایک روز کھانا ہی کھلایا اَمَّا الحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَکَانَ لَا یَتَمَکَّنُ اَنْ یُطْعِمَ اَطْفَالَہٗ فَضْلًا عَنْ یَتِیْمٍ اٰخَرَ مگر جناب امام حسین علیہ السلام پر وہ سخت حالت گذر رہی تہی کہ اپنے اطفال کو بہی کچھہ نہین کہلا سکتے تھے اور کسی یتیم کا دینا کیسا بَلْ کَانَ لَا یَقْدِرُ عَلٰی اَنْ یُدَاوِیَ اِبْنَہُ السَّجَّادَ وَیُعْطِیَ لَہُ الغِذَاءَ قَدْرَ مَا یَجِبُ مِنْہُ تَغْذِیَۃُ المَرْضٰی بلکہ آپ تو اسقدر مجبور تھے کہ اپنے فرزند علیل جناب زین العابدین علیہ السلام کو دوا نہین دے سکتے تھے اور جتنی غذا بیمار کو دینی واجب ہی وہ بہی آپ نہین دے سکتے تھے لٰکِنَّ المَعْرُوْفَ بِقَدْرِ المَعْرِفَۃِ مگر یہ بہی تو ہی کہ صلہ اور جزائے خیر بہی خدا کی طرف سے اوسیقدر زیادہ ملتا ہی جتنی بندہ کی معرفت یا عبادت زیادہ ہو فَالصَّبْرُ عَلَی البَلَاءِ لَمَّا کَانَ الیَوْمَ اَضْعَافًا فَالجَزَاءُ اَیْضًا مِثْلُہٗ پہر چونکہ صبر امام حسینؑ کا اور ثابت قدمی امتحانات الہی پر کربلا مین بہت زیادہ تھے جزا بہی اوسکی ویسی ہی خدا نے زیادہ عطا فرمائی اِنَّہُ قَدْ جَزَی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلَی الصِّیَامِ المَذْکُوْرَۃِ فِی سُوْرَۃِ الدَّھْرِ مِنَ الجَنَّۃِ وَالحَرِیْرِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ مِنْ نَعِیْمِ الجَنَّۃِ میری مراد یہ ہی کہ اون تین روزون کے صلہ مین خدا نے وہ چیزین عطا فرمائین جنکا بیان سورۂ دہر مین کیا ہی بہشت اور حریر وغیرہ اَمَّا صِیَامُ الحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَجَزَاءُ ھَا الشَّفَاعَۃُ الکُبْرٰی وَالنَّجَاۃُ الاُخْرَوِیَّۃُ لِاُمَّۃِ جَدِّہِ المُصْطَفٰی وَالاَمَانُ لِشِیْعَتِہٖ وَذُوَّارِہٖ مِنَ المَصَائِبِ وَالبَلَایَا اور جزا اور صلہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو

تین دن کی بھوک اور پیاس کا یہ ملا کہ شفاعت کبرا اور نجات بروز قیامت امت
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مصیبت اور بلاؤن سے امان تا روز قیامت
اون لوگون کو جو زیارت روضۂ مبارک کی کرین اور مطیع اور پیرو بھی حضرت
کے ہون وَبِالْجُمْلَةِ فَلَا رَيْبَ فِي كَوْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَمْنُوعًا عَنِ
الْفُرَاتِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّامِنَةِ اور خلاصہ یہ ہے کہ شب ہشتم جناب امام حسین
علیہ السلام فرات کے پانی سے بالکل منع کر دیے گئے تھے لَا سِيَّمَا مِنْ حِينِ
وُرُودِ الشِّمْرِ وَكَوْنِهِ عَيْنًا مَبْعُوثًا مِنِ ابْنِ زِيَادٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ خصوصاً
جسوقت سے شمر ملعون کربلا مین پہونچا جسکو ابن زیاد نے عمر سعد پر بطور مخبر کے
مقرر کرکے بھیجا تھا فَقَدِ اشْتَدَّ مَنْعُهُمْ لِأَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَمْلَئُوا
قِرْبَةً مِنْ مَاءِ الْفُرَاتِ اوسوقت سے بڑی شدت لشکر عمر سعد نے اس بارہ مین کی
کہ ایک مشکیزہ پانی کا بھی دریا فرات سے اصحاب حسین علیہ السلام کو بھرنے ند یتے تھے
عَدَا مَا رُوِيَ أَنَّ بَعْضَهُمْ قَدْ جَاءَ بِالْمَاءِ مُخْتَفِيًا أَوِ الْبَعْضُ مِنْهُمْ قَدْ تَيَسَّرَ
لَهُ الْمَاءُ لِكَوْنِ بَعْضِ الْحَرَسَةِ مِنْ أَقَارِبِهِ سوائے اوس شاذ و نادر
روایت کے جس مین یہ مذکور ہے کہ بعض اصحاب چھپ کر تھوڑا سا پانی لائے
خواہ بعض اصحاب کو تھوڑا سا پانی کسی وقت اس سبب سے ملگیا کہ محافظ گھاٹ کا
اس صحابی کے اقربا مین سے تھا وَيَظْهَرُ مِنْ تَضَاعِيفِ الرِّوَايَاتِ الْمَرْوِيَّةِ
فِي الْمَقَاتِلِ أَنَّ مَنْعَهُمْ لِلْمَاءِ كَانَ لَهُ أَقْوَى الْأَسْبَابِ أَنَّهُمْ لَعَنَهُمُ اللهُ
كَانُوا يَعْلَمُونَ مِنْ شَجَاعَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
روایات کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑا سبب اور قوی باعث پانی بند
کرنے کا حضرت پر یہی امر تھا کہ وہ ملعون آپ کی شجاعت اور اصحاب و اہل بیت
کے جانتے تھے فَعَظُمَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِذَا عَطِشُوا وَجَاعُوا ضَعُفَتْ
قُوَاهُمْ فَأَشْرَفُوا عَلَى الْهَلَاكِ یہ بات جانکر اون پر خوف عظیم طاری تھا اونھون نے
یہ خیال کیا کہ جب یہ لوگ پیاسے رہین اور بھوکے ہون کہ آب و غذا ان پر

بند کیجائے انکی جسمانی قوتین ضعیف ہوجائین اور قریب بہلاکت ہوجائین گے
فیکون قتالہم للاعداء اضعف واوہن تب انکی لڑائی مین ور دشمنون
سے مقابلہ کرنے مین ضعف اور سستی پیدا ہوجائے گی وھذا ھو الذی
دعاھم الی منع الماء من الیوم السابع اور یہی سبب ہے کہ اونہون نے
ساتوین تاریخ سے بہت بڑا اہتمام کیا اور پانی کو بند کیا اگرچہ ابن زیاد کا
حکم جسدن سے حر روانہ کیا تہا اوسی دن سے یہی تہا چنانچہ جو خطوط
حر کے نام پر آئے ہین سب مین یہی مضمون درج ہے لکن لما رجع حبیب بن
مظاہر عن الغاضریۃ وقد تفرق جماعۃ بنی اسد لقتالہم بالازرق
الشامی ومن معہ وانہزام بنی اسد لقلۃ عددہم لیکن جسوقت
سے حبیب ابن مظاہر رحمۃ اللہ غاضریہ سے پلٹ آئے اور جماعت بنی اسد
کے متفرق ہوگئے جن سے ازرق شامی اور اوسکے ہمراہی لوگ لڑے
تھے جو شمار مین زیادہ تھے اور بنی اسد کی جماعت بہت کم تہی وکان
ذلک فی اللیلۃ السابعۃ فنزل خیل بنی امیۃ مع الازرق
اللعین علی شاطی الفرات وحالوا بین الحسین علیہ السلام
وبین الماء یہ لڑائی چھٹی تاریخ کا دن گذر کے ساتوین شب کو ہوئی
اور لشکر یزید کا جسقدر ہمراہ ازرق شامی کے تہا کنارہ فرات پر
ٹھہر گیا یہی لوگ سب سے پہلے حائل ہوئے بیچ مین اوتر کر لشکر امام حسین
علیہ السلام اور دریاے فرات کے وذلک المنع وان لم یکن
بحکم امیر العسکر لخلو الروایۃ عن التصریح بذلک
لکن وقع اتفاقا ان لوگون کا پانی کو بند کرنا اگرچہ بظاہر
عمر سعد کے حکم سے نہتا اسلیے کہ اس روایت مین اس مضمون کے
تصریح نہین ہے لیکن اتفاقا ایسا واقع ہوگیا کہ وہ لوگ
کنارے فرات پر ٹھہر گئے

باب سی و ہشتم تاریخ ساتوین کو ایک پانیکا چشمہ اعجاز امام حسین علیہ السلام کے بر آمد ہونا

قَالَ فِي الْبِحَارِ وَاَضَرَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ فَاَخَذَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاْسًا
جب ساتوین شب کو ازرق شامی مع اپنے ہمراہیون کے حضرت پر [illegible]
فرمائی ہے کہ ساتوین تاریخ دن کو پیاس نے جناب امام حسین علیہ السلام اور اون کے
اصحاب پر زبون حالی پیدا کیے اور شدت پیاس کی ہوئی اوسوقت خود حضرت
امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھہ مین ایک بیلچہ اوٹھالیا وَجَاءَ اِلٰى وَرَاءِ الْخَيْمَةِ
فَخَطَا فِي الْاَرْضِ تِسْعَ عَشَرَ خُطْوَةً نَحْوَ الْقِبْلَةِ اور پشت خیمہ کی طرف تشریف لاے
اور انیس قدم گنکر قبلے کی طرف چلے ثُمَّ حَفَرَ هُنَاكَ فَنَبَعَتْ لَهٗ عَيْنٌ مِنَ الْمَاءِ
الْعَذْبِ اوس مقام پر حضرت نے تہوڑی سی زمین کہودی فوراً ایک چشمہ آب شیرین کا
جاری ہوا فَشَرِبَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشَرِبَ النَّاسُ بِاَجْمَعِهِمْ وَمَلَئُوا
اَسْقِيَتَهُمْ ثُمَّ غَارَتْ تِلْكَ الْعَيْنُ فَلَمْ يُرَ لَهَا اَثَرٌ اوس پانی کو حضرت نے
بہی پیا اور تمام آپکے ہمراہیون نے پیا اور مشکین بہالین سب بہرلین پہر وہ چشمہ
ایسا غایب ہوگیا کہ اوسکا نشان تک باقی نرہا اَقُوْلُ هٰذَا مِنْ كَرَامَاتِ مَوْلَانَا
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّتِيْ ظَهَرَتْ مِنْهُ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ مین کہتا ہون
کہ یہ بہی ایک بات معجزات سے جناب امام حسین علیہ السلام کے تہی جو آپ ہی کے
ہاتہہ پر ساتوین تاریخ محرم کی جاری ہوئی وَلَا يَقِلُّ مِنْ كَرَامَةِ وُقُوْفِ الْجِيَادِ يَوْمَ
وُرُوْدِهٖ فِي الطَّفِّ یہ معجزہ کچہہ کم نتہا اوس معجزے سے کہ آپ کے گہوڑے ٹہر گئے
تہے جسدن آپ زمین کربلا پر پہونچے ہین وَلَعَلَّهٗ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُنْدَرِجَةِ فِي
صَحِيْفَتِهِ الْخَاصَّةِ میرے گمان مین یہ بہی ایک خاص امر ہی منجملہ اون امور کے جو
آپ کے صحیفۂ خاص مین مندرج تہے وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ حَفْرِ الْاٰبَارِ كَمَا زَعَمَهٗ
اَتْبَاعُ ابْنِ زِيَادٍ اور یہ فعل حضرت کا کنوان کہودنے مین داخل نتہا جیساکہ ابن

زیاد کے تابعین نے خیال کر کے مجزی کی لِاَنَّ الْبِیْرَ الْمَحْفُوْرَۃَ لَا یَکُوْنُ حَفْرُھَا
مَشْرُوْطًا بِالشُّرُوْطِ الَّتِیْ اَوْفَاھَا الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ حَفْرِ الْعَیْنِ الْمَذْکُوْرَۃِ
اسلیے کنوئین کا کہودنا اون شروط پر موقوف نہین ہی جنکو اس چشمہ کے کہودنے مین حضرت
امام حسین علیہ السلام نے ادا کیا فَاِنَّ حَفْرَ الْبِیْرِ یُمْکِنُ فِیْ کُلِّ اَرْضٍ مِنْ کُلِّ اِنْسَانٍ
اسلیے کہ کنوان کہودنا ہر ایک زمین پر جو قابل کہودنے کے ہی ہر ایک انسان سے ممکن ہی
اَمَّا حَفْرُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِنَفْسِہٖ وَاَخْذُہٗ الْفَاسَ بِیَدِہِ الشَّرِیْفَۃِ
وَتَخَطِّیْہِ تِسْعَ عَشَرَ خُطْوَۃً نَحْوَ الْقِبْلَۃِ وَاِیْقَاعُ ذٰلِکَ وَرَاءَ الْخَیْمَۃِ فَکُلُّ ذٰلِکَ
دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ عَالِمًا بِوُجُوْدِ نَبْعِھَا ھُنَاکَ لیکن خود حضرت کا اس چشمہ کو کہودنا
اور اپنے ہاتہہ مین بلیچہ لینا اور اونیس قدم بجانب قبلہ چلنا اور پشت خیمہ پر اس فعل کو واقع
کرنا یہ سب باتین اسی پر دلالت کرتی ہین کہ آپ کو پہلے سے معلوم تہا کہ یہ چشمہ اس مقام پر
نکلیگا وَاَنَّہٗ لَا تَنْبَعُ اِلَّا اَنْ یَحْفِرَھَا بِیَدِہِ الشَّرِیْفَۃِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاءً لِیَدِہِ الَّتِیْ
حَفَرَ بِھَا تِلْکَ الْعَیْنَ اور یہ بہی آپ کو معلوم تہا کہ یہ چشمہ کبہی نہ برآمد ہوگا جب تک کہ آپ
بذات خاص اوس زمین کو نہ کہودین ہماری جانین فدا ہوجائین اون ہاتہون پر جن
ہاتہون سے آپ نے اس چشمہ کو کہودا تہا وَلَمْ یَاْمُرْ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِہٖ وَلَا اَہْلٍ اَخَصَّ
اٰثَرِ بَاتِہٖ کَالْعَبَّاسِ رَحِمَہُ اللّٰہِ وَغَیْرِھِمْ بِذٰلِکَ اور کسی شخص کو اپنے اصحاب مین سے
بلکہ اپنے خاص عزیزون مین سے مثل جناب عباس رحمہ اللہ وغیرہ کے اوس کے
کہودنے کا حکم ندیا حالانکہ جناب عباس رحمہ اللہ کا خاص یہ کام تہا ثُمَّ لَمَّا کَانَ
ذٰلِکَ مِنْ اَخَصِّ کَرَامَاتِہٖ فَلِذَا قَدْ اَظْہَرَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی یَدِہٖ لِیَعْلَمَ النَّاسُ
اَنَّہٗ عَالِمٌ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ پہر چونکہ یہ بات خاص آپ کی کرامات مین سے تہی
اسی واسطے خدا نے آپ ہی کے ہاتہہ پر اسکو ظاہر فرمایا تاکہ آدمیون کو معلوم ہوجائے
کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو زمین کے خزائن اور دفائن کا علم ہی وَھُوَ الْعِلْمُ
الْمَکْنُوْنُ وَالسِّرُّ الْمَصُوْنُ الْمَخْزُوْنُ الَّذِیْ لَا یُوْجَدُ اِلَّا عِنْدَ خَوَاصِّ اَوْلِیَائِہٖ
وَحُجَجِہٖ عَلٰی خَلْقِہٖ یہ علم پوشیدہ ہی اور راز محفوظ جو بطور امانت کے رہتا ہی

کسی کو حاصل نہین ہوتا بجز خاص اولیاء اللہ کے جو خلق خدا پر حجت ہوتے ہین و ایضاً یعلم مِن غَورِ العَینِ وَ اندِرَاسِ آثَرِهَا اَنَّ الحُسَینَ عَلَیهِ السَّلَامُ لَم یَکُن مَاذُوناً مِن عِندِ اللہِ اِلَّا اَن یَشرَبَ مِن مَائِهَا مَرَّۃً وَاحِدَۃً اَو فِی یَومٍ وَاحِدٍ اوس چشمہ کے غایب ہو جانے سے اور نشان مٹ جانے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو خدا کی طرف سے اتنی ہی اجازت تھی ایک مرتبہ خواہ ایک دن مین چند مرتبہ اوس پانی کو پئین وَهُوَ الیَومُ السَّابِعُ عِندِی وَفِی رَوضَۃِ الشُّهَدَاءِ اَنَّهُ الیَومُ الثَّامِنُ وَلَا یُسَاعِدُهُ الرِّوَایَاتُ الاُخرُ یہ ماجرا ساتوین تاریخ کا میرے نزدیک ثابت ہوا ہی اور روضۃ الشہدا مین آٹھوین تاریخ اسکی روایت کی ہی مگر اور روایتین روضۃ الشہدا کی روایت کو ضعیف کرتے ہین تحقیق یہی ہی کہ ساتوین تاریخ یہ معجزہ صادر ہوا وَمِن اَوضَحِ الدَّلَائِلِ عَلیٰ اَنَّ جَرَیَانَ المَاءِ مِن تِلکَ العَینِ بِاَدنیٰ تَعَبٍ لِحَفرٍ کَانَ مِن کَرَامَاتِهِ الخَاصَّۃِ بہت واضح دلیل یہ ہی کہ پانی اس چشمہ سے تھوڑی سی محنت کھودنے کی حضرت کو ہوئی اور چشمہ نکل آیا یہ خاص آپ کی کرامت کی بات تھی فَاِنَّ الاَرضَ الَّتِی کَانَت خَیمَتُهُ لَا یُمکِنُ حَفرُ البِئرِ فِیهَا اِلَّا نَادِراً اسلیئے کہ جس زمین پر آپ کا خیمہ نصب تھا اوسمین کنوان کھود کر پانی نکالنا شاذ و نادر کبھی اسمین کامیابی ہوتی ہی وَلَا یَجرِی المَاءُ فِی آبَارِهَا اِلَّا بَعدَ الکَدِّ الشَّدِیدِ وَالجَهدِ المُتعِبِ کَمَا هِیَ الآنَ کَذٰلِکَ اگر پانی کنوئین مین نکلتا بھی ہے تو بڑی محنت اور مشقت اور تعب کے بعد نکلتا ہی چنانچہ اب بھی وہ زمین موجود ہی وَقَد حَفَرَ العَبَّاسُ رَحِمَهُ اللہُ بِئراً بَعدَ ذٰلِکَ الیَومِ بِاِذنِ اَخِیهِ فَلَم یَخرُج مِنهَا المَاءُ فَطَمَّهَا رَوَاهُ اَبُو مِخنَفٍ جناب عباس رض نے بھی اسدن کے بعد یا آٹھوین تاریخ بحکم امام حسین علیہ السلام کے ایک کنوان کھودا اور بڑی محنت مشقت فرمائی مگر پانی نہ نکلا ناچار اوسکو پاٹ دیا یہ روایت ابو مخنف کی بھی دلالت کرتی ہی کہ شب ہشتم سے پانی حضرت کو نصیب نہین ا فَتَاَمَّل فِی هٰذَا فَاِنَّهُ مِن مُؤَیِّدَاتِ مَا نَحنُ بِصَدَدِهٖ اب غور کرنا چاہیے کہ اس روایت سے بھی تائید اسی بات کے ہوتی ہی کہ وہ چشمہ باعجاز امام حسین علیہ السلام ظاہر ہوا تھا سیّما اِذَا ضُمَّت اِلَیهِ عَیبُوبَۃُ العَینِ دَفعَۃً خصوصاً اگر اسکے ساتھ یہ بھی خیال کرو کہ ...

برآمد ہوکر اور دفعتہً غایب ہوگیا پھر اوسکی معجزہ ہونے مین کیونکر شک باقی رہ سکتا ہے
وَاِذْ قَدْ ثَبَتَ اَنَّ تِلْكَ الْعَيْنَ قَدْ نَبَعَتْ مِنْ كَرَامَاتِهٖ فَحَقِيْقٌ بِنَا اَنْ نَقُوْلَ وَنَرْجُوْ
مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَجْعَلَنِيْ فِيْ ذٰلِكَ الْقَوْلِ مِنَ الصَّادِقِيْنَ اَنَّ تِلْكَ الْعَيْنَ لَعَلَّهَا كَانَتْ مِنْ
عُيُوْنِ الْجَنَّةِ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ چشمہ آپ کے معجزہ سے برآمد ہوا اب لائق اور
سزاوار ہی ہم کہدین کہ یہ چشمہ چشمہاے جنت سے تہا اور خدا سے امید ہے کہ ہمکو اس کہنے مین
سچا کرے وَكَانَ شُرْبُ مَائِهَا لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰخِرَ الزَّادِ لَهٗ اور اسی چشمہ کا پانی آخری
توشہ تہا سفر آخرت کے واسطے امام حسین علیہ السلام کو ثُمَّ لَمْ يَشْرَبْ بَعْدَ شُرْبِ مَائِهَا
مِنْ مِيَاهِ الدُّنْيَا بعد اسکے پھر آپ نے اس دنیا کا پانی ایک قطرہ بھی نہین پیا وَبَقِيَ عَطْشَانًا
حَتّٰى سَقَاهُ جَدُّهٗ مُحَمَّدُنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ شَهَادَتِهٖ بِكَاسِهِ
الْاَوْفٰى اور پیاسے باقی رہے اوسوقت تک کہ پیاسے شہید ہوگئے اور آپکے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لبریز جام سے آب کوثر پلاکر آپکی پیاس بجھائی جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءً
لِلْعَطْشَةِ الَّذِيْ كَانَ يَحُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَالدُّخَانِ مین فدا ہوجاؤن اوس
پیاس پر جس نے کیفیت سدر کی پیدا کردی تہی یعنی دہوین سے اوس طرح آپکے آنکہون کے آگے اندہیرا
چہاجاتا تہا اور یہی معنی ہین اوس حدیث کے جو ہمارے بیان مین وارد ہے کہ آپکی پیاس نے ایسا
دہوان سینہ سے اوٹہتا تہا کہ آسمان کی درمیانی چیزین نظر سے چہپ جاتی تہین واضح ہو
کہ اس بیماری کا بخارات کی حرارت سے پیدا ہونا طبیب کو بخوبی معلوم ہے اور یہ ایسی بات
نہین ہے کہ جسمین طب کے قاعدہ سے کوئی شک کرسکے عام لوگ چونکہ اصلی معنی حدیث کے
نہین سمجھتے ہین اس حدیث کو سنکر بیہودہ باتین کہنے لگتے ہین وَكَيْفَ يَتَّصِفُ الْعَطْشُ
بِذٰلِكَ مَالَمْ يَكُنِ الْاِنْسَانُ عَطْشَانًا مُدَّةَ اَيَّامٍ اور کیونکر پیاس اس شدت کی ہوسکتی ہے
جس سے آدمی کی یہ صورت پیدا ہوجائے جو حدیث مین مذکور ہوئی جب تک کہ آدمی
چندروز پیاسا رہے اَمْ كَيْفَ يُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَشْرَبِ
الْمَاءَ مِنَ اللَّيْلَةِ الْعَاشِرَةِ اَوْ مِنْ صَبَاحِ يَوْمِ عَاشُوْرَا وَيَكُوْنُ عَطْشُهٗ مُسْتَدِرًّا
اور کیونکر ممکن ہے کہ آپ نے شب عاشور یا صبح عاشورا سے پانی نہ پیا ہو اور پیاس آپ کی

مرض سدر اور تاریکی چشم پیدا کرے فَاِنَّھَا مَعَاشِرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ شِعَارِنَا اللَّازِمَۃِ
الصَّوْمُ بِلَانِیَّۃٍ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَا اسلیے کہ ہم گروہ مومنین کے خاص مراسم ضروری مین یہ
بات داخل ہی کہ روز عاشورا کو روزہ بلانیت یعنی فاقہ کرتے ہین اور آب ودانہ سے
تا آخر عصر جو فاقہ شکنی کا وقت ہی باز رہتے ہین مَعَ اِشْتِغَالِنَا بِالْجَزْعِ وَالْبُکَاءِ وَغَیْرِ
ذٰلِکَ مِنْ اٰدَابِ التَّعْزِیَۃِ باوجودیکہ ہم لوگ نودن کی ماتمداری مین خستہ ہوکر خاص
بروز عاشورا بہی کسقدر رونے اور پیٹنے اور سینہ زنی اور دیگر لوازم تعزیت مین مصروف
ہوتے ہین وَلَا نَتَاَذّٰی مِنَ الْعَطَشِ مِعْشَارَ مَا وَرَدَ فِی الْاَحَادِیْثِ مِنْ اِضْرَارِ
الْعَطَشِ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور اسقدر تعب ورشقت اوٹہانے کے بعد ہملوگون کو
دسوان حصہ بہی پیاس کی وہ اذیت نہین پہونچتی ہی جو حضرت امام حسین علیہ السلام کو
پہونچی تہی اور احادیث مین مذکور ہی بَلْ نَصُوْمُ فِیْ اٰخِرِ الصَّیْفِ وَلَا نَتَاَذّٰی بِہٖ بلکہ
ہملوگ جیٹہہ کی گرمیون مین روزہ رکہتے ہین اور کچہہ زیادہ ایذا نہین پہونچتی ہے
مَعَ اَنَّ حَرَّ بِلَادِنَا لَا یَقِلُّ مِنْ حَرِّ ظَھَائِرِ الْعِرَاقِ بَلْ لَعَلَّہٗ فِیْ بَعْضِ بِلَادِنَا اَزْیَدُ
مِنْھَا باوجودیکہ گرمی ہمارے ملک کی خصوصًا دن دوپہر کے گرمی عراق کی گرمی سے کم
نہین ہی بلکہ بعض ہمارے شہرون کی گرمی کیا عجب ہو کہ وہان سے زیادہ ہو وَقَدْ ظَھَرَ
مِنْ کَوْنِ تِلْکَ الْعَیْنِ الْمَعْصُوْرَۃِ مِنْ عُیُوْنِ الْجَنَّۃِ سِرٌّ جَلِیْلٌ اس چشمہ کے بہشت
کے چشمون سے ہونے مین ایک اور بہی بڑا راز کہل گیا وَھُوَ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اَوَّلُ مَا شَرِبَ یَوْمَ وُرُوْدِہٖ فِی الدُّنْیَا حِیْنَ وُلِدَ ھُوَ اللَّبَنُ الَّذِیْ اَجْرَی اللّٰہُ عَیْنَہٗ
تَحْتَ لِسَانِ جَدِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وہ بہیدیہ ہی کہ پہلے روز دنیا مین
اگرچہ کچہہ جناب امام حسین علیہ السلام نے پیا جسدن آپ پیدا ہوئے ہین وہ دودہ پیا کہ
جسکا چشمہ خدانے آپ کے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کے نیچے جاری کیا تہا
اِظْھَارُ الْمُعْجِزَاتِ نَبِیِّنَا وَاِکْرَامًا لِوَلَدِہٖ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اس دودہ کے چشمے کے
جاری کرنے مین خدا کی مصلحت یہ تہی کہ معجزہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر ہو
اور عزت افزائی اون کے فرزند امام حسین علیہ السلام کی پوری ہوجائے ثُمَّ لَمَّا صَامَ الْحُسَیْنُ

فِی الطَّفِّ وَکَانَ ضَیْفُ اللّٰہِ مِنَ الْیَوْمِ السَّابِعِ وَکَانَ رَاحِلًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی پہر جب کربلا مین امام حسینؑ
نے روزہ رکہا اور ساتوین تاریخ سے مہمان خدا کے ہوئے اور جانی کا بہی ارادہ درگاہ قرب الٰہی
مین مصمم کرلیا تہا فَشَرِبَ مَاءً مِنْ مِیَاہِ الْجِنَانِ اٰخِرَ مَا شَرِبَ مِنْ اَیَّامِ حَیٰوتِہِ الْفَانِیَۃِ
اول روز جب دنیا مین آئے تو اوس چشمہ سے دودہ پیا کہ وہ بہی بہشت کا چشمہ تہا اور چلتے
وقت دنیا سے وہ پانی پیا کہ یہ بہی چشمہ چشمہاے بہشت مین سے تہا ثُمَّ شَرِبَ اَوَّلَ مَا شَرِبَ فِیْ
اَوَّلِ یَوْمِ حَیٰوتِہِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْکَاسِ الْاَوْفٰی مِنْ یَدِ جَدِّہٖ پہر بعد شہادت جب حیات جاودانی
آپ کو حاصل ہوئی پہلے دن اوس حیات کے وہ پانی پیا جو لبریز جام کوثر آپ کے نانا کے ہاتہہ مین تہا
عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَلِذٰلِکَ تَسْمَعُ اَنَّ الشَّہِیْدَ الْمُحْتَضَرَ فِی الطَّفِّ لَمَّا کَانَ یَاتِیْ الْحُسَیْنَؑ
لِلْوِدَاعِ فَہُوَ یُسَلِّمُ عَلَی الْحُسَیْنِ ۱۲ اسیواسطے رواتیون مین سنا ہوگا کہ جب کسی شہید کا وقت احتضار
آتا تہا اور جناب امام حسینؑ اوس وفادار کے رخصت کرنے کو تشریف لیجاتے تہے وہ شہید پہلے آنحضرت پر
سلام کرتا تہا وَیَقُوْلُ لَہٗ یَا حُسَیْنُ ھٰذَا جَدُّکَ مُحَمَّدُنِ الْمُصْطَفٰی ... وَبِیَدِہٖ کَاسٌ
الْاَوْفٰی لِیَسْقِیَکَ مِنْ مَائِہٖ بَعْدَ الشَّہَادَۃِ فَالْعَجَلَ الْعَجَلَ اور عرض کرتا تہا کہ یا حضرت یہ آپ کے نانا
محمد مصطفےٰ کہڑے ہوئے ہین آپ کو سلام کہرہے ہین اور دست مبارک مین ہی جام پانی سے بہرا ہوا لئے
ہین کے آپ کو بعد شہادت کے پلائین آپ جلد تشریف لائیے وَیَزِیْدُکَ فِیْ اِثْبَاتِ مَا اِدَّعَیْنَاہُ اَنَّہَا
مِنْ عُیُوْنِ الْجَنَّۃِ قَوْلُ الْحُسَیْنِؑ اور زیادہ ثبوت ہمارے اس دعویکا کہ وہ چشمہ چشمہای بہشت مین سے
تہا قول جناب امام حسینؑ کا کرتا ہی فَاِنَّہٗ قَالَ کُلَّمَا غَلَبَ عَلَیَّ الْعَطَشُ کُنْتُ اَشُمُّ السَّفَرْجَلَۃَ
عِنْدِیْ وَھِیَ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ فَیَسْکُنُ بِذٰلِکَ عَطَشِیْ آپ نے فرمایا ہی کہ جب مجکو پیاس کا غلبہ ہوتا تہا
مین اوس بہی کو سونگہہ لیتا تہا جو میوہ ہای بہشت مین سے میرے پاس تہی اوسکو سونگہنے سے کسیقدر میری
پیاس مین سکون ہوجاتا تہا وَالْمَقْصُوْدُ مِنْہٗ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَمَّا شَرِبَ مِنْ مَاءِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ لَمْ یَشْرَبْ مِنْ
مَاءِ الدُّنْیَا فَکَانَ یَشُمُّ ثِمَارَ الْجَنَّۃِ اور مطلب یہ ہی کہ خدا بہتر جانتا ہی کہ چونکہ آپنے چشمہ بہشت کا پانی پیا اور
اوسکے بعد دنیا کا پانی نہین پیا خوشبو بہی وہی سونگہی جو بہشت کی تہی دَبَقِیَ عَطْشَانًا مُسْتَعْجِلًا لِلشَّہَادَۃِ
لِیَسْقِیَ ... مَاءِ الْمُدَّخَرِ لَہٗ عِنْدَ جَدِّہٖ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمَا اور پیاسے باقی رہے اور جلدی کررہے تہے کہ شہید
ہوکر وہ ... ی بہشت کا پئین جو آ... کے نانا کے پاس موجود ہے ... امام خدا کا دونون بزرگوارونپر سلام

باب سی ونہم گیارہ ہزار آدمیون کا فرات پر پانی روکنے کے واسطے مقرر ہونا اور حضرت عباس رحمہ اللہ کا آٹھوین تاریخ کنوان کھودنا جس مین پانی نہین نکلا پھر کنوئین کو بند کر دینا

قَالَ الرَّاوِی وَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ اِلٰی حَمْرَالنَّمِرابْنِ زِیَادٍ كَتَبَ اِلَى ابْنِ سَعْدٍ اِنَّهٗ بَلَغَنِی اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَحْفِرُ الْاٰبَارَ وَیَسْقِیْ اَهْلَهٗ وَاَصْحَابَهٗ راوی کہتا ہے کہ جب اس چشمہ کے کھودنے کی خبر ابن زیاد کو پہنچی عمر سعد کے نام خط لکھا کہ مجکو خبر معلوم ہوئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کنوئین کھودتے ہین اور اپنی اہل بیت اور اصحاب کو پانی پلاتے ہین فَعَلَیْكَ بِالتَّضْیِیْقِ عَلَیْهِ وَمَنْعِهِ الْمَاءَ تجھپر واجب ہے کہ بہت تنگ گیری کرے اور پانی پینے سے اوس جناب کو منع کرے قَالَ اَرْبَابُ الْمَقَاتِلِ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ بَعَثَهٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لِحِرَاسَةِ الْمَاءِ هُوَ عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ فِیْ خَمْسِ مِائَةِ فَارِسٍ راویان حدیث نے کہا ہے سب سے پہلے پانی روکنے کے واسطے عمر سعد نے عمرو بن حجاج کو ہمراہ پانسو سوارون کے بھیجا فَنَزَلُوْا عَلَی الْمَشْرَعَةِ وَحَالُوْا بَیْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهٖ وَبَیْنَ الْمَاءِ اَنْ یَسْقُوْا یہ لوگ گھاٹ پر اوترے اور پانی حضرت امام حسین علیہ السلام اور اصحاب سے حضرت کے مانع ہوئے قُلْتُ لَمَّا كَانَ الْمَاءُ الَّذِیْ اَخَذَهٗ اَصْحَابُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْعَیْنِ الْمَحْفُوْرَةِ كَثِیْرًا فَلَعَلَّهٗ لَمْ یَفْرُغْ اِلٰی صَبَاحِ ذٰلِكَ الْیَوْمِ مین کہتا ہون کہ جو پانی اصحاب امام حسین علیہ السلام پکھالون اور مشکون مین اوس چشمہ سے بھر لیا تھا جو باعجاز جناب امام حسین علیہ السلام کے برامد ہوا تھا وہ بہت تھا شاید وہ پانی تمام دن ساتوین تاریخ اور آٹھوین کی صبح تک باقی رہا اَوْلَعَلَّ عَمْرَو بْنَ الْحَجَّاجِ لَمْ یَشْتَدَّ غَایَةَ الشِّدَّةِ عَلٰی مَنْعِهِ اِلَی الْ... یا شاید یہ بات ہو کہ آٹھوین شب کو اگرچہ وہ پانی چشمہ کا خرچ ہو گیا ہو مگر عمرو بن حجاج نے زیادہ شدت پانی روکنے مین نہ کی ہو فَلِهٰذَا لَا تُوْجَدُ رِوَایَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اِضْطِرَابِ الْعَطَشِ بِالْحُسَیْنِ ع

ويمنع معه بعد تأمره على حراسة الماء اسی واسطے کوئی روایت ایسی نہین پائی
جاتی ہی جس سے یہ بات پیدا ہو کہ عمر بن الحجاج کے مقرر ہونے کے بعد زیادہ ایذا پیاس
کی حضرت کو پہونچی ولا يبعد ايضا عن عبور عمر بن سعد الفرات ومشاورته
بالحسين عليه السلام كان ايضا يوهم بوقوع الصلح فلذلك لم يشددوا على منع الماء
اور یہ بھی کچھ بعید نہین ہی کہ عمر سعد کا فرات اوترکے آنا اور جناب امام حسین علیہ السلام سے
مشورہ کرنا عام لوگون کے خیال مین ایسا اثر پیدا کرتا ہو کہ اب صلح ہوئی جاتی ہی اس
سبب سے ان لوگون نے پانی روکنے مین زیادہ شدت نہ کی ہو ثم لما كتب خولى
الى ابن زياد ان عمر بن سعد يعبر الفرات يبسط بساطا يناجي مع الحسين
عليه السلام فكتب ابن زياد الى عمر بن سعد في ذلك پھر جب خولی نے
ابن زیاد کو خط لکھا کہ عمر سعد فرات اوترکر جاتا ہی اور فرش زین پوش وغیرہ بچھا کر
دیر تک مشورہ جناب امام حسین علیہ السلام سے کیا کرتا ہی اور کچھ نہین کہاتا کہ ان دونون
مین چپکے چپکے کیا باتین ہوتی ہین تب ابن زیاد نے عمر سعد کو اس بارہ مین لکھا وامره
ان يشدد على الحسين عليه السلام ويمنعه من شرب الماء فقد حرمته عليه
وفي بعض الروايات كما حرموا على التقي عثمان ابن عفان وحللته على الكلاب
والنصارى والخنازير اور حکم دیا عمر سعد کو کہ بہت تنگی سے پیش آئے اور پانی پینے سے
اوس جناب کو منع کرے مین نے فرات کا پانی پینا اوس جناب پر حرام کیا ہی اور بعض
روایات مین ابن زیاد کے خط مین یہ بھی مندرج ہی کہ جس طرح ان لوگون نے عثمان بن
عفان پر پانی بند کیا تھا اور اوس پانی کو مباح کیا مین نے سگ و نصاریٰ اور خوک پر
فلما قراه ابن سعد امر بحجر بن الحر وعقد له راية على الف فارس وفي البحار
اربعة الاف فارس جب اس خط کو ابن سعد نے پڑھا حجر بن حر کو حکم دیا اور دو ہزار
سوار پر اوسکو امیر مقرر کرکے اور بروایت بحار چار ہزار سوار اوسکے ہمراہ متعین کیے
وامره ان ينزل على مشرعة الغاضرية ويمنع الحسين عليه السلام واصحابه
عن الماء حجر ابن حر کو عمر سعد نے یہ حکم دیا کہ غاضریہ کے گھاٹ پر اوترے اور پانی کو

حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر بند کرے قُلْتُ وَهٰذَا الْحُرُّ بْنُ الْحُرِّ
كَمَا تَعْلَمُ اَنَّهٗ مَعَ اَبِيْهِ كَانَ مِنَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
میں کہتا ہوں کہ یہ حجر ابن حر اگر حر ابن یزید ریاحی کے بیٹے ہیں پھر تو یہ بروایت صاحب
نور العین اپنے باپ کے ہمراہ جناب امام پر جان اپنی فدا کرکے شہید ہوئے فَلَعَلَّهٗ وَحْدَهٗ
فِيْ زَعْمِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اِنْ كَانَ هَارِبًا سَالِمًا يُشَدِّدُ حَقَّ التَّشَدُّدِ فِيْ مَنْعِ الْمَاءِ
پس اگر یہ تنہا نگہبان فرات رہتا عمر سعد کو کچھ اس سے بخیال حالات اسکے باپ کی بدگمانی
ہوگی کہ یہ پورا پورا بندوبست پانی روکنے کا نہ کرتا فَلِهٰذَا اَبْعَثَ بَعْدَ تَاْمِيْرِهٖ شَبَثَ
ابْنَ رِبْعِيٍّ وَعَقَدَ لَهٗ رَايَةً عَلٰى اَرْبَعَةِ اٰلَافِ فَارِسٍ اسی بدگمانی کی نظر سے بعد روانہ
کرنے حجر ابن حر کے عمر سعد نے شبث ابن ربعی کو بھیجا اور ایک نشان کھڑا کرکے چار ہزار
سوار اس ملعون کے حوالہ کیے جن پر اسکو سردار مقرر کیا وَاَمَرَهٗ اَنْ يَنْزِلَ عَلٰى مَشْرَعَةٍ
وَيُضَيِّقَ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهٖ اور اسکو حکم دیا کہ ایک گھاٹ پر یہ بھی
اوترے اور بہت تنگی سے پیش آئے کہ پانی حضرت امام حسین علیہ السلام اور اونکے اصحاب تک
نہ پہونچنے پائے فَيَكُوْنُ عَدَدُ الْحُرَّاسِ اِلٰى ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَعْنِي الْيَوْمَ الثَّامِنَ مِنَ الْمُحَرَّمِ
عَلٰى رِوَايَةٍ سِتَّةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ وَعَلٰى رِوَايَةٍ ثَمَانِيَةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَمِائَةٍ
پس پانی روکنے والوں کا شمار آج کی تاریخ یعنی آٹھویں محرم تک بنابر ایک روایت کے
ساڑھے چھ ہزار اور بنابر دوسری روایت کے ساڑھے آٹھ ہزار تک پہونچتا ہے وَاِنْ
حَاسَبْنَا الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْاَزْرَقِ الشَّامِيِّ كَمَا مَرَّ فَيَكُوْنُ مَبْلَغُهُمْ مَا يَقْرُبُ اَحَدَ
عَشَرَ اَلْفًا اور اگر اون لوگوں کا بھی ہم حساب کریں جو ہمراہ ازرق شامی کے ساتویں
شب سے فرات پر ٹھہر گئے تھے اب تو قریب گیارہ ہزار کے انکا شمار پہونچے گا
وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ مَنْ مَعَهٗ لَا يَزِيْدُ مَبْلَغُهُمْ عَلَى الْمِائَةِ اور جناب
امام حسین علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے سو آدمی سے زیادہ نتھے فَظَنِّيْ اَنَّهٗ
لَمْ يَبْقَ مَشْرَعَةٌ مِنْ مَشَارِعِ الْفُرَاتِ اِلَّا وَقَدْ اَحَاطُوْا بِهٖ وَيَكُوْنُ وُرُوْدُهُمْ
عَلَيْهَا اِلَى الْفَرَاسِخِ مجھے تو یہ گمان ہے کہ اب کوئی گھاٹ دریاے فرات کا باقی نہ رہا ہوگا

کہ جسکو ان اشقیانے گہیر لیا ہوا اور کئی فرسخ تک گروہ انکا اوترا ہوا ہوگا ثُمَّ بَعْدَ
وُرُوْدِ هٰذَیْنِ الْاَمِیْرَیْنِ قَدْ نَادٰی عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ کَمَا فِی التَّہْذِیْبِ الْمُدَابِ
یَا حُسَیْنُ هٰذَا الْمَاءُ یَلِغُ فِیْهِ الْکِلَابُ پہر بعد پہونچنے ان دونون شخصون کے یعنے حجر
ابن حر اور شبث ابن ربعی کے عمرو بن الحجاج نے باآواز بلند پکار پکار کہا جیسے کہ کتاب
تہذیب مین یہ روایت کی ہے کہ اے حسین علیہ السلام یہ پانی فرات کا دیکہیے کہ اسمین سے
کتے پی رہے ہین وَیَشْرَبُ مِنْهُ الْخَنَازِیْرُ السَّوَادِ وَالذِّیَابُ وَلَا تَذُوْقُ مِنْهُ
قَطْرَةً حَتّٰی تَذُوْقَ الْحَمِیْمَ اور اسمین خنزیر اور بہیڑیے اس مین پیتے ہین اور تمکو ایک
قطرہ اسمین سے نملیگا تا اینکہ آب گرم دوزخ کا تمکو نصیب ہو وَکَانَ سَمَاعُ مِثْلِ
هٰذَا اَشَدَّ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ مَنْعِ الْمَاءِ لِاَنَّهٗ کَانَ مُحَصَّلَ کِتَابَةِ ابْنِ
زِیَادٍ اس کلام تلخ کا سننا جناب امام حسین علیہ السلام پر زیادہ ناگوار تہا بہ نسبت
اسکے کہ اونہون نے پانی بند کر دیا تہا اسلیے کہ یہ مضمون خلاصہ تحریر ابن زیاد کا تہا جو
عمر سعد کے نام پر اوسنے لکہی تہی وَکَوْنُهٗ اَشَدَّ عِنْدِیْ مِنْ وَجْهَیْنِ اَحَدُهُمَا نِسْبَةُ
الْکِذْبِ اِلَیْهِ فِیْمَا جَرٰی عَلٰی عُثْمَانَ اس کلام کا زیادہ ناگوار ہونا حضرت پر میرے
نزدیک دو سبب سے تہا ایک تو یہ کہ ایک جہوٹہ کی نسبت آپ کی طرف کی گئے تہی جو
واقعہ عثمان پر اور لوگون کے ہاتہ سے گذرا ہو وَالثَّانِیْ اَنَّ دَمَهٗ کَانَ مِنْ دَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَحْمَهٗ مِنْ لَحْمِهٖ اور دوسرا سبب ناگواری کا یہ تہا کہ خون
امام حسین علیہ السلام کا خون سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا
ہوا تہا اور گوشت آپ کا حضرت کے گوشت سے اوگا تہا وَقَدْ عَدَّهُ اللَّعِیْنُ لَعَنَهُ اللّٰهُ
فَاهُ عَلٰی زَعْمِهِ الْبَاطِلِ ذَائِقًا الْحَمِیْمَ وَذَکَرَ مِنْ رِیِّ الْکِلَابِ وَالْخَنَازِیْرِ وَالذِّیَابِ
اور اس ملعون نے خاکش بدہن اپنے گمان باطل مین حضرت کی نسبت آب حمیم پینے کا
ذکر کیا اور کتے اور سور اور بہیڑیے کے سیرابی بیان کی آہ آہ قَدْ ذَابَ قَلْبِیْ حِیْنَ نَقْلِ
تِلْکَ الرِّوَایَةِ بِاَلْفَاظِهَا وَلٰکِنْ لَا یَجُوْزُ التَّصَرُّفُ وَالتَّبْدِیْلُ فِیْ نَقْلِ الرِّوَایَةِ
ہائے ہائے دل تو میرا گہل کر خون ہو گیا اس روایت کے پورے بیان کرنے مین مگر

کیا کرون روایت کے نقل کرنے مین تبدل و تصرف جایز نہین ہی ھٰذا وقال ابو مخنف
وَاشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ فَدَعٰى بِاَخِيْهِ الْعَبَّاسِ
یہ بیان تو گھاٹ روکنے کے بندوبست کا ہوچکا اب روایت ابو مخنف کی یہ ہی کہ پیاس
کی جناب امام حسین علیہ السلام اور اون کے اصحاب اور اولاد پر شدت ہوئی پس اپنے
بھائی حضرت عباس رحمہ اللہ کو بلایا وقال یَا اَخِیْ اِجْمَعْ اَهْلَ بَيْتِكَ وَاحْفِرُوْا بِئْرًا
فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَمْ يَجِدُوْا فِيْهَا مَاءً اَقْطَمُوْهَا فرمایا حضرت نے کہ اے بھائی عباس رح
اپنے عزیزون کو جمع کرو اور سب ملکر ایک کنوان کھودو چنانچہ اون سعادتمندون نے
ایک کنوان کھودا وہ اندھا کنوان نکلا پانی اوسمین برآمد نہوا لہذا اوسکو پاٹ دیا اور مٹی
برابر کردی فَلَحِظَهُمُ الْعَطَشُ فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْعَبَّاسِ يَا اَخِيْ اِمْضِ
اِلَى الْفُرَاتِ وَاْتِنَا شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ اس کنوئین کھودنے کے بعد پیاس کا اور غلبہ
اون سب پر ہوا جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباس رحمہ اللہ سے فرمایا کہ
اے بھائی اب تم فرات پر جاکر جس طرح بنے تھوڑا سا پانی لاؤ اب خیال کرنا چاہیے کہ گیارہ ہزار
آدمی پانی روکنے پر مقرر ہین فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ سَمْعًا وَطَاعَةً جناب عباس رحمہ اللہ
نے عرض کی کہ بسر و چشم ابھی جاتا ہون قَالَ فَانْضَمَّ اِلَيْهِ رِجَالٌ راوی کہتا ہے کہ
حضرت نے جناب عباس کے ساتھ اور بھی چند جوانمرد کئے فَصَارَ الْعَبَّاسُ اِلٰى اٰخِرِ
الرِّوَايَةِ پس جناب عباس رحمہ اللہ نہر فرات پر گئے تا آخر اس روایت کے
وَيَظْهَرُ مِنْ تِلْكَ الرِّوَايَةِ اَنَّ الْعَبَّاسَ رح قُتِلَ فِيْ تِلْكَ الْبَعْثَةِ وَلَمْ يَاْتِ بِالْمَاءِ
اس روایت سے ابو مخنف کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اسی لڑائی مین جناب عباس رح شہید
ہوگئے اور پانی نہ لاسکے وَهُوَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ لٰكِنَّهُ بَعِيْدٌ لَا يُسَاعِدُهُ الرِّوَايَاتُ
الْمَشْهُوْرَةُ الْمُسْتَفِيْضَةُ اور اس واردات کو ابو مخنف نے نوین تاریخ دن کی
حالات مین لکھا ہی لیکن یہ بات تحقیق سے دور ہی اور روایتین جو مشہور اور قریب
تواتر کے ہین اس روایت سے ابو مخنف کے موافقت نہین کرتین بَلِ الصَّحِيْحُ
مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ مُوَرِّخُ اَهْلِ الْبَيْتِ اَنَّهُ قَدْ ضَيَّقَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ

عَلَیْھِمْ غَایَۃَ التَّضْیِیْقِ بلکہ صحیح وہی روایت ہی جسکو محمد ابن ابی طالب جو تاریخ دان
اہل بیت کے ہین اونہون نے روایت کی ہی کہتے ہین عمر سعد نے جناب امام حسینؑ
اور اونکے ہمراہیون پر حد سے زیادہ تشدد کیا اور میرے نزدیک یہ بیان محمد ابن ابی طالب
کا آٹھوین تاریخ دن کے معلوم ہوتا ہی فَلَمَّا اشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَیْنِؑ دَعٰی بِاَخِیْہِ
الْعَبَّاسِ فَضَمَّ اِلَیْہِ ثَلَاثِیْنَ فَارِسًا وَعِشْرِیْنَ رَاجِلًا وَبَعَثَ مَعَہٗ عِشْرِیْنَ
قِرْبَۃً پس جب پیاس کی جناب امام حسینؑ پر شدت ہوئی اپنے بھائی جناب عباسؑ کو
بُلایا اور تیس سوار اور بیس پیدل آپ کے ہمراہ کئے اور بیس مشکین ساتھ کردین
فَاَقْبَلُوْا جَوْفَ اللَّیْلِ حَتّٰی دَنَوْا مِنَ الْفُرَاتِ یہ سعادتمند قریب نصف شب کے روانہ
ہوئے تا اینکہ قریب فرات کے پہونچے قَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ مَنْ اَنْتُمْ فَقَالَ
رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِؑ یُقَالُ لَہٗ ھِلَالُ بْنُ نَافِعِ الْبَجَلِیُّؒ اِبْنُ عَمٍّ لَکَ
جِئْتُ اَشْرَبُ مِنْ ھٰذَا الْمَاءِ عمرو بن الحجاج جو سب سے پہلے پانی روکنے کو مقرر ہوا تھا
جس ملعون کی سخت کلامی ابھی اوپر کی روایت مین گذر چکی ہی اوسنے پکار کر کہا کہ تم
کون لوگ ہو جو فرات پر آئے ہو ایک شخص نے اصحاب امام حسینؑ سے جنکا نام ہلال ابن نافع
تھا اونہون نے جواب دیا کہ تیرا ابن چچا زاد بھائی ہون پیاسا ہوکر فرات سے پانی پینے
آیا ہون فَقَالَ عَمْرٌو اِشْرَبْ ھَنِیْئًا فَقَالَ وَیْحَکَ تَاْمُرُنِیْ اَنْ اَشْرَبَ وَالْحُسَیْنُ ابْنُ
عَلِیٍّؑ وَمَنْ مَعَہٗ یَمُوْتُوْنَ مِنَ الْعَطَشِ عمر ابن الحجاج نے کہا کہ پانی پیو گوارا ہو تمکو پانی پینا
ہلال ابن نافع کہنے لگے واے ہو تجھپر اے شقی مجھے پانی پینے کی اجازت دیتا ہی ایسے وقت کہ جناب
امام حسینؑ اور اونکے ہمراہی پیاس سے مرے جاتے ہین فَقَالَ عَمْرٌو صَدَقْتَ وَلٰکِنْ اُمِرْنَا
بِاَمْرٍ لَا بُدَّ اَنْ نَنْتَھِیَ اِلَیْہِ عمرو بن حجاج نے کہا کہ جو کچھ تم بیان کرتے ہو سچ ہی مین بھی
جانتا ہون لیکن ہم لوگون کو جو حکم ہوا ہی ضرور ہی کہ اوسکی بجا آوری ہم کرین اور انتہا تک اوسکو
انجام دین فَصَاحَ ھِلَالٌ بِاَصْحَابِہٖ فَدَخَلُوا الْفُرَاتَ ہلال ابن نافع اپنے ہمراہیون کو پکارے
کہ اس مردود کے روکنے سے نہ رکو پس وہ سعادتمند فرات مین داخل ہوئے مجھے ایسا گمان ہی
کہ جن لوگون کے پاس مشکین تھین وہ لوگ فرات مین داخل ہوئے فَصَاحَ عَمْرٌو بِالنَّاسِ

فَاقْتَتَلُوْا قِتَالاً شَدِيْداً اور پھر عمرو بن حجاج نے اپنے ہمراہیونکو للکارا پس دونون گروہ مین جنگ عظیم واقع ہوئی
فَكَانَ قَوْمٌ يُقَاتِلُوْنَ وَقَوْمٌ يَمْلَئُوْنَ حَتّٰى مَلَئُوْهَا وَلَمْ يُقْتَلْ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِؑ اَحَدٌ یہ لڑائی اس انداز سے ہوئی
کچھ لوگ اصحاب جناب امام حسینؑ مین سے لڑتے تھے اور کچھ لوگ پانی بھرتے تھے یہانتک کہ سبھون نے مشکین بھر لین اور ایک
شخص بھی اصحاب مین سے شہید نہین ہوا ثُمَّ رَجَعَ الْقَوْمُ اِلٰى مُعَسْكَرِهِمْ فَشَرِبَ الْحُسَيْنُؑ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ
فَلِذَا اُسَمِّيَ الْعَبَّاسُ سَقَّاءً بعد پانی بھر لینے کے وہ پچاس سوار ہمراہ جناب عباسؑ کے پانی لیے ہوئے اپنے
فرودگاہ لشکر کی طرف پلٹ آئے حضرت امام حسینؑ نے بھی پانی پیا اور کل ہمراہیون نے بھی آپ کے وہی پانی
پیا اسی کچھ پانی لانے کی جہت سے جناب عباسؑ کا لقب سقا ہوا ہی سقا کے معنی بڑے پلانے والے کے ہین
اور مبالغہ اسوجہ سے ہوا کہ ایسے وقت پانی لانا بڑی جوانمردی کا کام تھا قُلْتُ اَمَّا قَوْلُ الرَّاوِيْ فَشَرِبَ الْحُسَيْنُؑ
فَاِنِّيْ لَا اَرْضٰى بِهٖ كَمَا قُلْتُ فِيْمَا سَبَقَ مین کہتا ہون کہ یہ راوی کا کہنا کہ حضرت امام حسینؑ نے بھی پانی پیا اسکو
مین پسند نہین کرتا ہون چنانچہ اسکی دلیل مین اوپر لکھ چکا ہون اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ پانی تمام موجودین کو اگر
کافی ہوا ہو تو ایک مرتبہ سے زیادہ کافی نہوگا فَهٰذَا بِنَاءٌ مِنْهُ عَلٰى ظَاهِرِ الْحَالِ وَاِلَّا لَمْ يُنْقَلْ بِذٰلِكَ راوی نے ظاہر حال پر
بنا کر کے یہ بات کہی ہی اور اگر وہ سکو اوسکے اسرار پر اطلاع ہوتی جنکو ہمنے اوپر لکھا ہی تو ایسا نکہتا فَاَمَّا شُرْبُ غَيْرِهٖ فَلَا اَرٰى فِيْهِ
بَاْسًا لیکن سوائے جناب امام حسینؑ کے اور لوگونکا پینا اسمین مجھکو کچھ تامل نہین ہی وَلَعَلَّ السَّبَبَ فِي اخْتِيَارِنَا مَعَاشِرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اللَّيْلَةَ التَّاسِعَةَ مِنْ خَصَائِصِ سَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ وَمَا يَنْذُرُوْنَ فِيْهَا مِنَ النُّذُوْرِ وَيَطْبَخُوْنَ الْمَطَاعِمَ هُوَ
كَوْنُهٗ مُنْشَرِّفًا بِذٰلِكَ الشَّرَفِ اور شاید یہ طریقہ ہم لوگونکا جو شیعیان اہلبیت سے ہین اور آٹھوین تاریخ دن گذر کر رات کو
حاضری کی مجلسین مین نذر و نیاز خاص جناب عباسؑ کے اسی شب کو کرتے ہین اسکی وجہ یہی ہی کہ اوس شب کو حضرت عباسؑ نے یہ شرف پایا
کہ منصب سقا ہونیکا آپ کو ملا وَقَدْ رُوِيَ فِيْ نُوْرِ الْعَيْنِ اَنَّهٗ اسْتُشْهِدَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اور کتاب نور العین مین یہ
روایت کی ہی کہ جناب عباسؑ آٹھوین تاریخ شہید ہوگئے وَهِيَ رِوَايَةٌ غَرِيْبَةٌ لَا مُسْتَنَدَ لَهَا فِيْ
كُتُبِ اُخَرَ مِنَ الْمَقَاتِلِ یہ ایک شاذ روایت ہی جسکا پتہ اور کتابون مین نہین ملتا ہی وَبِالْجُمْلَةِ اِنْ صَحَّتْ
تِلْكَ الرِّوَايَةُ فَهٰذَا الْمَاءُ الَّذِيْ اَتَاهُ الْعَبَّاسُ يُمْكِنُ بَقَاءُهٗ اِلٰى صَبَاحِ يَوْمِ تَاسُوْعَا اگر یہ روایت محمد ابن
ابی طالب کی صحیح ہو کہ جناب عباس نوین شب کو پانی لائے تو یہ پانی بھی صبح تک نوین تاریخ کے باقی نہین رہ سکتا ہی اَيْضًا
اَلرِّوَايَةُ الَّتِيْ رَوَاهَا ابْنُ نَمَا عَنْ سُكَيْنَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ مُسْلِمَةٌ لَهَا اَنَّهَا لَا تَدُلُّ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ لیکن وہ روایت جسکو
ابن نما رحمہ نے مثیر الاحزان مین نقل کیا ہی جناب سکینہ سے وہ بھی اسکی صحت پر دلالت کرتی ہی اگر اس روایت سے پانی لانا شب نہم ثابت ہو

باب چہلم بروایت جناب سکینہ بریرہ ہمدانی کا نوین تاریخ شب کو پانی لانا جسکو ابن نما رحمہ نے روایت کی ہے

قَالَتْ سُکَیْنَۃُ عَزَّ مَائُنَا فِی التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ حَتّٰی کَظَّنَا الْعَطَشُ جناب سکینہ علیہ السلام فرماتی ہین کہ نوین تاریخ محرم کی تو اسقدر پانی کی کمی ہم لوگون پر ہوئی کہ پیاس سے ہلاکت کی نوبت پونہچائی حَتّٰی نَفَدَ الْمَاءُ کُلُّہٗ وَخَلَتِ الْاَوَانِیْ وَجَفَّتِ الْقِرَبُ الَّتِیْ فِیْہَا الْمَاءُ حَتّٰی یَبِسَتْ مِنْ شِدَّۃِ الْحَرِّ بالکل پانی نرہا اور سب برتن خالی ہوگئے مشکین جن مین پانی رہتا تہا وہ بہی بالکل سوکہ گئین کہ جو رطوبت مشک مین چمڑے کے بہیگنے سے پیدا ہوتی ہی گرمی کی شدت سے وہ بہی جاتی رہی فَلَمَّا اَمْسَی الْمَسَاءُ عَطِشْتُ اَنَا وَبَعْضُ فِتْیَانِنَا جب شام قریب ہوئی مجھے پیاس زیادہ لگی اور چند اور بہی لڑکے پیاسے ہوئے وَقُمْتُ اِلٰی عَمَّتِیْ زَیْنَبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُخْبِرُہٗ بِعَطَشِنَا لَعَلَّہَا اِدَّخَرَتْ لَنَا مَاءً مین اپنی پہوپہی زینب علیہ السلام کے پاس گئے کہ اونکو اپنی پیاس کی خبر دون شاید اونہون نے ہم لڑکون کے واسطے کسی قدر پانی رکھ چھوڑا ہو قُلْتُ وَھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی نَفَادِ الْمَاءِ کَمَا تَرٰی مین کہتا ہون کہ اس روایت سے تو معلوم ہوتا ہی کئی پہرسے پانی نملا تہا کہ مشکین اسقدر خشک ہوگئی تہین وَاَیْضًا تَدُلُّ عَلٰی اَنَّ زَیْنَبَ کَانَتْ کَافِلَۃً لِلْاَطْفَالِ اور یہ بہی اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب زینب علیہ السلام کو جہان اور خدمات تھے کل اطفال کی خبر گیری بہی وہنین کو سپرد تہی بقیہ روایت کو اب لکھتا ہون فَوَجَدْتُہَا فِیْ خَیْمَتِہَا وَفِیْ حِجْرِھَا اَخِی الرَّضِیْعُ مین پہوپہی زینب کے پاس گئی وہ اپنے خیمے مین تہین اور گود مین اونکے میرے بہائی علی اصغر تھے وَھِیَ تَارَۃً تَقُوْمُ وَتَارَۃً تَقْعُدُ وَھُوَ یَضْطَرِبُ اِضْطِرَابَ السَّمَکَۃِ فِی الْمَاءِ دیکہا مین نے کہ میری پہوپہی کبہی کہڑی ہوجاتی ہین اور کبہی بیٹہہ جاتی ہین اور اوس بچے کی یہ کیفیت ہی کہ جہوٹی مچھلی جسطرح پانی مین تڑپتی ہی وَھِیَ تَصْرُخُ وَھِیَ تَقُوْلُ صَبْرًا صَبْرًا یَا بْنَ اَخِیْ وہ تڑپتے بہی ہین اور

چلانے کی بہی آواز بلند کرتی ہین اور پہوپھی کہتی ہین کہ اے علی اصغر ذرا ٹہر جاو اور
چپ ہوجاؤ وَاِنّی لَکَ الصَّبْرُ وَاَنْتَ عَلٰی هٰذِهِ الْحَالَةِ الْمَشْئُوْمَةِ بہلا کب تجہسے
ٹہرا جائیگا تجہپر تو ایسی تباہ حالت گذر رہی ہے جسمین تو آج گرفتار ہی یَعُزُّ عَلٰی
عَمَّتِکَ اَنْ تَسْمَعَکَ وَلَا تَنْفَعُکَ سخت ناگوار ہی تیری پہوپھی پر کہ تیرا چلانا سنے
اور جب پانی کے واسطے تو تڑپ رہا ہو وہ تمکو نہ پلا سکے فَلَمَّا سَمِعْتُ اِنْتَحَبْتُ بَاکِیَةً
جب مین نے اونکی یہ آواز سُنی مین بہی رونے لگی فَقَالَتْ سُکَیْنَةُ قُلْتُ نَعَمْ پہوپھی زینب نے
کہا کیا سکینہ رو رہی ہین مین نے کہا کہ ہان مین ہی تو ہون قَالَتْ مَا یُبْکِیْکِ فَقُلْتُ لَهَا حَالُ
اَخِی الرَّضِیْعِ مجہسے پوچہا کیون روتی ہی مین نے کہا علی اصغر کی حالت دیکہہ کے ضبط نہین ہا
مین بہی رو رہی ہون وَلَمْ اُعْلِمْهَا بِعَطَشِی خَشْیَةً عَنْ یَزِیْدَ هَمُّهَا وَوُجْدُهَا اور اپنی
پیاس کا مین نے کچہہ بہی ذکر نہین کیا اس خوف سے کہ اونکا ملال اور بے تابی زیادہ
بڑہ جائیگی ثُمَّ قُلْتُ لَهَا یَا عَمَّتَاهُ لَوْ اَرْسَلْتِ اِلٰی بَعْضِ عِیَالَاتِ الْاَنْصَارِ فَلَرُبَّمَا اَنْ یَکُوْنَ
عِنْدَ هُمْ مَاءٌ پہر مین نے کہا اے پہوپھی اگر تم کسی کو انصار کے عیال کے پاس بہیجتین ضرور
کسی نہ کسی کے پاس تہوڑا سا پانی شاید ہوتا تو ملجاتا فَقَامَتْ وَاَخَذَتِ الطِّفْلَ بِیَدِهَا
وَمَرَّتْ بِخِیَمِ عُمُوْمَتِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَ هُنَّ مَاءً یہ سنکر پہوپھی اوٹہ کہڑی ہوئین اور
علی اصغر کو ہاتہو نپر رکہ لیا اور میری اور پہوپہیون کے خیمہ کی طرف گئین اون خیمون مین
بہی پانی نہ ملا فَرَجَعَتْ وَمَعَهَا بَعْضُ اَطْفَالِهِمْ رَجَاءً اَنْ تَسْقِیَهُمْ وہان سے بہی پلٹ آئین
اب کچہہ اور لڑکے اون کے ساتہ ہوئے اسی امید سے کہ شاید ہمکو پانی پلائین ثُمَّ جَلَسَتْ فِیْ
خِیَمِ اَوْلَادِ عَمِّی الْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بعد اوسکے پہوپھی زینب خیمہ مین میرے چچا امام حسن
علیہ السلام کی اولاد مین بیٹہ گئین وَاَرْسَلَتْ اِلٰی خِیَمِ الْاَصْحَابِ لَعَلَّ عِنْدَ هُمْ مَاءً فَلَمْ
تَجِدْ اوسکے بعد کسی کو اصحاب کے خیمون مین بہیجا شاید اونکے پاس سے پانی ملے وہان بہی
پانی نہتہا فَلَمَّا اَیِسَتْ رَجَعَتْ اِلٰی خَیْمَتِهَا وَمَعَهَا مَا یَقْرُبُ مِنْ عِشْرِیْنَ صَبِیًّا وَصَبِیَّةً
جب پانی ملنے سے نا امیدی ہوئی اپنے خیمہ مین پلٹ آئین اب اسوقت لڑکو نکا اونکے پاس
ہجوم ہوگیا قریب بیس لڑکے اور لڑکیون کے اون کے ساتہ ہوگئے جو سب پیاس سے

بے تاب ہورہے تھے فمرّ علینا رجلٌ مِن اصحابِ ابی وھو بُریرُ الھمدانی وکان یقال لہٗ سیّدُ القرّاء اوسوقت ایک شخص میرے باپ کے اصحاب مین سے پاس سے اوسی خیمہ کے گذرے جسمین ہم سب لڑکے چلا رہے تھے اونکا نام بریر ہمدانی تہا اور سردار قاریان عرب مشہور تھے فلمّا سمع بُکائنا رمی نفسہٗ علی الارض وحثی التراب جب ہمارے رونے کی آواز اونہون نے سُنی بچہاڑین کہاکر زمین پر گر پڑے اور خاک اوڑانے لگے ونادی باَصحابہٖ ماعندکم مِن الرّای ایسرّکم ان تموت بناتُ فاطمۃ علیہا السّلام عطشًا وفی ایدینا قوائم سیوفنا اور دیگر اصحاب کو پکار کر کہنے لگے کیون بہائیو اب تمہاری کیا تجویز ہی یہی تمکو اچہا معلوم ہوتا ہی کہ دختران فاطمہ علیہم السلام پیاس سے مرجائین اور ہمارے ہاتھون مین تلوارین موجود ہین اور ہم کچہہ نہ کرسکین لاواللہ لاخیرَ فی الحیٰوۃِ بعدَھُم قسم ہی خدا کی کبہی ایسا نہین ہوسکتا اور نہ کچہہ لطف زندگی بعد انکے مرجانے کے ہی بل نَرِدُ قبلھُم حیاضَ الموتِ بلکہ ہم لوگ ان خوزادیون سے پہلے مرجائین یہی نام آوری ہماری ہی اَصحابی فلیا خذ کلّ واحدٍ منّا بیدِ فتاتٍ مِن ھٰذہِ الفتیاتِ ولنجم بِھم علیٰ مشرعۃِ الغاضریاتِ قبلَ اَن یھلکن مِن الظّماءِ وان قاتلنا القومُ قاتلناھُم اے میرے اصحاب ب تو یہی اچہا معلوم ہوتا ہی کہ ایک ایک شخص ہم مین سے ایک ایک طفل کا ہاتھہ پکڑلے اور ان سب کو ایکبارگی ہم غاضریہ کے گہاٹ پر لیچلین قبل ازان کہ یہ پیاس سے ہلاک ہوجائین اگر قوم جفا کار ہم سے لڑنے پر آمادہ ہو ہم بہی لڑلینگے فقال لھُم یحیی المازنی انّ الحرسۃَ بِصرون لا محالۃَ علیٰ قتالنا یحیی مازنی یہ کہنے لگے کہ محافظان فرات ضرور ہمسے لڑنے پر آمادہ ہونگے اور اصرار لڑائی پر کرینگے فاذا اخذنا بایدی الفتیاتِ رُبّما ینالُ احدٌ ھنّ سھمُ اورمحٌ فنکونُ السببَ لذٰلکَ اگر ہم ان بچون کے ہاتہہ پکڑے ہوئے فرات پر جائین گے اور لڑائی ہوئی ضرور ہی کسی نہ کسی بچے کے تیر یا نیزہ کا زخم لگجائے اور ہلاک ہوجائے پس گویا ہم سبب ان کے زخمی کرانے کے ہونگے ولٰکنّ الرّایَ ان نحملَ معنا قربۃً ونملاءھا لھُم تجویز مناسب یہ ہی کہ ہم اپنے ساتھہ ایک مشک لیچلین اور فرات کے پانی سے اوسکو انکے واسطے بہر لائین فان قاتلنا احدٌ

قَاتَلْنَاہُ وَاِنْ قُتِلَ مِنَّا اَحَدٌ یَکُوْنُ فِدَاءً لِبَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اگر پانی بھرنے پر ہم سے کوئی لڑیگا ہم بھی لڑینگے اور اگر ہم مین سے کوئی مارا گیا دختران
فاطمہ علیہم السلام پر نثار ہو جائیگا فَقَالَ بُرَیْرٌ شَأْنَكَ بریر نے یہ کلام یحییٰ مازنی کا
سُنکر جواب دیا کہ جیسی تمہاری راے ہو وہی کرنا چاہیے ثُمَّ اَخَذُوْا قِرْبَۃً
وَسَارُوْا قَاصِدِیْنَ اِلَی الْفُرَاتِ وَکَانُوا اَرْبَعَۃَ نَفَرٍ یہ مشورہ کرکے ایک مشک اون
لوگون نے اوٹھالی اور فرات کی طرف قصد کرکے روانہ ہوئے یہ سب چار آدمی تھے
وَاَقْبَلُوْا نَحْوَ الْمَشْرَعَۃِ فَحَسَّ بِھِمُ الْحُرَّاسُ وَقَالُوْا مَنْ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ یہ چارون
آدمی گھاٹ کی طرف چلے جب قریب پہونچے تب محافظان گھاٹ کو انکی آہٹ معلوم
ہوئی وہ پکارے کہ یہ کون لوگ گھاٹ پر چلے آتے ہین فَقَالَ لَھُمْ اَنَا بُرَیْرٌ وَھٰؤُلَاءِ
اَصْحَابِیْ وَقَدْ کَظَّنَا الْعَطَشُ نُرِیْدُ اَنْ نَرِدَ الْفُرَاتَ بریر نے اپنا نام لیکر جواب دیا کہ
مین بریر ہون اور یہ تین شخص میرے ہمراہیون مین سے ہین پیاس نے ہمکو
بے تاب کردیا ہے ہم فرات پر آنا چاہتے ہین فَقَالُوْا لَھُمْ مَکَانَکُمْ حَتّٰی نُخْبِرَ رَئِیْسَنَا
بِخَبَرِکُمْ محافظان فرات نے کہا کہ ابھی اوسی جگہ ٹھہر جاؤ جہان تک آئے ہو تاکہ ہم
تمہاری خبر اپنے رئیس اور سردار کو دین جیسا وہ کہے ویسا کیا جاویگا وَکَانَ بَیْنَ
بُرَیْرٍ وَبَیْنَ رَئِیْسِھِمْ (اِسْحٰقَ ابْنَ جَنْوَۃَ) قَرَابَۃٌ اتفاقی امر یہ ہے کہ اونکے افسر اسحٰق
اور بریر ہمدانی سے کچھ سلسلہ قرابت کا بھی تھا فَلَمَّا اَخْبَرُوْہُ قَالَ لَھُمْ اَفْرِجُوْا لَھُمُ
الْمَشْرَعَۃَ حَتّٰی کَیْتَسْقُوْا جب محافظون نے انکی خبر اپنے سردار کو پہونچائی اوس نے
کہا کہ گھاٹ کی راہ چھوڑدو اور راستہ کھولدو کہ یہ لوگ
آکر پانی پی لین فَلَمَّا نَزَلُوْا اِلَی الْمَشْرَعَۃِ وَاَحَسُّوْا
بِبُرُوْدَۃِ الْمَاءِ اِنْتَحَبَ بُرَیْرٌ وَاَصْحَابُہٗ وَقَالُوْا لَعَنَ اللّٰہُ ابْنَ سَعْدٍ وَھٰذَا الْمَاءُ
یَجْرِیْ وَاَکْبَادُ اٰلِ الرَّسُوْلِ لَا تُبَلُّ مِنْہُ قَطْرَۃً جب گھاٹ پر پہونچے اور پانی مین
اوترے اور پانی کی خنکی محسوس ہوئی بریر اور اونکے ہمراہی رو اوٹھے کہنے لگے
خدا کی لعنت ابن سعد پر ایسا ٹھنڈا پانی بہ رہا ہے اور جگر ہاے تشنہ آل رسول

کے پیاس بجہانے کو ایک قطرہ بہی اسمین سے نہین جاتا ہے فَقَالَ بُرَیْرٌ اَصْحَابِی اُذْکُرُوْا مَا
وَرَائَکُمْ بریر نے کہا اے بہائیو یہ باتون کا وقت نہین ہے یاد کرو اون بچونکو کیسا تڑپتے ہوئے
چہوڑ آئے ہو ۔ وَامْلَئُوا الْقِرْبَةَ وَعَجِّلُوا فَقَدْ ذَابَتْ قُلُوْبُ اَطْفَالِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
مِنَ الظَّمَاءِ مشک بہر لو اور جلدی چلو اسلئے کہ اطفال حسین علیہ السلام کے دل پیاس کے
شدت سے پگہلے جاتے ہین وَلَا تَشْرَبُوْا حَتّٰی تُرَوِّیْ اَکْبَادُ بَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ
تم مین سے کوئی پانی نہ پئے جب تک جگر تشنہ دختران جناب فاطمہ کے ہمارے پانی لیجانے سے
سیر نہو جائین فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ یَا بُرَیْرُ لَا نَشْرَبُ قَبْلَ اَنْ تُرَوِّیْ قُلُوْبُ اَطْفَالِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ اون سعادت مندون نے کہا کہ نہین اے بریر کبہی ایسا نہوگا ہم پانی
نہ پئین گے جب تک جگرہاے اطفال حسین علیہ السلام اس پانی سے سیر نہو جائین
فَسَمِعَهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْحَرَسَةِ فَقَالَ لَهُمْ مَا کَفٰی کُمُ الْوُرُوْدُ حَتّٰی تَحْمِلُوْا اِلٰی هٰذَا
الْخَارِجِیِّ وَاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّ اِسْحَاقَ بِخَبَرِکُمْ ایک شخص نے اون محافظون مین سے
یہ باتین سن لین کہنے لگا کہ تمکو پانی مین اوترنا و پینے کی اجازت ملنی کافی نہوئی اب
تمہارا یہ حوصلہ ہوا کہ پانی مشک مین بہر کر اس خارجی کے پاس لیجاؤگے جسکا تم نام
لے رہے ہو قسم بخدا مین تمہاری اس حرکت کے اسحاق کو خبر پہونچاتا ہون فَاِنْ اُغْضِیَ
اَنْ تَشْتَکُوْا بِسِنِّیْ هٰذَا اَحْتٰی یَصِلَ خَبَرُکُمْ اِلَی الْاَمِیْرِ اگر اسحق نے بنظر پاس قرابت
چشم پوشی کی اور تم سے متعرض نہوا مین اپنی اس تلوار سے تمکو دہمکاؤنگا جب شور ہوگا
لڑائی کا اوسوقت آپ ہی آپ تمہاری خبر عمر سعد تک پہونچ جائے گی فَقَالَ بُرَیْرٌ
یَا هٰذَا اُکْتُمْ عَلَیْنَا اَمْرَنَا ثُمَّ دَنَا مِنْهُ وَهُوَ یُرِیْدُ قَبْضَهُ بریر نے کہا اے شخص ہمارے
اس مشورے کو تو پوشیدہ رکھ اور یہ کہکر بریر اوس شقی کے پاس گئے انکا یہ ارادہ تہا کہ
اوسکو پکڑ لین اور بہاگنے نہ دین فَوَلّٰی مُنْهَزِمًا فَاَخْبَرَ اِسْحٰقَ بِذٰلِكَ وہ ملعون بہاگ کہڑا
ہوا اور اسحق سے جا کر اس خبر کو بیان کیا فَقَالَ اِعْتَرِضُوْا طَرِیْقَهُمْ وَاْتُوْنِیْ بِهِمْ فَاِنْ
اَبَوْا فَاقْتُلُوْهُمْ اسحاق نے کہا کہ تم لوگ اب انکی راہ روکو اور گہیر کر میرے پاس لاؤ اگر
آنے سے انکار کرین لڑو انسے اور جانے نہ دو فَلَمَّا اعْتَرَضُوْهُمْ قَالُوْا یَا بُرَیْرُ لَا یَمْضِیْ اِلٰی اِسْحٰقَ

بحملكم الماء الى صاحبكم جب راہ روک کر کھڑے ہوئے اور بریر سے کہنے لگے کہ اسحق کی
اجازت نہین ہو کہ تم پانی اپنے رئیس کے پاس لیجاو فقال لہ بریر ثم ماذا قالوا اراقة
دماءكم بریر نے کہا کہ اگر ہم پانی لیجائین پھر تم کیا کروگے اون اشقیا نے کہا کہ تمہارے
خون اسی جگہ پر بہائے جائینگے فقال بریر اراقة الدماء اشهى الى من اراقة الماء
بریر نے کہا کہ خون ریزی ہمکو زیادہ پسند ہو بہ نسبت اسکے کہ ہم مشک سے پانی بہادین
ويلكم ما ذاق منا احد طعم فراتكم والے ہو تم پر ہم مین سے کسی نے تمہاری فرات
کے پانی کا مزہ بھی نہین چکھا پینا کیسا وانما قصدنا سقي اكباد اطفال الحسين عليه السلام
وعياله ہمارا تو یہی ارادہ ہو کہ اطفال حسین علیہ السلام کے جگر کو اس پانی سے تر کرین اور
اون کے اہل وعیال کو پانی پلائین فوالله لا ندعكم حتى تراق دمائنا حول هذه
القربة قسم بخدا ہم تمکو مشک مین ہاتھ نہ لگانے دینگے جب تک کہ ہمارے خون گرد اس
مشک کی بہ نجائین فقال احدهم ان هؤلاء مستميتون على يسير الماء ولايجدي
كهم نفعا ایک شقی نے اون اشقیا مین سے کہا جانے دو یہ لوگ اس تھوڑے سے پانی پہ
جان دینے پر طیار ہین اور یہ تھوڑا سا پانی کچھ اونکو سود مند بھی نہین ہو وقال بعضهم
لا تخالفوا حكم الامير فاحاطوا بهم حلقا اور ایک کہنے لگا کہ حکم کے امیر
کے مخالفت نہ کرنی چاہیے پانی نہ جانے پائے پس حلقہ باندھکر ان بہادرون کو گھیر لیا
فوضع بریر واصحابه القربة على الارض وجثوا دونها بریر اور اون کے
ہمراہیون نے مشک پر آب زمین پر رکھدی اور قریب اوسکے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے
وبریر يبكي ويقول والهفا على اكباد البنات صد الله رحمته عمن
صدنا عنكن اور بریر اوسوقت رو رہے تھے اور کہتے تھے ہائے افسوس حال تباہ پر
دختران فاطمہ علیہ السلام کی خدا اپنی رحمت کو روک لے اون لوگون سے جنہون نے
ہمکو تمہارے پاس پانی پہونچانے سے روکا ہو اور منع کیا فحملها رجل على
عاتقه فاحتوشوهم الحرسة وجعلوا يرشقون القربة
بالسهام فاصاب حبل القربة سهم ایک سعادت مند نے

اوس مشک کو اپنے شانہ پر اوٹھالیا بس دن اشقیا سے انکو گھیر لیا اور مشکیزہ پر
تیر دان کی بوچھار کرنے لگے ایک تیر مشکیزہ کے تسمہ پر آکر لگا حَتّٰی خَاطَہٗ اِلٰی
عَاتِقِ الرَّجُلِ وَسَالَ الدَّمُ عَلٰی ثَوْبِہٖ اِلٰی قَدَمَیْہِ وہ تیر تسمہ سے پار ہوکر اسی
بہادر کے شانہ میں بہی در آیا اور خون بہکر اس بہادر کے کپڑون مین بہرا اور
پائون تک بہہ کر پہونچا فَلَمَّا نَظَرَ الدَّمَ یَسِیْلُ وَالْقِرْبَۃُ سَالِمَۃٌ قَالَ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ رَقَبَتِیْ وِقَاءً لِقِرْبَتِیْ جب اوس وفادار نے دیکھا کہ
خون اسکا بہہ رہا ہے اور مشک بچ گئی مشک سے پانی نہین گرا کہنے لگے شکر اوس
خدا کا کرتا ہون جس نے میری گردن کو اس مشک کے واسطے سپر بنا دیا فَلَمَّا
رَاٰی بُرَیْرٌ اَنَّ الْقَوْمَ غَیْرُ تَارِکِیْہِ صَاحَ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ جب بریر نے دیکھا
کہ یہ لوگ ہمکو پانی لیجانے نہ دینگے یا یہ مطلب ہے کہ زندہ نچھوڑینگے باآواز بلند پکار کر یون
کہنے لگے وَیْلَکُمْ یَا اَعْوَانَ بَنِیْ سُفْیَانَ لَا تُثِیْرُوا الْفِتْنَۃَ وَدَعُوْا اَسْیَافَ
بَنِیْ ھَمْدَانَ فِیْ مَغَامِدِھَا وائے ہو تمپر اے مددگاران بنی سفیان کیون
فتنہ خوابیدہ کو جگاتے ہو ہماری تلوار جو قبیلہ بنی ہمدان کی ہے اوسکو
نیام سے باہر نہ نکلنے دو مراد بریر کی یہ ہے کہ اگر ہم لڑینگے تو بڑی خون ریزی ہوگی
وَکَانَ حَوْلَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَمَاعَۃٌ یہ بات اسقدر بلند آواز سے
بریر نے کہی تہی کہ دور تک اونکی آواز پہونچی تہی اوسوقت جناب امام علیہ السلام
کے قریب ایک جماعت اصحاب موجود تہی فَقَالَ رَجُلٌ مِنْھُمْ اِنِّیْ اَسْمَعُ صَوْتَ
بُرَیْرٍ یَسْتَغِیْثُ وَیَعِظُ الْقَوْمَ ایک شخص ان مین سے بولا کہ مجھے آواز بریر
کی معلوم ہوتی ہے جو پکار رہے ہین یا ہم لوگون کو بلا رہے ہین اور کوفیونکو نصیحت
کر رہے ہین فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْحَقُوْا بِہٖ حضرت امام حسین علیہ السلام
نے فرمایا کہ فوراً اونکی کمک کو پہونچو فَرَکِبَ جَمَاعَۃٌ اِلَیْھِمْ ایک جماعت اصحاب
سوار ہوکر بریر کے پاس جا پہونچی فَلَمَّا رَاٰھُمُ الْحَرَسَۃُ رَجَعُوْا مُنْھَزِمِیْنَ
جب ان نگہبانون نے فرات کے اون سوارون کو آتے ہوئے دیکھا بہاگ کر اپنے

فرودگاہ کی طرف پلٹ گئے فَجَاءَ بُرَيْرٌ بِالْمَاءِ حَتّٰى دَنَا بِالْخَيْمَةِ فَوَضَعَ
الْقِرْبَةَ بریر وہ پانی لیکر صحیح و سالم آپہونچے تا اینکہ اوسی خیمہ کے قریب
آئے جہان ہم سب لڑکوں کو ہوتا چپولگئے تھے وہ مشک پانی سے بھری ہوئی
لاکر رکھدی وَقَالَ اِشْرَبُوْا يَا آلَ الرَّسُوْلِ هَنِيْئًا مَرِيْئًا اور کہنے لگے اے پانی
پیواے آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوارا ہو تمکو اور نصیب ہو پانی پینا اور
تمہارے حلق سے اوتر جائے مین کہتا ہون کہ یہ کہنا بریر کا دلالت کرتا ہے کہ حلق
تالو اون بچون کا خشک ہوگیا تھا فَلَمَّا شَرِبَتِ الْأَطْفَالُ بِالْمَاءِ وَصِحْنَ صَيْحَةً وَاحِدَةً
هٰذَا بُرَيْرٌ جَاءَنَا بِالْمَاءِ لڑکوں مین بے اندازہ خوشی پیدا ہوئی اور سب کے سب
ایکبارگی چلا اوٹھے کہ دیکھو بریر ہمارے واسطے پانی لائے وَرَمَيْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ عَلَى
الْقِرْبَةِ اور سب دوڑ پڑے اور بے تابی سے اپنے تئین مشک پر گرادیا فَمِنْهُنَّ
مَنْ يَحْضُنُهَا وَمِنْهُنَّ مَنْ يَضَعُ خَدَّهَا عَلَيْهَا وَمِنْهُنَّ مَنْ تُلْقِيْ فُؤَادَهَا عَلَيْهَا
کوئی لڑکے اوس مشک کو اپنی گود مین لیے لیتے تھے اور کوئی لڑکے اپنا رخسارہ
اوس پر رکھے دیتے تھے اور کوئی لڑکے اپنے دل کے مقام کو مشک سے ملاتے تھے
فَلَمَّا كَثُرَ اِزْدِحَامُهُنَّ عَلَى الْقِرْبَةِ اِنْقَلَبَ الْوِكَاءُ وَاُرِيْقَ الْمَاءُ
جب اونکا ہجوم مشک پر زیادہ ہوا دہانہ بند مشک کا اولٹ گیا اور منہ کھلگیا
اور سب پانی خاک پر بہ گیا وَتَصَارَخَتِ الْفِتْيَانُ وَفُجِعَ اُرِيْقَ الْمَاءُ
يَا بُرَيْرُ سب لڑکے دفعۃً چلا چلا کر رونے لگے اور پکارے کہ بریر وہ پانی سب گر گیا
جو تم لائے تھے فَجَعَلَ يَلْطِمُ وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ وَا لَهْفَا عَلٰى اَكْبَادِ بَنَاتِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بریر اپنے منہ پر طمانچہ مارنے لگے کہتے تھے
ہزار افسوس ہیت اپنی جان دیکر یہ پانی لایا تھا مگر قسمت مین نتھا کہ اس پانی سے
جگر دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرد ہوتے اَقُوْلُ هٰذِهِ الرِّوَايَةُ
قَدْ دَلَّتْ عَلٰى اُمُوْرٍ مُنْتَظِمَةٍ قَلَّ مَا دَلَّتْ عَلَيْهَا رِوَايَةٌ اُخْرٰى وَاِنَّمَا
ذَكَرْنَاهَا بِطُوْلِهَا لِجَوْدَةِ مَحْصُوْلِهَا مین کہتا ہون کہ اس روایت نے

چند امور پر سلسلہ وار دلالت کی ہو مگر کوئی روایت ایسی نظر سے گذری ہے ہم نے
پوری روایت اسواسطے ذکر کی کہ اسکے فوائد زیادہ ہین منہا اَنَّ خِیَمَ النِّسَاءِ
کَانَتْ مَنْصُوبَةً عَلٰی حِدَةٍ وَكَانَتْ مُلْتَصِقَةً ایک بات روایت سے یہ معلوم
ہوئی کہ مخدرات حرم کے خیمے جدا جدا کھڑے کیے گئے تھے اور باہم بہت ملے ہوئے
اور قریب تھے یعنی لَا یَعْسُرُ الْاِیَابُ وَالذَّهَابُ مِنْ خَیْمَةٍ اِلٰی اُخْرٰی لِهَتْكِ السِّتْرِ
ایسے قریب تھے کہ ایک خیمہ سے دوسرے خیمہ مین آنا جانا بخیال بے پردگی کے دشوار نہ تھا
وَمِنْهَا اَنَّ خِیَمَ الْاَنْصَارِ وَعِیَالِهِمْ کَانَتْ مَضْرُوبَةً عَلٰی نَاحِیَةٍ وَكَانَ
الطَّرِیْقُ مِنْهَا اِلٰی خِیَمِ اَهْلِ الْبَیْتِ مَبْسُوْطًا اَیْضًا یہ بھی اس روایت سے
معلوم ہوا کہ انصار اور اونکے عیال کے خیمہ ایک طرف کھڑے ہوئے تھے اور راہ
آمد رفت کی ان خیمون سے اہل حرم کے خیمہ تک بھی ملے ہوئے تھے وَمِنْهَا
اَنَّ الْاَصْحَابَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ کَانُوْا یَبْذُلُوْنَ مُهَجَهُمْ عَلٰی فِتْیَانِ
اٰلِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یہ بھی اس روایت سے معلوم ہوا کہ اصحاب
حسین علیہ السلام رحمت خدا کی اون پر ہو اطفال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
اپنی جان فدا کرتے تھے وَقَدْ یَجُوْدُ رَجُلٌ بِنَفْسِهٖ وَلَا یَسْتَاْذِنُ عَنِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ کَمَا دَلَّتْ عَلَیْهِ الرِّوَایَةُ اور کبھی کوئی دیندار اپنی جان پر کھیل جاتا تھا
بدون اسکے کہ جناب امام حسین علیہ السلام سے اجازت طلب کرے چنانچہ اس روایت
نے اس پر دلالت کی ہو وَمِنْهَا اَنَّ الْحَرَسَةَ لَمْ تَكُوْنُوْا مَانِعِیْنَ لِاَهْلِ
قَرَابَاتِهِمْ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْوُرُوْدِ عَلَی الْفُرَاتِ
وَسَقْیِهِمْ عَنْ مَائِهٖ کَمَا دَلَّتْ عَلَیْهِ الرِّوَایَاتُ اور یہ بھی اس روایت سے
معلوم ہوا کہ محافظان فرات اپنے رشتہ دارون کو جو اصحاب امام حسین علیہ السلام مین تھے
فرات پر جانے سے نہین روکتے تھے اور انکو پانی پینے سے منع نہین کرتے تھے چنانچہ
ان دونون روایتون سے معلوم ہو گیا [illegible] روایت مین تو ہلال بن نافع جو رشتہ دار
عمرو بن حجاج کے تھے اونکو اجازت دی [illegible] روایت مین پر ہمدانی اسحاق بن حشوہ کے رشتہ دار ہونیسے پانی بھر لائے

باب چہل و یکم جواب اس اعتراض کا کہ اگر پانی تین روز سے بند تھا تو پھر اصحاب حوائج ضروری مثل غسل واجب و طہارت کیونکر کرتے تھے اور تاویل دو ایک روایتوں کی جن سے پانی کی موجودگی شب عاشور تک پائی جاتی ہے

قَدْ عَرَفْتَ اَنَّ الْاَصْحَابَ لَمْ یَکُوْنُوْا اَنْ یَذُوْقُوْا مِنَ الْمَاءِ قَطْرَۃً وَاِنْ وَصَلُوْا اِلَی الْفُرَاتِ وَاُجِیْزُوْا لِلشُّرْبِ اوپر کے روایتوں سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اصحاب جناب امام حسین علیہ السلام کے پانی کو چکھتے بھی نتھے اگرچہ فرات پہونچ جاتے تھے اور پانی پینے کی اجازت اونکو محافظان فرات بوجہ قرابت وغیرہ کے دیتے تھے بَلْ کَانَتْ هِمَمُهُمْ مَقْصُوْرَۃً عَلٰی اَنْ یُبَرِّدُوْا اَکْبَادَ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بلکہ اونکی ہمتیں اور اونکے ارادے خاص یہی تھے کہ جب پانی ملے اوسکو اہل بیت کو پلائیں اور اونہیں کے جگر اوس پانی سے خنک کریں فَلَا یُبْعَدُ اَنْ یَکُوْنَ بَعْضُهُمْ قَدْ یَاْتِیْ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ مِنَ الطَّهَارَۃِ وَاِزَالَۃِ الْخَبَثِ لَیْلًا وَنَهَارًا وَلَمْ یَکُنِ الْحَرَسَۃُ مُتَعَرِّضِیْنَ لَهٗ پس کیا بعید ہے کہ بعض اصحاب اپنی قضاے حاجت کے واسطے رات کو خواہ دن کو فرات پر جاتے ہوں اور محافظان فرات اون سے متعرض نہوتے ہوں فَقَدْ سَمِعْتَ اَنَّهُمْ کَانُوْا اَشَدَّ مَنْعًا لِلْمَاءِ اَنْ یَشْرَبَ مِنْهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اسلیے کہ یہ بھی اوپر کی روایتوں مین ثابت ہوگیا کہ زیادہ شدت پانی روکنے مین اون اشقیا کو یہی تھی کہ جناب امام حسین علیہ السلام پانی نہ پینے پائین وَهٰذَا مَا کَانَ یَقُوْلُهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِرَارًا اِنَّهُمْ لَا یَطْلُبُوْنَ غَیْرِیْ اور اسی بات کو جناب امام حسین علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان لوگون کو خاص مجھسے عداوت ہے اور کسی سے نہین ہے وَمِنْ هٰهُنَا یَسْقُطُ

ما يتوهم من أنه كيف يمكن أن يعيش الإنسان في مثل الظماء
والحر ولم يذق من الماء قطرة مدة ثلاثة أيام اسی بات کے تصور
سے وہ شبہ دور ہو جاتا ہے جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ محال ہے کیونکر ہو سکتا ہے
کہ آدمی ایسی پیاس اور ایسی گرمی میں زندہ رہے اور تین شبانہ روز پانی نہ پیے
ثم كيف يقضي حوائجه الضرورية من إزالة النجاسات والاستنجاء
عن البول والبراز وغيرها ثلاثة أيام اور یہ شبہ بھی دور ہو گیا کہ یہ لوگ یعنی
جناب امام حسین علیہ السلام کے حوائج ضروری اپنی جیسی طہارت بدن اور استنجا
بول و براز و غسل وغیرہ ان تین دنوں میں کیونکر کرتے تھے وایضاً فان الحرمة
وهم عوام العسكر لم يكونوا يعرفون بأجمعهم أصحاب الحسين عليه السلام
واقربائه اور یہ بھی خیال کرنا چاہیے بہت ظاہر ہے کہ موافقان فرات عام لشکری
آدمی تھے سب کے سب اصحاب و اعزا امام حسین علیہ السلام کو نہیں پہچانتے تھے
ولم تكن لعوام الأشجاع من العسكرين علامة فارقة من الألبسة الخاصة
أو غيرها [illegible] اور [illegible] اصحاب امام حسین علیہ السلام
نے کوئی خاص نشان کپڑے وغیرہ کی الگ الگ مقرر نہ کی تھی جسکو دیکھتے ہیں
حتى إذا رأى أحد من عسكر عمر بن سعد أحداً من أنصار الحسين
عليه السلام عرف أنه منهم ایسی نشانی نہ تھی کہ اگر کوئی شخص لشکر عمر سعد کا
کسی کو منجملہ اعزا امام حسین علیہ السلام کے دیکھتا اوسی نشانی سے پہچان لیتا کہ یہ
شخص اوس طرف کا یعنی اصحاب امام حسین علیہ السلام سے ہے وكان الإياب
والذهاب بين العسكرين لم ينقطع إلى أن قام الحرب بينهما اور یہ بھی
خیال کرنا چاہیے کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام کی آمد و رفت لشکر عمر سعد میں باغراض مختلفہ
جب تک لڑائی نہیں ہوئی بند نہ تھی لوگ آتے جاتے تھے وهو في آخر اليوم التاسع
وقد انتهت [illegible] إذ استمهل الحسين إلى صباح يوم عاشورا
نویں تاریخ لڑائی پر اشقیا پورے آمادہ ہو گئے تھے مگر یہ لڑائی رک گئی

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک شب کی مہلت صبح عاشورا تک طلب
فرمائی فَمِنَ الْجَائِزِ اَنْ یَکُوْنَ الْاِیَابُ وَالذَّهَابُ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اِلَی الْفُرَاتِ غَیْرَ مَتْرُوْکٍ وَلَا مَمْنُوْعٍ اِلٰی ذٰلِكَ الْیَوْمِ پس ہو سکتا ہی کہ آمد و شد
اصحاب کے فرات پر چھوٹے ہو اور نہ بند کی گئی ہو نویں تاریخ تک جیسا کہ قیاس
اور روایت دونوں سے بہی معلوم ہوتا ہی عَلٰی اَنَّهٗ قَدْ سَمِعْتَ مِنْ عَدَمِ مُبَالَاةِ
الْقَوْمِ حِیْنَ مَلَاَ بُرَیْرُ الْقِرْبَةَ وَاَرَادَ الرُّجُوْعَ وَقَوْمٌ کَانُوْا اَشِدَّاءَ عَلَی الْمَنْعِ
علاوہ بران روایت بریر رحمہ اللہ سے یہ بہی معلوم ہوا کہ محافظان فرات مین سے کچہہ
لوگون نے یہ کہا کہ پانی لیجانے دو تہوڑا سا پانی کیا انکو نفع پہونچا سکتا ہی اور کچہہ
لوگون نے روکنے پر شدت کی اور لڑائی پر آمادہ ہوئے فَیُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ فِیْ بَعْضِ
الْاَحْیَانِ مِنَ الْمُتَوَکِّلِیْنَ عَلَی الْمَشَارِعِ هُمُ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فَضْلُ قَسَاوَةٍ
وَلَا مُعَانَدَةٍ لِبَعْضِ الْاَصْحَابِ پس ہو سکتا ہی کہ فرات کے جانے مین بعض اصحاب سے
اونہین لوگون کا سامنا ہوتا ہو جنکو زیادہ قساوت اور دشمنی بعض اصحاب سے نہ تھی پس
یہ اپنے ضروری حوائج کو پانی سے پورا کرتے ہون وَاَیْضًا قَدْ ثَبَتَ مِنْ تِلْكَ الرِّوَایَةِ
وَیَظْهَرُ مِنْ غَیْرِهَا اَیْضًا اَنَّ الْاُمَرَاءَ عَلَی الْحُرَّاسِ مَا کَانُوْا اَشَدَّ اِهْتِمَامًا
فِیْ ذٰلِكَ بریر ہمدانی کی روایت سے اور نیز اور روایتون سے یہ بہی پایا جاتا ہی کہ
افسر محافظان فرات کو کچہہ زیادہ اہتمام پانی کی حفاظت مین نہ تہا بَلْ کَانُوْا
یَضْرِبُوْنَ خِیَمَهُمْ فِیْ نَاحِیَةٍ بَعِیْدَةٍ مِنَ الْمَشْرَعِ وَقَلَّمَا کَانُوْا یَدُوْرُوْنَ
حَوْلَ الْمَشَارِعِ بلکہ افسر لوگ اپنے خیمہ گہاٹ سے الگ برپا کرکے اون مین پڑے رہتے تھے
اور گشت بہی گہاٹون پر خصوصًا شب کو کم کرتے تھے بدست آرام طلب اپنے اپنے
خیمون مین پڑے رہتے تھے اونکو خبر بہی نہین ہوتی تہی کون آیا اور کون گیا نَعَمْ
قَدْ رُوِیَ فِی الْاَسْرَارِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْبَارِیِّ اَنَّ اِسْحٰقَ بْنَ جَشْوَةَ کَانَ
اَشْقَی الْاَشْقِیَاءِ فِیْ ذٰلِكَ البتہ اسرار الشہادت مین عبد اللہ انباری سے روایت
کی ہی کہ اسحاق بن جشوہ کو اسی بارہ مین یعنی پانی کے روکنے مین بڑی شقاوت تہی

حتی انہ حین حکی ما جری علیہ فقال کنت انا فارقد الیوم واللیلۃ لیاتون
دواسی وضعنی لیلہا اتتم یہانتک کہ جب اس شقی نے اپنی سرگذشت عذاب
مین گرفتار ہونیکی بد دعا امام حسین علیہ السلام سے عبد اللہ انبازی کو سنائی ہے
یہ بھی کہا ہی کہ مین رات اور دن کسی وقت سوتا تھا آگ ہی مین نافوت کہاٹ پر جنوبی
سے اور پانی کے بہر کر منگاکے تمام پورا کرو۔ قولہ انا امرت نفرا اسی الذین
امرت علیہم ان لا یتخذوا اناء للماء خشیۃ ان یاخذ احدہم
النخوۃ علی الحسین علیہ السلام فیسقیہ الماء اور مین نے اون محافظون کو
جو میرے ماتحت تھے قطعی حکم دیا تھا کہ برتن پانی کا کوئی اپنے پاس نہ رکھنے پاوے کہ
کسی کا دل دردمند ہوجاوے امام حسین علیہ السلام کی پیاس پر اور اوس برتن مین
پانی بہر کر حضرت کے پینے کے واسطے لیجاوے ولکنی لم ار فی کتب المقاتل کونہ
امیرا علی الحراس غیر ما رواہ ابن نما رہ فقط وما رواہ عبد اللہ
الانبازی لیکن اور کتب موجودہ مقاتل مین اوس ملعون کا محافظون پر سردار مقرر
ہونا میری نظر سے نہین گذرا پس انہین دو روایتون سے یعنی روایت برید ہمدانی
جسکو ابن نما رہ نے لکہا ہی اور روایت عبد اللہ انبازی جو اسرار الشہادت مین ہے
ان روایتون سے اسکا پتہ لگتا ہی ولعل کونہ امیرا قد وقع بعد الاشتباہ
والتہمۃ علی الحراس الذین مر ذکرہم قبل ہذا پس کیا عجب ہی کہ اس ملعون کا
امیر محافظان فرات مقرر ہونا اوسوقت ہوا ہو کہ پہلے ان لوگون پر ابن سعد وغیرہ کو
اشتباہ ہوا جنکو پہلے محافظ مقرر کیا تہا اور اونکا بیان ہم اوپر کے باب مین کر چکے ہین
وہذا ایضا یؤید ما نحن بصددہ من عدم کون اصحاب الحسین علیہ السلام
ممنوعین عن الماء وسیاتی فی ذلک التحقیق الانیق فیما بعد فانتظرہ
اس بیان سے بہی اوس امر کا ثبوت ہوتا ہی کہ اصحاب حسین علیہ السلام عموما فرات پر
آنے جانے سے روکے نہین جاتے تھے قبل اسکے کہ یہ ملعون مقرر ہوا اور اس بارہ مین
اسکی بہی تحقیق آیندہ ہم کرینگے ثم اعلم ان تلک الروایۃ التی رواہا ابن نما رہ

عن سکینۃ سلام اللہ علیہا تدل علی ان الماء نفد فی الیوم التاسع
اب یہ جاننا چاہیے کہ یہ روایت جسکو ابن نما رحمہ اللہ نے جناب سکینہ سے نقل کیا ہی
دلالت کرتی ہو کہ پانی نوین تاریخ سے بالکل نتھا والصدوق قدس اللہ سرہ روی بروایۃ
فی امالیہ وہی علی خلاف ذلک جناب شیخ صدوق نے امالی مین روایت کی ہے
وہ اسکے خلاف ہو قال فی اثارۃ الاحزان فی ذکر حالات اللیلۃ العاشرۃ من المحرم
وفی روایۃ الصدوق وارسل علیہ السلام علیاً ابنہ فی ثلاثین فارساً
وعشرین راجلاً وہم علی وجل شدید اثارۃ الاحزان مین عقد انا ب سید دلدار علی
فرماتے ہین کہ جناب شیخ صدوق نے روایت کی ہو شب عاشور کو حضرت نے جناب علی اکبر
کو ہمراہ تیس سوار اور بیس پیادون کے بہیجا کہ فرات سے پانی بہر لائین اور جانے وقت
ان لوگون پر بڑا خوف طاری تہا وانشأ الحسین الابیات ع یادہر اف لک
من خلیل اونکے روانہ کرنے کے بعد حضرت وہی اشعار پڑہنے لگے جو شکایت دنیا مین
دوسری تاریخ محرم کی آپ نے ارشاد فرمائی تہی ثم قال قوموا فاشربوا ان الماء اخر
زادکم پہر حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے اوٹہو اور پانی پیو یہ پانی آخری توشہ
تمہارا ہی وتوضؤا واغتسلوا واغسلوا ثیابکم لتکون اکفانکم اور وضو اور غسل کرلو
اور کپڑے اپنے دہوڈالو کہ یہی کپڑے تمہارے کفن ہونگے وروی الحسن ابن محمد
الیزدی فی مہیج الاحزان عن المفید رحمہ اللہ عن سیدنا زین العابدین
علیہ السلام کما مر عن الصدوق رحمہ اللہ اور حسن بن محمد یزدی نے اپنی کتاب
مہیج الاحزان جو فارسی زبان مین ہی اس روایت کو شیخ مفید سے نقل کیا ہی کہ اونہون نے
جناب زین العابدین ع سے روایت کی ہی مضمون وہی ہی جو امالی صدوق سے گذرا وفی
کلتا الروایتین ان الماء اخر زادکم اور دونون روایتون مین یہی لفظ ہی کہ پانی آخری
توشہ تمہارا ہی ولم یرو المفید رح ولا الصدوق رح ان علی بن الحسین ع
کیف وصل الی الفرات وکیف ملاء الاصحاب القرب التی کانت معہم
اور تعجب ہی کہ جناب شیخ مفید اور نہ شیخ صدوق رح نے اسکو بیان کیا کہ حضرت علی اکبر

فرات پر کیونکر پہونچے اور کیونکر اصحاب نے وہ مشکین پانی سے بھرلین جو ہمراہ لیگئے تھے
وَهَلْ وَقَعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعُرَّاسِ قِتَالٌ وَجِدَالٌ اَمْ لَا اور یہ بھی دونون بزرگون
نے نہین بیان کیا کہ اصحاب اور محافظان فرات سے لڑائی ہوئے یا نہ ہوئے وَهَلْ اَتَى
اَحَدٌ بِالْمَاءِ اَمْ لَمْ يَاتِ بِهِ اور یہ بھی نہین ان روایتون ہو کہ جناب علی اکبر پانی لائے
یا نہین لائے فَالْعَجَبُ مِنْ مُصَنِّفِ الْخَصَائِصِ اَنَّهُ جَزَمَ بِاغْتِسَالِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنَ الْمَاءِ الَّذِي اَتَى بِهِ عَلِيٌّ اِبْنُهُ نہایت تعجب ہی مصنف خصائص حسینیہ
سے باوجودیکہ ان روایتون مین کہین پانی لانیکا ذکر نہین ہی اور اونہون نے یقیناً کہدیا کہ
شب عاشور کو جناب امام حسین علیہ السلام نے اوس پانی سے غسل کیا جسکو جناب علی اکبر
لائے تھے وَمِنَ الْبَيِّنِ الْوَاضِحِ اَنَّهُ لَمَّا كَانَ مَجِيءُ عَبَّاسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي
قَبْلَهَا طَالِبًا لِلْمَاءِ وَمَعَهُ اَيْضًا ثَلٰثُوْنَ فَارِسًا وَعِشْرُوْنَ رَاجِلًا كَمَا دَوَّنَاهُ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اور یہ تو نہایت کھلی ہوئی بات ہی کہ جب جناب عباس شب نہم کو پانی لینے گئے ہین
اور تیس ۳۰ سوار اور بیس ۲۰ پیادے اونکے ہمراہ تھے جیساکہ ہمنے محمد ابن ابی طالب مورخ اہل بیت
سے روایت کی ہو وَقَدْ وَقَعَ الْحَرْبُ وَالضَّرْبُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَمَا ظَنُّكَ فِي اللَّيْلَةِ
الْعَاشِرَةِ مِنَ الْمُحَرَّمِ جناب عباس رح سے وہ سخت لڑائی ہوئی اور وہ آٹھوین تاریخ
تھی پھر شب عاشور کو ایسا ہوسکتا ہو کہ بدون جنگ عظیم کے ایک مشک پانی بھی ملا ہو
لِاَنَّهُمْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ مِنْ صَبِيحَةِ الْيَوْمِ التَّاسِعِ كَانُوْا قَاصِدِيْنَ لِلْحَرْبِ مُظْهِرِيْنَ
شِقْوَتَهُمْ كَمَا تَعْلَمُ اسلیے کہ نوین تاریخ تو یقیناً شمر ملعون آچکا تھا صبح سے سب اشقیا
لڑائی پر آمادہ ہورہے تھے اور شقاوت اپنی باغوا سے شمر ظاہر کررہے تھے جیساکہ بخوبی
معلوم ہی فَكَيْفَ يُمْكِنُ الْوُصُوْلُ اِلَى الْمَاءِ وَاِيْصَالُهُ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ
تَقَعِ الْمُحَارَبَةُ بَيْنَ الْكُفَّارِ وَالْاَصْحَابِ الْاَخْيَارِ پھر کیونکر ممکن تھا ان لوگونکا فرات پر
پہونچکر پانی لانا اور لڑائی اشقیا سے اور اصحاب سے نہوتی اور لڑائی کا ذکر کسی روایت
مین نہین پایا جاتا ہو هٰذَا اِلَّا قَوْلَهُ ع قُوْمُوْا وَاشْرَبُوْا فَيُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ مِنْهُ
اَنْ تَاْتُوا الْفُرَاتَ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ وَاغْتَسِلُوْا مِنْهُ رہا یہ مضمون کہ حضرت نے اصحاب سے کہا

کہ ادہر مٹہ کہڑے ہوا اور پانی پیو ممکن ہی اس سے مراد حضرت کی یہ ہو کہ فرات پر جاؤ اگر جانے پاؤ اور وہین جاکر پانی پیو اور سناؤ علی اَنَّہٗ فِی عِدَادِ الاَصحَابِ بَینَ الرِّوَایَتَینِ اِتِّحَادٌ وَ ھُم ثَلٰثُونَ فَارِسًا وَ عِشرُونَ رَاجِلًا علاوہ بران شمار اصحاب کا دونون روایتون مین یعنی جناب عباس کی ہمراہی لوگون مین اور جناب علی اکبر کی بہی اتحاد ہی تیس سوار اور بیس پیادے دونون روایتون مین مذکور ہین فَلَا یَبعُدُ اَن تَکُونَ تِلکَ القَضِیَّۃُ بِعَینِھَا ھِیَ الَّتِی رَوَاھَا مُحَمَّدُ بنُ اَبِی طَالِبٍ فِی اللَّیلَۃِ التَّاسِعَۃِ پس کچہہ دور نہین ہی کہ یہ روایت جناب علی اکبر کے جانے کی بعینہ وہی روایت ہو جسکو محمد ابن ابی طالب نے نوین شب مین ذکر کیا ہی نام کی غلطی راوی سے ہوئی کہ ایک روایت مین جناب عباس کا نام لیا اور ایک مین جناب علی اکبر کا وَاِن کَانَتَا مُختَلِفَتَینِ فَتَکُونُ الرِّوَایَۃُ الَّتِی رَوَاھَا ابنُ نَمَارحہ غَیرَ صَحِیحَۃٍ اور اگر یہ دونون روایتین جدا جدا ہین پس جو روایت ابن نما رحمہ اللہ نے جناب سکینہ سے نقل کی ہی وہ صحیح نہوگی وَفِی ھٰذَا المَقَامِ رِوَایَۃٌ اُخرٰی وَھِیَ اَنَّ الحُسَینَ عَلَیہِ السَّلَامُ صَبَّ المَاءَ عَلٰی وَجہِ زَینَبَ فِی تِلکَ اللَّیلَۃِ اِذَا غُشِیَت عَلَیھَا بَعدَ اِستِمَاعِھَا الاَبیَاتَ الَّتِی اَنشَدَھَا الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ مِن قَولِہٖ یَا دَھرُ اُفٍّ لَکَ مِن خَلِیلٍ اسی مقام پر ایک روایت اور بہی ہی جسمین مغالطہ راویون کو اس سے بہی زیادہ ہوا ہے وہ یہ روایت ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت زینب کے چہرہ پر پانی چہڑکا اسی شب کو جب حضرت زینب کو غش آگیا تہا اون اشعار کو سنکر جو حضرت امام حسین علیہ السلام نے شکایت دنیا مین ارشاد فرمایا تہا رَوَاھَا اَربَابُ المَقَاتِلِ عَنِ الصَّدُوقِ وَالمُفِیدِ کَمَا فِی اِثَارَۃِ الاَحزَانِ وَالخَصَائِصِ وَغَیرِھَا اس روایت کو ارباب مقاتل نے جناب شیخ مفید اور صدوق رح سے نقل کیا ہی چنانچہ اثارۃ الاحزان اور خصائص حسینی وغیرہ مین مذکور ہے فَھَاتَانِ الرِّوَایَتَانِ اللَّتَانِ یُستَفَادُ مِنھُمَا اَنَّ المَاءَ لَم یَعُزَّ اِلَی اللَّیلَۃِ العَاشِرَۃِ

پس یہ دونوں روایتیں ایسی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانی شب عاشور تک
ملا ہو وے تھا نہ تھا تو ان دونوں روایتوں میں جو خرابیاں ہیں اونکو بخوبی
ہم بیان کر چکے ہیں أَمَّا رِوَايَةُ الصَّدُوقِ فَقَدْ قُلْتُ أَنَّهَا رِوَايَةُ
مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَحَدُهُمَا لیکن روایت شیخ صدوق کی اوسکی نسبت
تو میں کہہ چکا کہ یہ روایت اور روایت محمد ابن ابی طالب کے ایک ہی ہے
وَقَدْ سَهَى الرَّاوِي فَسَمَّى فِي أَحَدِهِمَا الْعَبَّاسَ وَفِي الثَّانِيَةِ
عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ راوی کو سہو عارض ہوا ایک جگہ پر نام جناب عباس رض
کا لیا اور دوسری روایت میں جناب علی اکبر کا نام لیا وَأَمَّا رِوَايَةُ
صَبِّ الْمَاءِ عَلَى رَأْسِ زَيْنَبَ فَتَطَرَّقَ الْاِشْتِبَاهُ إِلَيْهَا آكَدُ مِنَ الْأُولَى
وہی روایت جناب زینب کے سر پر پانی چھڑکنے کی اوسمیں اشتباہ راوی کا
اس سے زیادہ ہوا ہے فَإِنَّ وُقُوعَ تِلْكَ الْأُمُورِ مَعَ إِنْشَادِ الْأَبْيَاتِ الْمَذْكُورَةِ
مَرْوِيَّةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّتَيْنِ ایسے ان امور کا
واقع ہونا اور ان ابیات کا جناب امام حسین علیہ السلام کا ارشاد فرمانا جناب
سید الساجدین سے دو طرحوں میں روایت کیا گیا ہے مَرَّةً يَوْمَ وُرُودِهِ
وَهُوَ الثَّانِي مِنَ الْمُحَرَّمِ وَقَدْ أَنْشَدَ الْأَبْيَاتَ وَغُشِيَتْ عَلَى زَيْنَبَ كَمَا رَوَاهُ
السَّيِّدُ رَه وَأَبُو مِخْنَفٍ وَغَيْرُهُ ایک مرتبہ جس دن آپ کربلا میں داخل ہوئے دوسری تاریخ محرم
کی تھی اور یہی اشعار ارشاد فرمائے تھے جنکو سنکر جناب زینب کو غش آگیا تھا چنانچہ سید ابن طاؤس
اور ابو مخنف وغیرہ نے اس روایت کو ذکر کیا ہے وَمَرَّةً فِي مَسَاءِ الْيَوْمِ
التَّاسِعِ اور ایک مرتبہ نویں تاریخ کی شام کو بھی یہی امور واقع ہوئے
وَالرِّوَايَتَانِ مُتَّحِدَتَانِ لَفْظًا وَمَعْنًى وَمَرْوِيَّتَانِ عَنِ السَّيِّدِ السَّاجِدِينَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ دونوں حدیثیں ایک ہی مضمون کی یکسان الفاظ سے
جناب سید الساجدین علیہ السلام سے نقل کی گئی ہیں فَعَسَى أَنْ لَمْ يَكُنْ
فِي هَذِهِ الْأَبْيَاتِ لَيْلَةَ عَاشُورَا لَفْظَةُ صَبِّ الْمَاءِ وَقَدْ وَهِمَ الرَّاوِي فَأَضَافَهُ

نُظِرَ اِلَی مَا رَوَاہُ فِی الْیَوْمِ الثَّانِی پس شاید شب عاشورا کی روایت مین پانی چھڑکنے اور چہرہ پر
ڈالنے کے لفظ تھی راوی نے دہوکے سے اس روایت مین بھی بڑہا دیا جسطرح کہ دوسری
تاریخ کی روایت مین یہ لفظ تھی وَھٰذَا التَّاوِیْلُ قَدْ یَقْوٰی عِنْدِیْ حَتّٰی اَظُنُّ اَنَّ الْاَمْرَ
کَذٰلِکَ یہی تاویل دونون روایتون مین میرے نزدیک قوی تر ہی بلکہ مجکو ایسا خیال ہے کہ
راوی سے دہوکہ ہوا ہی مُضَافًا اِلٰی رِوَایَاتٍ مُتَظَافِرَۃٍ بَلْ مُتَوَاتِرَۃٍ مِنْ تَاْمِیْرِ الْحُکَّامِ
وَشِدَّۃِ اِھْتِمَامِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَغَیْرِہٖ فِیْ مَنْعِ الْمَاءِ علاوہ اس تاویل کے یہ بھی تو ہوا
کہ بہت سی روایتین بلکہ متواتر روایات وارد ہوئے ہین کہ نگہبان اور محافظ کسقدر مقرر ہوے تھے
اور عمر سعد اور شمر وغیرہ کو بحکم ابن زیاد پانی روکنے پر کسقدر اہتمام تھا وَاَیْضًا مُضَافًا اِلٰی اَنَّہٗ
بَلْ کَادَ اَنْ یَتَوَاتَرَ اَنَّ الْحُسَیْنَ مَضٰی وَھُوَ عَطْشَانُ لَمْ یَذُقْ مِنَ الْمَاءِ قَطْرَۃً مُدَّۃَ
ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ علاوہ اسکے مشہور بلکہ متواتر یہ بات ہی کہ جناب امام حسین پیاسے شہید ہوگئے اور
تین دن تک ایک قطرہ پانی کا نہ پایا وَقَدْ رَوَاہُ الرُّوَاۃُ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ وَنَظَمَہُ الشُّعَرَاءُ
الْمُتَقَدِّمُوْنَ اِلٰی یَوْمِنَا ھٰذَا اسکو راویون نے گذشتہ زمانہ سے آجتک ہمیشہ روایت کیا ہی
اور شعرا و مرثیہ گو نے ان روایتون کو نظم کیا ہی عربی اور فارسی ہر زبان مین وَفَسَّرُوْا ذٰلِکَ
فِیْ اَشْعَارِھِمْ فَبَعْضُھُمْ عَدَّ ذٰلِکَ الزَّمَانَ اِثْنَیْنِ وَسَبْعِیْنَ سَاعَۃً زمانہ تشنگی کو حضرت
کے گھنٹون مین بھی شمار کیا ہی کسی نے بہتر گھنٹہ بیان کیے ہین فَیَکُوْنُ اِبْتِدَاءُ الْعَطَشِ
مِنَ اللَّیْلَۃِ الثَّامِنَۃِ اِلٰی اٰخِرِ یَوْمِ عَاشُوْرَا اس حساب سے ابتداے زمانہ تشنگی
ساتوین کا دن گذر کے شب ہشتم ہوتا ہی وَھٰذَا عَلٰی تَقْدِیْرِ اَنَّہٗ لَمْ یَشْرَبْ مِنْ مَاءِ
الدُّنْیَا بَعْدَ شُرْبِہٖ مِنْ مَاءِ الْعَیْنِ الَّتِیْ مَضٰی ذِکْرُھَا اور یہ بات یعنی بہتر گھنٹون کی پیاس
اوس بنا پر ہی کہ آپ نے اس دنیا کا پانی پھر نہ پیا بعد ازان کہ اوس چشمہ کا پانی پیا جو
ساتوین تاریخ حضرت کے اعجاز سے برآمد ہوا تھا چنانچہ اوپر کے باب مین اسکا بیان ہو چکا ہی
وَبَعْضُھُمْ یَعُدُّہٗ ثَمَانِیَۃً وَاَرْبَعِیْنَ سَاعَۃً فَیَکُوْنُ مَبْدَءُ الْعَطَشِ مِنَ
اللَّیْلَۃِ التَّاسِعَۃِ وَھٰذَا عَلٰی تَقْدِیْرِ صِحَّۃِ مَا رُوِیَ مِنْ مَجِیْءِ الْعَبَّاسِ
بِالْمَاءِ وَشُرْبِہٖ مِنْ ذٰلِکَ الْمَاءِ اور بعضون نے اڑتالیس گھنٹے کی پیاس

نقل کی ہی اور یہ بات اوسوقت صحیح ہوگی جب وہ روایت صحیح ہو کہ جناب عباس آٹھوین تاریخ دن گذر کر شب کو پانی لائے اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اوسمین سے پیا ثُمَّ اِنَّمَا اَمَرَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَصْحَابِہٖ مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَغَسْلِ الثِّیَابِ وَالتَّوَضِّیْ وَالشُّرْبِ لَا یُمْکِنُ اِلَّا اَنْ یَحْصُلَ لَھُمْ کَثِیْرٌ مِنَ الْمَاءِ پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ روایت صدوق اور مفید علیہم الرحمہ مین یہ جو وارد ہی کہ حضرت نے اصحاب کو حکم دیا کہ نہاؤ اور کپڑے دہوؤ اور وضو کرو اور پانی پیو یہ سب باتین بدون اسکے کہ بہت سا پانی اونکو بہم پہونچے کیونکر ہو سکتی تہین اسلیے کہ قریب اسی آدمیون کے تو مرد تھے اور عورتین اور لڑکے سب ملا کر ڈیڑھ سو سے زیادہ ہونگے اور جانورانکے علاوہ کہ وہ سب پیاسے مرتے تھے وَقَدْ تَعْلَمُ مِنْ تَضْیِیْقِ الْحَرَسَۃِ وَضِنَّتِھِمْ عَلٰی اَنْ یَرْضَوْا بِتَمَلِّیْ قِرْبَۃٍ وَاحِدَۃٍ بَلْ وَلَا یُجِیْزُوْنَ اَنْ یَصِلَ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَطْرَۃٌ مِنَ الْمَاءِ اور یہ تو بخوبی معلوم ہی کہ محافظان فرات کسقدر تنگی کرتے تھے اور کسقدر اونکو بخل تہا کہ ایک مشک پانی بھر لیجانے پر راضی نہوتے تھے بلکہ جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس ایک قطرہ پانی پہونچنا بھی اونکو ناگوار تہا فَکَیْفَ یُمْکِنُ اَنْ یَاْتِیَ عَلِیٌّ اِبْنُہٗ بِالْمَاءِ قَدْرَ مَا یَکْفِیْ لِاِغْتِسَالِ الْاَصْحَابِ وَغَسْلِ الْاَثْوَابِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمَذْکُوْرَۃِ فِی الرِّوَایَۃِ الْمَرْوِیَّۃِ عَنْ اَمَالِی الصَّدُوْقِ رہ پھر کیونکر ممکن ہی کہ جناب علی اکبر قریب سو مشکون کے پانی لاتے جو اصحاب کے غسل کرنے اور کپڑے دہونے وغیرہ کو کافی ہوتا اور جتنے امور روایت امالی صدوق مین وارد ہین سب ہو سکتے فَالرِّوَایَۃُ لَا یُفْھَمُ مِنْہُ اِلَّا الْاَمْرُ بِذٰلِکَ وَاَمَّا الْاِیْتِمَارُ بِھَا کَیْفَ وَقَعَ فَلَیْسَ فِیْھَا نَصٌّ مِنْ اَرْبَابِ الْمَقَاتِلِ الَّتِیْ وَصَلَتْ اِلَیَّ یَوْمَنَا ھٰذَا پس اس روایت سے یہی سمجھا جاتا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو نہانے کا اور کپڑے دہونے کا اور پانی پینے کا حکم دیا اب رہی یہ بات کہ آپکے ارشاد کی تعمیل اون بزرگوارون نے کیونکر کی یا یہ کہ جناب علی اکبر پانی لائے اور کسقدر لائے اسکا پتہ بالتصریح نہ اس روایت سے لگتا ہی نہ اور روایتین جو کتب مقاتل مین آجتک مینے دیکھی ہین اون مین بصراحت معلوم ہوتا ہی پس یہ روایت کسیطرح پانی پینے پر حضرت کے دلالت نہین کرتی ہی اور خلاف متواترات کے ہی لہذا اسقاط کرنیکے قابل ہے

باب چہل و دوم بیان اون اسرار کا جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی تین دن پیاسے رہنے مین تھے اور خدا نے صلہ اس پیاس کا جناب امام حسین علیہ السلام کو کیا عطا کیا

قَالَ فِی الخَصَائِصِ الحُسَینِیَّۃِ قَدِ ابتَلَی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ بِالعَطَشِ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ حَتّٰی نَدَبَتہُ اُختُہٗ بِاَبِی العَطشَانِ حَتّٰی قَضٰی خصائص حسینیہ مین فرماتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا امتحان پیاس سے تین روز کیا گیا تا اینکہ جناب زینب نے جو بین کیے ہین اوسمین یہی فقرہ ارشاد فرمایا ہو کہ میرے باپ فدا ہون اوس پیاسے پر جسکو پانی تا دم مرگ نہ ملا یا مراد جناب زینب کی یہ ہو کہ میرے بھائی پیاسے رہے اوس زمانہ تک جسکا وعدہ ہوا تھا اوس وعدہ کو پورا کیا یہ معنی نہایت درست معلوم ہوتے ہین ثُمَّ قَالَ المُؤَلِّفُ فِی بَابِ مَا اَعطَاہُ اللّٰہُ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ مِنَ المَاءِ مَا مُحَصِّلُہٗ یَؤُولُ اِلٰی مَا نَقُولُ وَقَد عَکَستُ تَرتِیبَ الکَلَامِ لِیَحسُنَ لِی مَا اَنَا بِصَدَدِہٖ بعد اوسکے جناب مصنف نے فرمایا اور ایک باب جداگانہ لکھا جسمین بیان اسی بات کا ہو کہ خدا نے جناب امام حسین علیہ السلام کو صلہ پانی نہ پینے کا کیا عطا فرمایا اور خلاصہ اوس باب کا ہم لکھتے ہین کسی قدر ترتیب کلام مین ہم نے اولٹ پلٹ کر دی ہو تا کہ ہمارے بیان مین وہ مطلب بخوبی ادا ہو جاوے جسکی ہم درپے ہین دھُوَ اَنَّہٗ کَانَ لِلحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ فِی مَاءِ الفُرَاتِ اَربَعُ حُقُوقٍ اور وہ یہ بات ہو کہ آب فرات مین جناب امام حسین علیہ السلام کے چار حق تھے اور چارون سے آپ کو اشقیا نے محروم کیا پس مقتضائے عدل الٰہی یہی ہے کہ چار عوض آپ کو عطا فرمائے الاَوَّلُ ھُوَ الاِشتِرَاکُ العَامُّ لِلنَّاسِ فِی المَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ کُلَّھُم شُرَکَاءُ فِی المَاءِ وَالکَلَاءِ پہلا حق حضرت کا فرات مین یہ تھا کہ جسطرح سب آدمی پانی مین شریک اور حق دار ہوتے ہین آپ بھی اوس پانی کے حق دار تھے وَلِہٰذَا جَازَ الشُّربُ مِنَ الاَنہَارِ المَملُوکَۃِ وَاِن لَّم یَاذَنِ المَالِکُ اسی وجہ سے جو نہر کسی

شخص خاص کی ملکیت میں ہو اوسکا پانی پینا بھی عام لوگوں کو جائز ہی اگرچہ مالک
اوس نہر کا اجازت نددے بل لعل من ذلک سقی الکفار اذا کانوا عطاشا کما
فی الروایۃ عن مصادف عن الصادق علیہ السلام فی طریق مکۃ بلکہ شاید
اسی عام حق کی نظر سے کافر بھی اگر پیاسے ہوں اونکو پانی پلانا چاہئے جس طرح
مصادف نے جناب صادق علیہ السلام سے راہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہی کہ حضرت
نے ایک کافر کو پانی پلایا اور مصادف نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ جب کافر پیاسا
جاں بلب ہو تو اوسکو بھی پانی پلانا چاہئے الثانی من حیث الاشتراک مع ذوات
الاکباد للحق فی الماء دوسرا حق جناب امام حسین علیہ السلام کا فرات میں یہ تھا کہ
کل ذی روح اور جاندار حیوانات کی شرکت سے پانی کے حق دار ہونے میں ولذا ایذام
التیمم مع الخوف من العطش علی الحیوانات المملوکۃ ونحوھا اسی واسطے
تیمم کرنا لازم کیا گیا ہی جسوقت کہ پانی خرچ کر ڈالنے سے اس بات کا خوف ہو کہ جو
حیوانات کسی کے ملک میں ہیں خواہ امانت اور عاریت وغیرہ سے اسکے پاس
ہیں وہ پیاسے مر [illegible] قال وجعلنا من الماء کل شیء حی
اور خداوند عالم [illegible] ہر ذیحیات کی پانی سے رکھی ہی الثالث
من حیث [illegible] حق السقی لہ علی اھل الکوفۃ بالخصوص تیسرا حق حضرت امام حسین
علیہ السلام [illegible] کا خاص کر اہل کوفہ پر لازم تھا فانہ قد سقاھم
[illegible] فی الکوفۃ مرۃ حین الجدب وفی صفین تارۃ وفی
القادسیۃ حین الملاقات مع عسکر الحر اسلیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے
[illegible] مرتبہ پانی پلایا ایک مرتبہ کوفہ میں جب خشک سالی پڑی تھی اور پانی کا
قحط تھا دوبارہ صفین میں تیسرے مرتبہ قادسیہ میں بروز ملاقات لشکر حر کے الرابع
من حیث ثبوت حق لہ فی الفرات بخصوصہ چوتھا حق حضرت امام حسین علیہ السلام کا
خاص تھا دریاے فرات میں فانہ من نحلۃ اللہ تعالی لفاطمۃ الزھراء
علیہا السلام حین تزویجہا لعلی بن ابی طالب علیہ السلام اسلیے کہ نہر فرات خدا کی

عطا کی ہوئی جناب فاطمہ علیہ السلام کو تہی جسدن نکاح جناب سیدہ کا امیر المؤمنین
علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ہوا تہا فَلَمْ یُرَاعُوْا اَحَدَ هٰذِهِ الْحُقُوْقِ لَهٗ حَتّٰی سَئَلَهُمْ
ذٰلِكَ لِطِفْلِهٖ وَاَرَاهُمْ یَتَلَظّٰی فَلَمْ یَرْحَمُوْهُ ۔ پس کوفیون نے ان چار حقون مین سے ایک
حق کی بہی رعایت نہ کی یہانتک کہ اسی پانی سے ایک قطرہ آپ نے شیرخوار کے واسطے طلب کیا
اور اوس بچے کو دکہلا بہی دیا جسکے بدن سے پیاس کی گرمی کی لو اوٹہہ رہی تہی اور بدن اوسکا
دہک رہا تہا پہر بہی اون لوگون کو اوس بے گناہ پر رحم نہ آیا ثُمَّ سَئَلَهُمْ ذٰلِكَ لِنَفْسِهٖ
فَلَمْ یُعْطُوْهُ وَمَاتَ عَطْشَانًا بعد اوسکے خاص اپنی ذات کے واسطے حضرت نے اون سے
پانی مانگا پہر بہی ندیا اور پیاسے وہ جناب شہید ہوگئے فَهٰذِهٖ اَرْبَعُ حُقُوْقٍ لِلْحُسَیْنِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ بِهَا كَانَ اِسْتِحْقَاقُهٗ لِلْمَاۤءِ اَوْلٰی وَاَتَمَّ یہی چار حق حضرت امام کے ایسے
تہے جنکے سبب سے فرات کے پانی مین کوفیون کو دینے اور پلانے مین حضرت کو پورا استحقاق
تہا جو کسی فرد بشر کو نتہا وَقَدْ اَثَّرَ عَطْشُهُ الَّذِیْ قَدْ كَانَ مُدَّ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ فِیْ اَرْبَعَةِ
اَعْضَاۤءٍ یہ تین دن کی پیاس جو حضرت کو تہی اسنے آپ کے چار اعضاے جسمانی مین اثر
کیا تہا اَحَدُهَا الشَّفَةُ الذَّابِلَةُ مِنْ حَرِّ الظَّمَاۤءِ پہلے تو ہونٹہ مین اثر کیا جو سوکہ کر
پژمردہ ہوگیا تہا وَالْكَبِدُ مُفَتَّتٌ لِعَدَمِ الْمَاۤءِ اور جگر پارہ پارہ ہوگیا تہا پانی کے
نہ ملنے سے کَمَا قَالَ ؏ وَاَخْبَرَ بِذٰلِكَ حِیْنَ اَظْهَرَ عَطْشَهٗ وَلَمْ یَكُنْ قَدْ اَظْهَرَهٗ
قَبْلَ ذٰلِكَ چنانچہ خود حضرت نے فرمایا اور جگر کے پارہ پارہ ہو جانے کی خبر دی جسوقت
آپ نے اپنی پیاس کا اظہار کیا تہا اور اوس سے پہلے اس حال کو آپنے بیان نہین کیا تہا
وَذٰلِكَ حِیْنَ كَانَ وَاقِفًا قَدْ یَئِسَ مِنْ حَیٰوتِهٖ بِحَیْثُ عَلِمَ اَنَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ بِاَنَّهٗ
لَا یَعِیْشُ بَعْدَ ذٰلِكَ اور یہ بات اوسوقت آپ نے بیان کی ہے جب کہڑے ہوے تہے
اور زندگی سے یاس ہوچکی تہی اور یہ بہی آپ کو معلوم ہوگیا تہا کہ یہ اشقیا جانتے ہین کہ اب
حسین بن علی علیہ السلام زندہ نہین رہ سکتے ہین قَالَ الْاٰنَ اِسْقُوْنِیْ قَطْرَةً مِنَ الْمَاۤءِ
فَقَدْ تَفَتَّتَتْ كَبِدِیْ مِنَ الظَّمَاۤءِ فرمایا آپ نے کہ ایک قطرہ پانی کا مجکو پلادو کہ پیاس
کی شدت سے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہین اَلثَّالِثُ اللِّسَانُ مَجْرُوْحٌ مِنْ شِدَّةِ اللَّوْكِ

کما فی حدیث تیسرا عضو زبان حضرت کی چباتے چباتے زخمی ہو گئی تھی قُلْتُ وَفِی
بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَنَّ لِسَانَهُ کَانَ کَالْاَدِیْمِ الْمُعَرَّقِ میں کہتا ہوں کہ بعض روایات
میں یہ وارد ہے کہ آپ کی زبان مثل جلی ہوئی چمڑے کی ہو گئی تھی اَلرَّابِعُ الْعَیْنُ مُظْلِمَةٌ
مِنَ الْعَطَشِ چوتھا عضو وہ آنکھ ہے کہ آنکھ میں آپ کے اندھیرا چھا گیا تھا شدت
تشنگی سے کَمَا فِی حَدِیْثِ جِبْرَئِیْلَ لِآدَمَ فَلَوْ تَرَاهُ یَا آدَمُ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاعَطَشَاهُ
حَتّٰی یَحُوْلَ الْعَطَشُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ السَّمَاءِ کَالدُّخَانِ جیسا کہ حدیث جبرئیل علیہ السلام
میں وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جبرئیل نے کہا کاش اگر دیکھتے تم اے آدم
امام حسین علیہ السلام کو کہ وہ اپنی پیاس سے فریاد کرتے ہیں اوس پیاس کی ایسی گرمی
بھڑکتے بخارات اوٹھکر آنکھ میں پہونچتے اور آسمان کے درمیان کی چیزوں کے
دیکھنے کو حائل ہو گئے فَحَیْثُ اَنَّهُ مُنِعَ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْحُقُوْقِ الْاَرْبَعَةِ وَقَدْ
اَثَّرَ عَطَشُهُ فِیْ اَرْبَعَةٍ مِنْ اَعْضَائِهٖ پس چونکہ جناب امام حسین علیہ السلام پانی
کے چار حقوق سے منع کیے گئے اور پیاس نے اونکے چار اعضاے بدن میں اثر کیا فَکَانَ
وَاجِبًا عَلَی اللّٰهِ سُبْحَانَهُ اَنْ یُعْطِیَ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَرْبَعَةً مِنَ الْاَعْوَاضِ
خدا پر بھی واجب تھا کہ اوس جناب کو چار قسم کے عوض عطا کرے وَقَدْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ
مِنَ الْمَاءِ اَرْبَعَةَ اَنْوَاعٍ پانی کے اقسام میں خدا نے چار قسم کے پانی حضرت کو عطا فرمائے
اَلْاَوَّلُ الْکَوْثَرُ جَعَلَهُ حَقًّا لَهُ لِعَطَشِهٖ وَعَطَشِ اَصْحَابِهٖ پہلے تو آب کوثر دیا یہ حق آپکا
سبب آپ کے پیاسے رہنے کے اور اصحاب کے پیاسے رہنے کے ملا ہے اَرْوَاهُمْ مِنْهُ
فِیْ لَحْظَةٍ حِیْنَ وُقُوْعِهِمْ عَلَی الْاَرْضِ سیراب کیا خدا نے اون شہیدوں کو آب کوثر سے
میں کربلا پر جسوقت وہ لوگ شہید ہو کر زمین پر گرے بَلْ قَبْلَ خُرُوْجِ رُوْحِهِمْ کَمَا
فِیْ رِوَایَةٍ عَنِ ابْنِهٖ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ الشَّهِیْدِ حِیْنَ وَقَعَ طَرِیْحًا بلکہ ابھی
اون شہیدوں کی روح جسم سے نکلنے نہیں پائی تھی کہ جام کوثر سے خدا اونکو سیراب کر دیا تھا
چنانچہ جناب علی اکبر سے یہ روایت ہے جسوقت آپ گھوڑے پر سے زخمی ہو کر گرے
نَادٰی هٰذَا جَدِّیْ قَدْ سَقَانِیْ بِکَاْسٍ لَا اَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا پکار کر کہا تھا

علی اکبر نے اپنے باپ سے کہ اے پدر بزرگوار میرے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
مجھکو جام کوثر پلادیا ہو اب اسکے بعد مین کبھی پیاسا نہونگا ویصدقہ قول الحسین
علیہ السلام لہ حین آبرزہ للجھاد اس روایت کی تصدیق اوس حدیث
سے ہوتی ہو کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے جب اس شاہزادہ کو جہاد کے واسطے بھیجا
تھا فرمایا تھا یا بنی سوف یسقیک جدک بکاسہ الاوفی الذی لا تظما بعدہ
ابدًا اے میرے فرزند قریب وہ زمانہ ہو کہ تمکو تمہارے نانا اپنی پوری جام لبریز سے
اب سیراب کرینگے کہ پھر تمکو کبھی پیاس نہ لگیگی وایضا جعل اللہ الکوثر حقا لمن بکی
علیہ یروی منہ یوم العطش الاکبر اور نیز کوثر کو خدا نے حق اوس شخص کا مقرر
کیا جو شخص آپ کی مصیبت پر روئے اوسدن آب کوثر سے سیراب کیا جائیگا جس دن کی
پیاس سے بڑھکر کوئی پیاس نہین ہی یعنے قیامت کے دن وقد وقی اللہ تعالی
الحسین علیہ السلام ومن استشھد معہ من عطش ذلک الیوم لانھم
قد عطشوا بالعطش الاکبر یوم عاشورا اور نیز خدا نے اوس جناب کو مع شہدائے کربلا
تشنگی روز قیامت سے بچایا اسلیے کہ وہ لوگ بڑی پیاس کا امتحان روز عاشورا دیچکے
ثم ان الکوثر وان جعل جزاء لکثیر من الاعمال الحسنۃ لکن خصوصیۃ
بالحسین علیہ السلام ان الکوثر یفرح بشرب الباکی علیہ منہ پھر یہ بھی جاننا
چاہیے کہ اگرچہ کوثر بہت سے اعمال خیر کے جزا خدا نے مقرر کی ہو مگر خصوصیت جناب
امام حسین علیہ السلام کو یہ ہو کہ جب آپ کی مصیبت پر رونے والا آب کوثر پیئیگا کوثر کو
فرحت اور سرور حاصل ہوگا الثانی من تلک العطیات الاربعۃ ماء الجنان
دوسرا پانی جو خدا نے عوض مین تشنگی کے حضرت کو دیا وہ آب بہشت ہی یمزج بدموع
البکاء علیہ فیزید عذوبتھا کما فی الروایۃ المعتبرۃ آب بہشت اون آنسوؤن
ملادیا جائیگا جو آپ کی مصیبت مین نکلے ہین پس اونکی شیرینی زیادہ ہوجائیگی چنانچہ ایک
روایت معتبر اسپر دلالت کرتی ہو الثالث ماء الدموع جعلھا اللہ لہ تیسرا پانی جو عوض
تشنگی آپ کو ملا ہو وہ آنسو دینے والون کے ہین آپ کی مصیبت پر جنکو خدا نے آپکے واسطے

خاص کیا ہی فَاِنَّہٗ صَرِیْعُ الدَّمْعَۃِ وَاِنَّہٗ قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ اسلیے کہ وہ جناب شہید ہوگئے اور
آنسو آپ کی آنکھو نسے جاری رہے اور شہید ہوگئے جسوقت کہ اہل حرم اور مخدرات عصمت کھڑے
ہوئے سامنے رو رہے تھے فَہِیَ عَلیٰ اِثْرِ اِسْمِہٖ پس یہ آنسو ایسے مخصوص اوس جناب سے ہوئے کہ
آپ کے نام لینے کے بعد مومن کی آنکھون سے جاری ہوتے ہین وَعَلیٰ اِثْرِ مَا ھُوَ بِاِسْمِہٖ
اور بعد آپ کے نام لینے کے جو لقب آپکا تشنہ گرسنہ مظلوم وغیرہ کہا جاتا ہی اور بیان کیا
جاتا ہی اوسکے بعد جاری ہوتے ہین وَعَلیٰ اِثْرِ ذِکْرِ مُصِیْبَتِہٖ اور جسوقت آپ کی مصیبت کا
ذکر ہوتا ہی اوسوقت بھی یہ آنسو جاری ہوتے ہین وَعَلیٰ اِثْرِ نَظْرِہٖ یا جب آپکے مصایب کا
حال لکھا ہوا نظر آتا ہی یا جب آپکا روضہ مقدس یا شبیہ روضہ کی نظر آتی ہی اوسوقت
بھی یہ آنسو جاری ہوتے ہین وَعَلیٰ اِثْرِ شَمِّ تُرْبَتِہٖ اور جسوقت آپکی خاک تربت سونگھی جائے
اوسوقت بھی آنسو جاری ہوتے ہین وَلَمَّا صَدَرَ ذٰلِکَ الْبُکَاءُ عَنِ النَّبِیِّ ص فِیْ تِلْکَ
الْحَالَاتِ کَمَا ھُوَ مَرْوِیٌّ بِلَا خِلَافٍ فَلِذَا صَارَ مَنْدُوْبًا لَنَا اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ص بِالْاُسْوَۃِ
الْحَسَنَۃِ پھر جبکہ رونا ان سب وقات مین خود جناب رسالتمآب ص کا فریقین کے روایت سے ثابت ہی
لہٰذا ہم امتیون پر ضرور ہوا کہ سنت نبی کو بنظر حسن اطاعت اور پیروی کی بجا لائین اور ہم بھی ان اوقات
مین خود جناب رسالتمآب ص کے رونے کو یاد کرکے روئین اَلرَّابِعُ کُلُّ مَاءٍ عَذْبٍ بَارِدٍ
یَشْرَبُہٗ اَحِبَّتُہٗ وَمَوَالِیْہِ فَاِنَّ لِلْحُسَیْنِ ع فِیْہِ حَقَّ الذِّکْرِ چوتہا وہ پانی جو عوض تشنگی
امام حسین ع کے سمجھا جاتا وہ یہ ہی کہ جو آپ سرد اور شیرین کوئی دوست اور پیروی کرنیوالا حضرت کا
پیئے پیتے وقت اوسپر لازم ہی کہ حضرت کی پیاس کو یاد کرے فَاِنَّہٗ قَالَ ع شِیْعَتِیْ مَا
اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِیْ اسلیے کہ خود حضرت نے فرمایا ہی کہ اے میرے دوستو جب تم
آب شیرین پیو تو مجکو یاد کرو وَقَالَ الصَّادِقُ ع اِنِّیْ مَا شَرِبْتُ مَاءً بَارِدًا اِلَّا ذَکَرْتُ
الْحُسَیْنَ ع جناب صادق ع فرماتے ہین جب سرد پانی پیا حضرت امام حسین ع کو ضرور یاد کیا
وَاسْتِیْفَاءُ ذٰلِکَ الْحَقِّ بِاَنْ تَقُوْلَ بَعْدَ شُرْبِ الْمَاءِ سَلَامُ اللّٰہِ عَلَی الْحُسَیْنِ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
وَلَعَنَ اللّٰہُ قَاتِلَ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ اور یہ حق پورا اسطرح پر ادا ہوتا ہی کہ بعد پانی پینے کے
یہ دعا پڑھے سلام خدا کا حسین ع اور اہلبیت اور انکے اصحاب پر اور لعنت خدا کی اون کے قاتلون پر ہو

باب چہل وسوم حر ابن یزید ریاحی کا لشکر عمر سعد سے نکلکر بروز عاشورا حضوری خدمت امام حسین علیہ السلام کا ارادہ کرنا اور چند حالات اوسوقت کے جو حر کو پیش آئے اور تحقیق اس امر کی کہ حر کس وقت حضرت کی خدمت مین پہونچے

ثُمَّ لَمَّا كَانَ مِنْ اَمْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا كَانَ وَاجْتَمَعَ عَسَاكِرُ ابْنِ زِيَادٍ كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ التَّقَرُّبَ اِلَى اللّٰهِ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ پھر جو کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام پر بعد داخل ہونے کے دشت کربلا مین گذرنا تھا گذر چکا تا اینکہ لشکر ابن زیاد بھی کربلا مین پہونچ گیا اور ایسے ایسے اشقیا اوس لشکر مین جمع ہوئے جنکے اعتقاد مین پناہ بخدا یہ بات تھی کہ حضرت کا شہید کرنا خدا کی خوشنودی کی بات ہے وَمَنَعُوْهُ مِنَ الْمَاءِ وَاَحَاطُوْهُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ حَتّٰى اَنَّهُ اِسْتَمْهَلَ لَيْلَةً وَاحِدَةً فِي التَّاسِعِ مِنَ الْمُحَرَّمِ ساتوین تاریخ سے تو پانی بھی حضرت پر بند ہو گیا اور ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا یہان تک نوین تاریخ کا دن گذر کے ایک شب کی مہلت آپنے طلب کی بڑی دشواری سے ملی فَلَمَّا اَصْبَحَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَدَافَعَ الرِّجَالُ اِلَى مَيْدَانِ الْحَرْبِ فَاخْتَلَفَ الرُّوَاةُ فِي خُرُوْجِ الْحُرِّ نَحْوَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ مَتٰى كَانَ لشکر کے سوار اور پیادہ صبح عاشورا سے صف آرائی کرنے لگے اور لڑنے پر آمادہ ہوئے اب راویون کا اختلاف ہے کہ حر ابن یزید ریاحی کسوقت نکلکر حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملے ہین فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ اَنَّهُ خَرَجَ اِلَيْهِ بَعْدَ خُطْبَةِ خَطَبَهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يُقْتَلْ بَعْدُ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَحَدٌ رَوَاهُ الْمَجْلِسِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بعض راویون کا یہ قول ہے کہ حر اوسوقت نکلے ہین جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہ خطبہ طولانی ارشاد فرمایا ہے جسمین کل حالات بد انجامی یزید اور پیروان یزید کی بیان

کیے ہین اور ابھی تک کوئی شخص اصحاب امام حسین علیہ السلام مین سے شہید نہین ہوا تھا
اوسی خطبہ کو سنکر پہر حر ابن یزید ریاحی اوس لشکر سے جدا ہوگئی اور یہی روایت مشہور ہی
اور بحار مین بہی مذکور ہی وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ إِنَّهُ خَرَجَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ رَمَى أَوَّلَ رَامٍ
عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَهْماً ثُمَّ رَمَى إِلَيْهِ مِنَ الرُّمَاةِ
مَا لَا حَدَّ لَهُمْ وَقُتِلَ بِذَلِكَ الرَّمْيِ خَمْسُونَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَمَا ذَكَرَهُ السَّيِّدُ رح اور بعض راویون نے یہ کہا ہی کہ حر ابن یزید ریاحی اوسوقت
نکلے ہین جسوقت سب سے پہلے ایک تیر عمر سعد نے حضرت کی طرف مارا اور پہر بیشمار تیر اور
بروایتے دس ہزار تیر حضرت کی طرف دفعۃً چلائے گئے کہ پچاس اصحاب حضرت کے اسی
حملے مین کام آگئے اسکو جناب سید ابن طاوس نے لکھا ہی وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ وَهُوَ
أَبُو مِخْنَفٍ إِنَّهُ خَرَجَ نَحْوَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ
وَأَقْرِبَائِهِ وَاسْتُشْهِدُوا جَمِيعاً اور بعض راویون نے یہ کہا ہی کہ حر اوسوقت نکلے ہین اور
حضرت کے پاس پہونچے ہین جسوقت کوئی شخص آپ کے اصحاب اور عزیزون مین سے
باقی نرہا تہا سب شہید ہوچکے تھے یہ قول ابو مخنف کا ہی وَالْأَقْوَى عِنْدِي خُرُوجُهُ
بَعْدَ الْخُطْبَةِ وَاسْتِمَاعِ أَوَّلِ الِاسْتِغَاثَةِ وَالْوَاعِيَةِ اور میرے نزدیک قوی روایت
وہی ہی کہ حر بن یزید ریاحی وہ خطبہ سنکر اور پہلا استغاثہ حضرت کا سنکر نکل پڑے اور
یہی انکو حضرت نے حکم بہی دیا تہا چنانچہ ہم نے باب عبداللہ جعفی راہزن کی حالات مین
بیان کیا ہی وَتِلْكَ الْخُطْبَةُ رَوَاهَا أَكْثَرُ أَرْبَابِ الْمَقَاتِلِ نَذْكُرُ مِنْ آخِرِهَا
بَعْضَ مَا يُنَاسِبُ الْمَقَامَ وَاللَّفْظُ لِمَوْلَانَا الْمَجْلِسِيِّ رح اس خطبہ کو اکثر ارباب مقاتل نے
ذکر کیا ہی بہت بڑا خطبہ ہی ہم اوسمین سے چند فقرات آخر خطبہ کے جو مناسب اس مقام کے
ہین لکھتے ہین اور الفاظ وہی ہین جنکو بحار مین نقل کیا ہی قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَلَا ثُمَّ لَا تَلْبَثُونَ بَعْدَهَا إِلَّا كَرَيْثِ مَا يُرْكَبُ الْفَرَسُ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
فرمایا آگاہ ہوجاؤ اے گروہ کوفہ اور شام بعد ان بدعتون کے جو تم کر رہے ہو تم دنیا مین
اتنی ہی دیر رہو گے جتنی دیر آدمی گھوڑے پر چڑھتا ہی یعنی بہت جلد تباہ ہوجاؤ گے

حَتّٰی یُبَدِّ وَرَبِّکُم دَوْرُ الرَّحَا عَهْدٌ عَهِدَ اِلَیَّ اَبِی عَنْ جَدِّی یہان تک تمہارا حال ہوگا کہ آسمان کی گردش تمہارے سرون پر ایسی ہوگی اور اس طرحپر تم پیسے جاؤ گے جسطرح غلہ کو چکی پیس ڈالتی ہے یہ وہ عہد وپیمان ہے جو مجھسے میرے والد بزرگوار نے ارشاد کیا ہے کہ میرے نانا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونہین اس عہد وپیمان کی خبر دی ہے فَاَجْمِعُوْا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَاءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا وَلَا تُنْظِرُوْنِ اب تم اپنی قوت اور حکومت کو یکجا کر لو اور جس قدر تمہارے شریک اس ظلم کرنے مین بہم پہونچین سب کو جمع کر کے جو مکر مجھسے کرنا ہو سب کر لو اور کچھ اوٹھا نہ رکھو اور نہ مجھے مہلت دو اِنِّی تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّی وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ مین نے خدا پر بہروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا دونونکا پروردگار ہے اور کوئی چلنے والا جاندار ایسا نہین ہے جسکی پیشانی دست قدرت مین خدا کی نہو میرا پروردگار صراط مستقیم پر ہے اَللّٰهُمَّ احْبِسْ عَنْهُمْ قَطْرَ السَّمَاءِ وَابْعَثْ عَلَیْهِمْ سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ خداوندا بارش باران کو ان لوگون کے ملک سے بند کر دے اب ایک قطرہ پانی کا نہ برسے اور سات برس تک خشک سالی اور قحط انپر ایسا پڑے جسطرح زمانے مین حضرت یوسف علیہ السلام کے مصر مین پڑا تہا مراد حضرت کی یہ ہے کہ آدمی کو آدمی کہا جائے اور یہ سب ہلاک ہوجائین وَسَلِّطْ عَلَیْهِمْ غُلَامَ ثَقِیْفٍ یَسْقِیْهِمْ کَاسًا مُصَبَّرَةً ان اشقیا پر اوس لڑکے کو مسلط کردے جو دلیر جوان ہے اور مختار ثقفی کے نام سے مشہور ہے وہی لڑکا انکو کاسہ مرگ تلخ اور ناگوار پلائے وَلَا یَدَعُ فِیْهِمْ اَحَدًا اِلَّا قَتْلَةً بِقَتْلَةٍ وَضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ اور اوس مختار ابو عبیدہ ثقفی کو ایسا مسلط ان پر کردے کہ ان مین سے کسیکو نچھوڑے جسنے کسیکو قتل کیا ہے اوسکو وہ مختار قتل کرے اور جس شقی نے ان مین سے کسیکو چوٹ کا آزار پہونچایا ہے یعنی کوڑا یا طمانچہ وغیرہ مارا ہے اوسکو اوسی طور پر سزا دے یَنْتَقِمُ لِیْ وَلِاَوْلِیَائِیْ وَاَهْلِ بَیْتِیْ وَاَشْیَاعِیْ مِنْهُمْ یہ سب باتین مختار اس غرض سے کرے کہ میرا اور میرے دوستونکا اور میری اہلبیت اور میرے پیرو مومنین پر جو ظلم ان اشقیا نے کیے ہین اوسکا انتقام

فَاِنَّھُمْ غَرُّوْنَا وَکَذَّبُوْنَا وَخَذَلُوْنَا وَاَنْتَ رَبُّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ان مکارون نے ہمکو فریب دیا اور ہمسے جھوٹ بولے یا ہماری تکذیب کی اور ہمکو چھوڑ دیا نصرت سے ہمارے انکار کیا اسیواسطے یہ عذاب کے قابل ہین تو ہمارا پروردگار ہی تجھپر ہمنے بھروسہ کیا ہی اور تیری طرف رجوع قلب ہمارا ہی اور تیری ہی طرف سب کی بازگشت ہی ثُمَّ قَالَ علیہ السلام اَیْنَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اُدْعُوْا اِلَیَّ عُمَرَ فَدُعِیَ لَہٗ وَکَانَ کَارِھًا لَا یُحِبُّ اَنْ یَاْتِیَہٗ پھر حضرت نے فرمایا کدھر ہے عمر ابن سعد اوسکو میرے سامنے لاؤ لوگون نے عمر سعد کو بلایا۔ اوس ملعون کو اوسوقت سامنے حضرت کے آنا بہت ہی ناپسند تھا اسلیے کہ آپ جوش خروش مین تھے اوسکو نہین منظور تھا کہ آپ کے سامنے آئے فَقَالَ علیہ السلام یَا عُمَرُ اَنْتَ تَقْتُلُنِیْ تَزْعَمُ اَنْ یُوَلِّیَکَ الدَّعِیُّ ابْنُ الدَّعِیِّ بِلَادَ الرَّیِّ وَجُرْجَانَ حضرت نے فرمایا کہ اے عمر ابن سعد تو مجھکو قتل کرتا ہی گمان تجھکو یہ ہی کہ حرامی ابن حرامی تجھکو حاکم بلاد رے اور جرجان کا مقرر کریگا وَاللہِ لَا تَتَھَنَّأُ بِذٰلِکَ اَبَدًا عَھْدًا مَعْھُوْدًا قسم ہی خدا کی ہرگز تجھکو سزاوار نہوگا یہی عہد معین ہو چکا ہی فَاصْنَعْ مَا اَنْتَ صَانِعٌ فَاِنَّکَ لَا تَفْرَحُ بَعْدِیْ بِدُنْیَا وَلَا اٰخِرَۃٍ اب کرلے جو کچھ تجھکو کرنا ہی یقین جان کہ بعد میری شہادت کے نہ دنیا مین تجھکو خوش رہنا نصیب ہوگا نہ آخرت مین وَکَاَنِّیْ بِرَاْسِکَ عَلٰی قَصَبَۃٍ قَدْ نُصِبَ بِالْکُوْفَۃِ تَتَرَامَاہُ الصِّبْیَانُ وَیَتَّخِذُوْنَہٗ غَرَضًا بَیْنَھُمْ گویا مین تیرے سر کو اسوقت دیکھ رہا ہون کہ ایک لانبی چھڑ پر کوفہ مین بلند کیا گیا ہی اور لڑکے اوسکو پتھر وغیرہ مار رہے ہین اور اوسکو نشانہ بنایا ہی فَاغْتَاظَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ مِنْ کَلَامِہٖ ثُمَّ صَرَفَ بِوَجْھِہٖ عَنْہُ عمر بن سعد کو یہ کلام حضرت کا سنکر غیظ و غضب طاری ہوا اور منہ اپنا حضرت کی طرف سے پھیر لیا وَنَادٰی بِاَصْحَابِہٖ مَا تَنْتَظِرُوْنَ بِہٖ اِحْمِلُوْا بِاَجْمَعِکُمْ اِنَّمَا ھِیَ اُکْلَۃٌ وَاحِدَۃٌ اور اپنے لشکر کو پکارا اب کیا انتظار باقی ہی جو اسنے آویزش نہین کرتے ہو سب ملکر انپر ٹوٹ پڑو یہ کتنے ہین ایک لقمہ سے زیادہ نہین ہین یعنی ایک ہی حملہ مین ان سب کا کام تمام ہو جائیگا ثُمَّ اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَعَا بِفَرَسِ رَسُوْلِ اللہِ

صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَلْمُرتَجِزَ فَرَکِبَهُ وَعَبَّأَ اَصْحَابَهُ بعد اوسکے حضرت امام حسین
علیہ السلام نے جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھوڑا طلب کیا جسکا مرتجز نام تہا
اوسپر سوار ہوئے اور اپنے اصحاب کو للکارا اِلٰی اَنْ قَالَ فِی الْبِحَارِ ثُمَّ قَالَ الْمُفِیْدُ رح
فَلَمَّا رَأَی الْحُرُّ بْنُ یَزِیْدَ اَنَّ الْقَوْمَ قَدْ صَمَّمُوْا عَلٰی قِتَالِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
تا اینکہ بحار مین کہتے ہین کہ پہر جناب شیخ مفید نے یہ کہا ہی کہ جب حر بن یزید نے دیکہا
کہ لشکر ابن زیاد کے لوگ بالکل آمادہ ہوگئے حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے پر
اور ضرور لڑینگے قَالَ لِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اَیْ عُمَرُ اَمُقَاتِلٌ اَنْتَ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ
اِیْ وَاللهِ قِتَالًا شَدِیْدًا اَیْسَرُهُ اَنْ تَسْقُطَ الرُّؤُسُ وَتُطِیْحَ الْاَیْدِیْ
حر بن یزید نے عمر سعد سے کہا کیون اے عمر سعد تو اس مرد بزرگ سے ضرور لڑیگا عمر سعد نے
کہا ہان قسم ہی خدا کی سخت لڑائی ایسے لڑونگا چھوٹی سی چھوٹی یہ لڑائی ہوگی کہ سر کٹ کر
زمین پر گر پڑین اور ہاتہ پہونچون سے کٹکر ہوا مین اوڑتے پہرین قَالَ اَفَمَا لَکُمْ
فِیْمَا عَرَضَهُ عَلَیْکُمْ رِضًی حر نے کہا کہ جو انھون نے درخواست کی ہی پلٹ جانے کی
خواہ یزید کے پاس چلے جانے کی اوسکی منظوری تملوگ نہ کروگے قَالَ عُمَرُ اَمَا لَوْ کَانَ
الْاَمْرُ اِلَیَّ لَفَعَلْتُ لٰکِنَّ اَمِیْرَکَ قَدْ اَبٰی عمر سعد نے کہا کہ اگر میرا اختیار ہوتا تو منظور
کر لیتا مگر تیرے امیر ابن زیاد نے مطلق انکار کیا ہی فَاَقْبَلَ الْحُرُّ وَوَقَفَ مِنَ النَّاسِ
مَوْقِفًا وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ یُقَالُ لَهٗ قُرَّةُ بْنُ قَیْسٍ یہ سنکر حر چلے اور ایک
ایسی جگہہ پر جا ٹھہرے جہانسے ایک موقع نکلجانیکا انکی سمجھہ مین آیا تہا حر کے ساتہ ایک اور
آدمی اونکا ہمقوم تہا جسکا نام قرہ بن قیس ہی فَقَالَ لَهٗ یَا قُرَّةُ اَسَقَیْتَ فَرَسَکَ
الْیَوْمَ قَالَ لَا حر نے اوسکے ٹالنے کی نظر سے اوس سے کہا کہ اے قرہ آج تو نے اپنے گھوڑے
کو پانی پلایا ہی یا نہین قرہ نے کہا کہ ابہی نہین پلایا ہی قَالَ فَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَسْقِیَهٗ
حر نے کہا کہ تیرا ارادہ گھوڑے کو پانی پلانیکا آج نہین ہی قَالَ قُرَّةُ فَظَنَنْتُ وَاللهِ
اَنَّهٗ یُرِیْدُ اَنْ یَتَنَحّٰی وَلَا یَشْهَدُ الْقِتَالَ قرہ کہتا ہی بخدا مجھے یہی گمان ہوا کہ حر کا
ارادہ ہی کسیطرف ٹلجانیکا اور لڑائی مین حاضر رہنا اسکو منظور نہین ہی فَکَرِهَ اَنْ اَرَاهُ

حِیْنَ یَصْنَعُ فَلَکٌ مگر چونکہ حر ایک نامور بہادر آدمی ہوا اور اسوقت ہر اس او بے ول
اسیر حیائی ہو بس مجسے حیلہ کرتا ہو اور اسکو نہین منظور ہو کہ مین اسکو صف جنگ سے
نکلجاتے ہوئے دیکھون نقُلتُ لَہٗ لَمْ اَسْقِہٖ مین نے حر سے کہا کہ مین نے تو ابھی
گھوڑے کو پانی نہین پلایا ہو قَالَ اَنَا مُنْطَلِقٌ نَاسْقِیْہِ حر نے کہا تو پلائے یا نہ پلائے
مین تو اپنے گھوڑے کو پانی پلانے جاتا ہون فَاعْتَزَلَ ذٰلِکَ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ
یہ کہکر حر نے وہ جگہ چھوڑ دی جہان کھڑا ہوا تہا اور ایک طرف چلا فَوَاللّٰہِ لَوْ اَنَّہٗ اَطْلَعَنِیْ
عَلَی الَّذِیْ یُرِیْدُ لَخَرَجْتُ مَعَہٗ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قسم بخدا اگر
حر مجھکو آگاہ کر دیتا اپنے ارادہ پر مین بہی اونکے ساتھ ضرور حضرت امام حسین علیہ السلام
کی خدمت مین جاتا اَقُوْلُ وَکَذِبَ ہٰذَا الْغَادِرُ وَاَظُنُّ اَنَّہٗ ھُوَ الَّذِیْ
اَرْسَلَہٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ یَوْمًا بِرِسَالَتِہٖ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مین کہتا
ہون کہ جہوٹا ہو یہ مکار اور میرے گمان مین یہ وہی شخص ہو جسکو عمر سعد لعین نے ایک دن
اپنا پیام کہنے کو خدمت امام حسین علیہ السلام مین بہیجا تہا وَنَصَحَہٗ حَبِیْبُ بْنُ
مُظَاہِرٍ بِنُصْرَۃِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَلَمْ یَقْبَلْہُ اور حبیب بن مظاہر نے
اسکو نصیحت کی تہی کہ نصرت جناب امام حسین علیہ السلام کی کرے مگر اسنے قبول نہین کیا
وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ اور جسکی چشم بصیرت کو خدا نورانی
نکرے اوسکو نور ایمان کہان سے حاصل ہو وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ عَمُّہٗ
وَسِنَانٌ اور ابو مخنف کی روایت مین یہ ہو کہ یہ چچا حر کا تہا چنانچہ اس روایت کو ہم
لکہین گے قَالَ فِی الْبِحَارِ فَاَخَذَ یَدْنُوْا مِنَ الْحُسَیْنِ قَلِیْلًا قَلِیْلًا بحار مین کہتے ہین
کہ حر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف تہوڑا تہوڑا بڑہنا شروع کیا
قَالَ لَہٗ مُہَاجِرُ بْنُ اَوْسٍ مَا تُرِیْدُ یَا ابْنَ یَزِیْدَ مہاجر ابن اوس نے حر سے کہا کہ تمہارا
ارادہ کیا ہو اے فرزند یزید ریاحی قُلْتُ وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ مُہَاجِرُ ہٰذَا ابْنَ
اَوْسِنِ الَّذِیْ ذَکَرَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَوْمَ وُرُوْدِ الْحُرِّ اِلَیْہِ کَمَا مَرَّ
سَابِقًا مین کہتا ہون کچہہ دور نہین ہو کہ یہ مہاجر بیٹا اوسے اوس کا ہو جسکا ذکر حضرت

امام حسین علیہ السلام نے بروز ملاقات حر فرمایا تھا چنانچہ اسکا بیان ہمنے باب ملاقات مین کردیا ہو اور یہ بھی لکھہ دیا ہو کہ پیشین گوئی بطور اعجاز کے حضرت نے کی ہے فَاِنْ کَانَ ھٰذَا فَقَدْ صَحَّ قَوْلُ الْاِمَامِ بِحَلَاجُزْئِیَّۃٍ فَلَمَا لَوْ یَا اَخِیْ وَلَا تَکُنْ مِنَ الْغٰافِلِیْنَ یہ اگر مہاجر ابن اوس وہی ہو یعنی اونہین صحابی کا بیٹا ہو جنکا اوس نام تھا پھر تو کلام حضرت امام حسین علیہ لسلام کا پورا پورا اوسکے دونون نتیجے ہوگئے اوس باب کو دیکھو اور اوس کے مقام یاد کرو اور جو ہمنے لکھا ہی اوسکو بہولو ونرجع اِلیٰ اَصْلِ الرِّوَایَۃِ وَمَقُوْلَۃِ مُہَاجِرِ بْنِ اَوْسٍ اور ہم اصل روایت کی طرف رجوع کرتے ہین اور مہاجر ابن اوس سے اور حر سے جو باتین ہوئی ہین اوسکو بیان کرتے ہین مہاجر بن اوس نے حر سے کہا تیرا کیا ارادہ ہی اَتُرِیْدُ اَنْ تَحْمِلَ فَلَمْ یُجِبْہُ الْحُرُّ وَاَخَذَہٗ مِثْلُ الْاَفْکَلِ کیا تیرا ارادہ یہ ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر حملہ کریگا حر نے کچھہ اوسکو جواب ندیا اور تمام بدن حر کا تھرا رہا تھا جوڑ بند اوسکے ہل رہے تھے اَقُوْلُ وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ ارْتِعَادُ مَفَاصِلِ الْحُرِّ بِتَذَکُّرِہٖ لِمَا قَالَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَوْمَ وُرُوْدِہٖ بِحَضْرَتِہٖ مین کہتا ہون حر کے جوڑ بند کا ہلنا اور بدن اسوقت تھرتھری پڑجانیکا یہی سبب معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت حر کو جو جو باتین بطور پیشین گوئی کے حضرت امام حسین علیہ السلام نے بروز اول ملاقات اسے کہی تھین سب یاد آگئین وَتَیَقَّنَ بِاَنَّہٗ قَدْ اَذْنَبَ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَاِنْ لَمْ یَصِلْ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَمْ یَتُبْ عَلیٰ یَدِہٖ فَھُوَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ حر کو اسوقت یقین ہوگیا ہو کہ اگر حضرت تک نہ پہونچا اور حضرت کے ہاتھہ پر جاکر توبہ نکی تو قعر جہنم مین پڑیگا اور اسفل السافلین مین اسکا مقام ہوگا وَالْمَوَانِعُ مِنْ عَدَمِ الْوُصُوْلِ ظَاھِرَۃٌ فَاِنَّہٗ فِیْ عَسْکَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَالنَّاسُ قَدْ صَمَّمُوْا عَلیٰ قِتَالِہٖ اور موانع اور روکنے کی چیزین حر کو حضرت کے پاس پہونچنے کی تو ظاہر ہین اسلیے کہ اسوقت یہ لشکر عمر سعد مین ہی اور تمام آدمی اوس لشکر کے حضرت سے لڑنے پر تلے ہوئے ہین فَیَکُوْنُوْنَ مَانِعِیْہِ لِکُلِّ مَنْ یُرِیْدُ

نُصْرَۃَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وہی لوگ روکنے والے اور منع کرنے والے ہین جو شخص
ارادہ نصرت امام حسین علیہ السلام کا کرے کا ہیکو اوسے جانے دینگے وَلَا یَلِیْقُ بِشَانِ
الْحُرِّ اَنْ یَرْتَعِدَ مَفَاصِلُہٗ خَوْفًا مِنَ الْحَرْبِ وَخَوْفًا عَلٰی نَفْسِہٖ وَاَھْلِہٖ فَاِنَّہٗ
قَدْ ھَدَاہُ اللّٰہُ کَمَا یَاتِیْ اور یہ بات حر کی شان کے لائق نہین ہی کہ لڑائی کے خوف
سے اوسکے جوڑ بند لین خواہ اپنی جان پر خوف کرتا ہو یا اپنے اہل وعیال کے خیال مین
خوف زدہ ہوا ہو اسلیئے کہ حر کو تو ہدایت الٰہی پوری ہو چکی تھی چنانچہ اسکا بیان گذر چکا
اور آتا بھی ہی اب ہم بقیہ روایت کو لکھتے ہین فَقَالَ لَہُ الْمُھَاجِرُ اِنَّ اَمْرَکَ لَمُرِیْبٌ
وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ مِنْکَ فِیْ مَوْقِفٍ قَطُّ مِثْلَ ھٰذَا مہاجر ابن اوس نے حر کا بدن
جب تھراتے ہوئے دیکھا کہنے لگا تیرے حال سے اسوقت مجھے سخت تعجب ہی قسم بخدا مین نے کبھی
تجھکو اتنا ہراسان کسی لڑائی مین نہین دیکھا ہی جیسا اس وقت تیرا حال ہو رہا ہے
وَلَوْ قِیْلَ لِیْ مَنْ اَشْجَعُ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ لَمَا عَدَوْتُکَ فَمَا ھٰذَا الَّذِیْ اَرٰی مِنْکَ
اگر مجھسے کوئی پوچھتا کہ اہل کوفہ مین سب سے زیادہ شجاع اور بہادر کون ہی مین تیرا ہی
نام لیکر ٹھر جاتا اور کسیکا نام نہ لیتا اسوقت حال تیرا کیا ہی جو اسقدر مضطر ہو رہا ہے
فَقَالَ لَہُ الْحُرُّ اِنِّیْ وَاللّٰہِ اُخَیِّرُ نَفْسِیْ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَوَاللّٰہِ لَا اَخْتَارُ
عَلَی الْجَنَّۃِ شَیْئًا وَلَوْ قُطِّعْتُ وَاُحْرِقْتُ حر نے کہا اے مہاجر ابن اوس مجھے اسوقت
اس بات کا تردد ہی کہ بہشت مین جاؤن یا دوزخ کو اختیار کرون پس تجھکو معلوم
ہو جائے کہ قسم بخدا مین بہشت پر کسی چیز کو ترجیح ندونگا اگرچہ میرے بدن کے
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائین اور اوسکے بعد آگ مین جلا دیے جائین ثُمَّ ضَرَبَ فَرَسَہٗ
فَلَحِقَ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یہ کہکر گھوڑے کو اپنے تیز کیا اور فوراً حضرت امام حسین
علیہ السلام سے ملگیا وَقَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ اِنَّ الْحُرَّ لَمَّا عَزَمَ اللُّحُوْقَ اَقْبَلَ عَلٰی
عَمِّہٖ اِبْنِ قُرَّۃَ وَاسْتَدْعٰی مِنْہُ اَنْ یَسِیْرَ مَعَہٗ بِنُصْرَۃِ الْحُسَیْنِ فَاَبٰی
عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَ مَا لِیْ بِذٰلِکَ حَاجَۃٌ ابو مخنف کہتے ہین کہ جسوقت حر نے حضرت سے ملنے کا
ارادہ کیا اپنے چچا ابن قرہ کے پاس گیا اوس سے درخواست کی کہ میرے ہمراہ تم بھی نصرت امام حسین

کرنے چلو اوسنے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اسکی کچھہ حاجت نہین ہی فترکہٗ واقبل علی والدہٖ وقال
یا بُنَیَّ لا صبر لی علی النار ولا علی غضب الجبار ولا ان یکون خصمی غداً احمد
المختار چچا کو اپنے تو بحال خود چھوڑ کر حر اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اے فرزند
مجھکو دوزخ مین جلنا ابدالآباد پسند نہین ہی نہ اسکی مین برداشت کرسکتا ہون ورنہ غضب الٰہی کا
تحمل مجھسے ہوسکیگا اور نہ اسکے برداشت مجھکو ہی کہ فردائے قیامت مین مجھسے جناب احمد مختار مدعی
خون ناحق امام حسینؑ کے ہون یا بُنَیَّ اما تری الحسین یستغیث فلا یغاث ویستجیر
فلا یجار اے فرزند میرے تم نہین دیکھتے ہو کہ حضرت امام حسینؑ فریاد کرتے ہین اور کوئی اونکی فریاد کو
نہین پہونچتا ہی اور پناہ طلب کرتے ہین کسیطرح اونکو پناہ نہین ملتی یا بُنَیَّ سر بنا الیہ نقاتل
بین یدیہ فلعلنا نفوز بالشہادۃ ونکون من اہل السعادۃ اے فرزند چلو ہمارے ساتھہ
اوس جناب کی طرف شاید کہ ہم درجۂ شہادت کو پہونچ جائین اور سعادتمندون مین داخل ہوجائین
فقال الولد حباً وکرامۃً حر کی بیٹے نے کہا بسر وچشم مجکو منظور ہی چلیے قال ابو مخنف ثم
انھما حملا من عسکر ابن سعد کانھما یریدان القتال حتی ھجما علی الحسینؑ
ابو مخنف کہتے ہین یہ کہکر وہ دونون باپ بیٹے حملہ آور ہوئے اور لشکر عمر سعد سے اسطرحپر نکلے
لوگون کو یہی معلوم ہوا کہ وہ حضرت سے لڑنے جاتے ہین یہانتک کہ یکایک خدمتمین حضرت
امام حسینؑ کے پہونچ گئے قلت ولاجل ذلک قد اشتبہ علی بعض الرواۃ وقال ان الحر
لم یکن من انصار الحسینؑ بل قتل مبغضاً لہ وسنقول فیما یاتی ما یوضح ذلک
مین کہتا ہون کہ اسطرحسے نکلنا حر کا لشکر عمر سعد سے یہی موجب اشتباہ بعض راویونکو ہوا ہی
اوسنے کہدیا کہ حر انصار امام حسینؑ مین نتھے بلکہ مثل ورکشتگان لشکر ابن زیاد کی حر بہی
دشمنی مین حضرت امام حسینؑ کے مارے گئے اور ہم اس بات کو باب آیندہ مین بیان کرینگے
وقال السید رح ضرب الحر بفرسہٖ قاصداً الی الحسینؑ ویدہٗ علی راسہٖ
سید ابن طاؤس رحمہ کہتے ہین کہ حر نے اپنا گھوڑا بڑھایا اس ارادے سے کہ جناب امام حسینؑ
کی خدمت مین حاضر ہو اور چلتے وقت حر نے ہاتھہ اپنا اپنے سر پر رکھہ لیا تہا یعنی فریادی کی
شکل بنالی تہی وھو یقول اللّٰھم الیک انبت فتب علیّ فقد ارعبت قلوب

اُولِیَآئِکَ وَاَوْلَادِ بِنْتِ نَبِیِّکَ اور حر کہتا تھا کہ خداوندا میں نے تیری طرف رجوع کیا ہے
میری توبہ قبول کر لے اور بیشک گناہ ہوا [illegible] کیونکہ [illegible]
تیرے دوستوں کے دلوں [illegible] طاری کیا [illegible]
اول مارے خوف کے [illegible] شد وَقَالَ لِلْحُسَیْنِ جُعِلْتُ فِدَاکَ اَنَا صَاحِبُکَ الَّذِیْ حَبَسَکَ
عَنِ الرُّجُوْعِ وَجَعْجَعَ بِکَ اور حضرت امام حسینؑ سے حر نے عرض کی میں فدا آپ پر ہو جاؤں
میں وہی شخص ہوں جو راستے آپکے ہمراہ ہوا اور پلٹ جانے سے آپکو منع کیا اور بہت تنگ گیری
آپکی نسبت میں نے کی ہو وَمَا ظَنَنْتُ اَنَّ الْقَوْمَ یَبْلُغُوْنَ مِنْکَ مَا اَرٰی وَاَنَا تَائِبٌ اِلَی اللّٰہِ
فَہَلْ تَرٰی لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ اور مجھکو گمان نہ تہا کہ یہ لوگ اسقدر آپ سے عداوت کرینگے اور اپنی شقاوت
انہیں ہی جیسے میں اسوقت دیکہ رہا ہوں اب میں خدا سے توبہ کرتا ہوں آپکے نزدیک میری توبہ قابل
قبول ہی یا نہیں ہی فَقَالَ الْحُسَیْنُ عٓ نَعَمْ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْکَ فَانْزِلْ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ ہاں
اے حر خدا توبہ تیری قبول کریگا اب گہوڑے پر سے اتر فَقَالَ اَنَا لَکَ فَارِسًا خَیْرٌ مِّنِّیْ لَکَ رَاجِلًا
حر نے عرض کی کہ میں گہوڑے پر سوار رہکر بہت اچھی طرح سے آپکی نصرت کرونگا بنسبت اسکے کہ پیادہ
ہو جاؤں اور پیدل ہوکر لڑوں شاید مراد حر کی یہ ہی کہ میں سواروں کی لڑائی میں زیادہ مشتاق ہوں
اور پیادہ ہوکر اس لطف سے مجہسے لڑا نجائیگا وَزَادَ فِی الْبِحَارِ اُقَاتِلُہُمْ لَکَ عَلٰی فَرَسِیْ سَاعَۃً
وَاِلَی النُّزُوْلِ مَا یَصِیْرُ اٰخِرُ اَمْرِیْ اور بحار میں یہ روایت زیادہ کی ہی حر نے کہا کہ میں آپکی نصرت
میں اپنے گہوڑے پر سوار رہکر ایکساعت لڑونگا اب گہوڑے سے اترنا میرا اوسیوقت ہوگا جب انجام میرا بخیر ہو جائے
اس کلام سے حر کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جو کچہ آپکو الطاف وکرم اور مہمان نوازی مجہسے فرمانے ہیں مرتے وقت
مجہسے کیجئیگا اب مجہکو اجازت لڑنے کی دیجیے وَقَالَ السَّیِّدُ رح قَالَ الْحُرُّ فَاِذَا کُنْتُ اَوَّلَ مَنْ خَرَجَ
عَلَیْکَ فَاْذَنْ لِیْ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ بَیْنَ یَدَیْکَ سید ابن طاؤسؒ نے فرمایا حر نے کہا چونکہ میں نے سب سے
پہلے آپ پر لشکر کشی کی تہی اب اجازت دیجیے کہ آپکے انصار میں سب سے پہلے میری لاش آپکے سامنے پڑی ہو وَعَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَصَاحِبِ الْمَنَاقِبِ وَابْنِ الْاَثِیْرِ اِنَّہٗ قَالَ اَیْضًا وَاَوَّلُ مَنْ یُصَافِحُ جَدَّکَ غَدًا
اور محمد ابن ابی طالب و صاحب مناقب و ابن اثیر سے بحار میں یہ نقل کیا ہی کہ حر نے اوسوقت یہ بہی التجا کی کہ میری
یہ آرزو ہی کہ فردائے قیامت میں سب سے پہلے میں آپکے نانا کے ہاتہ چوموں اور مصافحہ کروں شہید ہوکر میں داخل ہوکر

باب چہل و چہارم حر کا رخصت ہو کر لڑنے کو جانا اور کیفیت شہادت حجر بن حر اور تاویل اس روایت کی کہ حر شہید اول کیونکر ہوئے

قَالَ اَبُو اِسْحٰقَ الْاَسْفَرَایِنِی وَبَرَزَ مِنْ عَسْکَرِ بْنِ سَعْدٍ فَارِسٌ وَاَتٰی اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ اِعْلَمْ اَنِّی الْحَجَرُ بْنُ الْحُرِّ وَاَنَا اَسْتَشْہِدُ بَیْنَ یَدَیْکَ

ملا ابو اسحاق اسفراینی کہتے ہیں کہ لشکر عمر سعد سے ایک سوار نکل آیا اور خدمت امام حسین علیہ السلام میں پہونچکر اوسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ کو معلوم ہو جائے کہ میں حجر بیٹا حر کا ہوں اور میں آپ کے سامنے شہید ہوا چاہتا ہوں وَبَرَزَ فِی قَوْمِ ابْنِ سَعْدٍ وَحَمَلَ فِیْہِمْ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنْہُمْ مِأَۃً وَعِشْرِیْنَ ثُمَّ قُتِلَ رَحِمَہُ اللّٰہُ یہ کہکر حر کا بیٹا لشکر عمر سعد پر حملہ آور ہوا اور اسقدر لڑا کہ ایک سو بیس آدمیوں کو قتل کیا بعد اوسکے شہید ہو گیا رحمت خدا کی اوس پر ہو فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْہِ اَبُوْہُ فَرِحَ فَرَحًا شَدِیْدًا وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اسْتَشْہَدَ وَلَدِیْ قُدَّامَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ

جب حر نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ اس بہادری کے بعد درجہ شہادت کو بھی پہونچ گیا حر کو بدرجہ غایت اسکی خوشی ہوئی اور کہنے لگے حمد کرتا ہوں میں اوس خدا کی جسنے میرے بیٹے کو پیش نگاہ امام حسین علیہ السلام کے درجہ شہادت پر پہونچا دیا ثُمَّ اَتٰی اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا مَوْلَایَ وَلَدِیْ اُسْتُشْہِدَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَاَنَا تَابِعٌ لَہٗ پھر حر خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے آئے اور کہنے لگے کہ اے میرے مولا میرا بیٹا آپ کے سامنے شہید ہو چکا ہے اب میں بھی اوسکے پیچھے جاتا ہوں اور طالب شہادت ہوں فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِصْبِرْ حَتّٰی اٰتِیَ بِاِبْنِکَ حضرت نے فرمایا کہ اے حر اتنی دیر ٹھہر جا کہ میں لاش تیرے بیٹے کی اوٹھا لاؤں وَحَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ فِیْہِمْ حَتّٰی قَتَلَ مِنْہُمْ ثَمَانَمِأَۃٍ وَحَمَلَ الْحَجَرَ وَاَتٰی بِہٖ عِنْدَ خَیْمَۃِ الْحَرِیْمِ وَوَضَعَہٗ بعد اوسکے حضرت نے لشکر ابن سعد پر حملہ کیا اور اس حملہ میں آٹھ سو آدمیوں کو قتل کیا اور حجر ابن حر کی لاش لا کر نزدیک خیمہ

حرم محترم کے پہونچائی اور وہان پر رکھدی قُلْتُ وَالْحُرُّ يَرٰى جَسَدَ ابْنِهٖ وَهُوَ فَرْحَانٌ مَسْرُوْرٌ قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَغَيْرُهٗ مِنَ الرُّوَاةِ اِنَّهٗ كَانَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيَشْكُرُهٗ مین کہتا ہون کہ حر نے اپنے بیٹے کی لاش دیکھی اور خوش تہا اور ابو مخنف وغیرہ اور راوی یہ لکھتے ہین کہ اوسوقت حر حمد خدا ادا کررہے تھے اور شکر آلہی بجالاتے تھے ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَاذَنُ لِيْ لِلْبِرَازِ وَقَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ اَنَّهٗ قَالَ يَا مَوْلَايَ بِحَقِّ جَدِّكَ اِلَّا مَا اَذِنْتَ لِيْ لِلْبِرَازِ اِلٰى هٰؤُلَاءِ الطُّغَاةِ الْكَفَرَةِ پہر حر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کی کہ اب آپ مجھکو اجازت لڑنے کی دیتے ہین اور بعض راویون نے یہ لکھا ہے حر نے عرض کی اے مولا میرے آپ کو قسم ہے اپنے نانا کی مجھے اجازت دیجیے لڑنے کی ان تباہ کارون سے جو کافر ہو گئے ہین اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حر تازہ وارد تہا جناب امام حسین علیہ السلام اوسکے رخصت ہونے مین تاخیر فرماتے تھے اور مہمان نوازی کی نظر سے اخلاق اوس سے زیادہ فرما رہے تھے جب حر نے قسم یاد کی فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُبْرُزْ شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اچہا اب لڑنے جاؤ خدا تیری کوشش کو پورا کرے اور تیری ارادے مین برکت دے اور بدون اور قوت سوائے خدا کے کسی سے نہین ہے فَبَرَزَ وَهُوَ يَقُوْلُ ؎ اَنَا الْحُرُّ وَاَنَا مَقْرِي الضَّيْفِ + اَضْرِبُكُمْ فِيْ اَعْنَاقِكُمْ بِالسَّيْفِ ؛ حر نکلے اور یہ رجز پڑہنے لگے مین حر ہون اور مین فقط مہمان کی ضیافت کی ہے یعنی اون کی نصرت پر اپنی جان فدا کرنے والا ہون تمہاری گردنون مین تلوار کے زخم پہونچاؤنگا ؎ عَنْ خَيْرِ مَنْ حَلَّ بِلَادَ الْخَيْفِ ؛ اَضْرِبُكُمْ وَلَا اَرٰى مِنْ حَيْفٍ اوس شخص کی حمایت کرنے آیا ہون جس سے بہتر آج کوئی شخص ہمارے ملک مین مکہ اور منا کی طرف سے نہین داخل ہوا ہے تمکو مارونگا اور تمہارے قتل کرنے مین کچہہ مین جور وستم نہین سمجہتا ہون قَالَ فِيْ نُوْرِ الْعَيْنِ ثُمَّ حَمَلَ عَلٰى عَسْكَرِ بْنِ سَعْدٍ وَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ فِيْهِمْ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ خَمْسِيْمَا ۃ نور العین مین لکھتے ہین کہ پہر حر نے لشکر ابن زیاد پر حملہ کیا اور لڑتے رہے تا اینکہ پانسو آدمیون کو قتل کیا

رَجُلاً فِی مَیْدَانِ الْحَرْبِ مُخَنَّفِیْنَ بِهَا وَثَمَانِیْنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مَکَانِهٖ اور ابو مخنف کی روایت
ہیں کہ پھر ادیب اسحاق اور بیس کو قتل کیا بعد اسکے اپنے مقام پر پلٹ آیا وَنَادٰی بِاَعْلٰی
صَوْتِهٖ یَا اَهْلَ الْکُوْفَةِ یَا اَهْلَ الْمَکْرِ وَالْغَدْرِ وَالْخُذْلِ وَالْخَتْلِ یَعِزُّ دَعَوْتُمْ
هٰذَا الْاِمَامَ الْبَارَّ وَزَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ تَنْصُرُوْنَهٗ وَتُقَاتِلُوْنَ عَدُوَّهٗ وَتَقْتُلُوْنَ
اَنْفُسَکُمْ دُوْنَهٗ اور آواز بلند پکار کر کہنے لگے اے اہلِ کوفہ صاحبانِ مکر اور بیوفائی
اور باز رہنے والے وفاداری سے اور دہوکہ دینے والے تمنے اِس امام کو اپنے ملک مین
بلایا اور تمہارا یہ قول تہا کہ اونکی نصرت کروگے اور اون کے دشمن سے لڑوگے اور اپنی
جانین اونپر فدا کروگے حَتّٰی اِذَا اَتَاکُمْ غَدَرْتُمْ بِهٖ وَتَعَدَّیْتُمْ عَلَیْهِ وَاَحَطْتُمْ بِهٖ
مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَمَکَانٍ تا اینکہ جب وہ حضرت تمہارے جوار مین آپہونچے تم نے
بیوفائی کی اور عداوت سے پیش آئے اور ہر طرف سے اونکو گہیر لیا وَمَنَعْتُمُوْهُ مِنَ
التَّرَدُّدِ اِلٰی اَرْضِ اللّٰهِ الْوَاسِعَةِ فَاَصْبَحَ فِیْ بَلَدِکُمْ وَحِیْدًا وَمَنَعْتُمُوْهُ وَاَهْلَ بَیْتِهٖ
مِنْ شُرْبِ الْمَاءِ الَّذِیْ یَشْرَبُ مِنْهُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَالْکِلَابُ وَالْخَنَازِیْرُ
اور تمنے اوس جناب کو ہر طرف سے جانے کو روکا اور وسعت زمین کو اونپر تنگ کردیا اور جب
تمہارے ملک مین پہونچے یکہ و تنہا رہگئے اور وہ پانی بہی اونپر بند کیا جسکو یہود اور نصاریٰ
اور سگ و خوک تک پی رہے ہین اِلٰی اَنْ قَالَ وَابْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ وَاَهْلُ بَیْتِهٖ یَمُوْتُ
عَطْشًا یہان تک کہ یہ بہی حر نے کہا کہ تمہارے نبی ص کا نواسا اور اوسکی اہل بیت پیاس سے
ہلاک ہورہے ہین بِئْسَ مَا خَلَفْتُمْ مُحَمَّدًا فِیْ وَلَدِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ لَا سَقَاکُمُ اللّٰهُ یَوْمَ
الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ بہت برا طریقہ تمہاری پیش آمد کا ہی جو بعد وفات جناب سرورِ کائنات
کے اونکے بیٹے اور اونکی ذریت سے کررہے ہو خدا تمکو بروز قیامت جو خوف عظیم کا دن
ہوگا سیراب نکرے ثُمَّ حَمَلَ ثَانِیًا فَقَتَلَ مِنْهُمْ ذَرِیْعًا پھر دوسرا حملہ حر نے کیا اور
بہت سے آدمی اِس حملہ مین قتل کیے وَکَانَ فَارِسًا مَذْکُوْرًا وَبَطَلًا مَشْهُوْرًا
اسلیے کہ حر ایک ایسا شہسوار نامی تہا جسکا ملک ملک چرچا ہوا کرتا تہا وہ ایسا دلیر تہا
جسکی بڑی شہرت تہی قَالَ فِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ فَلَمَّا نَظَرَ ابْنُ سَعْدٍ اِلٰی فِعْلِهٖ قَالَ

بابا قاتلہم حتی هذا لو العين مین لکھتے ہین کہ جب عمر سعد نے حر کی یہ لڑائی دیکھی اپنے
لشکر پر ... پکار کر کہنے لگا وائے ہو تم پر یہ کون شخص ہی جس نے لشکر کے ہیرے کے
ہیرے خالی کر دیے ہین فقالوا له الحر بن يزيد هو وولده حملوا علينا وساروا
الى نصرة الحسين عليه السلام لوگون نے کہا کہ یہ حر بن یزید ریاحی لڑ رہا ہی یہ خود
اور اسکا بیٹا ہم سے بگڑ کر دونون باپ بیٹے نصرت حسین علیہ السلام کے واسطے چلے گئے ہین
فقال ... بالنبل فاقبلوا عليه سبعمائة رام عمر سعد نے کہا اسیر کماندار جہرت
... سے اسکو زخمی کرین پس سات سو تیر انداز سامنے آئے اور حر کی طرف
تیر بارانی ... اوابر شفعوه بالسهام حتى صيروه وجواده مثل القنفذ
من كثرة النبال تیرونکی بوچھار حر پر کرنے لگے یہ حال ہوگیا کہ حر اور اونکے گھوڑے
پر اتنے تیر بارے کہ بدن اوسکا مثل ساہی کے بدن کے ہوگیا تہا اس کثرت سے تیر
بدن پر لگے ہوئے تھے فوقع في عين جواده سهم فاضطرب به الجواد ووثب
به فرماه الى الارض حر کے گھوڑے کی آنکھ مین ایک تیر جا لگا اور وہ مضطرب ہوا
اور الف ہوگیا دونون اگلے پائون اوٹھالیے اسوجہ سے حر زمین پر گر پڑے فنادیهم
عمر بن سعد ويلكم ادركوه فتكاثروا عليه واخذوه اسيرا الى فنا دم
عمر بن سعد عمر سعد نے پکار کے کہا وائے ہو تم پر اب پہونچ جاؤ اور گھوڑے پر سے کھینچ لو
پس بہت سے آدمی دوڑ کر حر کے قریب پہونچ گئے اور اونکو قید کر کے عمر سعد کے سامنے لائے
فامرهم برمي راسه عن بدنه فقطعوها ورموها الى ابي عبد الله
الحسين عليه السلام عمر سعد نے حکم دیا کہ انکا سر کاٹ کر امام حسین علیہ السلام کی
طرف پھینک دو اون اشقیا نے سر کاٹا اور حضرت کی طرف پھینک دیا فاخذها
وجعلها بين يديه وقال رحمك الله يا حر وجعل يمسح الدم عن راسه
ويثنا يا ه حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس سر کو لیا اور اپنے سامنے رکھا اور کہنے
لگے رحمت خدا کی ہو تجھکو اے حر اور خون حر کے سر سے اور دانتون سے آپ پونچھ رہے تھے
ويقول انا ... فانقطعت ... في الدنيا والآخرة

اور فرمایا تمہاری ماں نے تمہارا نام حر رکھا اسلیے کہ تو حر ہے دنیا اور
آخرت مین کذا ذکرہ ابو مخنف سعیدٌ فی الآخرۃ واستغفر لہٗ وبکیٰ علیہ وانشأ
یقول اور ابو مخنف نے یہ لفظ زیادہ کی ہی حضرت نے فرمایا سعادت آخرت کی تجھکو
حاصل ہوئی اور دعاے مغفرت حر کے واسطے حضرت نے کی اور اوسکی مصیبت پر
حضرت رونے لگے اور یہ شعر آپ نے ارشاد فرمائے ؎ فنعم الحر حر بنی ریاحٍ ؛
صبورٌ عند مشتبک الرماحِ ؛ کیا اچھا وہ حر ہی جو یزید بن ریاحی کا بیٹا تھا بڑا صابر
اور ثابت قدم تھا جسوقت میدان مین نیزہ بازی ہونے لگی ؎ ونعم الحر فی رَہجِ
المنایا ؛ اذا الابطال یخطو بالصفاحِ ؛ کیا اچھا حر تھا جسوقت ہنگامہ موت گرم ہوا
اور جوان مردون کے گھوڑے دوڑانے سے بغرض کشتخون میدان جنگ مین گرد اور
غبار اوٹھی ؎ ونعم الحر اذ واسیٰ حسیناً ؛ فجاد بنفسہٖ عند الصیاحِ ؛ کیا اچھا
حر تھا اسلیے کہ اوس نے وفاداری کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور اپنی جان فدا
کردی حضرت کی نصرت مین صبح کے وقت یا اوسوقت جب حضرت امام حسین علیہ السلام
طلب نصرت مین لوگون کو باواز بلند پکار رہے تھے ؎ لقد فاز الذی نصروا حسیناً ؛
وفازوا بالھدایۃ والفلاحِ ؛ ہر آینہ فوز عظیم کو پہونچے وہ لوگ جنہون نے نصرت
امام حسین علیہ السلام کی کی اور ہدایت اور رستگاری کو وہی لوگ پہونچے ثُمَّ اِنَّہٗ
تقدم واستہ بین القتلا وحمل علی القوم بعد ان ابیات کے پڑھنے کے حضرت نے
یزید بن ریاحی کا اسی مقام پر کہا جہان اور شہیدون کی لاشین رکھی ہوئی
تھین اور لشکر عمر سعد پر حملہ کیا ولم یزل یقاتل فیھم حتی قتل منھم حولہ
الفا وخمسین فارسًا وحملہ واتی بہ عند القتلی اور لڑنا شروع کیا آپ نے
تا اینکہ حر کی لاش کے گرد ایک ہزار پچاس سوارون کو آپ نے قتل کر دیا اور لاش
حر کو حضرت اوٹھا لائے اور وہین رکھی جہان اور شہیدون کی لاش رکھی ہوئی تھی
وقال السید دمہ یمسح التراب عن وجھہٖ ویقول انت حرٌ فی الدنیا
والاخرۃ یہ روایت تو ملا ابو اسحٰق کی تھی اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے

یہ روایت کی ہی کہ سر حر ابن یزید ریاحی کا حضرت نے لیا اور مٹی اونکے چہرے سے
پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم حر ہو دنیا اور آخرت مین هذا ما كان من
امر شهادته ولنقل الان ما لا بد من تخفيفه یہ جو کچھ بیان کیا گیا ماجرائے
شہادت حر تہا اب ہمکو چاہیے کہ چند ضروری باتین جو متعلق حالات حر سے ہین اون کو
بیان کرین منها انه كيف يكون اول قتيل من انصار الحسين عليه السلام
پہلے یہ بات ہی کہ حر شہید اول انصار حسین علیہ السلام مین کیونکر ہو سکتے ہین ولا يكون
ذلك الا ان يكون مجيء الحر بعد الخطبة وقبل رمي ابن سعد واصحابه
الى الحسين عليه السلام اور یہ بات کہ حر اول شہدا و حر اول اس لشکر کے تھے
اوس روایت پر تو درست ہو جاتی ہی کہ حر کا حاضر ہونا خدمت مین حضرت کے بعد پڑھنے
اوس خطبے کے تہا اور قبل تیر مارنے عمر سعد اور دیگر تیر اندازون کے حضرت کی طرف تہا
وعلى هذا فكونه اول قتيل من الشهداء [illegible]
وهو الذي يرغب اليه نفسي لما سبق من الدلائل [illegible] ہونا حر کا اول
شہید شہدائے کربلا [illegible]
جو مجھے مرغوب خاطر [illegible] دلائل کے جو [illegible] گذشتہ مین بیان کرچکا
ہون [illegible] لكان مجيء الحر بعد الحملة الاولى من الرماة كما قيل اور اگر حر کا آنا
بعد شہادت چند اصحاب کے جنکے شہادت تیر اندازون کے حملہ اول مین واقع ہو جیسا
کہ بعض روایت مین وارد ہوا ہو تو تاويله انه اول قتيل من المبارزين
من اصحاب الحسين عليه السلام كما اوله السيد رح وغيره من الاعلام
اوسوقت اول قتیل کے معنے یہ ہونگے کہ جو لوگ اصحاب حسین علیہ السلام سے مبارز
طلب ہو کر نکلے اون سب مین سے پہلے حر ابن یزید ریاحی تھے چنانچہ سید ابن طاؤس
اور دیگر علما نے یہی تاویل کی ہی اما رواية ابي مخنف انه لحق بالحسين ع
بعد شهادة جميع الانصار والاقرباء فلا يعبأ به احد تعبؤه وكانه
من سهوه یہی روایت ابی مخنف کی کہ حر بعد شہادت تمامی انصار و اہل بیت کے

حاضر خدمت ہوئے اور اسکو سوائے ابی مخنف کے اور کوئی نہین روایت کرتا ہی شاید
اوس راوی نے سہو کیا ہی جس سے ابو مخنف نے روایت کی ہو اما قول الحر انّہ
اوّل خارج خرج علی الحسین علیہ السلام فلیس بریدبہ الخارجی المشہور فانہ
قد کان الحر لم یومر بقتالہ یہ کلام حر کا کہ وہ سب سے پہلے حضرت امام حسین
علیہ السلام پر چڑھکے آیا اور سب سے پہلے کوفہ سے اپنا رسالہ لیکر نکلا اوس سے مراد حر کی نہین
ہو کہ وہ خارجی تہا جن معنون مین لفظ خارجی کی مشہور ہو اسلیے کہ حر کو ابن زیاد کا حکم
حضرت سے لڑنیکا نہ تہا چنانچہ حر نے خود اسکو بیان کیا ہو ولم یکن ایضا یعرف انّ
الحسین علیہ السلام امام مفترض الطاعۃ یرتدّ من نا قتلہ و یحاربہ
اور یہہ بہی ہو کہ ابہی تک حر اس بات کو نہین جانتا تہا کہ جناب امام حسین علیہ السلام
امام واجب الاطاعت ہین جو شخص ان سے لڑیگا اور جہگڑا کریگا اور وہ مرتد ہوجائیگا
فانّ الحسین علیہ السلام لم یصل بعد الی الکوفۃ ولم یشتہر من دعوی
اماتتہ الی یوم خروج الحر بحیث یبلغ کلّ عام و خاص اسلیے کہ جناب امام حسین
علیہ السلام ابہی تک کوفہ مین نہین پہونچے تہے اور دعوی امامت کا آپ کے تا روز
خروج حر کے اتنا مشہور نہین ہوا تہا کہ ہر عام اور خاص کے گوش زد ہوتا
وانما عرفہ الحر بانّہ ابن بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یجب علی کل احترامہ ومحبّتہ من حیث انّہ من اہل القربی حر نے تو اسیقدر
حضرت کو پہچانا تہا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ ہین ہر مسلمان پر آپ کی
تنظیم اور آپ سے محبت کرنی واجب ہو اسلیے کہ وہ جناب اہل القربی مین داخل ہین ومع ہذا
فانّ الحر من حین خروجہ الی یوم عاشورا لم یکن یعرف انّ القوم لا یقبلون
من الحسین علیہ السلام ما یعرض علیہم ویبلغون الی تلک الغایۃ
اور باانہمہ یہ بہی حر کو معلوم نہ تہا کہ یہ لوگ یعنی طرفداران یزید کوئی بات حضرت کی قبول
نکرینگے جسکی حضرت درخواست کرینگے اور اسدرجہ تک انکی عداوت پہونچیگی و یعذلک
کلّہ لم یتجاسر الحر بحضرتہ عدا ما قالہ لم وجدہ انّی امرت ان اجعجع بک الی

الکوفۃ مرتین اذ القول ثالثاً اور ان سب عذروں کے علاوہ یہ بھی خیال کرنا چاہئے
کہ حر نے کسی قسم کی گستاخی حضرت کی خدمت میں نہیں کی سوائے اوس لفظ کے جو حر نے
کہی تھی کہ میں آپ کو کوفہ کی طرف لیجاؤنگا اور تین مرتبہ اسی کے رد و بدل ہوئی تھی
وَذٰلِکَ اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ لَہٗ بُدٌّ مِنْہُ لِلتَّقِیَّۃِ اور اس رد و بدل کرنیکا سبب یہ تھا کہ
حر کو بدون اس کہنے کے کوئی چارہ نہ تھا اور تقیہ کی راہ سے حر نے یہ کہا تھا فَاِنَّہٗ اِنْ کَانَ
یُوَاسِی بِالْحُسَیْنِ جِہَاراً لَاَمْکَنَ یَعْزِلَہُ ابْنُ زِیَادٍ عَنْ تِلْکَ الْاِمْرَۃِ اسلیے کہ اگر
حر بظاہر حضرت امام حسین علیہ السلام کی اطاعت کرتا اور ممکن تھا کہ ابن زیاد حر کو
اس عہدہ سے اور سرداری سے معزول کر دیتا وَیَبْعَثَ بِہَا حُصَیْنَ بْنَ نُمَیْرٍ لا
لَعَنَہُ اللّٰہُ وَہٰذَا اللَّعِیْنُ مِنْ اَشَدِّ اَعْدَاءِ سَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ کَمَا یَاتِیْ فِیْ بَابِ حَبِیْبِ
ابْنِ مُظَاہِرٍ رح اور حصین ابن نمیر کو ابن زیاد ضرور بھیجتا اور یہ ملعون بڑا دشمن امام حسین کا
تھا جیسا کہ باب شہادت حبیب ابن مظاہر میں اسکا بیان آتا ہے فَاِنْ لَمْ یَکُنِ الْحُرُّ قَدْ یَاتِیْ
بِمِثْلِ مَا اَتٰی بِہٖ لَاَمْکَنَ اَنْ یُجَعْجِعَ بِالْحُسَیْنِ ع غَیْرُہٗ بِاَشَدِّ الْجَعْجَعَۃِ وَلَمْ یَتَیَسَّرْ لَہٗ
الْوُصُوْلُ اِلٰی کَرْبَلَا پھر اگر حر بظاہر اتنی روک ٹوک نہ کرتا ممکن تھا کہ سوائے حر کے اور کوئی
ملعون زیادہ تنگ گیری حضرت سے کرتا اور کربلا تک آپکا پہونچنا ممکن نہ ہوتا ثُمَّ لَا یَخْفٰی
عَلَیْکَ بِاَنَّ الْحُرَّ کَیْفَ اَشَارَ لِلْحُسَیْنِ فِیْ مَسِیْرِہٖ وَکَیْفَ صَالَحَ مَعَہٗ بِالْمَسِیْرِ اِلَی الطَّرِیْقِ
الثَّالِثِ وَجَعَلَہٗ نَصَفاً بَیْنَہُمَا وَکَیْفَ صَحِبَہٗ فِی الْمَنَازِلِ پھر جو شخص ہماری کتاب بیاد اوراق
کو مطالعہ کریگا جسمیں ہمنے ساری کیفیت از روز ملاقات حر تا پہونچنے حضرت امام حسین کی زمین
کربلا پر لکھی ہے اوسپر یہ بات نہیں مخفی رہیگی کہ حر نے کیسی کیسے مشورے حضرت کو پہنچائے میں وسطاً و
بظاہر حضرت سے اس بات پر مصالحہ کیا کہ آپ تیسرے راہ اختیار کریں اور اسی پر جھگڑے کو تحلیل کیا
اور پھر منزلوں میں کیسی آداب اور قاعدے سے حضرت کے ساتھ رہا یہ سب باتیں حر کی خوبی پر دلالت
کرتی ہیں فَاِنْ کَانَ ذٰلِکَ اَعْنِیْ اِمْتِنَاعَہٗ عَنِ الْمَسِیْرِ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَصَرْفَ الْحُسَیْنِ عَنْ تِلْکَ
الْجِہَۃِ عَلٰی غَیْرِ التَّقِیَّۃِ اَیْضاً فَلَا مَزِیْدَ مِنْ اَنْ تَکُوْنَ کَبِیْرَۃً پھر اگر مدینہ کی طرف جانیسے حضرت کو
روکنا اور اوس طرف سے پھیرلانا حر نے عمداً بلا تقیہ کیا ہو جب بھی یہ فعل حر کا گناہ کبیرہ سے بڑھ نجائیگا کافر نہیں ہوسکتا

وَلَا شَائِبَۃَ فِیْہِ مِنَ الْاِرْتِدَادِ وَالْکُفْرِ الَّذِیْ لَا یُقْبَلُ مِنْہُ التَّوْبَۃُ فِیْ ظَاہِرِ الشَّرِیْعَۃِ کافر ہونا اور
مرتد ہوجانا کہ توبہ اوسکی ظاہر شریعت پر قبول نکیجائے یہ حکم ہی گستاخی اور بی ادبی کا نہین ہی وَغَایَۃُ
مَا فِی الْبَابِ اَنْ یَکُوْنَ حَالُ الْحُرِّ کَمَا کَانَ حَالُ الْاَسْوَدِ فِیْمَا جَرٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ عَلِیٍّ ع نہایت درجہ
کی قباحت اس مقام پر یہی لازم آئیگی کہ حر کا حال مثل اسود کے ہوجائیگا جو اسود نے گستاخی جناب
امیر سے کی تھی وَاِنَّمَا یَثْبُتُ الْاِرْتِدَادُ اِذَا اَتٰی بِہٖ الْحُرُّ عَالِمًا بِاِمَامَتِہٖ وَعَامِدًا فِیْ ذٰلِکَ التَّعَرُّضِ
اور ارتداد تو اوسی وقت ثابت ہوگا کہ جب حر نے یہ بے ادبی آپکو امام جانکر کی ہو اور عمدًا یہ فعل حر سے
صادر ہوا ہو فَمَا اشْتَبَہَ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْلَامِ کَمَا ذَکَرَہٗ فِیْ اَنْوَارِ النُّعْمَانِیَۃِ لِلسَّیِّدِ الْجَزَائِرِیِّ
فَبَعِیْدٌ غَایَۃَ الْبُعْدِ پہر جو اس مقام پر بعض علما کو اشتباہ ہوا ہی جسطرح سید نعمت اللہ جزایری
نے انوار النعمانیہ مین اوسنے نقل کیا ہی پس نہایت بعید ہی کہ ایسی عالم کو ایسا شبہہ پڑے
اَمَّا قَوْلُہٗ اَنَّ الْحُرَّ قَدْ ثَبَتَ مُنَازَعَتُہٗ لِلْحُسَیْنِ ع وَاِسَائَتُہٗ اِلَیْہِ بِالتَّوَاتُرِ وَلَمْ یَثْبُتْ اِنَابَتُہٗ
وَتَوْبَتُہٗ رہی یہ بات جو کہتے ہین کہ حر کا جھگڑا کرنا حضرت امام حسین ع سے اور گستاخی کرنی یہ متواتر ثابت
ہوئی تہی اور توبہ کرنا حر کا یہ اسطرح پر ثابت نہین ہوا ہی فَنَقُوْلُ لَیْتَ شِعْرِیْ ہَلْ نَقَلَ اَحَدٌ
مِنَ الرُّوَاۃِ مِنْ حَدِیْثِ الْحُرِّ وَلَمْ یَنْقُلْ اِنَابَتَہٗ وَقَبُوْلَ التَّوْبَۃِ مِنْہُ لِمَوْلَانَا الْحُسَیْنِ ع
وَشَہَادَتَہٗ وَشَہَادَۃَ وَلَدِہٖ وَمَا رَثٰی بِہٖ الْحُسَیْنُ ع اِیَّاہُ مجھکو بڑا تعجب ہی یہ نہین سمجہہ مین آتا کوئی
ایسا بہی راوی ہی جسنے ملاقات حضرت امام حسین ع سے راہ مین روایت کی ہو اور اوسکا توبہ کرنا اور بروز عاشورا
حضرت کی خدمت مین آنا اور بعد اوسکے توبہ قبول ہونیکے شہید ہونا اور اوسکے بیٹے کی شہادت اور جو مرثیہ
یا مدح وستایش حضرت نے حر کے بعد شہادت کی ہی اوس راوی نے ان باتون کو نہ ذکر کیا فَاِنْ کَانَ
اِسَائَتُہٗ فِیْ حَقِّ الْحُسَیْنِ ع مِنَ الْمُتَوَاتِرَاتِ فَاِنَابَتُہٗ اَیْضًا کَذٰلِکَ وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ پہر اگر حر کے
گستاخی کرنی بہ نسبت امام حسین ع کی خبر متواتر ہی تو اوسکا توبہ کرنا اور خدمت مین حضرت کے بروز عاشورا حاضر
ہونا یہ بہی متواتر ہی اسلیے کہ راوی دونون باتونکی ایک ہی قسم کے لوگ ہین اور اگر متواتر نہین ہی تو کوئی چیز
متواتر نہین ہی وَقَدِ اشْتَبَہَ ذٰلِکَ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْلَامِ فَلَمْ اَدْرِ مَا السِّرُّ فِیْہِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ
الْحَالِ ایسی موٹی بات بعض علما پر موجب اشتباہ ہوئے مجکو نہین معلوم ہی کہ سبب اونکے اشتباہ کا
کیا ہی اور خدا تعالی حقیقت حال کو بخوبی جانتا ہی ہماری کتاب کو دیکھنے والیکو یہ اشتباہ نہین ہوسکتا

باب چہل و پنجم فضائل زہیر بن قین اور کیفیت ملاقات کرنے اون کے حضرت امام حسین علیہ السلام سے منزل ثعلبیہ کے بعد اور ہمراہ ہوجانا زہیر بن قین کا بعزم شہادت

إنَّ زُهَيرَ بنَ القَينِ مِن خَوَاصِ أصحابِ الحُسَينِ عَلَيهِ السَّلَامُ وَقَد حَبَاهُ اللهُ
تَعَالٰى مِنَ الكَرَامَاتِ وَالسَّعَادَاتِ مَا يَغبِطُ بِهِ المَلَائِكَةُ المُقَرَّبُونَ
زہیر بن قین جو منجملہ اصحاب امام حسین علیہ السلام کے تھے اور خدا تعالی نے اونکو وہ بزرگیاں
اور سعادتین عطا فرمائی ہین جنسے ملائکہ مقربین کو غبطہ ہوتا ہی یعنے اونکے حاصل ہونے
کے وہ آرزومند ہوتے ہین وَرُبَّ مَا يَكُونُ بَدَاءَةُ الأَمرِ لِلمَرءِ المُؤمِنِ مُخَالِفًا
لِمَآلِهِ فِي الظَّاهِرِ لِأَسبَابٍ مَخصُوصَةٍ لَا يَعلَمُهَا إِلَّا اللهُ كَمَا رُوِيَ فِي مَآثِرِ
حُرِّ بنِ يَزِيدَ الرِّيَاحِي رح اکثر ایسا ہوتا ہی کہ آغاز مرد مومن کا بظاہر مخالف اوسکے انجام
کے ہوتا ہی اوسکے اسباب بھی ایسے ہوتے ہین جنپر سواے خدا کے اور کسیکو اطلاع نہین ہوتی
چنانچہ حر ابن یزید ریاحی کا بھی یہی حال ہوا أَمَّا زُهَيرُ بنُ القَينِ فَهُوَ مِن حَامِلِي
أَسرَارِ الشَّهَادَةِ كَمَا يَجِيءُ إِنشَاءَ اللهُ تَعَالٰى وَلَيسَ مَا يُظَنُّ بِهِ أَنَّهُ كَانَ كَارِهًا
مِنَ اللُّحُوقِ بِالحُسَينِ عَلَيهِ السَّلَامُ لیکن زہیر ابن قین پس وہ حامل اسرار شہادت تھے
چنانچہ اسکا بیان انشاءاللہ آتا ہی اور یہ گمان صحیح نہین ہی جو اونکی نسبت کیا جاتا ہی کہ
وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آنے مین کراہت کرتے تھے اور جی چہپاتے تھے
وَقَد كَانَ رَحِمَهُ اللهُ فِي عَامِ سِتِّينَ مِنَ الهِجرَةِ خَرَجَ لِحَجِّ بَيتِ اللهِ فَوُفِّقَ لِأَدَائِهِ
وَلَم يَتَمَكَّنِ الحُسَينُ عَلَيهِ السَّلَامُ مِنَ الحَجِّ مَعَ كَونِهِ ثَاوِيًا فِي الكَعبَةِ سنہ ساٹھہ ہجری
مین زہیر ابن قین نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور گہر سے چلے اور پہونچ گئے اور توفیق
اداے حج اونکو ہوئی اور مناسک حج کو بجالائے اور رونے کا یہ مقام ہی کہ جناب امام حسین
علیہ السلام کئی مہینے سے مکہ معظمہ مین ٹھہرے ہوئے تھے اور دشمنون نے اوس جناب کو

حج بھی نہین کرنے دیا جسکو عمرہ سے بدل کر آپ نے مکہ معظمہ کو چھوڑا فلما ارتحل
الحسین علیہ السلام عن حرم اللہ تعالی متوجھا الی العراق وفرغ زھیر بن
قین عن الحج ورجع یسافر وقد بلغ الحسین علیہ السلام الثعلبیۃ جب حضرت
امام حسین علیہ السلام حرم کعبہ سے نکلے اور عراق کا سفر حضرت نے کیا اور زہیر ابن قین بھی حج
سے فارغ ہوئے اور پلٹے اور جناب امام حسین علیہ السلام منزل ثعلبیہ پر پہونچ گئے قال
السید رح فحدث جماعۃ من بنی فزارۃ وبجیلۃ قالوا کنا مع زھیر بن القین
لما اقبلنا من مکۃ فکنا نسایر الحسین علیہ السلام حتی لحقناہ سید ابن طاوس
علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ایک جماعت بنی فزارہ و بجیلہ نے روایت کی ہے کہ ہملوگ ہمراہ زہیر
ابن قین کے سفر حج مین تھے جب مکہ معظمہ سے چلے جس راہ سے جناب امام حسین علیہ السلام
عراق کو تشریف لیگئے تھے اوسیطرف ہم بھی روانہ ہوئے تا اینکہ ہم اوس جناب سے مل گئے
یعنی ہماری منزل اور مقام قریب اوس مقام کے ہوگیا جو حضرت کی منزل تھی فکان
اذا اراد ان ینزل اعتزلناہ فنزلنا ناحیۃ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کسی منزل پر
اوترتے تھے ہم اپنا پڑاو کچھ دور حضرت کے پڑاو سے رکھتے تھے اور حضرت کی خیمہ گاہ سے
لئے فرودگاہ کو ملا نہین دیتے تھے اقول وفی بعض الروایات انھم قالوا فلم یکن
اشد علینا من ان نسایرہ فی منزلہ مین کہتا ہون کہ بعض روایتون مین یہ بھی
دیکھا ہے کہ ان لوگون نے کہا ہملوگون پر اس سے زیادہ کوئی امر ناگوار نہ تھا کہ ہماری فرودگاہ
حضرت کی فرودگاہ سے ملجائے والمراد منہ ان زھیرا رح واصحابہ کانوا
کارھین من الالحاق بالحسین علیہ السلام اور مراد اس سے یہ ہے کہ زہیر بن قین
اور اونکے ہمراہیون کو جناب امام حسین علیہ السلام سے ملجانا بشدت ناگوار تھا ولا یخفی
ان صدر الروایۃ وھو قولھم فکنا نسایر الحسین لاینا سب ذالک اور
پوشیدہ نہیہ کہ شروع روایت کا جس مین یہ لفظ ہے کہ ہم بھی وہی راہ اختیار کی تھی جو جدھر
حضرت امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے تھے اسکے مناسب نہین ہے اگر اون لوگون کو
حضرت سے ملنا ناگوار ہوتا تو اور کسی راہ کو اختیار کرتے یا اگر اور کوئی راہ اونکی اسی

نتھی تو اس حساب سے چلنے کہ وہ ایک منزل کا فاصلہ حضرت سے فاصلہ رہتا ملجانے
سے اور پھر دل میں ناگوار ہونا یہ بات سمجھ مین نہین آتی ہر علی اَنَّ زُھَیْرًا مَعَ کَوْنِہٖ
مِنْ اَجَلِّ الصَّحَابَۃِ وَاَکْرِمِھِمْ کَیْفَ یُظَنُّ بِہٖ اَنَّہٗ کَانَ اَیْضًا کَارِھًا مِنَ اللُّحُوْقِ
بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ علاوہ یہ ہر کہ زہیر ابن قین باوجودیکہ وہ بزرگ اور معزز
صحابی حضرت امام حسین علیہ السلام کے سچے خاص اونکی نسبت کیونکر گمان ہو سکتا ہی
کہ وہ بہی کارہ تہے اور حضرت سے ملجانا اونکو بہی ناگوار تہا فَاِنْ ثَبَتَ مَا فِیْ تِلْکَ
الرِّوَایَۃِ فَاِنَّمَا ھُوَ مِنْ مَقُوْلَۃِ اَصْحَابِہٖ پہر اگر اس مضمون کو جو اس روایت
مین ہی ہم صحیح بہی مان لین تو یہ قول اون لوگون کا ہر جو اس سفر مین ہمراہ زہیر ابن
قین کی تہی خود زہیر ابن قین کی طرف اسکی نسبت کرنی ہرگز مناسب نہین ہی اِلَّا
اَنْ یَکُوْنَ زُھَیْرٌ یَتَّقِیْ بَعْضَ التَّقِیَّۃِ وَکَانَ یَخَافُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ فَوَاتِ
بَعْضِ الْاُمُوْرِ ہان اگر زہیر بن قین کو کسی قسم کا تقیہ ہو اور قبل مقام مناسب کی
حضرت سے ملجانے مین بعض مصلحتون کے فوت ہونیکا اونکو خوف ہوا وسوقت زہیر
بن قین کا بظاہر حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملنے کو ناگوار سمجھنا ہو سکتا ہے
قَالَ الرَّاوِیْ فَلَمَّا کَانَ بَعْضُ الْاَیَّامِ نَزَلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ مَکَانٍ لَمْ نَجِدْ
بُدًّا مِنْ اَنْ نُنَازِلَ فِیْہِ راوی کہتا ہر ایک دن ایسا ہی آیا کہ جناب امام حسین ؑ
ایک ایسی جگہ اوترے کہ ہمکو چارہ نہوا الگ اوترنیکا ہم بہی مجبور ہی اوسی مقام پر اوترے
فَبَیْنَا نَحْنُ نَتَغَدّٰی بِطَعَامٍ لَنَا اِذَا اَقْبَلَ رَسُوْلُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی سَلَّمَ
ابہی ہم لوگ سب کے سب کہانا کہا رہے تہے ناگاہ ایک شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کا
بہیجا ہوا آیا اور ہم سب پر سلام کیا ثُمَّ قَالَ یَا زُھَیْرَ بْنَ الْقَیْنِ اِنَّ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ
الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعَثَنِیْ اِلَیْکَ لِتَاْتِیَہٗ پہر اوس شخص نے کہا کہ اے زہیر بن القین
جناب امام حسین علیہ السلام نے مجھے تمہارے پاس بہیجا ہر اس غرض سے کہ تم حضرت کی
خدمت مین چلو تم بلایا ہی فَطَرَحَ کُلُّ اِنْسَانٍ مِنَّا مَا فِیْ یَدِہٖ کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِنَا
الطَّیْرُ سنتے ہی اس پیام کی ہماری یہ کیفیت ہو گئی کہ نوالے ہاتہ سے گر پڑے اور

موت کی صورت نظر آگئی ہم ایسا سمجھے کہ ہماری لاشین زمین مین پڑی ہوئی ہین اور مردار خوار
پرندے گوشت کہانے کے واسطے ہمارے سرون پر اوڑتے پہرتے ہین قُلْتُ وَلَيْسَ فِي
الرِّوَايَةِ تَصْرِيحٌ بِاَنَّ زُهَيْرًا اَيْضًا كَانَ مِنَ الْخَائِفِيْنَ وَالْمَرْعُوْبِيْنَ وَكَانَ
كَارِهًا عَنِ اللُّحُوْقِ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مین کہتا ہون کہ اس فقرہ مین روایت
کے بہی تصریح اس بات کی نہین ہی کہ زہیر بن قین بہی اونہین لوگون مین داخل تھے
جنہون نے خوف سے نوالے ہاتہہ سے گرادیے اور بدن مین اونکے تہرتہری پڑگئی اور
نہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ زہیر بن قین کو کراہت تہی جناب امام حسین علیہ السلام کی
خدمت مین حاضر ہونے سے فَلَا نُبَالِيْ اَنْ نُاَوِّلَ الرِّوَايَةَ وَنَقُوْلَ اِنَّ اَصْحَابَ
زُهَيْرِ بْنِ الْقَيْنِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهٗ قَدِ اضْطَرَبُوْا لَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ عَنْ
رَسُوْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ہم بیدہڑک یہی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ ہمراہی
زہیر بن قین کے ایسے بودے اور ڈرپوک تھے کہ مضطرب ہوگئے جسوقت پیام حضرت کا
اون لوگون نے سُنا اور اپنے ساتہہ سب کو لپیٹ لیا اور کہدیا کہ ہم سب کے ہاتہہ سے نوالے گر پڑے
فَلَا يُبْعَدُ اَنْ يَكُوْنَ زُهَيْرٌ سَاكِتًا وَلَمْ يَكُنْ خَائِفًا وَلَا وَجِلًا بس کچہہ دور نہین ہی
کہ زہیر بن قین یہ پیام سنکر چپ ہوگئے ہون اونکو کچہہ خوف اور ہراس اوسوقت نہو
وَاَيْضًا لَا يُبْعَدُ اَنَّ زُهَيْرًا وَاِنْ كَانَ قَدْ اَضْمَرَ بِنَفْسِهِ اللُّحُوْقَ بِالْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهٗ لَمْ يُوَافِقُوْهُ عَلٰى ذٰلِكَ بَعْدُ اور یہ بہی
کچہہ دور نہین ہی کہ زہیر بن قین کا اگرچہ دلی ارادہ حضرت سے ملجانیکا تہا لیکن یہ لوگ
جو ہمراہ زہیر بن قین کے تھے وہ ابہی تک اس رائے مین زہیر ابن قین سے متفق
نہین ہوئے تھے قَالَ الرَّاوِيْ فَقَالَتْ لَهٗ زَوْجَتُهٗ وَهِيَ دَيْلَمُ بِنْتُ عَمْرٍو
سُبْحَانَ اللّٰهِ اَيَبْعَثُ اِلَيْكَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا تَاْتِيْهِ راوی کہتا ہی کہ زہیر ابن قین
کی زوجہ جنکا نام دیلم تہا عمرو کے بیٹی کہنے لگے سبحان اللہ اے زہیر ابن قین فرزند
رسول اللہ نے تمکو بلایا ہی زہے سعادت تمہاری اور پہر تم نہین جاتے ہو فَلَوْ اَتَيْتَهٗ
فَسَمِعْتَ مِنْ كَلَامِهٖ جاؤ تو سہی سُنو تو کہ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہین اور کس غرض سے

تمکو بلایا ہے فمضی الیه زهیر بن القین فما لبث ان جاء مستبشرا قد اشرق
وجهه پس زہیر ابن قین خدمت مین جناب امام حسین علیہ السلام کی گئے اور کچھ
دیر نہین لگی کہ خوش خوش وہان سے پلٹ آئے اور چہرہ اونکا بشاش تھا اور چمک
رہا تھا قلت وهذا ایضا یدل علی ان زهیرا لم یکن من الشاکین
المرتابین والا فکیف یتصور رجوعه عاجلا مستبشرا مشرقا
وجهه فی مثل تلک الحالة مین کہتا ہون کہ یہان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ زہیر ابن
قین اپنے بارہ مین متردد اور شک کرنے والے نہ تھے ورنہ اتنا جلد خوش خوش پلٹ آنا
کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ آب و تاب چہرہ پر مرنے کی خبر سنکر کیونکر آسکتی ہے وان قلنا
انه کان وجلا خائفا ولم یکن من المبشرین بالشهادة العظمی کغیره
من الاصحاب قبل ذلک الیوم اور اگر ہم اسکے قایل ہون کہ زہیر ابن قین بھی
مثل اپنے ہمراہیون کے خوف اور ہراس مین تھے اور شہادت عظمی کی بشارت انکو
مثل دیگر اصحاب امام حسین علیہ السلام کے آج سے پہلے نہین دیئے گئے تھے فلا
یبعد ان یکون الحسین علیه السلام قد فسر له ذلک واراه منزلته
ومقامه التی خصه الله تعالی زهیرا بها اسمین کچھ بعید نہین ہے کہ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے زہیر ابن قین کو اسوقت اونکی منزلت اور کرامت اونکو دکھلا دی اور
جو شرف اور بزرگی زہیر ابن قین کو حاصل ہونے والی تھی اور اوس محضر مین مندرج
تھے جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے تھے وہ زہیر ابن قین کے سامنے حضرت نے
کردی کما رواه ابن عباس قال رایت الحسین علیه السلام یوم خروجه
الی العراق وکف جبرئیل علیه السلام فی کفه اوس محضر کی وہی روایت
مشہور ہے ابن عباس سے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت امام حسین علیہ السلام
کو دروازہ پر کعبہ کے دیکھا جسدن کہ آپ عراق کو روانہ ہوتے ہین اور یہ بھی دیکھا کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہاتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ مین ہے
وجبرئیل ینادی هلموا الی بیعة الله اور جبرئیل علیہ السلام پکار رہے تھے کہ

پہلو تہی کرنے کو جسکو خدا اسے جمعیت کرنی ہو اگر امام حسین علیہ السلام سے بیعت کرے
وَقِيْلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ لوگوں نے ابن عباس سے اعتراض کیا کہ اگر ایسی بات تھی تو تم نے
کیوں ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کا نہیں دیا تو قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
الَّذِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا مَعَهٗ كَانَتْ اَسْمَاؤُهُمْ مَكْتُوْبَةً فِي الْعَهْدِ الَّذِيْ جَاءَ بِهٖ
جِبْرَئِيْلُ وَلَمْ يَكُنْ اِسْمِيْ فِيْهِ ابن عباس نے کہا کہ اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام کے
جو آپ کے ہمراہ شہید ہوئے اونکے نام اوس محضر مین لکھے ہوئے تھے جسکو حضرت جبرئیل
علیہ السلام لائے تھے میرا نام اوسمین نہین داخل تھا وَالْغَرَضُ مِنْ ذِكْرِنَا تِلْكَ الرِّوَايَةَ
هٰهُنَا اَنَّ الْعَهْدَ الَّذِيْ جَاءَ بِهٖ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مُفَوَّضًا اِلَى الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُحْتَمَلُ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ اِذَا لَقِيَ اَحَدًا مِنْ اَنْصَارِهٖ
فِيْ ذٰلِكَ السَّفَرِ فَيُرِيْهِ ذٰلِكَ الْعَهْدَ اور غرض ہماری ابن عباس کی روایت کی ذکر
کرنے سے اس مقام پر یہ ہی کہ جو عہد نامہ یا محضر شہادت حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے تھے
وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس تھا اس سفر مین جو شخص منجملہ اون انصار کے
حضرت سے ملتا تھا آپ اوسکو دکھلا دیتے تھے پس زہیر بن قین کو بھی کیا عجب ہی کہ وہی محضر
آپ نے دکھلا دیا ہو فَهُوَ لَمْ يَكُنْ بَعْدُ عَارِفًا بِمَنَازِلِهٖ وَلَمْ يَكُنْ مُطَّلِعًا عَلٰى مَآلِهٖ
پس زہیر ابن قین اسوقت تک اپنے مقامات کو نہین پہچانتے تھے اور اپنے انجام پر انکو آگاہی نہتی
لٰكِنَّهٗ اَجْنَبِيٌّ عَنْ سَجَايَا الْهُدَاةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لیکن یہ بات کہ آجتک زہیر کو اپنے امور کی
اطلاع نہتی ائمہ علیہم السلام کے طریقہ ہدایت سے دور معلوم ہوتی ہی وَكَيْفَ مَا كَانَ فَاِنَّ اَمْرَ
زُهَيْرٍ لَغَرِيْبٌ وَاِنِّيْ اِلٰى هٰذِهِ الْغَايَةِ لَمْ اَعْلَمْ بِحَقِيْقَةِ حَالِهٖ اور کچھ ہو زہیر ابن قین کی
اس حالت سے مجھے حیرت ہی اسوقت تک مجھکو صحیح صحیح حال انکا کتب رجال وغیرہ سے دریافت نہین ہوا ہو
وَلٰكِنِّيْ عَلٰى يَقِيْنٍ مِنْ اَنَّهٗ كَانَ مِنْ اَجَلِّ الصَّحَابَةِ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بانیہمہ اسکا
تو مجھے یقین ہی کہ زہیر بن قین ایک بزرگ صحابی تھے حضرت امام حسین علیہ السلام کے دیکھنے
اَنْ يَكُوْنَ لِذٰلِكَ التَّوَقُّفِ وَجْهٌ وَجِيْهٌ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا اور شاید کہ اتنا
توقف جو زہیر ابن قین کو حضوری خدمت مین ہوا اوسکی کوئی وجہ قوی ہوگی جسپر آجتک مجھے

اطلاع نہین ہوئی وَاَرْجُوا مِنَ اللهِ تَعَالٰی اَنْ یَکْشِفَ عَنِّی سِرَّہٗ اور مین امید کرتا ہون خدا سے
کہ اس راز نہانی کو مجھپر واضح کردے قَالَ الرَّاوِی فَاَمَرَ زُھَیْرٌ بِفُسْطَاطِہٖ وَثِقْلِہٖ
وَمَتَاعِہٖ فَحُوِّلَ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ راوی کہتا ہی کہ جب زہیر بن قین خوش و خرم
پلٹ آئے حکم دیا کہ ہمارا خیمہ اور اسباب جسقدر ہمراہ ہی سب اوٹھا و لیچلو چنانچہ قریب خیمہ گاہ
حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ اونکا کہڑا کیا گیا اور مال و اسباب سب وہین و ٹہکیا فَقَالَ
لِاِمْرَاَتِہٖ اَنْتِ طَالِقٌ وَاِنِّیْ لَا اُحِبُّ اَنْ یُصِیْبَکِ بِسَبَبِیْ اِلَّا الْخَیْرُ اور اپنی زوجہ سے
زہیر ابن قین سنے کہا کہ مین تمکو طلاق دیتا ہون مجھکو نہین اچھا معلوم ہوتا ہی کہ بسبب میری
زوجیت تمکو سوائے بہتری کے کوئی خرابی یا ایذا پہونچے وَقَدْ عَزَمْتُ عَلٰی صُحْبَۃِ
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاُفْدِیَہٗ بِنَفْسِیْ وَاَقِیَہٗ بِرُوْحِیْ مین نے مصمم ارادہ کرلیا ہی
حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھہ رہنے کا اس غرض سے کہ اپنی جان اونپر فدا کرونگا اور
جب تک روح میرے جسم مین باقی ہی اونکو دشمنون کی آزار سے بچاؤنگا ثُمَّ اَعْطَاھَا مَالَھَا
وَسَلَّمَھَا اِلٰی بَعْضِ بَنِیْ عَمِّھَا لِیُوْصِلَھَا اِلٰی اَھْلِھَا بعد اوسکے زہیر بن قین سنے مہر وغیرہ
جو کچھہ حق اوسکا تہا دیدیا اور اوسکو بعض اوسی کے بہائی بندون کو سپرد کیا تاکہ اوسکے عزیزون
مین اوسے پہونچادین فَقَامَتْ اِلَیْہِ وَبَکَتْ وَوَدَّعَتْہُ وَقَالَتْ کَانَ اللهُ عَوْنًا وَّمُعِیْنًا
وَخَارَ اللهُ لَکَ وہ نیکبخت کہڑی ہوئی اور رونے لگی اور زہیر ابن قین سے رخصت ہوئی اور
کہنے لگی خدا تمہارا معین و مددگار ہو اور تمہارے ارادے مین خیر و برکت عطا کرے اَسْئَلُکَ اَنْ
تَذْکُرَنِیْ فِی الْقِیَامَۃِ عِنْدَ جَدِّ الْحُسَیْنِ ع مین تمسے یہ درخواست کرتی ہون کہ بروز قیامت حضرت
جد بزرگوار حسینؑ کے مجھے تم یاد کرنا اسی ذریعے کہ مینے تمکو تاکید کرکے اوس جناب کی خدمتمین بہیجا تہا
غرض اوس مومنہ کی یہ ہی کہ میرے واسطے اسیقدر ذریعہ شفاعت کا بہت بڑا ہی فَقَالَ لِاَصْحَابِہٖ مَنْ اَحَبَّ
اَنْ یَصْحَبَنِیْ وَاِلَّا فَھُوَ اٰخِرُ الْعَھْدِ مِنِّیْ اور اپنے ہمراہیون سے زہیر کہنے لگے کہ جسکو میرے ساتھہ اسطرحکی رفاقت
کرنی ہو جسطرحکی رفاقت مینے حضرت امام حسین کے دل مین ٹہانی ہی وہ رہی ورنہ یہی آخری ملاقات کا ہی رخصت
ہو اور چلا جائے قُلْتُ ھٰذِہِ الْکَیْفِیَّۃُ لُحُوْقِہٖ بِالْحُسَیْنِ ع مین کہتا ہون کہ یہ بیان ان حالات کا تہا کہ
زہیر ابن قین نے حضرت امام حسینؑ سے ملاقات کی ہی اور آپکی رفاقت مین جس دن سے داخل ہوئے

باب چہل و ششم زہیر ابن قین کی حسن رفاقت اور اشقیائے امت کو وعظ اور نصیحت کرنا اور وعظ و نصیحت کی فقرات تا روز عاشورا جنسے انکی جلالت قدر اور علم اور عمل کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ کیسی تھی

ثُمَّ لَمَّا وَرَدَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالطَّفِّ وَتَكَامَلَ الْعَسَاكِرُ ثَمَانُونَ أَلْفَ رَجُلٍ وَدَخَلَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَنَزَلَ قَرِيبًا مِنْ عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ پھر جب جناب امام حسین علیہ السلام کربلا مین داخل ہوئے اور لشکر ابن زیاد کا شمار اسی ہزار کے قریب پہونچ گیا اور عمر سعد بھی کربلا مین داخل ہوا اور قریب لشکر حضرت امام حسین علیہ السلام کے اوترا وَأَرْسَلَ إِلَى الْحُسَيْنِ كَثِيرَ بْنَ شِهَابٍ ثُمَّ رَجُلًا مِنْ خُزَيْمَةَ ثُمَّ مَرَّةً بْنَ قَيْسٍ الْحَنْظَلِيَّ كَمَا مَرَّ ذِكْرُهُمْ فِي بَابِ حَبِيبِ بْنِ مُظَاهِرٍ رح بعد اوسکے براہ مکاری عمر سعد نے پہلے شہاب ابن کثیر کو حضرت کی خدمت مین بھیجا اس غرض سے کہ وہ پوچھے آپ یہان کیون آئے ہین اوسکے بعد ایک دوسرا شخص جو بنی خزیمہ کا تہا اوسکو بھیجا اور وہ حضرت کے انصار مین داخل ہو گیا پھر بار سوم قرہ بن قیس حنظلی کو بھیجا اور ان لوگون کا حال مفصل ہے باب حبیب بن مظاہر مین لکھدیا ہے فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّامِنُ أَوِ التَّاسِعُ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَقَدْ زَحَفَ الْقَوْمُ نَحْوَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ پھر جب آٹھوین تاریخ یا نوین تاریخ محرم کی ہوئی اور لشکر ابن زیاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر چڑھائی کی اور لڑنے پر آمادہ ہوا قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ رح فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ وَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ حَقَّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ النَّصِيحَةُ اوسوقت زہیر ابن قین اپنے پرے سے نکلکر لشکر ابن زیاد کے سامنے تنہا جا کھڑے ہوئے اور بآواز بلند پکار کر کہنے لگے ایہا الناس مسلمان کا حق مسلمان پر واجب یہی ہے کہ امر حق مین نصیحت کرے وَنَحْنُ وَأَنْتُمْ عَلَى دِينٍ وَاحِدٍ وَقَدِ ابْتَلَانَا اللَّهُ بِذُرِّيَّةِ نَبِيِّكُمْ ہمارا اور تمہارا دین اسلام ایک ہی اور خدا نے آج ہمارا اور تمہارا دونون کا امتحان لیا ہے ذریت نبی کے ذریعے سے

لِيَنْظُرَ مَا نَحْنُ وَأَنْتُمْ صَانِعُونَ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى نُصْرَتِهِ وَخِذْلَانِ الطُّغَاةِ
منظور الٰہی یہ ہے کہ بچشم قدرت دیکھے کہ ہم اور تم ذریت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
کیونکر پیش آتے ہیں اور کیا سلوک ذریت رسول اللہ ص سے کرتے ہیں اور میں تمکو بلاتا ہون
کہ تم میرے ساتھ آکر نصرت آل محمد ص کرو اور جن لوگون نے ظلم اور جور ذریت اطہار پر
کرنیکا سامان کیا ہے اونکا ساتھ چھوڑ دو اور اونکو رسوا کرو فَلَمَّا سَمِعُوا كَلَامَ زُهَيْرٍ قَالُوا
لَنْ نَبْرَحَ حَتَّى نَقْتُلَ صَاحِبَكُمْ وَمَنْ مَعَهُ أَوْ يُبَايِعَ لِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ جب اشقیائے
امت نے کلام زہیر کا سنا کہنے لگے ہم تو اپنے ارادہ سے نہ ہٹینگے جب تک تمہارے امام کو جنکے
ساتھ تم آئے ہو قتل نہ کر لینگے اور جسنے اونکی بیعت کی ہے اوسے بھی قتل نہ کر لیں یا یہ ہو جائے
کہ تمہارے امام یزید ابن معاویہ کی بیعت اختیار کریں فَقَالَ لَهُمْ زُهَيْرٌ عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ
الدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ وَزَوَالٍ مُتَصَرِّفَةٌ بِأَهْلِهَا مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ زہیر اون سے کہنے لگے
اے بندگان خدا سوچو اس بات کو کہ دنیا ایسی جگہ ہے جسکی دولت اور نعمت مٹ جاتی ہے اور
زائل ہو جاتی ہے اور دنیا دار کو دنیا ایک حالت پر نہیں رکھتی کبھی اوس سے موافق ہو جاتی کبھی ناموافق ہو جاتی ہے
فَالْمَغْرُورُ مَنِ اغْتَرَّ بِهَا وَرَكَنَ إِلَيْهَا پس فریب خوردہ وہی شخص ہے جسکو دنیا نے
فریب دیا ہے اور شقی شخص دنیا کی طرف مائل ہوا ہے وَإِنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَحَقُّ بِالنُّصْرَةِ
وَالْمَوَدَّةِ مِنِ ابْنِ سُمَيَّةَ اور تحقیق حضرت امام حسین علیہ السلام زیادہ مستحق ہیں کہ
اونکی نصرت کرو اور اون سے دوستی کرو [illegible]
فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَنْصُرُوهُ فَلَا تَقْتُلُوهُ وَخَلُّوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ
لَعَلَّهُ يَرْضَى مِنْهُ بِدُونِ قَتْلِهِ پھر اگر تم اوس جناب کی نصرت نہیں کرتے ہو اتنا ہی کرو
کہ اوس جناب کو یزید بن معاویہ تک جانے دو شاید کہ یزید اوس جناب سے کسی اور بات
پر راضی ہو جائے اور قتل نکرے یعنی مانع نہ ہو قَالَ فَرَمَاهُ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللَّهُ بِسَهْمٍ
وَقَالَ لَهُ اسْكُتْ أَسْكَتَ اللَّهُ نَأْمَتَكَ أَبْرَمْتَنَا بِكَثْرَةِ كَلَامِكَ راوی کہتا ہے کہ شمر ملعون نے
ایک تیر زہیر بن قین کو مارا اور کہنے لگا چپ ہو [illegible] سے کہ تمکو تیرے بکتے بکتے نے
[illegible] فَقَالَ لَهُ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ سُبْحَانَ اللَّهِ ... وَعَلَى أَعْقَابِهِ يَا ابْنَ الْبَوَّالِ

عَلٰی عَقِبِہٖ اِنَّمَا اَنْتَ بَھِیْمَۃٌ فَاَبْشِرْ بِالنَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالْعَذَابِ الْاَلِیْمِ زہیر بن قین
برخوشنودی خدا کی ہوا اور اونکے خلوص نیت سے خدا راضی ہوا اوس ملعون کے جواب مین
یہ کہنے لگے اے ناپاک بیٹے اوس شخص کے جو اولٹی دہار سے پیشاب کرتا تھا تو آدمی نہین ہو
جانور ہے بروز قیامت دوزخ مین ڈالا جائیگا اور سخت عذاب مین گرفتار ہوگا فَقَالَ الشِّمْرُ
لَعَنَہُ اللّٰہُ اِنِّیْ قَاتِلُکَ وَقَاتِلُ صَاحِبِکَ شمر ملعون نے کہا یاد رہے مین تمکو بھی قتل کرونگا
اور تمہارے امام کو بھی فَقَالَ لَہٗ زُھَیْرٌ یَا وَیْلَکَ تُخَوِّفُنِیْ بِالْقَتْلِ مَعَ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْحَیٰوۃِ مَعَکُمْ زہیر کہنے لگے وائے ہو تجہپر اے شمر تو
مجکو رفاقت مین حضرت امام حسین علیہ السلام کی قتل ہو جانے سے ڈراتا ہی حالانکہ
یہ شہادت مجھکو بہت پسند ہی اوس زندگی سے جو تم لوگون کے ساتھ بسر ہو ثُمَّ اَقْبَلَ
عَلٰی اَصْحَابِہٖ وَقَالَ یَا مَعَاشِرَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا یَغُرَّنَّکُمْ کَلَامُ ھٰذَا
الْکَلْبِ الْمَلْعُوْنِ وَاَشْبَاھِہٖ فَاِنَّہٗ لَا یَنَالُ شَفَاعَۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
بعد اوسکے زہیر بن قین اپنے ہمراہیون کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اے گروہ
مہاجرین و انصار تم فریب مین نہ آؤ کلام سے اس سگ ملعون کے اور اسیطرح اور ملعون
جو ایسے ہی کلام کرین اسلیئے کہ یہ ماحون شفاعت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہی
اِنَّ قَوْمًا قَتَلُوْا ذُرِّیَّتَہٗ وَقَتَلُوْا مَنْ نَصَرَھُمْ فَاِنَّھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خَالِدُوْنَ اَبَدًا
جو لوگ ذریت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرینگے اور انصار ذریت کو قتل کرینگے
بیشک وہ ہمیشہ جہنم مین رہینگے قَالَ فَاَتٰی رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اِلٰی زُھَیْرٍ وَقَالَ اَقْبِلْ فَلَعَمْرِیْ لَقَدْ نَصَحْتَ وَتَکَلَّمْتَ فَرَجَعَ زُھَیْرٌ اِلَی الْحُسَیْنِ سَلَامُ اللّٰہِ
عَلَیْہِ راوی کہتا ہی کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام مین سے ایک شخص زہیر کے پاس آیا اور
کہنے لگا کہ بس اب آؤ پلٹ چلو قسم ہی مجھے اپنے زندگی کی کہ نصیحت کا حق تم ادا کر چکے اور
جو کہنا چاہیے تہا وہ کہہ چکے پس زہیر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف پلٹ آئے
قُلْتُ وَیَظْھَرُ مِنْ اٰخِرِ الرِّوَایَۃِ اَنَّ زُھَیْرًا کَانَ یَعِظُھُمْ لِاِشَارَۃٍ صَدَرَتْ
اِلَیْہِ عَنِ الْحُسَیْنِ ع کَمَا ھُوَ مَرْوِیٌّ اَیْضًا فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ

مین کہتا ہون کہ آخر سے اس روایت کی یہ معلوم ہوتا ہے کہ زہیر نے یہ وعظ و نصیحت
بموجب ارشاد حضرت امام حسین علیہ السلام کی تھی از خود نہین نصیحت کرنے گئے تھے
چنانچہ اور بعض روایتون مین اسکی تصریح بہی دیکھی ہے فَاِنْ کَانَ ھٰذَا صَحِیْحًا فَلَا بُدَّ
اَنْ یَکُوْنَ زُھَیْرٌ ذَا مَنْطِقٍ فَصِیْحٍ وَکَلَامٍ بَلِیْغٍ اگر یہ بات صحیح ہے پس ضرور ہے کہ زہیر بن
قین فصاحت مین و بلاغت مین شہے پورے تھے لِاَنَّ اَمْرَ الْاِمَامِ لِلنَّصِیْحَةِ اِنَّمَا وَرَدَ
لِزُھَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ وَاَنَسِ بْنِ کَاھِلٍ وَبُرَیْرِ بْنِ خُضَیْرِ الْھَمْدَانِیْ اسلیئے کہ نصیحت کرنیکا
حکم حضرت نے فقط تین اصحاب کو دیا تہا اور تین ہی روایتین ہمکو پہونچی ہین زہیر
بن قین ایک اور انس بن کاہل دو اور بریر بن خضیر ہمدانی تین انہین تینون
بزرگون نے بحکم امام وعظ و نصیحت کی ہے وَیُؤَیِّدُهٗ مَا یَاْتِیْ مِنْ مُکَالَمَتِهٖ
لِاَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ ھٰذَا اور اسی بات کی تائید کرتی ہے
وہ روایت اور اوس سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ زہیر بن قین کو حکم نصیحت کرنے کا
امام نے دیا تہا جس روایت کو اب ہم لکھتے ہین یعنی زہیر بن قین نے جو گفتگو
اصحاب امام علیہ السلام سے کی ہے وَلَمَّا انْقَضٰی الْیَوْمُ التَّاسِعُ وَکَانَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدِ اسْتَمْهَلَ اللَّیْلَةَ بِاِرْسَالِ اَخِیْهِ الْعَبَّاسِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَمْهَلُوْهُ
پہر جب نوین تاریخ کا دن گذر گیا اور ایک شب کی مہلت حضرت امام حسین علیہ السلام نے
اپنے بہائی جناب عباس علیہ السلام کو بہیجکر طلب کی اور مل بہی گئی فَلَمَّا جَنَّ اللَّیْلُ
جَمَعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَصْحَابَهٗ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ اَجَازَ لَهُمْ
اَنْ یَتَفَرَّقُوْا یَمِیْنًا وَشِمَالًا وَاَتْرُکُوْهُ وَحِیْدًا وَفَرِیْدًا پہر جب رات ہوئی
حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ایک خطبہ مشتمل بحمد و
ثنائے الٰہی پڑھکر سب اصحاب اور اہل بیت کو اجازت دی کہ داہنے بائین متفرق
ہو جائین اور حضرت کو یکہ و تنہا چھوڑ دین اسلیئے کہ جہاد عام کی تکلیف آج ساقط ہو گئی
فَتَکَلَّمَ الْاَصْحَابُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ حَتّٰی قَامَ زُھَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ رح اور اصحاب نے
جواب مین کلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کرنی شروع کی اور ایک ایک

بزرگ نے اپنے خلوص عقیدت کا اظہار کرو یا یہان تک کہ زہیر ابن قین بھی اوٹھ کھڑے ہوئے وَقَالَ یَا بْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ وَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ ثُمَّ یُحْیٰی ثُمَّ اُنْشَرَ ثُمَّ اُقْتَلَ هٰکَذَا اَلْفَ مَرَّةٍ وَاَنَّ اللّٰهَ عَنْکَ وَعَنْ هٰؤُلَاءِ الْفِتْیَةِ الَّذِیْنَ حَوْلَکَ الْقَتْلَ لَفَعَلْتُ کہنے لگے کہ اے فرزند دختر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجکو بہت پسند ہی کہ مین قتل کیا جاؤن اور پہر زندہ کیا جاؤن پھر میرے اعضاے بدنی پراگندہ کردیے جاوین پہر قتل کیا جاؤن اور ہزار مرتبہ بھی تکلیف مجکو پہونچے اور آپ سے خدا اس مصیبت کو دور کردے آپ بچ جائین اور آپ کے جوانان اہلبیت جو گرد آپ کے اسوقت موجود ہین اونکی جانین بچ جائین تو مین ہزار مرتبہ جان دینے کو موجود ہون وَمِمَّا یَدُلُّ عَلٰی کَرَامَةِ زُهَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ رح اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا جَمَعَ اَصْحَابَهٗ مَیْمَنَةً وَمَیْسَرَةً فَجَعَلَ فِی الْمَیْمَنَةِ زُهَیْرَ بْنَ الْقَیْنِ وَمَعَهٗ عِشْرُوْنَ فَارِسًا کَمَا رَوَاهُ اَبُوْ مِخْنَفٍ منجملہ دلائل کرامت زہیر بن قین کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہی کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے بروز عاشورا اپنے لشکر قلیل کو آراستہ کیا اور داہنی اور بائین صف اصحاب کی درست کی پس زہیر ابن قین کو آپنے داہنی طرف کھڑا کیا اور اونکے ساتھ بیس سوار مقرر فرمائے جیسا کہ ابومخنف نے روایت کی ہی وَهٰذَا مِنْ اَعْظَمِ کَرَامَاتِهٖ اور یہ بات زہیر بن قین کی بڑی کرامت پر دلالت کرتی ہی کہ میمنہ مجاہدین پر وہ سرگروہ ہوئے تھے ثُمَّ لَمَّا اَرَادَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ یُّصَلِّیَ الظُّهْرَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ وَالْمُطَارَدَةِ اَمَرَ زُهَیْرَ بْنَ الْقَیْنِ وَسَعِیْدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَنَفِیَّ اَنْ یَّتَقَدَّمَا اَمَامَهٗ بِنِصْفِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ پہر جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے ظہر کی نماز مثل نماز خوف کے پڑھنے کا ارادہ کیا زہیر ابن قین اور سعید بن عبداللہ کو حکم دیا کہ تم دونون میرے آگے کھڑے ہو جاؤ مگر ایسے مقام پر کھڑے ہو کہ جو لوگ میرے پیچھے نماز پڑہین اونکے صف نصف پر تمہاری سیدہ رہے فَقَامَا اَمَامَهٗ وَاسْتُشْهِدَ سَعِیْدٌ رح وَبَقِیَ زُهَیْرُ بْنُ قَیْنٍ حَتّٰی قُتِلَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ یہ دونون سامنے تمنا

حضرت کے آگے کھڑے ہوئے اور دشمنوں کے وار اپنے سر و سینہ پر روکنے لگے سعید بن
عبداللہ تو اوسیوقت شہید ہو گئے رحمت خدا کی اونپر ہو اور زہیر بن قین زخمی تو بہت
ہوئے تھے مگر بچ گئے یہان تک کہ آپ نے نماز تمام کی اور حبیب ابن مظاہر شہید ہو گئے
وَلَمَّا قُتِلَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَبَانَ الْاِنْكِسَارُ فِیْ وَجْهِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ جب حبیب ابن مظاہر شہید ہوئے ابو مخنف کہتے ہین کہ چہرہ پر جناب
امام حسین علیہ السلام کے ملال سے تغیر پیدا ہوا اور چہرہ آپ کا اوتر گیا فَقَامَ اِلَیْهِ
زُهَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ وَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ مَا هٰذَا الْاِنْكِسَارُ الَّذِیْ اَرَاهُ فِیْ وَجْهِكَ زہیر ابن قین اوٹھہ کھڑے ہوئے
اور سامنے حضرت کے آکر کہنے لگے اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کے
چہرے پر اوداسی کیسی مجھے نظر آتی ہی اَلَسْتَ تَعْلَمُنَا عَلَی الْحَقِّ قَالَ بَلٰی وَاِلٰهِ الْخَلْقِ اِنِّیْ
لَاَعْلَمُ یَقِیْنًا اِنِّیْ وَاِیَّاکُمْ عَلَی الْحَقِّ وَالْهُدٰی کیا آپ کو یقین نہین ہی کہ ہم لوگون کے
شہادت حق پر ہو رہی ہی حضرت نے فرمایا نہین اے زہیر ابن قین قسم ہی معبود خلایق کی
مین یقینا جانتا ہون کہ مین بھی اور تم سب دین حق پر ہو اور ہدایت پر ثابت ہو فَقَالَ
زُهَیْرٌ اِذًا لَا نُبَالِیْ وَنَحْنُ نَصِیْرُ اِلَی الْجَنَّةِ وَنَعِیْمِهَا زہیر ابن قین کہنے لگے اب اسوقت
کچھ ہمکو خوف نہین ہی جب ہم حق پر مرتے ہین پھر تو ہماری بازگشت بہشت اور نعمت ہاے
جاودانی کی طرف ہوگی قُلْتُ وَلَیْسَ مَا یُظَنُّ اَنَّ زُهَیْرَ بْنَ الْقَیْنِ کَانَ شَاكًّا
مُتَرَدِّدًا فِیْ کَوْنِهٖ عَلَی الْحَقِّ وَاِلَّا فَکَیْفَ کَانَ یَسْئَلُ عَنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
کَاسْئَلَةٍ یہ جو بدگمانی بنظر جہالت کے کیجاتی ہی کہ زہیر بن قین اپنے حق پر ہونے مین شک
اور تردد مین تھے اور اگر ایسا ہوتا تو پھر حضرت امام حسین علیہ السلام سے کیون پوچھتے
یہ بدگمانی انکی نسبت صحیح نہین ہی بَلْ لَا دَاعِیَ لَهٗ اِلٰی ذٰلِكَ اِنَّمَا کَانَ بُرُوْزُ حَبِیْبِ بْنِ
مُظَاهِرٍ اِلَی الْجِهَادِ وَتَرْکُهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ صَلٰوةَ الظُّهْرِ خَلْفَ الْاِمَامِ بلکہ زہیر ابن قین
کو اس سوال کرنیکا سبب یہ تھا کہ چونکہ حبیب بن مظاہر جلا کر روانہ جہاد ہوئے تھے
اور نماز ظہر کو بجماعت پڑھنی حضرت کے پیچھے چھوڑ کر گئے تھے فَتَوَهَّمَ زُهَیْرٌ

حاشیہ (بائیں طرف): [illegible]

اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدِ انْضَجَرَ عَنْہُ فَعسلے اَنْ لَا تَکُوْنَ شَہَادَتُہٗ مَرْضِیَّۃً
عِنْدَ الْاِمَامِ وَلِاَجْلِ ذٰلِکَ بَانَ الْاِنْکِسَارُ فِیْ وَجْہِہٖ پس زہیر بن قین کو یہ گمان
ہوا کہ شاید حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس طرح پر جانا حبیب بن مظاہر کا ناگوار خاطر
ہوا ہی اور اونکی شہادت اسطرح کی آپ کو پسند نہین ہوئی ہی لہذا آپ کے چہرے پر تغیر ہوگیا ہی
اور یہی تغیر زہیر بن قین کے نزدیک دلیل ناگواری طبع امام علیہ السلام کا تہا فَسَئَلَ
بِقَوْلِہٖ اَفَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ یہی سمجھکر زہیر بن قین نے پوچھا کیا ہم لوگون کی شہادت
حق پر نہین ہی فَلَمَّا اَجَابَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِمَا اَجَابَ زَالَ عَنْہُ ذٰلِکَ
التَّوَھُّمُ پس جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہ جواب دیا جو اوپر گذر چکا ہی زہیر بن
قین کی تشویش جو اپنے ایک دوست کے انجام کی نظر سے تھے جاتے رہے اور وہ
توہم زائل ہوگیا اور کہنے لگے کہ اب ہمکو کچہہ خوف نہین ہی عام لوگ سلسلہ روایت پر نظر
نہین کرتے ہین اور جا بیجا شبہات کر دیتے ہین ہم نے کسیقدر اس بات کو باب شہادت
حبیب بن مظاہر مین بیان بہی کر دیا ہی ابو مخنف نے نماز ظہر پڑہنے کی روایت اور
طرح پر کی ہی قَالَ فَلَمَّا اسْتُشْہِدَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ قَامَ اِلَیْہِ زُہَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ
وَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَتَاْذَنُ لِیْ فِی
الْبِرَازِ ابو مخنف کہتے ہین کہ جب حبیب بن مظاہر شہید ہو چکے زہیر بن قین اوٹہ کہڑے
ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ مان باپ میرے فدا ہون آپ پر آپ مجکو اجازت دیتے ہین
لڑنے جاؤن واضح ہو کہ سوائے جناب حبیب ابن مظاہر کے جن سے بے ادبی حصین ابن نمیر
ملعون کے نہین سنی گئی اور جہاد کو چلے گئے اور سب اصحاب کا یہی دستور تہا کہ اجازت
حرب کی طلب کر کے تب لڑنے جاتے تھے یہی سبب تہا جو زہیر بن قین نے اون کی شہادت
کی نسبت حضرت سے پوچھا تہا فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُبْرُزْ فَبَرَزَ زُہَیْرُ بْنُ
الْقَیْنِ وَاَنْشَاَ یَقُوْلُ حضرت نے فرمایا کہ ہان اے زہیر بن قین لڑنے کو جاؤ پس زہیر بن
قین رن نکلے اور رجز پڑہنے لگے ؎ اَنَا زُہَیْرٌ وَاَنَا ابْنُ الْقَیْنِ ؛؛ وَفِیْ یَمِیْنِیْ مُرْہِفُ الْحَدَّیْنِ
مین زہیر ہون اور بیٹا ہون قین کا میرے داہنے ہاتہہ مین وہ تلوار ہے جسکی گہاٹ

اور بازہ دونون تیز ہین اَذُبُّ بِالسَّیْفِ عَنِ الْحُسَیْنِ ٭ اِبْنِ عَلِیِّ الطَّاهِرِ الْجَدَّیْنِ
تلوار سے لڑکر آیندہ دشمنان کو حضرت امام حسین علیہ السلام سے دفع کرونگا وہ حسین جو علی کے
بیٹے ہین جنکے نانا اور دادا دونون پاک اور پاکیزہ تھے ٥ وَعَنْ اِمَامِ صَادِقِ
الْیَقِیْنِ ٭ اَضْرِبُکُمْ غُلَامُ اَسْمَرُ زَیْنِ ٭ بِاَبْیَضَ صَارِمِ الْحَدَّیْنِ
ایسے تلوار سے تمکو مارونگا جو تلوار گندم گون نوجوان لڑکا صاحب وقار و گران مایہ
چلاتا ہو جو تلوار صیقل کی ہوئی صاف اور دونون باڑ ہین اوسکی تیز ہون قَالَ
ثُمَّ حَمَلَ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ خَمْسِیْنَ فَارِسًا یہ کہکر زہیر بن قین نے حملہ کیا اور
لڑتے رہے یہان تک کہ پچاس سوارون کو قتل کیا وَخَشِیَ اَنْ تَفُوْتَهُ الصَّلٰوةُ مَعَ
الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَرَجَعَ وَقَالَ یَا مَوْلَایَ خَشِیْتُ اَنْ تَفُوْتَنِیَ الصَّلٰوةُ
فَصَلِّ بِنَا یہان تک کہ زہیر بن قین کو خوف اسکا ہوا کہ نماز اونکے ہمراہ امام حسین
علیہ السلام کے پڑھنی فوت نہو جائے پس پلٹ آئے اور کہنے لگے کہ اے مولا ہماری نماز کے
فوت ہو جانیکا مجھکو خوف ہے آپ نماز بجماعت ہمکو پڑھا دیجئے فَقَامَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَصَلّٰی بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةَ الظُّهْرِ حضرت امام حسین علیہ السلام اوٹھہ کھڑے
ہوئے اور اپنے اصحاب کو نماز ظہر بجماعت پڑھائی فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ حَرَّضَهُمْ
عَلَى الْقِتَالِ وَقَالَ یَا اَصْحَابِیْ هٰذِهِ الْجَنَّةُ قَدْ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَاتَّصَلَتْ
اَنْهَارُهَا وَاَیْنَعَتْ اَثْمَارُهَا وَزُیِّنَتْ قُصُوْرُهَا وَتَاَلَّقَتْ وِلْدَانُهَا
وَحُوْرُهَا جب نماز سے آپ فارغ ہو چکے اصحاب کو لڑائی پر آپ نے آمادہ کیا اور کڑکا یا
اور کڑکے کے الفاظ یہ تھے اے میرے اصحاب دیکھو تمہارے سامنے دروازے بہشت
کے کہلے ہوئے ہین اور نہرین بہشت کی پاس پاس ملی ہوئی لسویں جاری ہین اور
میوے بہشت کے سب پختہ ہو چکے ہین قصرہاے بہشت تمہارے واسطے آراستہ
کیے گئے ہین اور ولدان یعنی غلامان خوش رو اور حورین خوش چشم تمہارے
واسطے اون کے چہرے چمک رہے ہین وَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ وَالشُّهَدَاءُ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا مَعَهٗ وَاَبِیْ وَاُمِّیْ یَتَوَقَّعُوْنَ قُدُوْمَکُمْ

وَيَتَباشَرُوْنَ بِكُمْ اور یہ دیکھو سامنے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کھڑے ہوئے ہین اور جو لوگ حضرت کے ساتھ شہید ہوئے ہین وہ بھی آپ کے ہمراہ
ہین اور میرے والد بزرگوار اور میری مان فاطمہ زہرا ہمراہ اوس جناب کے سب کے سب
تمہاری بہشت مین آنے کی منتظر ہین اور آپس مین تمہارے داخلہ کی خوشخبریان
دے رہی ہین کہ اب انصار حسین بھی بہشت مین آیا ہی چاہتے ہین وَهُمْ
مُشْتَاقُوْنَ اِلَيْكُمْ فَحَامُوْا عَنْ دِيْنِ اللهِ وَذُبُّوْا عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پس حمایت کرو دین خدا کی تاکہ تمہارا آج کا جہاد
تا قیامت دین اسلام کو باقی رکھے اور روشنی اسکی پھیلتی رہے اور حرم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہانتک تم سے ہو سکے دشمنون کو ہٹا دو اور دور کرو
قَالَ وَخَرَجْنَ النِّسَاءُ مُهْتَكَاتِ السُّتُوْرِ وَصِحْنَ يَا مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ
وَيَا عُصْبَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَامُوْا عَنْ دِيْنِ اللهِ وَذُبُّوْا عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَنْ اِمَامِكُمْ اِبْنِ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ راوی کہتا ہی کہ اوسوقت
بیتاب ہو کر کچھ عورتین بھی نکل پڑین اور پردے خیمون کے اولٹ دئے تھے اور چلائین
اے گروہ مسلمانان واے جماعت مومنین کی دین خدا کی پوری حمایت کرو اور حرم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنون کو دفع کرو اور اپنے امام سے جو نواسہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اس بلا کو ہٹا دو فَقَدِ امْتَحَنَكُمُ اللهُ بِنَا ثُمَّ
اَنْتُمْ مُجِيْرُوْنَا فِيْ جِوَارِ جَدِّنَا وَالْكِرَامُ عَلَيْنَا وَاَهْلُ مَوَدَّتِنَا
آج خدا نے تمہارا امتحان ہمارے ساتھ وفاداری مین کیا ہی پھر آج کے دن کے بعد
سے تم ہمارے ہمسایہ مین رہو گے قریب ہمارے جد محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور تمہاری عزت اور آبرو ہم پر بڑھ جائیگی اور تمہارا شمار ان لوگون مین ہو گا جنہون نے
حق محبت اہل بیت علیہم السلام کو ادا کیا ہی فَذَا فَعُوْا بَارَكَ اللهُ فِيْكُمْ عَنَّا پس دفع کرو
شر اعدا کو ہم سے خدا تمہارے ارادے مین برکت دے قَالَ فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ ضَجُّوْا بِالْبُكَاءِ
وَالنَّحِيْبِ وَقَالُوْا نُفُوْسُنَا دُوْنَ اَنْفُسِكُمْ وَدِمَاؤُنَا دُوْنَ دِمَائِكُمْ وَاَرْوَاحُنَا

لَكُمُ الْفِدَاءُ راوی کہتا ہی کہ جب اصحاب نے مخدرات حرم کی یہ آواز سنی ایکبارگی سب
بیتاب ہوکر رونے لگے اور فریاد گریہ وزاری کی بلند کی اون وفادارون کو اس
کیفیت دیکھنے سے کب تاب تھی وہ کہنے لگے کہ ہماری جانین تمھاری جانون پر فدا ہین
اور ہمارے خون آپ کے خون سے پہلے گرینگے اور ہماری روحین آپ سب پر نثار
ہین وَلَا يَصِلُ اِلَيْكُمْ بِمَكْرُوْهٍ وَفِيْنَا الْحَيٰوةُ وَقَدْ وَهَبْنَا لِلسُّيُوْفِ نُفُوْسَنَا
وَلِلطَّيْرِ اَبْدَانَنَا کوئی شخص تمکو گزند نہین پہونچا سکتا ہی اور نہ کسی قسم کی بی لوبی
تمھارے جناب مین کرسکتا ہی جب تک ہماری حیات باقی ہی ہم نے اپنی جانین
تلوارون کی نذر کردی ہین اور اپنی لاشین مردار خوار پرندون کے واسطے
دیدی ہین فَلَعَلَّهٗ نَقِيْكُمْ زَلَفَ الصُّفُوْفِ وَنَشْرَبُ دُوْنَكُمْ ضَرْبَ
الْحُتُوْفِ شاید ہمارے اس جوان مردی کے ارادے سے یہ صفین دشمنون کی جو
تمھارے خیمہ گاہ کے قریب آگئے ہین انکی دست درازی سے ہم تمکو بچالین اور تمھارے
سامنے ہلوگ کاسہاے مرگ پے لین وَقَدْ فَازَ مَنْ كَسَبَ الْيَوْمَ خَيْرًا وَكَانَ
لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مُجِيْرًا فوز عظیم کو وہی شخص پہونچیگا جو آج تمھاری نصرت مین
خیر اور برکت حاصل کرے اور مومن ہوکر تمھارے واسطے اِن دشمنون سے پناہ دینے والا ہو
قُلْتُ اٰخِرُ الرِّوَايَةِ تَدُلُّ اَنَّ اللِّئَامَ قَدْ اَرَادُوْا اَنْ يَهْتِكُوا السُّتُوْرَ وَاَزْعَجُوْا
مِنْ حَرِيْمِهِنَّ مین کہتا ہون کہ آخری فقرے اس روایت کے دلالت کرتے ہین
کہ لشکریان عمر سعد قریب خیمہ اہلِ حرم کے پہونچ گئے تھے اور ارادہ اون کا
یہ تھا کہ خیمہ حرم محترم مین در آئین اور بے ادبی سے پیش آئین وَلِاَجْلِ ذٰلِكَ
اِضْطَرَبَتِ النِّسَاءُ فَخَرَجْنَ عَنِ الْفُسْطَاطِ وَصِحْنَ وَهٰذَا اَمْرٌ اِضْطِرَارِيٌّ
اسیوجہ سے مخدرات عصمت کو اضطراب شدید پیدا ہوا تھا اور خیمہ سے
نکل پڑین تھین یہ ایک امر اضطراری ہی اسمین کچھ تعرض نہین کرنا چاہیے
قَالَ ثُمَّ اِنَّ زُهَيْرَ بْنَ الْقَيْنِ بَرَزَ اِلَى الْقَوْمِ وَاَنْشَأَ يَقُوْلُ
ابومخنف کہتے ہین کہ بعد اسکے جب باقیماندہ اصحاب اہلِ بیت اطہار کے تشفی

کر چکے زہیر بن قین لشکر عمر سعد سے لڑنے کو نکلے اور یہ رجز پڑھنے لگے
ع اَقْدِمْ حُسَیْنًا ھَادِیًا مَھْدِیًّا ٭ اَلْیَوْمَ اَلْقٰی جَدَّکَ النَّبِیَّا
سامنے سے جاتا ہون مین حسین علیہ السلام کے ایسے حسین جو ہدایت کرنے
والے ہین اور خود ہدایت یافتہ ہین آج مین آپ کے نانا نبی صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی ملاقات کرونگا ع مُحَمَّدًا وَالْمُرْتَضٰی عَلِیًّا ٭ وَذَا الْجَنَاحَیْنِ
الْفَتٰی کَمِیًّا ٭ جناب محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ کی ملاقات کرونگا اور ذوجناحین
یعنی جعفر طیار سے ملونگا جو کہ نوجوان اور دلاور ہتھیار بند دنیا سے
گئے ہین ع وَفَاطِمَ وَالطَّاھِرَ الزَّکِیَّا ٭ وَمَنْ مَّضٰی مِنْ قَبْلِنَا
تَقِیًّا جناب فاطمہ علیہ السلام کی ملاقات کرونگا اور جناب طاہر زکی سے
ملونگا اور جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہم سے پہلے مر چکے ہین اون سب سے
ملاقات کرونگا ع وَاللّٰہُ قَدْ صَیَّرَنِیْ وَلِیَّا ٭ فِیْ حُبِّکُمْ اُقَاتِلُ الدَّعِیَّا
اور خدا نے مجھکو تمہارا دوستدار بنادیا ہی تمہاری دوستی مین ولد الزنا سے
لڑتا ہون قَالَ فَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ سَبْعِیْنَ رَجُلًا
فَارِسًا وَتَکَاثَرُوْا عَلَیْہِ فَقَتَلُوْہُ رَحِمَہُ اللّٰہُ راوی کہتا ہے کہ یہ رجز
پڑھکر زہیر ابن قین نے لڑنا شروع کیا یہان تک کہ ستر سوارون کو
قتل کیا پھر سب ملکر اوس دلاور پر ٹوٹ پڑے اور اون کو شہید کردیا رحمت
خدا کی اون پر ہو قُلْتُ ھٰذَا مَا کَانَ مِنْ اَمْرِ زُھَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ
وَقَدْ رَوَاہُ اَبُوْ مِخْنَفٍ مین کہتا ہون یہ وہ کیفیت زہیر بن قین کی ہے
جسکو ابو مخنف نے روایت کی ہو وَالْمَشْھُوْرُ مَا مَرَّ سَابِقًا مِنْ اَنَّہُ
اِذَا صَلَّی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَلٰوۃَ الظُّھْرِ کَانَ زُھَیْرُ بْنُ
الْقَیْنِ وَاقِفًا اَمَامَہُ مَعَ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَنَفِیِّ مشہور
روایت ہی جو اوپر گذرے کہ جسوقت جناب امام حسین علیہ السلام نے نماز ظہر بجماعت پڑھی
زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ الحنفی یہ دونون بزرگ آگے حضرت کے کھڑے ہوئے تھے

باب چہل وہفتم فضائل حبیب ابن مظاہر مین اور گفتگو اونکی جناب مسلم ابن عقیل سے اور میثم تمار سے اور سبب کیا تھا کہ وہ جہاد مین حضرت مسلم کے شریک نہوئے اور خط امام حسینؑ کا انکی طلب مین آنا

اِنَّ هٰذَا الشَّيْخَ جَلِيْلٌ وَحِبْرٌ نَبِيْلٌ فَقِيْهٌ مُحَدِّثٌ حَافِظٌ لِلْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَكَانَ يَخْتِمُهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ رَاعٍ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ الَّتِيْ بَيَّنَهَا فِي الْكِتَابِ مُفَسِّرٌ لَهُ

حبیب ابن مظاہر بڑے بزرگ آدمی تھے اور بڑے عالم باوقار تھے فقیہ تھے محدث تھے حافظ قرآن مجید تھے رات بھر مین ایک ختم قرآن مجید کا کرتے تھے حدود اور احکام خدا جو قرآن مین بیان ہوئے اونکی پوری رعایت کرتے تھے مفسر قرآن تھے اَدْرَكَ زَمَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَيَكُوْنُ مِنَ الصَّحَابَةِ الْخِيَارِ زمانۂ حیات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پیدا ہو چکے تھے مشرف بزیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے تھے پس اونہین اصحاب مین داخل ہین جو برگزیدہ اور پسندیدہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین بَذَلَ مُهْجَتَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اَهْلِ بَيْتِهٖ مُبَشَّرٌ بِهٖ عَلٰى لِسَانِ الصَّادِقِ الْاَمِيْنِ اپنی جان فدا کردی محبت اہل بیت مین اور اسی کی بشارت آپ کو ملی تھی زبان سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو مخبر صادق تھے اور امین خدا تھے يَهْوِى الْحُسَيْنَ حَتّٰى قُتِلَ مَعَهٗ دوستی جناب امام حسین علیہ السّلام کی ان کے آب وگل مین داخل تھی یہان تک کہ ہمراہ حضرت کے شہید ہو گئے وَكَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحِبُّهٗ حُبًّا حَيْثُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَقْرِبَائِهٖ وَخَوَاصِّ عِزَّتِهٖ اور جناب امام حسین علیہ السّلام بھی اسقدر انکو دوست رکھتے تھے کہ ان مین اور اپنے خاص اعزہ اور اقربا مین فرق نہین سمجھتے تھے حَتّٰى رُوِيَ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَتَبَيَّنِ الْاِنْكِسَارُ فِيْ وَجْهِهٖ حَتّٰى قُتِلَ حَبِيْبُ ابْنُ

مُظَاھِرٍ وَانْکَسَرَ ظَھْرُہٗ لَمَّا قُتِلَ عَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ یہان تک کہ بروایت صحیح ثابت ہوگیا ہی کہ روز عاشورا جناب امام حسین علیہ السلام کے چہرے پر اوداسی اور شکستگی خاطر ظاہر نہین ہوئی جب تک کہ حبیب ابن مظاہر رح شہید نہین ہوئے بعد انکی شہادت کے پھر بالکل آپ کا چہرہ اوداس ہوگیا اور کمر آپ کی خم ہوگئی بعد شہید ہونے حضرت عباس علیہ السلام کے اَمَّا اِخْبَارُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَدْ رَوَی الْمَجْلِسِیُّ فِی الْبِحَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَوْمًا مَعَ جَمَاعَۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ مَارًّا فِیْ بَعْضِ الطَّرِیْقِ لیکن جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دہی شہادت حبیب ابن مظاہر کی پس بحار مین یہ روایت کی ہی کہ ایک دن وہ جناب ہمراہ ایک جماعت اصحاب کے چلے جاتے تھے وَاِذَا ھُمْ بِصِبْیَانٍ یَلْعَبُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ الطَّرِیْقِ فَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَبِیٍّ مِنْھُمْ چلتے چلتے ان سب کا گذر ایک راہ مین ہوا جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چلے جاتے تھے دیکھا کہ کچھ لڑکے باہم کھیل رہے ہین وہ جناب اون مین سے ایک لڑکے کے قریب جا بیٹھے وَجَعَلَ یُقَبِّلُ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَیُلَاطِفُہٗ ثُمَّ اَقْعَدَہٗ عَلٰی حِجْرِہٖ وَکَانَ یُکْثِرُ تَقْبِیْلَہٗ درمیان دونون آنکھون اوس لڑکے کی پیشانی پر حضرت بوسہ دینے لگے اور بے انداز لطف اور مہربانی اوسپر فرمارہے تھے پھر اوس لڑکے کو آپ نے اپنی گود مین بٹھا لیا اور بہت زیادہ اوسکو پیار کرنے لگے فَسُئِلَ عَنْ عِلَّۃِ ذٰلِکَ اصحاب نے سبب اس محبت اور پیار کرنیکا حضرت سے پوچھا فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ ھٰذَا الصَّبِیَّ یَوْمًا یَلْعَبُ مَعَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَاَیْتُہٗ یَرْفَعُ التُّرَابَ مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْہِ وَیَمْسَحُ بِہٖ وَجْھَہٗ وَعَیْنَیْہِ حضرت نے فرمایا کہ سبب اسکا یہ ہی مین نے اس لڑکے کو ایک دن حسین علیہ السلام کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ یہ لڑکا میرے فرزند کے پاؤن کے نیچے کی مٹی اوٹھا کر اپنے چہرہ اور آنکھو پر ملتا تھا فَاَنَا اُحِبُّہٗ لِحُبِّہٖ لِوَلَدِیَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَقَدْ اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اَنَّہٗ یَکُوْنُ مِنْ اَنْصَارِہٖ فِیْ وَقْعَۃِ کَرْبَلَا مین اس لڑکے کو اسواسطے دوست رکھتا ہون کہ یہ میرے فرزند حسینؑ کو دوست رکھتا ہی اور مجکو جبرئیل نے خبر دی ہی کہ معرکہ کربلا مین یہ لڑکا میرے حسینؑ کے انصار مین ہوگا

قُلْتُ وَهٰذِهِ الاٰثَارُ وَالْاَخْبَارُ الَّتِي فِي كُتُبِ الْفَرِيقَيْنِ مَعَ اَنَّهَا مِنْ كَرَامَاتِ سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَدُلُّ عَلٰى كَرَامَةِ الْمَنْزِلَةِ لِحَبِيْبٍ رح بِاَظْهَرِ الدَّلَالَةِ میں کہتا ہون یہ روایات جو کتب فریقین مین برابر منقول ہی باوجودیکہ اعجاز اور کرامت پر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلالت کرتی ہی حبیب ابن مظاہر رح کی بزرگی اور افضلیت پر بہی اسکی دلالت بخوبی ظاہر ہو بِاَنَّهٗ كَانَ فِي سِنِّ صِبَاهُ مُؤَيَّدًا مِنَ اللّٰهِ وَاَنَّهٗ كَانَ يُحِبُّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَا يُتَصَوَّرُ مِنَ الشَّرَفِ وَالْكَرَامَةِ مَنْزِلَةٌ فَوْقَهَا یہ بات ہی کہ حبیب ابن مظاہر چہوٹیپنے سے انکو تائید خدا کی طرف سے حاصل تہی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو دوست رکہتے تہے۔ اور یہ شرف اور بزرگی ایسی ہے جس سے بڑہکر کوئی بزرگی خیال مین نہین آسکتی وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ مَنْ كَانَ يُحِبُّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَائِزًا بِدَرَجَاتٍ فَازَ بِهَا الْحَبِيْبُ وَهُوَ حَبِيْبُ الْحَبِيْبِ اللّٰهِ اور کیونکر جس شخص کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوست رکہین وہ اون درجات کو نہ پہونچے جنکو حبیب ابن مظاہر پہونچ گئے حالانکہ وہ شخص حبیب خدا کا محبوب ہی فَاَمَّا حَالَاتُ الصَّحَابَةِ وَالرِّفَاقَةِ لِحَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ رح مِنْ مَبْدَأِ الشُّعُوْرِ فَهِيَ كَثِيْرَةٌ لَا نُرِيْدُ اَنْ نَذْكُرَهَا الْاٰنَ لیکن حالات صحبت اور رفاقت حبیب ابن مظاہر کی ابتدا سن شعور سے وہ بہت سے ہین اونکا اسوقت بیان کرنا ہمکو منظور نہین ہے وَلٰكِنْ نَذْكُرُ نُبَذًا مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِي صَدَرَتْ مِنْهُ فِي اٰخِرِ عُمْرِهٖ اسوقت تو ہم اونہین باتون کو بیان کرنا چاہتے ہین جو حبیب ابن مظاہر سے آخر عمر مین صادر ہوئے ہین فَاَوَّلُ كِتَابَةٍ كَتَبَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ مَنْزِلِ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ وَيَلْتَمِسُوْنَ فِيْهِ قُدُوْمَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَيْهِمْ كَانَ مِنْهُمْ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ اَيْضًا پس پہلا خط جسکو اہل کوفہ نے جناب امام حسین علیہ السلام کے نام پر لکہا تہا اور یہ خط گہر سے سلیمان بن صرد خزاعی کے لکہا گیا درخواست یہ تہی کہ وہ جناب کوفہ میں تشریف لائین اون لکہنے والون مین حبیب ابن مظاہر بہی تہے وَلَمَّا وَرَدَ مُسْلِمٌ رح اِلَى الْكُوْفَةِ وَبَايَعُوْهُ ثُمَّ نَكَسُوْا عَلٰى رُؤُوْسِهِمْ كَانَ حَبِيْبُ بْنُ

مظاہر لم یثنیہما دینہم واختفی تقیۃ منہ اور جب حضرت مسلم رح کوفہ مین داخل ہوئے اور لوگون نے حضرت سے بیعت کی بعد اوسکے ابن زیاد کے آنے سے حالت دگرگون ہوگئی اور جن لوگون نے بیعت کی تھی وہ لوگ پھر گئے حبیب ابن مظاہر نے کوئی کام ایسا نہین کیا جو انکو منظور تھا وہ تقیہ کرکے چھپ رہے اور گھر مین بیٹھے وسبب ذلک انہ کان مامورا بالخروج الی العراق مع الحسین علیہ السلام کما ہو سبب اسکا یہ تھا کہ جناب حبیب ابن مظاہر مامور تھے کہ وہ کوفہ سے باہر جاکر سفر عراق مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے شریک ہوکر اونکی نصرت کرین چنانچہ حدیث شریف جناب سے خود امام بیان ہوچکا ویدل علیہ ایضا مارواہ ابو مخنف قال لما ورد مسلم بالکوفۃ وکان نزل دار المختار والناس یختلفون الیہ اور اسپر دوسری دلیل یہ بھی ہے جو ابو مخنف روایت کرتے ہین کہ جب حضرت مسلم کوفہ مین داخل ہوئی اور مختار کے گھر پر ٹھہرے ہوئے تھے اور خلقت کو انکی آپ کے پاس آمد و رفت تھی وکان مسلم رح یقرء علیہم کتاب الحسین علیہ السلام اور جناب مسلم خط حضرت امام حسین علیہ السلام کا جو لائے تھے وہ پڑھ پڑھ کے سبکو سناتے تھے الی ان قال وقام الیہ حبیب بن مظاہر وقال یرحمک اللہ تعالی قد قضیت ما علیک وانا ایضا واللہ مثل ذلک یہانتک ابو مخنف نے کہا حبیب ابن مظاہر بھی اوس جلسہ مین کھڑے ہوگئے جسمین حضرت مسلم خط پڑھ رہے تھے اور کہنے لگے رحمت خدا کی ہو تم پر اے مسلم تم پر جو حق واجب تھا اوسکو بخوبی تمنے ادا کردیا اور مین بھی قسم بخدا مثل اسکے اپنے اوپر جو حق واجب ہے ادا کرونگا قلت ویعنی بہ انا ایضا اقضی ما علی ویظہر منہ انہ کان مامورا بخلاف ما امر بہ مسلم رح اور اس کلام سے حبیب ابن مظاہر کی بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حبیب ابن مظاہر کو حکم کسی اور بات کا تھا اور وہ بات جداگانہ تھی اوس کام سے جسکو حضرت مسلم ادا کررہے تھے وہو الخروج من الکوفۃ ویؤیدہ ما رواہ المجلسی رح عن الکشی رح من مکالمتہ لمیثم التمار رح اور وہ بات یہ تھی کہ حبیب ابن مظاہر کوفہ سے باہر جاکر اپنے امام کی نصرت کرین اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جسکو جناب مجلسی رح نے بحار مین کشی رح سے نقل کیا ہے

اور وہ یہ باتین تھین جو بطور راز نہان کے حبیب ابن مظاہر اور میثم تمار سے ہوئی تھین
وَاِنَّمَا اَسَرَّ اَحَدُهُمَا اِلَی الْاٰخَرِ بِمَا یَؤُوْلُ اِلَیْهِ اَمْرُهُمَا مِنَ الصَّلْبِ وَالْقَتْلِ
اور ایک نے دوسرے کو اپنے دوست کے انجام کی خبر دی تھی کہ ایک کو سولی دیجائیگی اور ایک
قتل کیا جائیگا وَیُعْلَمُ مِنْهَا اَنَّ حَبِیْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ رح کَانَ عَالِمًا بِمَا یَؤُوْلُ اِلَیْهِ
اَمْرُهٗ مَأْمُوْرًا بِصُحْبَتِهٖ لِلْحُسَیْنِ فِی الطَّفِّ كَمَا مَرَّ ذِكْرُهٗ فِی الْحَدِیْثِ النَّبَوِیِّ اَیْضًا
اور اس روایت سے بحار کی (جواب ہم لکھتے ہین) یہی معلوم ہوتا ہی کہ حبیب ابن مظاہر اپنے
انجام سے بخوبی واقف تھے اور حکم اونکو یہی تہا کہ واقعۂ کربلا مین ہمراہ حضرت امام حسینؑ کے
موجود ہون چنانچہ وہ حدیث جو انکی فضیلت مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اوپر گذری ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکے انصار مین داخل ہونے کے کربلا مین خبر دی تھی
وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی وَالرِّوَایَةُ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ مَرَّ مِیْثَمُ التَّمَّارُ
عَلٰی فَرَسٍ لَهٗ فَاسْتَقْبَلَ حَبِیْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ الْاَسَدِیَّ عِنْدَ مَجْلِسِ بَنِیْ اَسَدٍ
روایت بحار کی یہ ہی فضیل ابن زبیر کہتے ہین ایک دن میثم تمار اپنے گھوڑے پر چڑھے ہوئے
چلے جاتے تھے سامنے سے حبیب ابن مظاہر بھی اپنے گھوڑے پر چلے آتے تھے یہ دونون ایسے
مقام پر یکجا ہوئے جہان پر ایک نشستگاہ یا بیٹھک بنی اسد کی تھی فَتَحَدَّثَا حَتّٰی اخْتَلَفَتْ
اَعْنَاقُ فَرَسَیْهِمَا وہان ٹھہر کر دونون مین اتنی دیر تک باتین ہوئین کہ گھوڑے ان
دونون کے تھک گئے اور گردنین اپنی باربار جھٹکنے لگے ثُمَّ قَالَ حَبِیْبٌ لَکَاَنِّیْ بِشَیْخٍ
اَصْلَعَ ضَخْمِ الْبَطْنِ یَبِیْعُ الْبِطِّیْخَ عِنْدَ دَارِ الرِّزْقِ قَدْ صُلِبَ فِیْ حُبِّ اَهْلِ بَیْتِ
نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَیُبْقَرُ بَطْنُهٗ عَلَی الْخَشَبَةِ اخیر مین حبیب ابن
مظاہر نے میثم تمار سے کہا اسوقت گویا مین ایک ایسے بڈھے آدمی سے باتین کر رہا ہون
جو بہرا ہی یا یہ معنی ہین کہ پیش سر کے بال اوسکے جاتے رہے ہین پیٹ اوسکا نکلا ہوا ہے
تربوز بیچتا ہی یا خربزہ فروش ہے دار الرزق کے پاس اور وہ محبت اہل بیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سولی دیا جائیگا اور اوسکا پیٹ ایک لکڑی کے تختہ پر لٹکا کر
چاک کیا جائیگا اَقُوْلُ هٰذَا مَا یَؤُوْلُ اِلَیْهِ اَمْرُ مِیْثَمِ التَّمَّارِ رح کَانَ حَبِیْبُ

يُطَايِبُهُ وَيُخْبِرُهُ بِأَنَّكَ فِي وِلَاءِ أَهْلِ الْبَيْتِ تَفُوزُ بِتِلْكَ السَّعَادَةِ وَتَتَشَرَّفُ بِالشَّهَادَةِ مین کہتا ہون کہ یہ انجام کار میثم تمار کا ہونے والا تھا پس حبیب ابن مظاہر مطایبہ اور مزاح کرتے تھے اور اوس بزرگ صحابی کو خبر دیتے تھے کہ اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی مین تمکو یہ سعادت نصیب ہوگی اور شہادت سے مشرف ہوگے اب تتمہ روایت لکھتا ہون فَقَالَ مِيثَمٌ رح وَإِنِّي لَأَعْرِفُ أَحْمَرَ لَهُ ضَفِيرَتَانِ يَخْرُجُ لِنُصْرَةِ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَيُقْتَلُ وَيُجَالُ بِرَأْسِهِ بِالْكُوفَةِ ثُمَّ افْتَرَقَا میثم تمار کہنے لگے کہ مین بھی ایک سرخ رنگ آدمی کو پہچانتا ہون جسکے پیش سر مین دو گیسو بالون کے ادہر ادہر پڑے ہوئے ہین وہ اپنے نبی کے نواسہ کی نصرت کی غرض سے کوفہ سے نکلیگا اور شہید کیا جائیگا اور سر اوسکا کوفہ مین پھرایا جائیگا یہ باتین کرکے اپنی راہ پر دہ دونون بزرگ چلے گئے فَقَالَ أَهْلُ الْمَجْلِسِ مَا رَأَيْنَا أَكْذَبَ مِنْ هٰذَيْنِ بنی اسد جسقدر اوسجگہ بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے کہ ان دونون سے زیادہ تر جھوٹا ہمنے نہین دیکھا قُلْتُ وَلَعَلَّ السَّبَبَ لِذٰلِكَ لِاجْتِمَاعِ فِي ذٰلِكَ الْمَقَامِ أَنَّ حَبِيبَ بْنَ مُظَاهِرٍ كَانَ مَأْمُورًا بِالْاسْتِنْصَارِ مِنْ بَنِي أَسَدٍ كَمَا فَعَلَهُ فِي السَّادِسِ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَسَيَأْتِي مین کہتا ہون کہ اس مقام خاص پر جو نشستگاہ بنی اسد کی تھی ان دونون بزرگوارون کو یہ باتین کرنی اوسکا سبب شاید یہی تھا کہ حبیب ابن مظاہر مامور تھے بنی اسد سے نصرت طلبی پر چنانچہ محرم کی چھٹی تاریخ غاضریہ مین جاکر اس حکم کی تعمیل اونہون نے کی ہی اور ہم آیندہ اسکو لکھینگے پس آج اونہین بنی اسد کو اس بات کا سُنا دینا منظور تھا کہ گوش زدہ اثری وارد قَالَ فَلَمْ يَفْتَرِقْ أَهْلُ الْمَجْلِسِ حَتّٰى أَقْبَلَ رُشَيْدُ الْهَجَرِيُّ فَطَلَبَهُمَا فَسَأَلَ أَهْلَ الْمَجْلِسِ عَنْهُمَا فضل ابن زبیر کہتے ہین کہ ابھی اوس جلسہ کے لوگون نے برخاست نہین کی تھی کہ رشید ہجری بھی وہین آپہونچے اور میثم تمار اور حبیب ابن مظاہر کی تلاش کر رہے تھے اور اونہین لوگون سے جو وہان بیٹھے تھے پوچھنے لگے کہ حبیب ابن مظاہر اور میثم تمار تو ادہر نہین آئے تھے فَقَالُوا افْتَرَقَا وَسَمِعْنَاهُمَا يَقُولَانِ كَذَا وَكَذَا

اون لوگون نے رشید ہجری سے کہا کہ ہان آپ نے مگر اپنی باتین رد و بیچ گئے اور ہم نے
اون دونون کو آج ایسی ایسی باتین کہتے ہوئے سنی ہین فقال رشید رحم اللہ
میثما نسی و یزاد فی عطاء الذی یجیء بالرأس مائۃ درہم رشید ہجری کہنے لگے
کہ خدا کی رحمت ہو میثم پر اس حدیث مین کچھ بھول گئے اسمین اتنا اور زیادہ کہنا چاہیے
کہ جو شخص حبیب ابن مظاہر کا سر کوفہ مین لائیگا اوسکو سو درہم انعام دیا جائیگا ثم ادبر
فقال القوم ھذا واللہ اکذبھم یہ کہکر رشید ہجری بھی چلے گئے وہ لوگ کہنے لگے یہ تو
اون سے بھی زیادہ جھوٹے نکلے اقول وعلم منہ ان ذالک لاخبار انما کان
لمشاورۃ بینھم وکان الغرض منہ اسماع اھل ذالک المجلس مین کہتا ہون
کہ اب تو رشید ہجری کے خاص اسی مقام پر آکر دونون سے بھولی ثابت ہو گیا کہ کوئی بدی
بات تھی اور مشورہ باہمی ہو چکا تھا کہ آج بنی اسد کو ضرور یہ باتین سنانی چاہیے ہین وعلم منہ
ان رشیدا ایضا کان من عرفائھم والمطلعین علی اسرار ھولاء الکرام
البررۃ الخفیاء اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رشید ہجری بھی انہین اہل معرفت مین داخل تھے اور اسرار
ان بزرگون کے مطلع تھے جو بزرگ نیکوکار اور پسندیدہ بارگاہ پروردگار تھے ومن اولیاء اللہ
الذین کانوا موعودین بالتشریفات الالٰہیۃ فی نصرۃ اھل البیت اور رشید ہجری
بھی انہین اولیاء اللہ مین داخل تھے جنکو وعدہ دیا گیا تھا کہ بزرگیان خدا کی طرف سے انکو
نصرت اہل بیت مین حاصل ہونگی وقد اصطفی اللہ منھما من بین الخلق ایاھم
سلام اللہ ورحمتہ علیھم اجمعین ولنعد الی بقیۃ الروایۃ اور خدای پاک نے تمام
خلقت مین انہین لوگون کو اسواسطے منتخب کیا تھا سلام خدا کا اور رحمت اوسکی ان سب پر
نازل ہو اب ہم بقیہ روایت فضل ابن زبیر کی لکھتے ہین فقال القوم واللہ ما ذھبت
الایام واللیالی حتی رأیناہ مصلوبا علی باب دار عمرو بن حریث وہی لوگ قوم
بنی اسد کے کہتے ہین کہ ابھی چندروز و شب نہین گذرے تھے کہ ہمنے میثم تمار کو دیکھا کہ عمرو بن حریث
کے دروازے پر اونکو سولی دیگئی تھی وجیئ برأس حبیب بن مظاہر وقد قتل مع الحسین
اور سر حبیب ابن مظاہر کا بھی کوفہ مین آگیا جو ہمراہ حضرت امام حسین کے شہید ہوئے تھے ورأینا کل

مَا قَالُوا ہم نے سب کچھ دیکھ لیا جو کچھ ان تینون بزرگون نے کہا تھا وَ کَانَ حَبِيْبٌ مِنَ السَّبْعِيْنَ الرِّجَالِ الَّذِيْنَ نَصَرُوا الْحُسَيْنَ ع وَ لَقُوْا جِبَالَ الْحَدِيْدِ حبیب ابن مظاہر اونہین ستر آدمیون مین داخل تھے جنہون نے حضرت امام حسین ع کی نصرت کی اور لوہے کے پہاڑون سے بھڑے یعنی لشکر گران ابن زیاد کا جو ہتھیارون سے بھاری ہو رہا تھا اور سے لڑے وَاسْتَقْبَلُوا الرِّمَاحَ بِصُدُوْرِهِمْ وَالسُّيُوْفَ بِوُجُوْهِهِمْ نیزون کے وار اپنے سینون پر روکتے تھے اور تلوارون کے وار اپنے چہرون پر اور سرون پر روکتے تھے وَهُمْ يُعْرَضُ عَلَيْهِمُ الْاَمَانُ وَالْاَمْوَالُ فَيَاْبَوْنَ یہی لوگ ہین کہ جنکو یزید کی طرف سے امان ملتی تھی اور مال ان کو دیے جاتے تھے کہ نصرت امام حسین ع کی چھوڑ دین یہ انکار کرتے تھے فَيَقُوْلُوْنَ لَا عُذْرَ لَنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ ع وَمِنَّا عَيْنٌ تَطْرِفُ حَتّٰى قُتِلُوْا حَوْلَهٗ اور کہتے تھے کہ ہمارے واسطے کوئی عذر کی جگہ نہین ہے کہ خدمت مین جناب رسالت مآب ص کے کرین اگر حضرت امام حسین ع شہید ہو جائین اور ہماری آنکھ مین بینائی باقی ہو یعنی ہم زندہ ہون اور وہ جناب شہید ہو جائین یہی کہتے تھے وہ سب بزرگوار گرد حضرت امام حسین ع کے بلا گردان ہو کر شہید ہو گئے وَقَدْ مَزَحَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ الْاَسَدِيُّ فَقَالَ لَهٗ يَزِيْدُ بْنُ حُصَيْنٍ الْهَمْدَانِيُّ وَكَانَ يُقَالُ لَهٗ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ يَا اَخِيْ لَيْسَ هٰذِهٖ بِسَاعَةِ ضِحْكٍ حبیب ابن مظاہر روز صبح عاشورا کو اپنے ہمراہیون سے مزاح کر رہے تھے اسقدر اپنی شہادت کی اونکو خوشی تھی اور یزید ابن حصین ہمدانی جو سردار قاریون کے نام سے مشہور تھے کہنے لگے کہ اے بھائی یہ کونسا وقت ہنسی کا ہے قَالَ فَاَيُّ مَوْضِعٍ اَحَقُّ بِالسُّرُوْرِ وَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ يَمِيْلَ عَلَيْنَا هٰذِهِ الطُّغَاةُ بِسُيُوْفِهِمْ فَنُعَانِقَ الْحُوْرَ الْعِيْنَ حبیب نے جواب دیا کہ اس سے بڑھکر اور کون وقت خوشی کا ہے قسم ہے خدا کی یہ لڑائی بس اسقدر ہے کہ یہ بیدین اپنی تلوارون سے ہمارے جسم کو بیروح کر دین اید ہر ہم مرے اور حوریان خوش چشم سے جا کر بغلگیر ہوئے روایت بحار کی تمام ہوئی وَقَدْ ثَبَتَ مِنْ تِلْكَ الرِّوَايَاتِ الثَّلٰثِ اَنَّ حَبِيْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ كَانَ مَاْمُوْرًا بِحُضُوْرِهٖ فِي الطَّفِّ فَلِذٰلِكَ لَمْ يُشَارِكْ فِيْ اَمْرِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ اب بخوبی ان تینون روایتون سے ثابت ہو گیا کہ حبیب ابن مظاہر کو حکم یہی تھا کہ معرکہ کربلا مین جا کر شریک ہون اور جناب مسلم کی شرکت نکرین

فَلَمَّا قَدِمَ الْحُسَيْنُ ع اِلَى الْكُوفَةِ وَبَلَغَ اِقْبَالُهُ اِلَيْهَا اَيْ بَلَغَ ذٰلِكَ حَبِيْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ

پہر جب حضرت امام حسین ع بطرف کوفہ کے روانہ ہوئے اور یہ خبر حبیب ابن مظاہر کو پہونچی

کہ اب حضرت ادہر تشریف لاتے ہین وَاَقْبَلَ اِلَيْهِ بَعْدَ مَا جَرٰى عَلٰى قَيْسِ بْنِ الْمُسْهِرِ

الصَّيْدَاوِيِّ فَقَالَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ حَسَنٍ الْمُتَرْجِمُ لِلْمُجَلَّدِ الْعَاشِرِ مِنَ الْبِحَارِ فِيْ

تَرْجَمَتِهِ بِالْفَارِسِيَّةِ مجکو ایسا گمان ہی کہ یہ خبر حبیب ابن مظاہر کو اوسوقت ملی ہی جبکہ

قیس ابن مسہر صیداوی کو منزل زرود سے آپ نے بہیجا ہی اور کوفہ مین اونکی شہادت ہوئی ابن

عبداللہ محمد حسن جنہون نے دسوین جلد بحار کا ترجمہ فارسی مین کیا ہی اور مجھے یہ ترجمہ مولوی

یوسف محمد صاحب رئیس حسین گنج ضلع سارن کے کتبخانہ مین ملا اوسمین لکھتے ہین اَنَّهُ رَاٰى فِيْ بَعْضِ

الْمَقَاتِلِ اَنَّ الْحُسَيْنَ ع لَمَّا تَوَجَّهَ اِلَى الْعِرَاقِ كَتَبَ اِلٰى حَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ اونہون نے بعض

کتب مقاتل مین یہ روایت دیکھی ہی کہ جب حضرت امام حسین ع بطرف عراق کے روانہ ہوئے حبیب ابن مظاہر کے

نام پر یہ خط لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اِلَى الرَّجُلِ

الْكَامِلِ الْفَقِيْهِ حَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ یہ خط حسین بن علی بن ابی طالب کا ہی بنام ایک مرد دیندار

کامل فقیہ کے جسکو حبیب ابن مظاہر کہتے ہین اَمَّا بَعْدُ يَا حَبِيْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ اَنْتَ تَعْلَمُ

بِقَرَابَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص اَنَّهَا كَيْتَ هِيَ بعد حمد و صلوۃ کے اے حبیب ابن مظاہر تم خوب جانتے ہو کہ

ہمکو قرابت رسول خدا کی کس [illegible] کی حاصل ہی وَاَنْتَ مَعْرِفَتُكَ لَنَا اَتَمُّ وَاَكْثَرُ مِنْ غَيْرِكَ اور

ہمارے مرتبون کی شناخت بہی تمکو پوری پوری ہی اور جسقدر سچی شناخت تمکو ہی اتنی اور کو نہین ہی

وَمَعَ ذٰلِكَ فَاَنْتَ غَيُوْرٌ وَذُوْ سِيْرَةٍ حَسَنَةٍ فَلَا تَبْخَلْ بِنَفْسِكَ عَنَّا اور اسکے علاوہ تم غیرت والے

آدمی ہو چال چلن بہی تمہارا اچہا ہی تمکو چاہیئے کہ ہماری نصرت مین بخل نکرو اپنی جانبازی کو

ترک نکرو وَانْصُرْ لَنَا نُصْرَةً كَافِيَةً كَمَا اَنْتَ اَهْلٌ لَهَا اور ہماری پوری مدد اور یاری کرو

جس نصرت کے تم لائق ہو وَاِنْ وَاسَيْتَنِيْ الْيَوْمَ بِنَفْسِكَ وَبَارَزْتَ مَعَنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ

فَسَوْفَ يُكَافِيْ وَيَجْزِيْكَ جَدِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَحْسَنِ الْمُكَافَاتِ وَالْجَزَاءِ وَالسَّلَامُ

اگر آج تم اپنی جان ہماری نصرت مین فدا کروگے اور ہمارے ساتہ دشمنون پر جہاد کروگے فردائے

قیامت تمکو ہمارے نانا محمد مصطفی ص اچھے مکافات اور جزائے خیر دلائینگے والسلام فقط

باب چہل و ہشتم بعد پہونچنے خط امام حسین علیہ السلام کے حبیب ابن مظاہر کا حضرت کی خدمت مین روانہ ہونا اور پہونچ جانا

قَالَ الرَّاوِی کَانَ حَبِیْبُ فِی دَارِہٖ مُشْتَغِلًا بِالطَّعَامِ اِذْ سَمِعَ کَاَنَّ رَجُلًا
یَدُقُّ الْبَابَ ۔ راوی کہتا ہی کہ حبیب ابن مظاہر گھر مین بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے
تھے یکایک آواز آئی کہ باہر کھڑا ہوا کوئی شخص زنجیر ہلا رہا ہی اور کواڑ کھٹکھٹا رہا ہی
فَخَرَجَ عَاجِلًا وَرَاٰی رَجُلًا وَاقِفًا خَلْفَ الْبَابِ فَقَالَ لَہٗ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ مَنْ اَنْتَ
وَمِنْ اَیْنَ اَتَیْتَ حبیب ابن مظاہر جھٹ پٹ باہر نکل آئے دیکھا ایک شخص
پس دروازہ کھڑا ہی اوس سے پوچھا تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی قَالَ اَنَا رَسُوْلُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَیْکَ وَعِنْدِیْ کِتَابَۃٌ فَخُذْھَا اوسنے کہا کہ مجکو حضرت امام حسین ع
نے تمھارے پاس بھیجا ہو میرے پاس ایک خط ہی تم اسکو لو ثُمَّ اَعْطَاھَا لِحَبِیْبِ بْنِ
مُظَاہِرٍ فَفَضَّہٗ وَقَرَاَہٗ فَاِذَا فِیْہِ مَکْتُوْبٌ مَا قَدْ مَرَّ اٰنِفًا حبیب بن مظاہر نے
اوس خط کو لیا کھولکر پڑہا اوس خط مین وہی لکھا تھا جو ابھی اوپر بیان ہو چکا ہی فَعَزَمَ
الْحَبِیْبُ مِنْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ اَنْ یَخْرُجَ مِنَ الْکُوْفَۃِ وَیَلْحَقَ بِالْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
حَیْثُ یَلْحَقُ بِہٖ اوسیوقت سے حبیب ابن مظاہر نے اس بات کا قصد کیا کہ آپ کوفہ سے
نکلکر حضرت امام حسین علیہ السلام سے جا ملین جس جگہ ملنے کا موقع ہو لٰکِنْ اَخْفٰی تِلْکَ
الْعَزِیْمَۃَ عَنْ اَھْلِہٖ وَاَقْرِبَائِہٖ حَتّٰی عَنْ زَوْجَتِہٖ اَیْضًا مگر اپنے اس ارادہ کو اپنے
عزیز اور قریب لوگون سے بھی چھپایا تا اینکہ اپنی زوجہ کو بھی نہین اسکی خبر دی
لِئَلَّا یَکُوْنُوْا مَانِعِیْنَ لَہٗ عَنْ ذٰلِکَ اَوْ یَشْتَھِرَ ذٰلِکَ وَیَبْلُغَ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ
تاکہ یہ لوگ حبیب ابن مظاہر کو اس ارادہ سے مانع نہون یا اس نظر سے چھپایا کہ اس
بات کی شہرت ہوکر ابن زیاد تک نہ پہونچے وَکَانَ حَبِیْبُ یُجَدِّدُ عَزْمَہٗ وَیَرْتَقِبُ
الْخُرُوْجَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ یَوْمًا بَنُوْ اَعْمَامِہٖ وَسَلَّمُوْا عَلَیْہِ حبیب ابن مظاہر
روزانہ اپنے ارادہ کی تجدید کرتے جاتے تھے اور کوفہ سے باہر نکلنے کے منتظر تھے کہ ایک دن

اون کے بھائی بند جدی قرابت دار حبیب ابن مظاہر کے پاس آئے اور سلام اونپر کرکے بیٹھے
وَقَالُوا بَلَغَنَا اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَخْرُجَ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَهَيَّاْتَ لِنُصْرَتِهٖ
وَقِتَالِ اَعْدَائِهٖ اور کہنے لگے ہمکو خبر ملی ہی کہ تمہارا ارادہ حضرت امام حسینؑ کے پاس
جانیکا ہی اور تم آمادہ اونکی نصرت کرنے پر اور اونکے دشمنون سے لڑنے پر ہوئے ہو وَاِنَّهٗ
لَيَعْظُمُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ لَا نُخَلِّيْكَ اَنْ تَفْعَلَ مَا تُرِيْدُ فَمَا لَنَا اَنْ نَقْدِمَ عَلٰى تِلْكَ الْاُمُوْرِ
الْعِظَامِ وَعَلٰى شَقِّ الْعَصَا یہ بات ہمکو سخت ناگوار ہی اور ہم تمکو نچھوڑینگے کہ تم اس ارادہ کو پورا
کرو ہم لوگون کو کیا غرض ہی جو بڑے بڑے امور مین دخل دین اور شورش اور فتنہ برپا کرین
وَنُقْحِمُ فِيْ اُمُوْرِ السَّلَاطِيْنِ وَالْخُلَفَاءِ فَنَحْنُ اَقَلُّ عَدَدًا وَاَضْعَفُ جُنْدًا ہمکو کیا
ضرورت ہی جو بادشاہ اور خلفائی وقت کے امور سلطنت مین دخل دین ہماری جمعیت بھی کم ہی اور
ہمارا گروہ بھی کمزور ہی فَاَنْكَرَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ وَقَالَ تَقِيَّةً مِنْهُمْ اِنِّيْ لَا اُرِيْدُ
هٰذَا وَقَدْ اَصَبْتُمْ فِيْمَا قُلْتُمْ وَتَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ قَدِ اطْمَاَنَّتْ قُلُوْبُهُمْ فَرَجَعُوْا اِلٰى
دَارِهِمْ وَحَبِيْبٌ قَدْ بَقِيَ وَحِيْدًا فِيْ دَارِهٖ حبیب ابن مظاہر نے اونکے سامنے انکار
کیا اور بنظر تقیہ کہدیا کہ میرا تو یہ ارادہ نہین ہی تم جو کچھ کہتے ہو سچ کہتے ہو اور ایسی باتین اونکے
سامنے کین کہ اونکو اطمینان ہوگیا اور اپنے اپنے گھرون کو پلٹ گئے اور حبیب ابن مظاہر
تنہا اپنے گھر مین رہے فَاَمَّا زَوْجَتُهٗ كَانَتْ مُؤْمِنَةً كَامِلَةً وَقَدْ مَلَاَ اللّٰهُ قَلْبَهَا
مِنَ الْاِيْمَانِ لَمَّا سَمِعَتْ مِنْ مُكَالَمَةِ حَبِيْبٍ وَاِنْكَارِهٖ وَعَنْ نُصْرَةِ اَهْلِ بَيْتِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَتْ لِزَوْجِهَا يَا حَبِيْبُ ظَنَنْتُ اَنَّكَ لَا تُحِبُّ اَنْ
تَقُوْمَ نَاصِرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لیکن زوجہ حبیب ابن مظاہر کی جو کامل الایمان تھین
اور اون کا دل خدا نے ایمان سے بھر دیا تھا جب حبیب ابن مظاہر کی یہ باتین اونہون نے
سُنین اور انکار کرنا نصرت اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حبیب ابن مظاہر کی زبان سے
اونکے گوش زد ہوا اپنے شوہر سے کہنی لگین اے حبیب ابن مظاہر مجکو گمان ہوا ہی کہ تم نصرت
امام حسین علیہ السلام نہین کرنا چاہتے ہو گے لَا تَرْحَلُ اِلَيْهِ فَاَرَادَ حَبِيْبٌ اَنْ يُّخْفِيَ ذٰلِكَ عَنْهَا
وَقَالَ اِنِّيْ لَا اُرِيْدُ اَنْ اُوْقِعَ نَفْسِيْ فِي الْمَهَالِكِ وَاَقْدِمَ عَلَيْهَا اور تم اوس جناب کی

خدمت مین نجاؤ گے حبیب ابن مظاہر کا ارادہ ہوا کہ اپنی زوجہ سے اس راز کو چھپائین کہنے لگے کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اپنی جان جوکھم مین ڈالون اور ھلکہ مین پڑون فلما سمعت بذلک بکت بکاءً اشدیدًا واھوت الی حبیبھا جب زوجہ نے حبیب ابن مظاہر کی یہ بات سنی بے ساختہ رونے لگے اور قصد کیا کہ کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے وقالت ان کنت لاتنصر لال محمدٍ ولا تکون من انصار مولانا الحسین فخذ بلک ان تسدل مقنعتی ھذہ علی وجھک وتلبس البسۃ النساء اور کہنے لگے اگر تمکو نصرت آل محمد نہین کرنی اور انصار حسین مین داخل ہونا تمکو منظور نہین ہو تو یہ میری اوڑھنی تم اوڑھ لو اور عورتونکا لباس پہنکر گھر مین بیٹھو افنسیت قول نبیک انہ قال للحسن والحسین ابنای ھذان امامان قاما او قعدا کیا تمکو اپنے نبی کا یہ کلام بھول گیا جو اونھون نے فرمایا تھا کہ یہ دونون میرے بیٹے امام ہین جہاد کرین یا خانہ نشین ہون وقد ارسل الیک الحسین رسالۃ ودعاک الی نصرتہ وخاطبک بخطاب اولیائہ وانت لاتجیب دعوتہ باحسن الاجابۃ حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمھارے پاس مخصوص ایک آدمی خط لیکر بھیجا اور نصرت کے واسطے تمکو بلایا اور اوس خط مین وہ الفاظ لکھے جو اپنے خاص دوستون کو لکھنا چاہیے تم اونکی دعوت جہاد کو منظور نہین کرتے ہو اور بخوبی اوسکی تعمیل کرنا نہین چاہتے ہو فقال لہ حبیب انی اخاف ان اقتل معہ فتکون فی کبر سنک بلا زوج فمن یعیلک وینفق علیک حبیب ابن مظاہر نے کہا مجھے اس بات کا خوف ہو کہ اگر مین اوس جناب کے ساتھ مارا گیا تو اس بوڑھاپے مین بیوہ ہو جائیگی تیرے عیال کی خبر گیری اور پرورش کون کریگا اور نان ونفقہ تجھے کون دیگا قالت یا حبیب لاتترک نصرۃ امامی وسیدی ودعنی ان عشت بعدک اکلت التراب اخر دھری وہ مومنہ کہنے لگی کہ اے حبیب تم میرے امام اور آقا کی نصرت ترک نہ کرو مجکو رہنے دو اگر تمھارے بعد مین زندہ رہی مٹی کھا کھا کر اپنی زندگی بسر کرونگی فعلم حبیب انھا مخلصۃ فی دینھا ولا یزیغھا الشیطان عن تصدیق السبیل جب اوس مومنہ نے یہ اخلاص ظاہر کیا حبیب ابن مظاہر کو معلوم ہوگیا کہ یہ مومنہ اپنے دین اور دیانت مین پوری ہی شیطان اوسکو راہ راست سے

نہین بہکا سکتا فاخبرھا بما کان یریدہ من الارتحال و اللحوق بالحسین علیہ السلام اب حبیب ابن مظاہر نے اپنا ارادہ روانگی بطرف امام حسین علیہ السلام کے اوس سے بیان کردیا اور کہا کہ اب مین اوس جناب سے ملا چاہتا ہون فقالت یا حبیب ان کان قد انعم اللہ علیک فلحقت بمولای الحسین ع کما اردت فقبل بیدیہ و رجلیہ عنی و سلم علیہ پس مومنہ نے کہا کہ اے حبیب اگر خدا اپنا فضل کرے کہ تم زندہ اور صحیح و سالم اوس جناب تک پہنچ جاؤ جیسا تمہارا ارادہ ہی تو میری طرف سے بھی اوس جناب کے ہاتھ پاؤن چومنا اور سلام عرض کرنا ثم خرج حبیب عن بیتہ و ہیّئ فرسہ بسرجہ و قال لمولاہ اذھب بہ خارج الکوفۃ و ترتقب تقدومی فی مکان کذا البعد اسکے حبیب ابن مظاہر اپنے گھر سے باہر نکلے اور گھوڑا اکسکر طیار کیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو بیرون شہر کوفہ لیجا اور فلان مقام پر ٹھہر کر میرے آنیکا انتظار کر و اخف نفسک عن الناس حتی لا یشعرون بذھابی و لا یطلعون علی ارادتی اور چھپ کر جانا تاکہ لوگ تجکو دیکھنے نہ پائین تاکہ میرے جانے کی اونکو آگاہی نہو اور میرے ارادہ پر مطلع نہونے پاوین فسار مولاہ بفرسہ و وقف بمکان امرہ حبیب بن مظاہر حتی طال علیہ الزمان وہ غلام گھوڑا لیکر روانہ ہوگیا اور اوسی جگہ پر جا ٹھہرا جہان پر حبیب ابن مظاہر نے اوسکو حکم دیا تھا اور انکے پہنچنے مین دیر ہوگئی و کان حبیب قد تأنی بخروجہ لحاجۃ عرضت لہ حبیب ابن مظاہر کو دیر کی یہ وجہ ہوئی کہ ایک کام اون کو پڑا گیا اسی وجہ سے انکو تاخیر ہوگئی فاما سار حبیب بعد وداعہ لاھلہ و قد مضی من الوقت بان ید ما کان یترقبہ مولاہ و کان قد یئس من قدومہ جب حبیب ابن مظاہر اپنے گھر سے رخصت ہوکر چلے اور جتنا زمانہ آپ نے انتظار کرنے کو اوس غلام سے کہا تھا اوس سے زیادہ وقت گذر گیا اب انتظار کرتے کرتے وہ غلام انکے آنے سے ناامید ہوگیا تھا فکان یخاطب الفرس و یقول لہ ایھا الفرس ان لم یأت صاحبک فانی و اللہ ارکب علی ظہرک و اسیر الی نصرۃ الحسین ان شاء اللہ

گھوڑے سے خطاب کرکے وہ غلام کہہ رہا تھا اے اسپ باوفا اگر تیرا سوار نہ آیا تو مین
تجہپر سوار ہو کر نصرت امام حسین ع کے واسطے انشاء اللہ چلونگا فَلَمَّا بَلَغَ حَبِيبٌ ذٰلِكَ
الْمَوْضِعَ وَكَانَ مَوْلَاهُ يَتَكَلَّمُ بِتِلْكَ الْكَلِمَاتِ وَقَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ فَتَصَافَحَا
وَصَفَقَا صَفْقَةَ التَّحَسُّرِ ذَاكِرَيْنِ لِإِمَامِهِمَا أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ جب حبیب ابن مظاہر اوس مقام پر پہونچے اور وہ غلام
گھوڑے سے وہی باتین کر رہا تھا حبیب ابن مظاہر نے بھی سُنی دونون آدمیون نے
آپس مین مصافحہ کیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کی بیکسی و غربت یاد کرکے کف افسوس
ملنے لگے وَقَالَ حَبِيبٌ يَا مَوْلَايَ ۔ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَمَّا كَانَ حَالُ الْعَبِيدِ وَالْإِمَاءِ فِي نُصْرَتِكَ هٰكَذَا فَكَيْفَ حَالُ الْأَحْرَارِ
حبیب کہنے لگے اے میرے آقا فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب لونڈی اور
غلامون کی آپ کی نصرت کرنے مین یہ کیفیت ہے پس آزاد اور خود مختار لوگون کا کیا
حال ہوگا اور کسقدر اون کو آرزو ہوگی ثُمَّ قَالَ لِعَبْدِهٖ أَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ
فَانْطَلِقْ حَيْثُ شِئْتَ اور حبیب ابن مظاہر نے اپنے غلام سے کہا کہ تجکو راہ خدا مین آزاد
کردیا ہے جہان تیرا جی چاہے چلا جا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ بَكٰى وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أُخَلِّيكَ حَتّٰى
يَلْحَقْتَ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَذُبُّ عَنْ إِمَامِي وَسَيِّدِي وَأُقْتَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ
جب غلام نے اپنی آزادی کی خبر سنی رونے لگا اور کہا کہ قسم بخدا اب مین آپ کو نچھوڑونگا
جبتک آپ حضرت امام حسین علیہ السلام سے مل نجائین اور وہان پہونچکر اپنے امام اور آقا کی حمایت
کرونگا اور اونہین کے سامنے مارا جاؤنگا فَسَارَ الْحَبِيبُ مَعَهُ حَتّٰى أَتٰى إِلَى الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَقَبَّلَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ كَمَا أَوْصَتْ لَهُ زَوْجَتُهُ ثُمَّ كَانَ
مَعَهُ پس حبیب ابن مظاہر روانہ ہوئے اور وہ غلام بھی ہمراہ تھا تا اینکہ خدمت جناب
امام حسین ع مین پہونچ گئے اور سلام بجالائے ہاتھ اور پاؤن حضرت کے چومے جیسا کہ زوجہ
حبیب ابن مظاہر نے اون سے درخواست کی تھی اور اوسکو حضرت سے بیان بھی کردیا بعد
اوسکے پھر حبیب ابن مظاہر رح ہر وقت حضرت کے ہمراہ رہے تا اینکہ کربلا مین پہونچے

باب چہل و نہم حبیب ابن مظاہر کی بجاآوری اپنے خدمات متعلقہ کی از روز حضوری خدمت امام حسینؑ تا روز عاشورا اور حاضر ہونے سے کمک لانا

کَانَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ مَعَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی اَنْ مَضٰی مِنَ الشَّہْرِ الْمُحَرَّمِ سِتَّۃُ اَیَّامٍ حبیب ابن مظاہر جسوقت سے حاضر خدمت امام حسین علیہ السلام ہوئے حاضر خدمت رہے تا اینکہ چھٹی تاریخ محرم کی آئی قَالَ فِی الْبِحَارِ وَاَقْبَلَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ رح فَقَالَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ھٰہُنَا حَیٌّ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ بِالْقُرْبِ اَتَاْذَنُ لِیْ فِی الْمَصِیْرِ اِلَیْہِمْ جناب مجلسی رح فرماتے ہین کہ حبیب ابن مظاہر نے خدمت مین حضرت کے آکر عرض کی اے فرزند رسول ؐ اس جگہہ پر ایک قبیلہ بنی اسد کا ہی اور بہت نزدیک ہی آپ اجازت دیتے ہین کہ مین اونکے پاس جاؤن فَاَدْعُوْہُمْ اِلٰی نُصْرَتِکَ فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّدْفَعَ بِہِمْ عَنْکَ مین اون کو آپ کے نصرت کے واسطے بلالاؤن شاید خدا اونکی مدد سے یہ کمزوری اور کمی انصار آپ سے دفع کردے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ اَذِنْتُ لَکَ فَخَرَجَ حَبِیْبٌ اِلَیْہِمْ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ مُتَنَکِّرًا حَتّٰی اَتٰی اِلَیْہِمْ حضرت نے فرمایا کہ مین تمکو اجازت دیتا ہون پس حبیب ابن مظاہر رات ہی رات چھپکر خواہ بھیس بدل کر اون کے پاس گئے اور جا پونہچے فَعَرَفُوْہُ اَنَّہٗ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ فَقَالُوْا مَا حَاجَتُکَ بنی اسد نے حبیب ابن مظاہر کو پہچانا کہ یہ ہماری قوم قبیلہ سے ہین کہنے لگے کہ اس رات مین آنیکا کیا سبب ہی اور کیا حاجت تمکو لاحق ہی فَقَالَ اِنِّیْ قَدْ اَتَیْتُکُمْ بِخَیْرٍ مَا اَتٰی بِہٖ وَافِدٌ اِلٰی قَوْمٍ حبیب ابن مظاہر نے کہا مین ایک خبر تمکو دینے آیا ہون کہ ویسی خبر کسی ہم قوم نے اپنی قوم کو نہ دی ہوگی جب اونسے ملا ہوگا اَتَیْتُکُمْ اَدْعُوْکُمْ اِلٰی نَصْرِ ابْنِ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ مین تمہاری پاس اس غرض سے آیا ہون کہ تمکو بلاؤن کہ چلو اور اپنے نبی کے نواسہ کی نصرت کرو فَاِنَّہٗ فِیْ عِصَابَۃٍ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الرَّجُلُ مِنْہُمْ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ رَجُلٍ لَنْ یَّخْذُلُوْہُ وَلَنْ یُّسْلِمُوْہُ اَبَدًا وہ فرزند نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک تہوڑی سی جماعت مومنین کی لیکر یہان آئے ہین ایک ایک آدمی اون مین کا
ہزار آدمی سے بہتر ہی وہ لوگ کبھی اوس جناب کی رفاقت نچھوڑینگے اور نہ اوس
جناب کو دشمنون کے سپرد کرینگے وَهٰذَا عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ وَاَنْتُمْ قَوْمِي
وَعَشِيْرَتِي وَقَدْ اَتَيْتُكُمْ بِهٰذِهِ النَّصِيْحَةِ فَاَطِيْعُوْنِي الْيَوْمَ فِي نُصْرَتِهٖ
تَنَالُوْا بِهَا شَرَفَ الدُّنْيَا اور یہ عمر سعد ہے جسنے اوس جناب کو گھیر لیا ہے
اور تم میری قوم اور قبیلے کے لوگ ہو مین تمکو یہی نصیحت کرنے آیا ہون آج اگر تم میری
اطاعت کرکے اوس جناب کی نصرت کروگے دنیا کی شرف اور بزرگی کو پہونچ جاؤگے
فَاِنِّي اُقْسِمُ بِاللهِ لَا يُقْتَلُ اَحَدٌ مِنْكُمْ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَعَ ابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا اِلَّا كَانَ رَفِيْقًا لِمُحَمَّدٍ فِي عِلِّيِّيْنَ
مین قسم خدا کی کہا کر کہتا ہون کہ جو شخص تم مین سے راہ خدا مین شہید ہوگا ہمراہ فرزند
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بشرطیکہ صابر ہوا ور امیدوار ثواب کا خدا سے ہو ضرور
وہ شخص رفاقت مین جناب محمد مصطفے ص کی اعلی علیین مین پہونچ جائیگا قَالَ
فَانْتَدَبَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي اَسَدٍ يُقَالُ لَهٗ عَبْدُ اللهِ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَ اَنَا اَوَّلُ
مَنْ يُجِيْبُ اِلٰى هٰذِهِ الدَّعْوَةِ راوی کہتا ہے کہ اون سب مین سے پہلے ایک شخص
اوٹھہ کھڑا ہوا جسکا نام عبداللہ ابن بشر تہا وہ کہنے لگا کہ مین سب سے پہلے اس جہاد کی دعوت
کو قبول کرتا ہون ثُمَّ جَعَلَ يَرْتَجِزُ وَيَقُوْلُ ؎ قَدْ عَلِمَ الْفُرْسَانُ اِذَا تَوَاكَلُوْا +
وَاَحْجَمَ الْفُرْسَانُ اِذْ تَثَاقَلُوْا + پہر جوش مین آکر یہ رجز پڑھنے لگا بڑے بڑے سوار
مجکو جانتے ہین جسوقت وہ دبا وا کرین اور لڑنے لگین کہ مین بہادر سوارون کو روک کر کھڑا
ہو جاتا ہون جسوقت وہ میدان جنگ مین گھوڑے دوڑاتے ہون ؎ اِنِّي شُجَاعٌ بَطَلٌ
مُقَاتِلٌ + كَاَنَّنِي لَيْثُ عَرِيْنٍ بَاسِلٌ یہ جانتے ہین سب کہ مین بہادر جوانمرد لڑنے والا
ہون گویا کہ مین شیر بیشہ شجاعت ہون اور دلیر ہون ثُمَّ تَبَادَرَ رِجَالُ الْحَيِّ حَتَّى الْتَأَمَ
مِنْهُ تِسْعُوْنَ رَجُلًا فَاَقْبَلُوْا يُرِيْدُوْنَ الْحُسَيْنَ ع یہ رجز سنکر پہر تو اوس قبیلے کے لوگ
اوٹھہ کھڑے ہوئے اور نوے آدمی فراہم ہوکر نصرت امام حسین ع کے واسطے چلے وَخَرَجَ

رجل فی ذلک الوقت من الحی حتی سار الی عمر بن سعد فاخبرہ بالحال اوسی قبیلہ کا ایک آدمی اوسیوقت پہوٹ کر نکلا اور عمر سعد کے پاس پہونچا اور اس حال کو بیان کیا فدعا ابن سعد برجل من اصحابہ یقال لہ الازرق فضم الیہ اربعمائۃ فارس ووجھہ نحو حی بنی اسد عمر سعد نے اپنے ہمراہیون مین سے ازرق شامی کو بلایا اور چار سو سوار اوسکے ہمراہ کرکے قبیلہ بنی اسد کی طرف روانہ کیا فبینما اولئک القوم قد اقبلوا یریدون عسکر الحسین علیہ السلام فی جوف اللیل اذا استقبلھم خیل ابن سعد علی شاطی الفرات وبینھم وبین عسکر الحسین علیہ السلام الیسیر ابہی وہ لوگ بنی اسد کے بارادہ شمول لشکر امام حسین علیہ السلام کے رات کے وقت چلے آتے تھے کہ ناگاہ اونکے سامنے لشکر ابن سعد کا کنارہ فرات پر نمودار ہوا اور اون کو حضرت کے لشکر سے ملجانے مین تہوڑا فاصلہ باقی رہگیا تہا فتناوش القوم بعضھم بعضا واقتتلوا قتالا شدیدا دونون گروہ آپس مین ملگئے اور ہتہیار چلنے لگا اور بڑی بہاری لڑائی ہوئی وصاح حبیب بن مظاہر بالازرق ویلک مالک وما لنا انصرف عنا لیشقی بنا غیرک حبیب بن مظاہر نے چلا کر ازرق سے کہا ارے ہو تجہسے ہماری اور تیری کونسی خصومت ہے تو کیون ہماری راہ کو روکتا ہے پلٹ جا کوئی اور سوا تیرے ہم سے شقاوت کریگا اور ہم اوسکو بہگتینگے فابی الازرق ان یرجع ازرق شامی نے حبیب ابن مظاہر کا کہنا نہ مانا اور نہین پلٹا اور لڑائی مین سرگرم رہا وعلمت بنو اسد انہ لا طاقۃ لھم بالقوم فانھزموا راجعین بنی اسد کو معلوم ہو گیا کہ اونکی طاقت اتنی نہین ہے جو لشکر عمر سعد کا مقابلہ کرین مطلب یہ ہے کہ پڑاؤ نزدیک ہونے کی وجہ سے کمک آنیکا بہی اونکو خوف ہوا پس شکست کہا کر اپنے گہرون کو پلٹ گئے ثم انھم ارتحلوا فی جوف اللیل خوفا من ابن سعد ان یبیتھم پہر اوسی شب کو بنظر خوف عمر ابن سعد کے گہرون کو بہی چہوڑکر بہاگ گئے ایسا نہو کہ کہین رات کو ہی شب خون مارے ورجع حبیب بن مظاہر الی الحسین علیہ السلام فخبرہ بذلک فقال لا حول ولا قوۃ الا باللہ حبیب ابن مظاہر خدمت مین جناب

لفظ ... ازرق ... تجہسے ... اپنے ... (حاشیہ، ناخوانا)

امام حسین علیہ السلام کے پلٹ آئے اور اس حال کو بیان کیا حضرت نے فرمایا سوائے
خدا کے کسیکی طاقت اور قوت کا بھروسہ مجکو نہ کرنا چاہیے وَقَالَ وَرَجَعَتْ خَیْلُ بْنُ
سَعْدٍ حَتّٰی نَزَلُوْا عَلٰی شَاطِئِ الْفُرَاتِ فَحَالُوْا بَیْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِہٖ
وَبَیْنَ الْمَاءِ راوی کہتا ہو کہ یہی گروہ لشکر عمر سعد کا پلٹ کر کنارہ فرات پر اوترا جو
ازرق شامی کے ساتھ تہا اور فرات کے اور لشکر امام حسین علیہ السلام کے بیچ مین
ٹہر کر پانی کی آمد ورفت مین سد راہ ہوا قُلْتُ وَلَعَلَّ ذٰلِكَ فِی الْیَوْمِ السَّابِعِ مِنَ
الْمُحَرَّمِ کَمَا یَدُلُّ عَلَیْہِ سِیَاقُ الرِّوَایَۃِ مین کہتا ہون کہ اس گروہ کا فرات پر اوترنا
اور پانی کا روکنا شاید ساتوین تاریخ محرم کے تہا چنانچہ سیاق روایت اوس پر
دلالت کرتا ہو یعنی شب ہفتم کو یہ لڑائی ہوئی اوسی کے صبح کو یہ لوگ فرات پر اوترے
وَاَمَّا ارْتِحَالُ بَنِیْ اَسَدٍ مِنْ دُوْرِھِمْ خَوْفًا اَنْ یَھْجُمَ عَلَیْہِمُ الْاَعْدَاءُ فَیُصَدِّقُہٗ
مَا رُوِیَ عَنْ بَنِیْ اَسَدٍ وَنِسَائِھِمْ مِنْ اَنَّھُمْ لَمْ یُبَاشِرُوْا بِدَفْنِ
الْاَجْسَادِ الْمُطَھَّرَۃِ یَوْمَیْنِ خَوْفًا مِنْ ذٰلِكَ لیکن بنی اسد کا گہرون کو
چہوڑ کے چلا جانا اس خوف سے کہ دشمنون مین گہر جائین اسکی تصدیق اوس
روایت سے ہوتی ہو کہ بنی اسد اور اون کی عورتین باوجودیکہ دل اور جان سے
فدا حضرت پر تہین دو دن تک لاشہا ے شہدا کو اسی خوف سے دفن نہین کیا
اِذْ لِاَنَّھُمْ لَمْ یَکُوْنُوْا حَاضِرِیْنَ فَلَمَّا سَمِعُوْا مِنِ ارْتِحَالِ الْعَسَاکِرِ
رَجَعُوْا اِلٰی مَنَازِلِھِمْ وَھٰذَا یُؤَیِّدُ فَتَبَیَّنَ یہ بات ہو کہ یہ لوگ اپنے گہرون مین سے
بہاگ گئے تہے جب سنا کہ لشکر عمر سعد کوچ کر گیا اپنے گہرون مین آباد ہوکر
بارہوین تاریخ محرم کی حضرت کے دفن کرنے پر آمادہ ہوئے وَکَذٰلِكَ
حَبِیْبُ بْنُ مُظَاھِرٍ کَانَ وَاعِظًا نَاصِحًا لِکُلِّ مَنْ یَرَاہُ اَنْ یَسْمَعَ کَلَامَہٗ
بِنُصْرَۃِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اسیطرح سے حبیب ابن مظاہر کا یہی طریقہ تہا
کہ جسکو اپنی دانست مین جانتے تہے کہ اونکی بات سُنیگا اور مانیگا اوسکو
وعظ اور نصیحت کرتے تہے کہ نصرت امام حسین علیہ السلام کے کرے کَمَا رُوِیَ

المجلسي رحمه الله انه لما انصرف كثير بن عبد الله الى عمر بن سعد
ولم يدعه ابو تمامة الصيداوي رحمه الله ان يدخل
على الحسين عليه السلام چنانچه جناب مجلسی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے
کہ جب کثیر ابن عبد اللہ شامی عمر سعد کی طرف پلٹ گیا اور جناب ابو تمامہ صیداوی نے
اوسکو ہتھیار بند خدمت امام حسین علیہ السلام مین جانے ندیا اسلیے کہ وہ مردود
اشر الناس تھا فدعا ابن سعد قرة بن قيس الحنظلي تب عمر سعد نے
قرہ ابن قیس حنظلی کو بلایا فقال له ويحك يا قرة الق حسينا فاسئله ما جاء
به وما ذا يريد اور کہنے لگا وائے ہو تجھپر اے قرہ ملاقات کر تو جناب امام حسین
علیہ السلام سے اور پوچھہ کہ اونکا آنیکا باعث کیا سبب ہے اور کیا اونکا ارادہ ہے
اس روایت مین بہت بڑا اختلاف ہے ایک روایت تو یہ ہے کہ کثیر ابن عبد اللہ کی
تلوار کا قبضہ پکڑے ہوئے حضرت ابو تمامہ رحمہ اللہ اوسکو خدمت امام حسین علیہ السلام
مین لائے تھے ایک روایت یہ ہے کہ وہ پلٹ گیا اوسکے بعد ایک شخص کو بنی خزیمہ مین سے
عمر سعد نے بھیجا وہ آیا اور پھر حضرت کی خدمت سے جدا ہوا تھا اینکہ شہید ہو گیا جب
اوسکے واپس جانے سے ناامیدی ہوئی تب معلوم ہوتا ہے عمر سعد نے قیس ابن قرہ
کو بھیجا ہو فاتاه فلما رآه الحسين عليه السلام مقبلا قال اتعرفون
هذا فقال حبيب بن مظاهر نعم هذا رجل من حنظلة تميم جب
قرہ سامنے آیا جناب امام حسین علیہ السلام نے اوسکو آتے ہوئے دیکھا اصحاب سے
پوچھا اسکو پہچانتے ہو حبیب ابن مظاہر کہنے لگے کہ ہاں یہ شخص بنی حنظلہ تمیمی سے ہے
وهو ابن اختنا وقد كنت اعرفه بحسن الرأي وما كنت اراه يشهد هذا
المشهد یہ میرا بھانجہ ہے مین اسے نیک تمیز آدمی سمجھتا تھا اور اسکی راے کو اچھا
جانتا تھا مجھے ایسا خیال نہ تھا کہ یہ ابن زیاد کے لشکر مین داخل ہو کر اسطرح پر آئیگا
فجاء حتى سلم على الحسين عليه السلام وابلغ رسالة عمر بن سعد اليه
قرہ ابن قیس آیا اور حضرت پر سلام کرکے عمر سعد کا پیام بیان کیا فقال له الحسين ع

كَتَبَ اِلَيَّ اَهْلُ مِصْرِكُمْ هٰذَا اَنْ اَقْدِمَ فَاَمَّا اِذَا كَرِهْتُمُوْنِيْ فَاَنَا اَنْصَرِفُ عَنْكُمْ حضرت نے فرمایا کہ تمہارے اہلِ شہر یعنی کوفیون نے مجھکو لکھا ہے کہ آپ آئے اب اگر میرا آنا تمکو ناگوار ہے تو مین ابھی پلٹ جاتا ہون فَقَالَ لَهٗ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ وَيْحَكَ يَا قُرَّةُ اَيْنَ تَذْهَبُ اِلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ حبیب ابن مظاہر کہنے لگے واے ہو تجھپر اے قرہ اب کہان جاتا ہی قوم ظالمین کیطرف اُنْصُرْ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ بِاٰبَائِهٖ اَيَّدَكَ اللّٰهُ بِالْكَرَامَةِ اس جناب کی مدد کر جنکے بزرگون کی بدولت تو مسلمان ہوا ہی اور اس مرتبہ کو پہونچا ہی فَقَالَ لَهٗ قُرَّةُ اَرْجِعُ اِلٰى صَاحِبِيْ بِجَوَابِ رِسَالَتِهٖ وَاَرٰى رَاْئِيْ قرہ کہنے لگا ابھی تو مین عمر سعد کے پیام کا جواب لیئے جاتا ہون اسکو پہونچا کر پھر اسپنے بارہ مین سوچونگا فَانْصَرَفَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَاَخْبَرَهُ الْخَبَرَ یہ کہکر قرہ عمر سعد کی طرف پلٹ گیا اور جو گفتگو حضرت نے کی تھی اوس سے بیان کی قُلْتُ وَلَمْ يَاْتِ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا مَرَّ فِيْ بَابِ شَهَادَةِ الْحُرِّ مین کہتا ہون کہ یہ شخص نہین آیا خدمت امام حسین علیہ السلام مین اور اسکی مکاری کا حال ہمنے باب شہادت حر مین بیان کر دیا ہی فَلَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ يَوْمَ عَاشُوْرَا وَاَخَذَ اَصْحَابُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَبْرُزُ اِلَى الْمُبَارَزَةِ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ جب بروز عاشورا لڑائی شروع ہوئی اور اصحاب امام حسین علیہ السلام ایک کے بعد دوسرا لڑنے کو نکلنے لگا حَتّٰى صُرِعَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ الْاَسَدِيُّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَسَقَطَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ وَبِهٖ رَمَقٌ تا اینکہ جناب مسلم ابن عوسجہ اسدی رحمہ اللہ زخمون سے چور ہو کر گر پڑے محمد ابن ابی طالب مورخ کہتے ہین کہ جب مسلم ابن عوسجہ گھوڑے پر سے گرے اور ابھی کسیقدر دم واپسین انکا باقی تھا فَمَشٰى اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَعَهٗ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ جناب امام حسین علیہ السلام اونکے پاس پیادہ تشریف لیگئے اور ہمراہ اوس جناب کے حبیب ابن مظاہر بھی تھے فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا مُسْلِمُ فَمِنْهُمْ مَنْ

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا یعنی بعضے ان میں سے
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا رحمت خدا کی ہو تجپر اے مسلم تمنے بعد ازین کہ مرگئے
تو اپنا وعدہ پورا کیا جیسے تم اور کوئی ابھی اپنا وعدہ پورا کرنیکا منتظر ہے
جیسے ہم مگر کوئی اپنے وقت معین کو بدل نہ کرنیگے سیدالشہدا پر رحمت کیا کرتا ثم
دَنَا مِنْهُ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ فَقَالَ يَعِزُّ عَلَيَّ مَصْرَعُكَ يَا مُسْلِمُ
اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ پھر حبیب ابن مظاہر قریب مسلم ابن عوسجہ رحمہ اللہ کے جاکر
کہنے لگے کہ تمہارا زخمی ہوکر پڑا ہونا اور جان بلب ہونا مجپر سخت ناگوار ہے
اے مسلم بشارت ہو تمکو بہشت کی فَقَالَ قَوْلًا ضَعِيْفًا بَشَّرَكَ اللّٰهُ
بِخَيْرٍ مسلم ابن عوسجہ رحمہ اللہ کو بات نہیں کیجاتی تھی اگر بہت ضعیف آواز
سے آہستہ آہستہ کہنے لگے کہ تمکو بھی خدا نیکی کی بشارت دے فَقَالَ
لَهٗ لَوْلَا اَعْلَمُ اَنِّيْ فِي الْاَثَرِ لَاَحْبَبْتُ اَنْ تُوْصِيَ اِلَيَّ بِكُلِّ مَا اَهَمَّكَ
حبیب ابن مظاہر کہنے لگے کہ اگر مجھے اس بات کا یقین نہوتا کہ میں بھی اب
تمہارے پیچھے مرنا اسی وقت آیا چاہتا ہون تو مین بخوشی تم سے
درخواست کرتا کہ تم مجھے وصیت کرو ہر اس چیز کی جو تمکو اشد ضروری امر
ہو یا جسکا کرنا تمکو نہایت مطلوب ہو فَقَالَ مُسْلِمٌ اُوْصِيْكَ بِهٰذَا
وَاَشَارَ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تو مسلم ابن عوسجہ رحمہ اللہ کہنے لگے
کہ اب اسوقت تو کسی چیز کی وصیت کرنی اس سے زیادہ تر مطلوب نہیں ہے
اب تو یہی وصیت ہے کہ ان سے خبردار رہنا اور حضرت امام حسین علیہ السلام
کی طرف اشارہ کیا کہ انکو بہت تمہیں سونپتا ہون فَقَاتِلْ دُوْنَهٗ حَتّٰى
تَمُوْتَ انکے سامنے لڑتے رہنا اور انکی بہت وفاداری کرنا کہ تم بھی مرجاؤ
فَقَالَ حَبِيْبٌ لَاُنْعِمَنَّكَ عَيْنًا حبیب ابن مظاہر کہنے لگے اے مسلم اس
بات سے تم مطمئن رہو بہت ایسی ہی وفاداری کرونگا جسمین خنکی چشم تمکو
حاصل ہوگی اور تمہاری امید انکی بر آئیگی کہ تم بھی مجھسے خوش ہوجاؤگے

باب پنجاہم کیفیت جہاد حبیب ابن مظاہر کی اور اونکا شہید ہونا اور اونکی سر کا کوفہ مین ہوکر مکہ معظمہ مین پہونچنا اور اونکے بیٹے کی بہادری کا حال

اَمَّا کَیفِیَّۃُ بُرُوزِہٖ فَقَدْ رَوٰی اَبُوْ مِخْنَفٍ بَعْدَ مَا ذَکَرَ مِنْ رَشْقِ السِّہَامِ وَالنِّبَالِ اِلٰی اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حبیب ابن مظاہر کے میدان جنگ مین جانے کی کیفیت جسطرح پر ابو مخنف نے لکھی ہے وہ یہ ہی کہ جب عمر سعد نے تیر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف سب سے پہلے مارا اوسکے بعد تیرون کی بوچہاڑ حضرت کی طرف ہوئی فَصَارَ اَصْحَابُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ طَرِیْحٍ وَجَرِیْحٍ اصحاب امام حسین علیہ السلام کی یہ کیفیت ہوگئی کہ بہت سے تو شہید ہوکر راہی جنت ہوگئے اور بہت سے زخمی ہوگئے قَالَ وَعِنْدَ ذٰلِکَ تَقَدَّمَ اَبُوْ تَمَامَۃَ الصَّیْدَاوِیُّ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا مَوْلَایَ اِنَّا مَقْتُوْلُوْنَ لَا مُحَالَۃَ راوی کہتا ہی کہ اوسوقت ابو ثمامہ صیداوی رح آگے بڑھکر جناب امام حسین علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ اے مولا ہمارے اب ہم لوگ ضرور شہید ہوجائینگے کچھ اسمین شبہہ نہین باقی ہی نَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلِّ بِنَا اَظُنُّہَا اٰخِرَ صَلٰوۃٍ نُصَلِّیْہَا دوپہر ڈہل چکی ہے نماز ظہر کا اول وقت آگیا ہی یہ نماز تو اپنے پیچھے پڑہا دیجیے جو ہمارے گمان مین ہم لوگون کی آخری نماز اس دنیا مین ہی لَعَلَّنَا نَلْقَی اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی اَدَاءِ فَرِیْضَۃٍ مِنْ فَرَائِضِہٖ فِیْ ہٰذَا الْمَوْضِعِ الْعَظِیْمِ ہم امید کرتے ہین کہ ملاقات کرین پروردگار کی اس حالت مین کہ ایک فریضہ فریضہ واجبی اوسکی واجب کی ہوئی چیزون مین سے آج ہم نے اس مقام عظیم الشان پر ادا کیا تو یہ مطلب ہے کہ ایک تو یہ مقام بزرگ ہی اور دوسرے اسوقت خوف مین کہ زمین پاؤن کے نیچے سے سرکی جاتی ہی اور بہی عظمت بڑہ گئی اور یہ نماز ہماری ایک یادگار نماز دنیا مین رہیگی فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَذِّنْ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کمس بشاشت سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ای ابو ثمامہ اچھا تم ہی اذان کہو خدا کی رحمت ہو وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذَکَرْتَ

الصلوۃ جعلک اللہ من المصلین اور ایک روایت مین یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا
اے ابو ثمامہ اسوقت مین کہ دار وگیر دشمنون کی ایسی ہو رہی ہے اور تم نماز کو نہ بھولے
اور وقت فضیلت کو یاد رکھا خدا تمکو نماز گذارون مین محشور کریگا یہ ترجمہ تو اوس صورت
پر ہی کہ یہ فقرہ دعائیہ ہو ورنہ ظاہری معنی تو یہی ہین کہ اے ابو ثمامہ خدا نے تمکو
نماز گذارون مین داخل کر دیا قال ابو مخنف فلما فرغ ابو ثمامۃ عن الاذان
نادی الحسین علیہ السلام یا عمر بن سعد انسیت شرائع الاسلام الا
تقف عنا الحرب حتی نصلی و نعود الی الحرب جب ابو ثمامہ اذان دے چکے تو
امام حسین علیہ السلام نے باواز بلند عمر سعد کو پکارا کیون اے عمر سعد اسلام کے طریقے بہا
بہلا دیے اتنی دیر لڑائی کو بند نہین کرتا کہ ہم نماز پڑھلین پہر اگر لڑائی پر موجود ہون
فناداہ حصین بن نمیر لعنہ اللہ یا حسین صل فان صلوتک لا تقبل
حصین ابن نمیر ملعون نے پکار کر کہا کہ اے حسین نماز پڑہو مگر تمہاری نماز مقبول
نہین ہو فقال لہ حبیب بن مظاہر ویلک لا تقبل صلوۃ الحسین علیہ السلام
و تقبل منک یا ابن الخمارۃ حبیب ابن مظاہر نے کہا واے ہو تجپر حضرت امام حسین
علیہ السلام کی نماز تو مقبول نہوا اور تیری نماز قبول ہو گی اے پسر زن شراب خوار
قال فغضب الحصین بن نمیر من ذکر امہ بین العسکرین و برز و انشا
یقول راوی کہتا ہی حصین بن نمیر کو غصہ آگیا کہ اوسکی ماں کا نام اس خواری سے بیچ مین
دونون لشکرون کے لیا گیا ہے سے باہر نکل آیا اور یہ رجز پڑھنے لگا ہ دونک ضرب السیف
یا حبیب • وافاک لیث بطل نجیب • نکل آؤ تلوار سے لڑنے کو ای حبیب ابن مظاہر
تمسے لڑنے کو ایک شیر نر جوان اور نجیب ہی نکلا ہی فی کفہ مھند قضیب • کانہ
من لمعہ حلیب • جسکے ہاتھ مین وہ شمشیر بران ہی جو ہندوستان کے لوہے سے بنائی
گئی ہی چمک اوسکی مثل شیر دوشیدہ کے سفیدی مار رہی ہے قال ثم نادی یا حبیب
ابرز الی میدان الحرب و مکافحۃ الطعن و الضرب راوی کہتا ہے کہ پہر
حصین ابن نمیر نے پکار کر کہا کہ اے حبیب نکل آؤ میدان حرب مین اور نیزہ اور

تلوار کی زد کا مقابلہ کرو فَلَمَّا سَمِعَ حَبِيبٌ رَحِمَهُ اللهُ كَلَامَهُ وَكَانَ وَاقِفًا بِإِزَاءِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَوَدَّعَهُ وَقَالَ وَاللهِ يَا مَوْلَايَ إِنِّي أَرْجُو أَنْ أُتِمَّ صَلَوتِي فِي الْجَنَّةِ وَأَقْرَأُ جَدَّكَ وَأَبَاكَ مِنْكَ السَّلَامَ جب حبیب ابن مظاہر نے حصین ابن نمیر کے یہ آواز سنی وہ سامنے جناب امام حسین علیہ السلام کے کھڑے ہوئے تھے حضرت پر سلام عرض کیا اور رخصت ہوکر پھر یہ کہا کہ اے میرے آقا مین اس بات کا امیدوار ہون کہ اب یہ نماز بہشت مین جاکر پوری پڑھونگا اور آپ کے جد نامدار اور پدر عالی مقدار سے آپ کا سلام ادا کرونگا ثُمَّ بَرَزَ وَهُوَ يَقُولُ بعد اوسکے نکل آئے اور یہ رجز پڑھنے لگے ؎ أَنَا حَبِيبٌ وَأَبِي مُظَاهِرٌ * وَفَارِسُ الْهَيْجَاءِ وَلَيْثٌ قَسْوَرٌ مین حبیب ہون اور مظاہر کا بیٹا ہون سوار میدان جنگ اور شیر ہون وہ شیر جو نرینہ ہوتا ہے اور دبتا نہین پھرتا ہے ؎ وَفِي يَمِينِي صَارِمٌ مُذَكَّرٌ * وَأَنْتُمْ ذُو عَدَدٍ وَأَكْثَرُ میرے داہنے ہاتھ مین شمشیر بران آبدار ہے اور تم لوگ تو گنتی مین اور شمار مین بہت سے ہو ؎ وَنَحْنُ مِنْكُمْ فِي الْحُرُوبِ أَصْبَرُ * أَيْضًا وَفِي كُلِّ الْأُمُورِ أَقْدَرُ * ہملوگ تم سب سے لڑائیون مین زیادہ پامرد ہین اور سب باتون مین بھی ہم تم سے زیادہ توانائی اور قدرت رکھتے ہین ؎ وَاللهُ أَعْلَى حُجَّةً وَأَظْهَرُ * وَفِيكُمْ نَارُ الْجَحِيمِ تُسْعَرُ * خدا اپنی حجت نمائی پر موجود ہے اور اپنی حجتین ظاہر کر رہا ہے اور دوسرے معنی اس مصرعہ کے یہ ہین قسم بخدا ہم لوگ حجت اور دلیل کے ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہین اور غالب تم پر اسی دلیل کے سبب سے ہین تم لوگ جہنمی ہو آتش دوزخ تم مین بھڑک رہی ہی قَالَ ثُمَّ حَمَلَ عَلَى الْحُصَيْنِ لَعَنَهُ اللهُ وَضَايَقَهُ فِي مَجَالِهِ راوی کہتا ہی یہ رجز پڑھکر حبیب ابن مظاہر نے حصین ابن نمیر پر حملہ کیا اور اوسکو میدان جنگ سے جنبش کرنے نہ دی اور ایسا تنگ پکڑا کہ ہل نہ سکا وَضَرَبَهُ عَلَى أُمِّ رَأْسِهِ وَقَطَعَ خَيْشُومَ حِصَانِهِ اور ایک تلوار اوسکے سر کی جنبش پر ایسی ماری جو ناک کے کنارے تک اوتر آئی وَأَرَادَ أَخَاهُ إِلَى الْأَرْضِ وَهَمَّ أَنْ يَأْخُذَ رَأْسَهُ اور مار کر اوسکو زمین پر گرا دیا اور یہ ارادہ کیا تھا کہ سر اوس ناپاک کا تن سے جدا کرلین فَحَمَلَ أَصْحَابُهُ عَلَيْهِ وَاسْتَنْقَذُوهُ مِنْهُ اوسکے ہمراہیون نے حبیب ابن مظاہر پر حملہ کیا اور اوسکی لاش کو اونکے ہاتھ سے چھڑا لیگئے

فَحَمَلَ عَلیٰ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَتَلَہٗ پھر حبیب ابن مظاہر نے ایک اور شخص پر حملہ کیا جو تمیمی تھا اوسکو بھی قتل کیا وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ خَمْسَۃً وَّثَلَاثِیْنَ فَارِسًا ثُمَّ اَصْبَحَ پھر حبیب ابن مظاہر لڑتے رہے تا اینکہ پینتیس نامی سوار دن کو قتل کیا دَثُمَّ تَنَادُوْا عَلَیْہِ فَقَتَلُوْہُ بَیْنَ یَدَیِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اب سب ملکر اوس بہادر پر ٹوٹ پڑے پس سامنے جناب امام حسین علیہ السلام کے اونکو شہید کر ڈالا قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ ثُمَّ قُتِلَ عَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ وَحَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ بَانَ الْاِنْکِسَارُ فِیْ وَجْہِ الْحُسَیْنِ ابومخنف کہتے ہیں جس وقت جناب عباس علی شہید ہوئے تھے اور نیز جب حبیب ابن مظاہر شہید ہوئے چہرہ پر امام حسین علیہ السلام کی شکستگی پیدا ہوئی تھی اور چہرہ آپ کا اوتر گیا تھا حبیب ابن مظاہر کی شہادت کے بعد ثُمَّ قَالَ لِلّٰہِ دَرُّکَ یَا حَبِیْبُ لَقَدْ کُنْتَ فَاضِلًا تَخْتِمُ الْقُرْاٰنَ فِیْ لَیْلَۃٍ وَّاحِدَۃٍ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا خدا تمکو جزاے خیر دے اے حبیب ابن مظاہر تم ایسے بافضیلت آدمی تھے کہ ایک ہی رات میں قرآن مجید پورا پڑھ لیتے تھے قَالَ فَقَامَ اِلَیْہِ زُہَیْرُ بْنُ قَیْنٍ وَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا ہٰذَا الْاِنْکِسَارُ الَّذِیْ اَرَاہُ فِیْ وَجْہِکَ راوی کہتا ہے کہ زہیر ابن قین سامنے آکر عرض کرنے لگے کہ اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کے چہرہ پر اوداسی کیسی ہے اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّا عَلَی الْحَقِّ کیا آپ کو ہم لوگونکی شہادت راہ حق پر نہیں معلوم ہوتی ہے مطلب زہیر ابن قین کا یہ ہے کہ چونکہ حبیب ابن مظاہر حصین ابن نمیر کے کلام سننے سے غصہ میں آکر چلے گئے تھے زہیر ابن قین کو یہ اشتباہ ہوا کہ شاید خلوص نیت میں حبیب ابن مظاہر کے کچھ فرق آیا ہے اسوجہ سے حضرت امام حسین رنجیدہ خاطر ہوگئے قَالَ بَلٰی وَاِلٰہِ الْخَلْقِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ عِلْمًا یَّقِیْنًا اِنِّیْ وَاِیَّاکُمْ عَلَی الْحَقِّ وَالْہُدٰی حضرت نے فرمایا کہ ہاں اے زہیر ابن قین یہ تم کیسا خیال کرتے ہو قسم ہے معبود خلائق کی کہ مجھکو یقین کامل ہوگیا ہے کہ میں اور تم سب راہ حق پر اور ہدایت پر ہیں کر شہید ہوتے ہو فَقَالَ اِذًا مَا نُبَالِیْ وَنَحْنُ نَصِیْرُ اِلَی الْجَنَّۃِ وَنَعِیْمِہَا زہیر ابن قین نے عرض کی کہ بس اطمینان ہوگیا اب ہمکو کچھ خوف نہیں ہے اور ہم لوگ بہشت اور نعمتہا سے بہشت کی طرف

جانتے ہیں اس جواب سے ظاہر ہوگیا کہ سبب اشتباہ زہیر ابن قین کا وہی تھا کہ خلوص نیت
حبیب ابن مظاہر میں انکو بنظر بشریت کے شک ہوا تھا قُلْتُ اِنَّمَا سَبَبُ ظُهُوْرِ الْاِنْكِسَارِ
فِيْ وَجْهِ مَوْلَانَا الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَتْلِ حَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ فَاِنَّهٗ كَانَ رَفِيْقًا
لَهٗ مِنْ بَدْوِ شُعُوْرِهٖ میں کہتا ہوں کہ اوداسی کا چہرہ پر امام حسین علیہ السلام کے آجانا
بعد قتل حبیب ابن مظاہر کے اوسکا سبب یہ تھا کہ حبیب ابن مظاہر لڑکپن سے حضرت کے
رفیق تھے اور ساتھ کھیلے ہوئے تھے وَكَانَ يُحِبُّهُ الْحُسَيْنُ عم غَايَةَ الْحُبِّ وَقَدْ رَاٰهُ مَصْرُوْعًا
بَيْنَ يَدَيْهِ جناب امام حسین علیہ السلام اونکو بہت دوست رکھتے تھے اور اب اسوقت اپنے
سامنے انکو پاؤں رگڑتے ہوئے دیکھا فَتَذَكَّرَ مَا قَالَ فِيْهِ جَدُّهٗ وَذَكَرَ الْاَلْطَافَ
الَّتِيْ مَرَّ ذِكْرُهَا فِي الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اسوقت جناب امام حسین
علیہ السلام کو وہ حدیث یاد آئی جو انکے بارہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرما گئے تھے اور وہ الطاف وکرم جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبیب ابن مظاہر سے کیا تھا
وہ بھی آپ کو یاد آگئے جنکا ذکر ہم اوپر کے باب میں کر چکے ہیں اور اپنی لڑکپن کی کیفیت بھی
یاد پڑی اسی سے آپ کے چہرہ پر اوداسی آگئی یہ بات اور کسی شہید کی شہادت میں نہ تھی
ثُمَّ اِنَّ الْحُزْنَ وَالتَّحَسُّرَ فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَمُصِيْبَةِ اَصْحَابِهٖ اَيْضًا لَهٗ اَجْرٌ وَثَوَابٌ
عِنْدَ اللّٰهِ فَلَا يَكُوْنُ قَبِيْحًا مَرْجُوْحًا اسکے علاوہ تحسر کا کہونا اور رنجیدہ خاطر ہونا اپنی
مصیبت پر اور اپنے اصحاب کی مصیبت پر اسمیں بھی اجر وثواب خدا کے نزدیک تھا اور امر
مسنون ہے پھر کیونکر قبیح اور ناجائز ہوسکتا ہے اور سنت نبی کی بجا آوری میں امام سے زیادہ
کسکو استحقاق ہے قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ كَمَا نَقَلَهُ الْمَجْلِسِيُّ رح اِنَّمَا قَتَلَ حَبِيْبَ بْنَ
مُظَاهِرٍ عَلٰى مَا قِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ بَدِيْلُ بْنُ صُرَيْمٍ بعض راوی کہتے ہیں جسطرح
بحار میں نقل کی ہے کہ قاتل حبیب ابن مظاہر ایک شخص تھا جس کا نام بدیل بن صریم ہے
وَاَخَذَ رَاْسَهٗ فَعَلَّقَهٗ فِيْ عُنُقِ فَرَسِهٖ اسی مردود نے سر حبیب ابن مظاہر کا لیا تھا
جسکو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا وَفِيْ رَوْضَةِ الشُّهَدَاءِ وَاَيْضًا فِيْ بَعْضِ
الْمَقَاتِلِ الْمُصَنَّفَةِ الْجَدِيْدَةِ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ اَنَّ بَدِيْلًا هٰذَا عَلَّقَ رَاْسَ

حَبِیبٍ فِی عُنُقِ فَرَسِہٖ روضۃ الشہدا مین بہی اور نیز بعض کتب مقاتل جو اسب تصنیف جدید
علما عراق کی ہم تک پہونچی ہین اونمین بہی یہ روایت دیکہی گئی کہ اسی بدیل نے سر حبیب
ابن مظاہر کا اپنے گہوڑے کی گردن مین لٹکایا وَاَرَادَ اَنْ یُّھْدِیَ بِہٖ اِلٰی بَعْضِ اَحِبَّائِہٖ
فِی مَکَّۃَ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا اور سر لیکر اوسکا ارادہ ہوا کہ بطور تحفہ کے مکہ معظمہ مین لیجائے
اپنے بعض دوستون کے واسطے جو دشمن حبیب ابن مظاہر تہا فَلَمَّا وَصَلَ بَدِیْلٌ اِلَی
الْکَعْبَۃِ وَاتَّفَقَ اَنَّہٗ کَانَ اِبْنُ حَبِیْبٍ رح وَھُوَ غُلَامٌ غَیْرُ مُرَاھِقٍ لَمْ یَبْلُغِ الْحُلُمَ
وَاقِفًا عَلٰی بَابِ الْکَعْبَۃِ جب بدیل کعبہ مین پہونچا اتفاقی یہ امر ہی کہ حبیب ابن مظاہر کے بیٹے
جو ابہی بالغ نہوئے تہے دروازہ خانہ کعبہ پر کہڑے ہوئے تہے وَکَانَ یَرْتَقِبُ قُدُوْمَ
الْمُشَاۃِ مِنَ الْعِرَاقِ فَیَسْئَلُ عَنْھُمْ خَبَرَ اَبِیْہِ وَمَا جَرٰی عَلَیْہِ فِی طَفِّ کَرْبَلَا
وہ صاحبزادہ اسکا منتظر تہا کہ عراق کا قافلہ جو آئے اوس سے اپنے باپ کی خبر پوچہے اور
جو کچہہ اونپر معرکہ مین گذرا ہو اوسکو دریافت کرے قُلْتُ وَلَعَلَّ ھٰذَا الطِّفْلَ قَدْ اَتَتْ
بِہٖ اُمُّہٗ خَوْفًا مِنِ ابْنِ زِیَادٍ اِلَی الْکَعْبَۃِ بَعْدَ مَا خَرَجَ حَبِیْبٌ رح لِنُصْرَۃِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ مین کہتا ہون شاید اس لڑکی کو انکی مان کعبہ مین لیکر بہاگ آئی ہون ابن زیاد کے
خوف سے بعد اسکے کہ حبیب ابن مظاہر کوفہ سے بغرض نصرت امام حسین علیہ السلام نکل آئے تہے
اَوْ یَکُوْنُ لِحَجِّہٖ اِلَی الْکَعْبَۃِ سَبَبٌ اٰخَرُ یا اس لڑکے کے کعبے مین آنے کا اور سبب
ثانگی ہو وَبِالْجُمْلَۃِ فَلَمَّا رَاَی ابْنُ الْحَبِیْبِ اَنَّ الرَّاْسَ مُعَلَّقٌ فِی عُنُقِ الْفَرَسِ تَعَجَّبَ
مِنْ ھَوَانِہٖ وَذُلِّہٖ وَاضْطَرَبَ قَلْبُہٗ خلاصہ یہ ہی کہ جب حبیب ابن مظاہر کے بیٹے نے
سر کو اسطرح پر دیکہا کہ گہوڑے کی گردن مین لٹکایا ہوا ہی اس خواری اور ذلت کو دیکہکر
تعجب ہوا اور خون کا جوش دل مین پیدا ہو کر دل اسکا تڑپ گیا فَدَنٰی مِنْ بَدِیْلٍ
وَسَاَلَہٗ عَنِ الرَّاْسِ وَصَاحِبِہٖ وَبَدِیْلٌ لَا یَدْرِیْ اَنَّہٗ ابْنُ حَبِیْبِ بْنِ مُظَاھِرٍ رح
بدیل کے قریب یہ لڑکا گیا اور پوچہنے لگا کہ یہ سر کسکا ہی جو اس خواری اور ذلت سے لٹکایا ہے
اور بدیل کو یہ نہین معلوم تہا کہ یہ لڑکا حبیب ابن مظاہر رح کا ہے فَقَالَ لَہٗ بَدِیْلٌ ھٰذَا
رَاْسُ حَبِیْبِ بْنِ مُظَاھِرٍ صَاحِبِ الْحُسَیْنِ ع وَنَاصِرِہٖ قَدْ قَتَلْتُہٗ فِی الطَّفِّ

وَاخْتَزَنْتُ رَاسَهٗ بدیل کہنے لگا کہ یہ سر حبیب ابن مظاہر رح کا ہی جو صحابی امام حسین
کے تھے اور اونکی نصرت کرنی گئے تھے مین نے اونکو کربلا مین قتل کیا ہی اور سر اونکا جدا کر لیا
وَجِئْتُ بِهٖ اِلٰی مَکَّةَ لِاُهْدِیَهٗ اِلٰی بَعْضِ اَصْدِقَائِیْ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِصَاحِبِ الرَّاسِ اَیْضًا
اس سر کو مین یہان لایا ہون کہ اپنے بعض دوستون کو بطور ہدیہ کے دونگا وہ بھی مثل
میرے دشمن حبیب ابن مظاہر کا ہی فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ ابْنُ حَبِیْبٍ اِجْتَمَعَ هَمُّ الدُّنْیَا عَلَیْهِ
وَوَصَبَ اِلَیْهِ فَرَفَعَ حَجَرًا وَضَرَبَهٗ عَلٰی رَاسِهٖ وَقَتَلَهٗ حبیب حبیب بن مظاہر کے بیٹے
نے یہ حال سنا تمام دنیا کا رنج اوسپر یکجا ہوگیا اور تڑپ کر اوسکی طرف گیا اور ایک پتھر اوٹھا کر
اوسکے سر پر ایسا مارا کہ وہ ملعون واصل جہنم ہوا وَاَخَذَ رَاسَ اَبِیْهِ فَقَبَّلَهٗ
وَضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ وہ بکی پھر اپنے باپ کا سر لیکر اوسکو چوما اور سینے سے لگا کر بے اختیار
رونے لگے ثُمَّ دَفَنَهٗ فِیْ مَوْضِعٍ مِنْ مَکَّةَ یُقَالُ لَهٗ مُعَلّٰی وَیُسَمَّی الْاٰنَ ذٰلِكَ
الْمَوْضِعُ بِرَاسِ الْحَبِیْبِ رح بعد اسکے اوسکو مکہ معظمہ کے اوس مقام پر دفن کیا جسکا معلی
نام تہا اور اب اس زمانہ مین اوسکا نام لوگ راس حبیب کہتے ہین قُلْتُ وَاَمَّا جَسَدُ
حَبِیْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ رح فَمَدْفُوْنٌ فِیْ رَوَاقِ سَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
وَهُنَالِكَ اُمِرْنَا اَنْ نَكْتَسِبَ الْاَجْرَ بِزِیَارَتِهٖ سَلَامُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهٗ وَرِضْوَانُهٗ
عَلَیْهِ اور جسد حبیب ابن مظاہر رحمہ اللہ کا رواق مین روضہ امام حسین علیہ السلام
کے مدفون ہی اوسی مقام پر ہمکو حکم ہے کہ زیارت حبیب ابن مظاہر رحمہ اللہ پڑھکر
ثواب حاصل کرین سلام خدا کا اور رحمت اوسکی اور خوشنودی خدا کی حبیب ابن
مظاہر رح سے ہو وَاَمَّا مُعَارَضَةُ تِلْكَ الرِّوَایَةِ بِرِوَایَةِ رَشِیْدٍ الْهَجَرِیِّ فَنَدْفَعُهَا
بِاَنَّ بُدَیْلًا بَعْدَ اَخْذِ الْعَطِیَّةِ سَئَلَ اَنْ یُعْطٰی لَهُ الرَّاسُ اَیْضًا فَاَخَذَهٗ ثُمَّ
صَارَ بِهٖ اِلٰی مَکَّةَ مخالفت اس روایت کی روایت رشید ہجری رحمہ اللہ سے
یون اوسکو دفع کرتے ہین کہ اسی بدیل نے سو درہم انعام پانے کے بعد سر کو بھی مانگ لیا ہو
اور ابن زیاد نے بنظر شقاوت سر کے ذلت بڑہانے کی نظر سے اسی کو دیا ہو اور یہ مکہ معظمہ
مین لایا ہو یہ اویل کچھ بعید نہین ہے اب مخالفت دونون روایتون کی جاتی رہی الحمد للہ

باب پنجاہ و دوم فضائل جناب علی اکبرؑ اور بیان حسب و نسب اوس جناب کا اور کیفیت رخصت ہونے کی بغرض جہاد معرکہ کربلا مین بروز عاشورا اور صبر کرنا امام حسین علیہ السلام کا اونکے فراق پر اور اہل بیت کو بیتابی اور رونے سے منع فرمانا

اَلْمَشْهُوْرُ مِنَ الْقَابِهٖ عَلِیٌّ الْاَکْبَرُ وَهُوَ الْاَوْسَطُ مِنْ اَبْنَاءِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یُکَنّٰی بِاَبِی الْحَسَنِ مشہور لقب یا نام اوس جناب کا علی اکبر ہے اور وہ منجھلے بیٹے تھے جناب امام حسین علیہ السلام کی کنیت اونکی ابو الحسن تھی وَاُمُّهٗ تُسَمّٰی بِاُمِّ لَیْلٰی بِنْتِ مَیْمُوْنَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیَانَ مادر گرامی اونکی ام لیلا تھین میمونہ کی بیٹی وہ میمونہ جو ابی سفیان کی بیٹی تہین اس راہ سے آپ یزید کے بہانجے تھے یعنے پھوپھی زاد بھن کے بیٹے تھے وَعُمْرُهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ عَلٰی مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ سِنِیْنَ وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ سن شریف اوس جناب کا بروز عاشورا بنا بر روایت محمد ابن ابی طالب کے اٹھارہ برس کا تہا اور یہی مشہور بہی ہے یعنی ام لیلا کا مادر گرامی ہونا اور اٹھارہ برس کا سن ہونا اور اسیکو شہرت زیادہ ہے وَفِیْ نُوْرِ الْعَیْنِ سَمَّاهَا شَهْرَبَانَهْ وَلَهَا نَهْ ملا ابو اسحق نے کتاب نور العین مین اوس جناب کے مادر گرامی کا نام شہربانہ اور لمانہ لکہا ہے شاید یہ نام اصلی ہو اور ام لیلا کنیت ہو وَکَیْفَ مَا کَانَ فَاُمُّهٗ لَیْسَتْ شَهْرَبَانُوْیَهْ کَمَا عَلَیْهِ الْاِتِّفَاقُ اور کوئی نام آپ کے مادر گرامی کا کیون نہو مگر شہربانو آپکی مان نتہین چنانچہ اسی پر علمای انساب کا اتفاق ہو وَاَیْضًا اتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّهٗ کَانَ اَشْبَهَ النَّاسِ خَلْقًا وَخُلْقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَمَا یَاْتِیْ فِیْ دُعَاءِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ حِیْنَ اٰبَرَزَ اِلٰی مَیْدَانِ الْحَرْبِ اسپر بہی مورخین کا اتفاق ہے کہ جناب علی اکبرؑ خلقت مین یا اخلاق مین اور گویائی مین نہایت مشابہ تھے جناب

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چنانچہ وہ دعا جو حضرت امام حسین علیہ السلام
نے کی ہی بروقت روانگی علی اکبر کے واسطے جہاد کے اوسمین یہی الفاظ آپ سے
ارشاد فرمائے ہین وَكَانَ قَدْ رَبَّتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا هُوَ
الْمَشْهُورُ اور جناب زینب دختر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انکی پرورش کی تھی جیسا
کہ مشہور ہی وَلَعَلَّ السَّبَبَ فِي تَرْبِيَتِهِ لِزَيْنَبَ إِعْطَاءُ مَا لَهُ لِشَاكِلَةِ جَدِّهَا
شاید سبب پرورش کرنیکا حضرت زینب کو یہ تھا چونکہ علی اکبر مشابہ صورت مین جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے پس جناب زینب اپنے نانا کی شبیہ کی تعظیم
کرتی تھین لہذا علی اکبر کی ناز برداری زیادہ کرتی تھین وَقَالَ ابْنُ شَهْرَآشُوبَ
وَيُقَالُ إِنَّهُ ابْنُ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً جناب ابن شہرآشوب نے ایک روایت
غیر مشہور یہی لکھی ہے کہ سن جناب علی اکبر کا اوس دن پچیس برس کا تھا وَكَانَ مُطِيعًا
لِأَبِيهِ دَيِّنًا عَارِفًا بِالْأَحْكَامِ وَالسُّنَّةِ بَطَلًا ضِرْغَامًا جناب علی اکبر نہایت فرمانبردار
اپنے والد بزرگوار کے تھے بڑے دیندار تھے احکام قرآن وحدیث کو خوب جانتے تھے
بہادر تھے اور شیر دل تھے وَاثِقًا عَلَى اللهِ مُتَوَكِّلًا نَبِيهًا وَجِيهًا نَبِيهًا لَا نَظِيرَ لَهُ
فِي الْحُسْنِ وَالْبَهَاءِ خدا پر اپنے جملہ امور مین تکیہ کرتے تھے تیز ہوش تھے بڑے آبرودار
تھے بلند نامی انکو حاصل تھی حسن اور جمال مین بے نظیر تھے كَمَا ذَكَرَ ابْنُ إِدْرِيسَ
الْحِلِّيُّ أَنَّهُ قَالَ فِيهِ جَدُّهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ؎ لَمْ تَرَ عَيْنٌ نَظَرَتْ مِثْلَهُ
مِنْ مُحْتَفٍ يَمْشِي وَلَا نَاعِلِ چنانچہ ابن ادریس حلی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ
جناب امیر نے اپنے پوتے علی اکبر کی شان مین یہ شعر ارشاد فرمایا ہے کسی آنکھ نے
جسنے علی اکبر کو دیکھا ہی ایسا باحسن وجمال برہنہ پا اور پیادہ اور جوتا پہنے ہوئے چلتے
نہ دیکھا ہوگا وَأَمَّا كَوْنُهُ كَيِّسًا فَقَدْ رُوِيَ أَنَّهُ لَمَّا ارْتَحَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مِنْ قَصْرِ بَنِي مُقَاتِلٍ وَقَالَ السَّيِّدُ رہ حَتَّى نَزَلَ الثَّعْلَبِيَّةَ وَقْتَ الظَّهِيرَةِ
ذہین اور تیز طبیعت ہونا جناب علی اکبر کا اوسکی سند ایک یہی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام
نے قصر بنی مقاتل سے بروایتے کوچ کیا اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ کہتے ہین

مِثْلَہ

جب وہ جناب منزل ثعلبیہ پر دو پہر کے وقت پہونچے تو وضع راسہ فرقد ثم
استیقظ واسترجع سر جھکا کر آپ کو نیند آگئی جب بیدار ہوئے تو آپ نے
انا للہ وانا الیہ راجعون زبان پر جاری کیا فقال رایت ہاتفا یقول
انتم تسرعون والمنایا تسرع بکم الی الجنۃ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے خواب مین
ہاتف غیبی کی آواز آئی وہ کہتا ہے کہ تم لوگ جلدی کر رہے ہو اور تمہاری موت جلدی
کر رہی ہے کہ تمکو بہشت تک پہونچا دے قلت ولما کان الاسترجاع یتعاہد بعد خبر
الموت خصوصا وعموما بعد المصیبۃ علی ما قال عز وجل واذا اصابتہم
مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون مین کہتا ہون چونکہ استرجاع کی نسبت
دستور یہی ہے کہ بعد سننے خبر موت کے مستحب ہوا ہے اور عموما بعد کسی مصیبت کے بھی
اسکا دستور ہے جیسا خداوند عالم نے قرآن مین فرمایا کہ جب مومنین کو مصیبت پہونچتی ہے
وانا للہ زبان پر جاری کرتے ہین قال ابو مخنف فاقبل الیہ علی ابنہ
وقال یا ابت لما استرجعت لا اراک اللہ سوء ابو مخنف کہتے ہین جناب علی اکبر
خدمت مین اپنے والد ماجد کے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار آپ نے اسوقت
یہ کلمہ انا للہ کا زبان پر کیون جاری فرمایا خدا آپ کو کوئی روز بد نہ دکھائے قال
یا ولدی خفقت خفقۃ فرایت فارسا علی فرس وھو یقول القوم
یسیرون والمنایا یسیر بہم حضرت نے فرمایا اے میرے فرزند ابھی میری آنکھ
ذرا سی لگ گئی تھی مین نے خواب مین دیکھا ایک گھوڑے کے سوار کو وہ کہتا ہے کہ یہ
لوگ رواروی کر رہے ہین اور انکی موتین انکو کھینچے ہوئے لیے جاتی ہین وقد نص
الحسین علیہ السلام بموت نفسہ والذین معہ وقد فہم علی ابنہ انہ
سیقع لا محالۃ عما قریب اور چونکہ صاف صاف کہدیا جناب امام حسین علیہ السلام نے
کہ اب آپ کے اور آپ کے ہمراہیون کی موت ہوگی اور جناب علی اکبر علیہ السلام نے
سمجھا کہ بہت جلد یہ موت واقع ہونے والی ہے حیث انہ شبہ الامر الاتی بمنزلۃ
الواقع فاسترجع اسلیے کہ جناب امام حسین نے امر آیندہ کو مشابہ امر گذشتہ کے فرما کر

اَنَا لِلّٰهِ زبان پر جاری کیا یعنی اسکے واقع ہونے مین کچھ شک نہین ہو فَلِذَا اَعْقَبَ
عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهٖ یَا اَبَتِ اَفَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ اسیواسطے بعد اسکے
کہ جناب علی اکبر نے پہلے تو یہ کہا کہ خدا آپ کو روز بد نہ دکھلائے اور ساتھ ہی اوسکے
یہ بھی پوچھا کہ اے پدر بزرگوار کیا ہم لوگ حق پر نہین ہین وَالْمُرَادُ بِهٖ اَنَّ الْمَوْتَ
الَّذِیْ یَسِیْرُ بِنَا فَهُوَ عَلَی الْحَقِّ اَمْ لَا اور مراد جناب علی اکبر کی یہ ہو کہ جو موت ہم لوگون کو
کشش کر رہی ہے وہ حق پہ ہو گی یا نہو گی وَسَبَبُ ذٰلِكَ السُّؤَالِ اَنَّهٗ لَمْ یَسْئَلْ
ذٰلِكَ لِاِطْمِیْنَانِ قَلْبِهٖ اور سبب اس سوال کرنیکا یہ ہے کہ اپنے اطمینان قلب کے
واسطے آپ نے نہین پوچھا تھا فَاِنَّهٗ کَانَ عَالِمًا عَارِفًا عَلَی الْیَقِیْنِ مِنْ شَهَادَتِهٖ
وَمَرَاتِبِهٖ اِذْ هُوَ مِنْ اَخَصِّ اَهْلِ بَیْتِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ کہ جناب علی اکبر
جانتے بوجھتے تھے اور اپنی شہادت پر بایقین تھے اور اپنے مراتب کو خوب معلوم
کر چکے تھے اسلیے کہ وہ خاص اہل بیت مین جناب امام حسین علیہ السلام کے تھے بَلْ غَرَضُهٗ
اِسْمَاعُ غَیْرِهٖ مِنَ الْاَصْحَابِ الَّذِیْنَ لَمْ یَفُوْزُوْا بَعْدُ اِلٰی تِلْكَ الدَّرَجَةِ
مِنَ الْیَقِیْنِ بلکہ غرض ونکی یہ تہی کہ اور اصحاب جو ابہی اس درجہ یقین کو نہین پہونچے
ہین اونکا سنانا منظور تہا اوس جواب کا جو حضرت امام حسین علیہ السلام فرماوین گے
کَمَا اَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ غَرَضُ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ قَوْلِهٖ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ
تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ جس طرح پر
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بہی غرض اپنے اطمینان قلب کی نہ تہی جب خدا سے عرض
کی تہی خداوندا مجھے دکھلا دے تو کسطرح مردون کو زندہ کرتا ہو خدا نے فرمایا کہ کیا تجھکو
اے ابراہیم ہماری قدرت پر یقین نہین ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی
کہ ضرور مجھکو یقین ہے مگر مین چاہتا ہون کہ میرے قلب کو اطمینان بہی ہو جائے
اِذْ قَدْ صَرَّحَ الْمُفَسِّرُوْنَ بَلْ قَدْ نَصَّ بَعْضُهُمْ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ لِیَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُهُمْ یَعْنِیْ قُلُوْبَ الْحَضَّارِ کَمَا فِی الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ لِلسُّیُوْطِیِّ اسلیے کہ مفسرین
اہل اسلام نے تصریح کی ہے بلکہ بعض نے صاف صاف لکھدیا ہو کہ مراد حضرت ابراہیم کی

اطمینان قلب اون لوگون کی تہی جو اوس وقت حاضر تھے اور درخواست صادر کرنے
اس معجزے کی کر رہے تھے چنانچہ سیوطی نے تفسیر درمنثور اور تفسیر جلالین مین بہی اسکو
لکہدیا ہی فَلَمَّا سَأَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهِ أَفَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ قَالَ
الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلَى جب جناب علی اکبر نے اس طرح سے پوچہا کہ کیا ہملوگ
حق پر نہین ہین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ضرور تم لوگ حق پر ہو ثُمَّ
أَكَّدَ قَوْلَهُ بِالْقَسَمِ وَقَالَ وَاللّٰهِ نَحْنُ عَلَى الْحَقِّ پہر آپ نے اپنے قول کی تاکید فرماکر
یہ کہا کہ قسم خدا کی ہم ضرور حق پر ہین وَقَالَ السَّيِّدُ إِنَّهُ قَالَ بَلَى يَا بُنَيَّ وَاللّٰهِ الَّذِي
إِلَيْهِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ اور جناب سید رح فرماتے ہین کہ حضرت ؑ نے یہ ارشاد فرمایا ہم
ضرور حق پر ہین اے فرزند قسم ہی اوس خدا کی جسکی طرف بازگشت سب بندون کی ہی
وَإِنَّمَا ذُكِرَ مِنَ الْأَوْصَافِ ذٰلِكَ لِأَنَّ الْمَقَامَ يُنَاسِبُهُ اور صفات الٰہی مین سے اس
صفت کو خاص جو حضرت نے ذکر فرمایا اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ مقام مناسب اسی کے تہا
أَيْ لِأَنَّ الْكَلَامَ إِنَّمَا وَقَعَ فِي مَرْجِعِ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اسلیے کہ یہ کلام جوابی تو اسی مین صادر ہوا ہی کہ بازگشت اون لوگون کی جو ہمراہ جناب
امام حسین علیہ السلام کے تھے کسطرف ہوگے وَلَقَدْ خَصَّ اللّٰهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَيْنِ الشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قَدِ اسْتُشْهِدُوا يَوْمَ الطَّفِّ
بِسِتِّ خِصَالٍ لَمْ يَجْتَمِعْ فِي أَحَدٍ سِوَاهُ خداوند عالم نے جناب علی اکبر کو چہہ بزرگیان
ایسی عطا فرمائین جو کسی شہید مین شہداء کربلا مین سے نہین أَحَدُهَا أَنَّ الْحُسَيْنَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْبَسَهُ بِيَدِهِ الشَّرِيفَةِ الدِّرْعَ وَالْمِغْفَرَ وَغَيْرَهُ مِنَ الثِّيَابِ
وَلَمْ يُلْبِسْهَا غَيْرَهُ كَمَا سَيَأْتِي پہلی فضیلت یہ ہی کہ اوس شاہزادے کو جناب
امام حسین علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے زرہ اور خود وغیرہ آلات حرب اور
کپڑے پہنائے تھے اور کسی شہید کو اسطرح پر آراستہ کرکے میدان جنگ مین نہین بہیجا
چنانچہ اسکا بیان آتا ہی وَالثَّانِي دُعَاءُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ
وَعَلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ حِينَ بُرُوزِهِ بِمَا لَمْ يَدْعُ بِهِ دوسری فضیلت یہ ہی

کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے لشکر ابن زیاد پر اور خصوصاً عمر سعد پر بددعا فرمائی ویسی
بد دعا اور کسی وقت نہین آپ نے فرمائی تھی اَلثَّالِثُ تِلَاوَةُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
قَوْلَہٗ تَعَالیٰ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ الْاٰیَہ تیسرے تلاوت کرنا حضرت امام حسین علیہ السلام کا
اس آیۂ قرآنی کو اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی جسکی تفسیر اور غرض تلاوت ہم آیندہ بیان کرینگے
اَلرَّابِعُ اِدْخَالُ عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِسَانَہٗ فِیْ فَمِ اَبِیْہِ بَعْدَ
رُجُوْعِہٖ عَنِ الْحَرْبِ مَرَّۃً اُوْلٰی وَلَمْ یَفْعَلِ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذٰلِکَ بِاَحَدٍ
غَیْرِہٖ چوتھے داخل کرنا علی اکبر کا اپنی زبان کو مونھہ مین جناب امام حسین علیہ السلام کے
بعد واپس آنے میدان جنگ سے پہلے مرتبہ اور یہ فعل بھی امام زمانہ نے کسی سے نہین
کیا تا اینکہ علی اصغر سے بھی کہ شیر خوار تھے نہین کیا اَلْخَامِسُ اِعْطَاءُہٗ خَاتَمَہٗ فَوَضَعَہٗ
فِیْ فَمِہٖ پانچوین انگوٹھی دینا جناب امام حسین علیہ السلام کا جسکو جناب علی اکبرؑ نے
اپنے مُنہ مین رکھا اَلسَّادِسُ خُرُوْجُ زَیْنَبَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہَا بَعْدَ قَتْلِہٖ
عَنِ الْخَیْمَۃِ وَلَمْ تَخْرُجْ بَعْدَ قَتْلِ اَحَدٍ مِّنَ الشُّہَدَاءِ چھٹے نکل آنا خیمہ سے
جناب زینب علیہا السلام کا بعد انکے شہادت کی حالانکہ کسی شہید کے شہادت کے بعد
اس بیتابی سے وہ جناب نہین نکلین وَلْنُبَیِّنْ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنَ الْخِصَالِ السِّتِّ
الْمَذْکُوْرَۃِ بِمَا لَہَا وَمَا عَلَیْہَا عَلٰی مَا اَلْہَمَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِاَوْضَحِ الْبَیَانِ
اب چاہیے کہ ہم ہر یک فضیلت کو بتفصیل بیان کرین اور جو فواید اونکے ہین اونکو بھی
لکھین اور جو شبہات اونپر وارد ہوتے ہین اونکو بھی دفع کرین جسطرح پر خدا نے ہمپر
الہام کیا ہی لِیَرْتَفِعَ الشُّکُوْکُ وَتَزُوْلَ الْاَوْہَامُ وَیَفْتَرِقَ بِہِ النُّوْرُ مِنَ الظَّلَامِ
تاکہ شکوک اور شبہات دور ہو جائین اور نور خدا ظلمت سے جہالت یا عناد
کے جدا ہو جائے وَنُبَیِّنُ مِنْہُ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ہٰذَا
کَانَ اَرْجَحَ ثَوَابًا وَّاَرْفَعَ مَنْزِلًا وَّکَرَامَۃً عِنْدَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ
اور بیان کردینگے ہم کہ جناب علی اکبر کو بہت بڑا ثواب ملا اور اون کی منزلت
اور شان خدا کے نزدیک بہت زیادہ ہی اَمَّا کَوْنُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ

أَمِيْرَ الْعَسْكَرِ وَإِنْ نَقَلَهُ بَعْضُ النَّاقِلِيْنَ لٰكِنِّي إِلٰى هٰذِهِ الْغَايَةِ لَمْ أَعْثُرْ عَلٰى مَا هٰذَا ہو لیکن جناب علی اکبر کا سالار لشکر امام حسین علیہ السلام ہونا اگرچہ بعض لوگون نے اسکو ذکر کیا ہی مگر مجھے اسوقت تک اِس روایت کی اصل نہین ملی ہے وَلَسْتُ اُنْكِرُهُ أَيْضًا اور مین اِس روایت کا انکار بھی نہین کرتا فَعَسٰى أَنْ يَكُوْنَ لِذٰلِكَ أَثَرٌ فِي الْكُتُبِ الَّتِي لَمْ يَتَيَسَّرْ لِي قِرَاءَتُهَا شاید کہ اِس مضمون کا وجود اون کتابون مین ہو جنکا دیکھنا اسوقت تک مجھے نصیب نہین ہوا وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ بُعْدٌ بَلِ الْأَنْسَبُ عِنْدِي أَنَّهُ كَانَ حَرِيًّا بِذٰلِكَ اور کچھ بعید بھی نہین ہی بلکہ مناسب میرے نزدیک یہی ہے کہ جناب علی اکبرؑ ہی لائق اِس لشکر کی سالاری کے تھے لِكَوْنِهِ أَشْبَهَ النَّاسِ خَلْقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَوْنِ هٰذَا الْجِهَادِ كَأَنَّهُ جِهَادُ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اسلیے کہ جناب علی اکبر خلقت اور گویائی مین بہت مشابہ تھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور یہ جہاد جو کربلا مین ہوا گویا جہاد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا فَالْأَنْسَبُ أَنْ يَكُوْنَ الْأَمِيْرُ عَلَى الْمُجَاهِدِيْنَ هُوَ الَّذِي يَكُوْنُ أَشْبَهَ خَلْقًا بِالنَّبِيِّ لِيَتِمَّ الْمُضَاهَاةُ پس مناسب یہی تھا کہ اِس جہاد مین افسر مجاہدین پر وہی شخص ہو جو شکل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا تاکہ مشابہت پوری ہو جائے وَلَا يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ حَدَاثَةُ سِنِّهِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ اور سالار لشکر ہونے کو جناب علی اکبر کے اونکی کم سنی منع نہین کرسکتی ہو خدا نے قرآن پاک مین فرمایا ہی کہ بزرگ اور باوقار زیادہ تم مین سے خدا کے نزدیک وہی شخص ہی جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہو وَقَدْ نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ لَمَّا تَأَمَّرَ مَعَ صِغَرِ سِنِّهِ كَمَا هُوَ مَعْلُوْمٌ یہ آیہ جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہی جونکہ اور لوگ آپ کے کمسن ہونے سے ایک گونہ آپ کی فضیلت مین شک کرتے تھے دیکھو کتب تفسیر اور احادیث فریقین کو اور بعیت شجرہ کی باتون کو یاد کرو اور اگر یہ کتاب عام مسلمانون کے واسطے نہ لکھی جاتی تو اور بھی کچھ بیان کرتا

باب پنجاہ و دوم روانگی جناب علی اکبرؑ واسطے جہاد کے اور امان یزید کو قبول نکرنا اور جناب امام حسینؑ کی بیقراری دل کی کیفیت اور بددعا کرنا پیروان یزید کو

قال فی مختصر الانساب علی ما نقلہ الاستاذ فی المجالس المفجعۃ ان اھل الشام اعطوہ امانا من القتل مختصر الانساب مین لکھا ہی جسکو میرے اوستاد علیین مکان جناب میرن صاحب قبلہ مرحوم نے مجالس مفجعہ مین نقل کیا ہی کہ اہل شام جناب علی اکبر کے واسطے امان قتل سے لائے تھے لانہ کان ابن بنت البنت لابی سفیان فلم یقبلہ اسلیے کہ وہ جناب ابوسفیان کے نواسے کے بیٹے تھے یعنی یزید کی حقیقی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے پس بہانجے ہوئے اس قرابت کے وجہ سے آپکا پاس ولحاظ کرکے امان انکو دیتے تھے آپ نے اس ننگ کو گوارا نہین کیا وقال وجاھۃ جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم من وجاھۃ آل مروان اور فرمایا کہ آبرو اور عزت میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کی بہت بڑی ہے وجاہت آل مروان سے جب تم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجاہت کو نہ مانا تو مجھے اس قرابت کا کیا لحاظ ہوسکتا ہی قلت ھذا کما وقع لعباس ابن علیؑ واخوتہ من الشمر کما ذکرتہ فی بابہ مین کہتا ہون کہ یہ امان ویسی ہی جسطرح جناب عباس اور اون کے بہائیون کو شمر ملعون اپنی قرابت کی وجہ سے امان دیتا تہا اور اوہنون نے بہی منظور نہین فرمایا چنانچہ ہم نے اسکو جناب عباسؑ کے حالات مین لکھا ہی فاما کیفیۃ بروزہ للجھاد یوم عاشورا فقد اختلف الرواۃ فیہ جناب علی اکبر کا میدان جنگ مین تشریف لیجانا بروز عاشورا اسمین راویون نے اختلاف کیا ہی وقد روی ابو الفرج فی المقاتل عن الباقر علیہ السلام ان اول قتیل من ولد ابی طالب مع الحسین علیہ السلام علی ابنہ کما فی البحار ابوالفرج نے مقاتل مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت کی ہی کہ سب سے پہلے اولاد جناب ابی طالب مین جو شہید ہوئے ہین جناب علی اکبرؑ تھے بحار مین اسکو نقل کیا ہی

مختصر الانساب

فی المقاتل

وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِي زِيَارَتِهِ الْمَخْصُوصَةِ بِهِ وَمَا رَوَاهُ الْمُفِيدُ رَحِمَهُ اللهُ
اور اسی بات کی تائید کرتی ہو وہ زیارت جو خاص جناب علی اکبر کے ائمہ علیہم السلام سے
منقول ہو اور جناب شیخ مفید نے بھی آپ کی شہادت کا مقدم واقع ہونا نقل کیا ہے
وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ اَنَّ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ اَمَّا بَرَزَ وَقَدْ
صَارَ يَخْبِطُ الْاَرْضَ بِغُبَارِهِ وَيَنْكُشُ اور بعض روایات بین حمید ابن مسلم سے
یہ منقول ہو کہ جب احمد ابن حسن واسطے جہاد کے نکلے اور کیفیت اونکی یہ تہی کہ غبار
اوٹہاتا زمین سے جب اونہون نے اپنا گھوڑا دوڑایا تہا یا لشکر کفار کو گرد برد کردیا تہا
اور بہت جلد گھوڑا دوڑاتے تھے وَيَجُولُ يَمِيْنًا مِنَ الْعَطَشِ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَنْظُرُهُ وَيَبْكِي اور وہ صاحبزادہ اپنے داہنے طرف گھوڑا دوڑاتے ہوئے پیاس کی
بینائی بین چلے جاتے تھے اور جناب امام حسین علیہ السلام اپنے بھتیجے کو دیکھ دیکھ کر رو رہے تھے
فَسَمِعَ الْبُكَاءَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ اَبِيهِ فَخَرَجَ يَعْثُرُ فِي اَذْيَالِهِ
قَائِلًا يَا اَبَتَاهُ مَا بَالُكَ تَبْكِي جناب علی اکبر اپنے پدر بزرگوار کے رونے کی آواز سنکر
[illegible] تابی سے نکلے کہ دامن قبا آپ کا اولجھتا تہا اور ٹہوکر لگتی جاتی تہی زمین پر
[illegible] تے تھے اور سنبھلتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے میرے صابر و شاکر پدر بزرگوار
کیا حال ہو آپکا کہ جو اسقدر آپ روتے ہین فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَا
تَرَى ابْنَ عَمِّكَ مِنْ اَجْلِ اَبِيهِ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی اکبر تم اپنے
چچازاد بہائی کو دشمنون کے حربون سے نہین بچاتے ہو دیکھو کہ اونکو دشمنون نے گہیر
لیا ہی فَقَالَ يَا اَبَتَاهُ اَلْعَطَشُ اَهْلَكَنِي وَالْجُوعُ اَنْهَكَنِي علی اکبر نے جواب دیا
کیونکر بچاؤن مین اے پدر بزرگوار پیاس نے مجکو ہلاک کر رکہا ہی اور بہوک نے اسقدر
کمزور کردیا ہی کہ طاقت جسمانی بالکل زائل ہو گئی فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَا وَلَدِي مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خُرُوجُ رُوحِكَ وَيَذْهَبُ عَنْكَ مَا تَجِدُهُ
جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فرزند اب تمکو بہشت کے پہونچنے مین اتنی
دیر ہی کہ ادہر روح تمہارے جسم سے نکلی اور بہشت مین داخل ہوئی اور یہ ایذا بہوک

اور پیاس کی سب جاتی رہیگی اَتُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ قَتِیْلاً بَیْنَ یَدَیْکَ کیا تمکو علی اکبر
یہ بات پسند ہے کہ مین تمہارے سامنے شہید ہو جاؤن فَقَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
لَا وَاللّٰہِ یَا اَبَتَاہُ اَنَا اُحِبُّ اَنْ تَرَانِیْ قَتِیْلاً جناب علی اکبر بیتاب ہو گئے اور کہنے لگے
کہ نہین مجھسے آپ کے شہادت کب دیکھی جائیگی قسم ہے خدا کی اے پدر بزرگوار مین یہی چاہتا
ہون کہ آپ مجھکو شہید ہوتے ہوئے دیکھین فَنَزَلَ اِلَی الْحَرْبِ فَقَاتَلَ مَعَ ابْنِ عَمِّہٖ
اَحْمَدَ یہ کہکر جناب علی اکبر میدان حرب کو روانہ ہوئے اور اپنے چچازاد بھائی احمد بن
الحسن کے ہمراہ کفار سے لڑنے لگے فَقُتِلَ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ مُنْقِذُ بْنُ النُّعْمَانِ
الْعَبْدِیُّ بِنَبْلَۃٍ احمد بن الحسن کو منقذ ابن نعمان عبدی نے ایک تیر سے شہید کیا
وَلَمْ یُذْکَرْ فِیْ تِلْکَ الرِّوَایَۃِ مَا صَارَ اِلَیْہِ مَآلُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اس روایت مین پھر آگے راوی نے یہ نہ بیان کیا کہ انجام کار جناب علی اکبر کا کیا ہوا
وَالْمَشْهُوْرُ بَیْنَ الرُّوَاۃِ اَنَّہٗ بَرَزَ اِلَی الْجِهَادِ بَعْدَ اَخِیْہِ مِنْ عَمِّہٖ الْقَاسِمِ
اور مشہور یہ روایت ہے کہ جناب علی اکبر بعد اپنے چچا زاد بھائی حضرت قاسم کے میدان
جنگ مین تشریف لائے تھے وَلَمَّا اَرَادَ الْبِرَازَ فَرُوِیَ فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ اَنَّہٗ قَدْ
عَلَتْ اَصْوَاتُ النِّسَاءِ بِالْبُکَاءِ وَالنَّحِیْبِ اور جب علی اکبر نے قصد روانگی جہاد کا فرمایا
بعض کتابون مین یہ روایت کی ہے کہ خیمہ حرم محترم سے آواز رونے مخدرات کی بلند ہوئی
اور شور برپا ہوا وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَمْنَعُهُنَّ وَیَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا قَدِ اشْتَاقَ
اِلٰی لِقَاءِ اللّٰہِ وَلِقَاءِ اٰبَائِہٖ فَلَا تَمْنَعْوْہُ مِنَ الْبِرَازِ جناب امام حسین علیہ السلام
مخدرات کو رونے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اب میرے فرزند علی اکبر کو اشتیاق
ملاقات پروردگار پیدا ہوا ہے اور اپنے آبائے طاہرین سے ملنے کا شوق انکو زیادہ ہے
اب انکو جانے دو مت روکو وَقَدْ کَانَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُلْبِسُہُ الدِّرْعَ
وَالْمِغْفَرَ وَغَیْرَهُمَا مِنْ اٰلَاتِ الْحَرْبِ وَمَعَ ذٰلِکَ حَزِیْنٌ کَئِیْبٌ اور خود جناب
امام حسین علیہ السلام اپنے ہاتھ سے علی اکبر کو زرہ اور خود پہنا رہے تھے اور سلاح جنگ
سج رہے تھے مگر دل آپ کا بیقرار تھا اور شکستگی چہرہ سے ظاہر ہوتی تھی وَفِی اللُّهُوْفِ

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ وَكَانَ مِنْ أَصْبَحِ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنِهِمْ خُلُقًا اور اهوف مین روایت کی ہو کہ جناب علی اکبر خیمہ سے نکلے نہایت خوش رو جوان تھے اور اخلاق انکے بہت اچھے تھے یا خلقت مین نہایت حسین تھے فَاسْتَأْذَنَ أَبَاهُ فَأَذِنَ لَهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ نَظْرَةَ آيِسٍ مِنْهُ ثُمَّ أَرْخَى عَيْنَيْهِ وَبَكَى اجازت حرب اپنے والد بزرگوار سے طلب کی حضرت نے اجازت دی اور نگاہ یاس سے اپنے پارۂ جگر کی طرف دیکھا بعد اوسکے آنکھین اپنی نیچی کرلین اور ضبط نہوا آپ رونے لگے وَقَالَ أَبُو إِسْحٰقَ أَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ وَأَسْبَلَ عَبْرَتَهُ اور ملا ابو اسحق کہتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے رخصت کے وقت علی اکبر کے منہ کی طرف دیکھا اور آنسو آپ کے جاری ہوئے رونے لگے فَإِنْ كَانَ يَبْكِي فَلَيْسَ هٰذَا الْبُكَاءُ لِفَقْدِ ابْنِهِ عِنْدِي اگر رونا جناب امام حسین علیہ السلام کا صحیح ہی تو یہ رونا میرے نزدیک اس راہ سے نتہا کہ جناب علی اکبر کی شہادت پر آپ روتے تھے وَإِنَّمَا يَكُونُ لِأَنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَخْلُو عَنْ زِيَارَةِ شَبِيهِ جَدِّهِ وَتَقِلُّ الْبَرَكَةُ فِيهَا بلکہ یہ رونا اسواسطے تہا کہ انکے شہادت کے بعد دنیا زیارت ہمشکل نبی سے خالی ہوتی تھی اور برکت دنیا سے کم ہوئی جاتی تہی يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ شَهْرَآشُوبَ فِي الْمَنَاقِبِ أَنَّهُ لَمَّا تَقَدَّمَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأُمُّهُ لَيْلَا بِنْتُ أَبِي مُرَّةَ بْنِ مَسْعُودِ الثَّقَفِيِّ جسطرح پر دلالت کرتی ہو اسی بات پر وہ روایت جسکو محمد ابن ابی طالب نے اور ابن شہر آشوب نے مناقب مین ذکر کیا ہو کہ جسوقت جناب علی اکبر روانہ میدان ہوئے اور مان اونکی لیلا بیٹی ابی مرہ بیٹا مسعود ثقفی کا تہا رَفَعَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَبَّابَتَهُ نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ غُلَامٌ أَشْبَهُ النَّاسِ خَلْقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُولِكَ جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اوٹھا کر یہ دعا فرمائی خداوندا تو گواہ رہنا ان ظالمون پر اسوقت ایسا ایک لڑکا انسے لڑنے جاتا ہی جو نہایت مشابہ تہا صورت مین اور گویائی مین تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَكُنَّا إِذَا اشْتَقْنَا

اِلیٰ نَبِیِّكَ نَظَرْنَا اِلیٰ وَجْهِهٖ ہملوگ جسوقت مشتاق تیرے نبی ؐ کی زیارت کے ہوتے تھے
اسی فرزند کے منہ کو دیکھ لیتے تھے اَللّٰھُمَّ اَمْنَعْھُمْ بَرَکَاتِ الْاَرْضِ وَ فَرِّقْھُمْ
تَفْرِیْقًا وَاجْعَلْھُمْ طَرَائِقَ قِدَدًا خداوندا برکات زمین کی ان لوگون سے اوٹھالی
اور انکی جماعت کو پریشان کردے اور انکو متفرق اور جدا جدا کردی وَلَا تُرْضِ الْوُلَاۃَ
مِنْھُمْ اَبَدًا اور کبھی ان مین سے کسی کو والی ملک اور حکمران ہونے دے فَاِنَّھُمْ
دَعَوْنَا لِیَنْصُرُوْنَا ثُمَّ عَدَوْا عَلَیْنَا یُقَاتِلُوْنَنَا اسلیئے کہ انہین بدعہدون نے ہمکو
بلایا تہا کہ ہماری نصرت کرینگے اب آج ہمپر چڑہائی کرکے آئے ہین اور ہم سے لڑتے ہین
ثُمَّ صَاحَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ مَالَكَ قَطَعَ اللّٰہُ رَحِمَكَ وَلَا بَارَكَ اللّٰہُ
لَكَ فِیْ اَمْرِكَ بعد اسکے بآواز بلند آپ نے پکارا عمر سعد کو اور کہا کیا تجکو ہو گیا ہے
خدا تیرے عزیزون سے تیری قرابت کو قطع کرے اور جس بات کی تو آرزو مین ہو اوسمین
خدا برکت ندے وَسَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْكَ مَنْ یَذْبَحُكَ بَعْدِیْ فِیْ فِرَاشِكَ کَمَا قَطَعْتَ
رَحِمِیْ وَلَمْ تَحْفَظْ قَرَابَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تجہپر خدا
مسلط کرے اوس شخص کو جو تجکو تیرے بستر خواب پر ذبح کرے بعد میرے شہید ہوجانے کے
جسطرح تونے میرا قطع رحم کیا ہی اور میرے قرابت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے تونے بہلادی ہی قُلْتُ وَقَدْ وَقَعَ کَمَا دَعَاہُ فَقَدْ ذَبَحَہٗ وَلَدُہُ الْاَکْبَرُ
فِیْ فِرَاشِہٖ کَمَا ذَکَرْتُہٗ فِیْ بَابِہٖ مین کہتا ہون وہی جو حضرت نے دعا فرمائی تہی
کہ عمر سعد ملعون کے بڑے بیٹے نے اوسکو فرش خواب پر ذبح کیا چنانچہ اسکو کتب اہل سنت سے
عمر سعد کے حالات مین مینے لکہا ہی وَلٰکِنْ ھٰذَا الدُّعَاءُ بِاَلْفَاظِہٖ یَدُلُّ عَلٰی اِفْرَاطِ اَلَمِہٖ
مگر یہ دعا اور اسکے الفاظ جگرخراش دلالت کرتے ہین کہ اوسوقت بڑا صدمہ جانکاہ
جناب امام حسین علیہ السلام کو تہا وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِكَ حَطٌّ مِنْ شَانِہٖ وَلَا نَقِیْصَۃٌ
فِیْ مُصَابَرَتِہٖ اور کسی طرح اس دعا کرنے مین خلاف شان حضرت کے نہین ہی
اور نہ کسی طرحکا نقصان آپ کے صبر مین اس سے لازم آتا ہی فَقَدْ اَذِنَ اللّٰہُ تَعَالٰی
لِلْمَظْلُوْمِ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ

خدا نے اجازت دی مظلوم کو اور فرمایا ہی خدا کسی بلند آواز کو دوست نہین رکھتا ہی جو شکایت اور بدگوئی پر شامل ہو سواے آواز مظلوم کے اور اوسکی ایسی آواز کو خدا دوست رکھتا ہی قال ثُمَّ رَفَعَ الحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَوْتَہٗ وَتَلٰی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ جناب ابن شہر آشوب کہتے ہین کہ پہر جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنی آواز بلند کرکے اس آیہ کو پڑہا خدا نے برگزیدہ کیا حضرت آدمؑ کو اور حضرت نوحؑ کو اور آل براہیمؑ کو اور آل عمرانؑ کو تمام عالم پر یہ برگزیدہ ذریتین ہین کہ بعض انمین سے بعض سے افضل ہین اور خدا ہمارے اس بیان کو سن رہا ہی اور وہ جانتا ہی ہر ایک بات کو واضح ہو کہ آل عمران سے اس آیہ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہین لیکن چونکہ والد بزرگوار جناب امیر علیہ السلام کی اونکا بہی نام عمران تہا اسی واسطے حضرت کو علی عمرانی کہتے ہین پس آل عمران سے اولاد جناب ابوطالب کی بہی مراد ہو سکتی ہی قُلْتُ ھٰذَا اِیْمَاءٌ مِنْہُ عَ اِلٰی کَوْنِہٖ مِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ مِنْ ذُرِّیَّۃِ الْاَنْبِیَاءِ الْاَبْرَارِ مین کہتا ہون کہ اس آیہ کا پڑہنا اس غرض سے تہا کہ آپ نے باشارہ بیان کر دیا کہ مین بہی برگزیدگان الٰہی مین سے ہون جو مقبول بارگاہ خدا تہے اور ذریت مین سے انبیاء اطہار کے مین بہی ہون وَلَمَّا اشْتَمَلَتْ تِلْکَ الْاٰیَۃُ عَلٰی ذِکْرِ اَرْبَعَۃٍ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَلَا بُدَّ لَنَا اَنْ نَذْکُرَ الْمُنَاسَبَاتِ الَّتِیْ اَرَادَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ ذِکْرِھِمْ چونکہ یہ آیہ چار پیغمبرون کے ذکر پر شامل ہی اب ہمکو مناسب ہی کہ جن مناسبتون کے غرض سے حضرت نے یہ آیہ پڑہی ہی اونکو بہی بیان کرین اَمَّا ذِکْرُ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَدْ کَانَ یَبْکِیْ لِفِرَاقِ الْجَنَّۃِ وَفِرَاقِ حَوَّا عَلَیْہَا السَّلَامُ فَکَاَنَّہٗ اِشَارَۃٌ اِلٰی جَوَازِ بُکَائِہٖ لِفِرَاقِ اِبْنِہٖ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر اس غرض سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ جناب فراق بہشت مین اور کبہی فراق مین جناب حوا علیہا السلام کے رویا کرتے تہے پس جناب امام حسین علیہ السلام اشارہ کرتے ہین کہ میرا رونا فراق مین اپنے فرزند کے جائز ہی وَذِکْرُ نُوْحٍ النَّبِیِّ لِوَجْہَیْنِ اَمَّا اَوَّلًا فَلِنُوْحِہٖ اَیْضًا کَمَا تَعْلَمُ حضرت نوحؑ کا

ذکر اسوقت دو سبب سے مناسب معلوم ہوتا ہی پہلے تو یہی ہے کہ وہ جناب بہی رویا کرتے تھے چنانچہ تفسیر کے دیکھنے والے کو بخوبی معلوم ہو وَالثَّانِی وَھُوَ الْاَنْسَبُ بِمَا دَعَاہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَی الْقَوْمِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی حِکَایَۃً عَنْ نَبِیِّنَا نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور دوسری وجہ حضرت کے ذکر کرنے کی یہ ہی کہ جو آپ نے بددعا امت پر اسوقت کی اوسکو مناسبت ہی اوس بددعا سے جو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت پر کی تہی جسطرح کہ خداوند عالم قرآن مین حکایت فرماتا ہی قَالَ رَبِّ اِنَّھُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْہُ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗ اِلَّا خَسَارًا وَمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ الہی مین عرض کی خداوندا ان لوگون نے میرے حکم کی نافرمانی کی اور پیروی کی اوس شخص کی کہ جسکا مال اور اوسکا بیٹا سوائے زیان کاری کے اور اوسکو کچہہ نہین دیتا ہو اور کچہہ نہین بڑہاتا ہی اور مکر کیا ان لوگون نے ایسا کہ بہت بڑا مکر ہے وَھٰکَذَا کَانَ قَضِیَّۃُ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ فِیْ مَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَقَضِیَّۃُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ یہی حال ہوا عمر ابن سعد کا اوسکے مال اور اولاد مین کہ سوائے نقصان اور زیانکاری کے کچہہ نصیب نہوا اور جو لوگ کہ پیروی عمر سعد کی کرکے حضرت سے لڑے تھے اونپر یہ آیہ کیسی صادق آئی کہ وہ پیروا ایسے بدکار کے تھے جسکے مال اور اولاد نے سوائے نقصان کے اور کچہہ عمر سعد کو نتیجہ نہ دیا وَھٰذَا مِنْ کَرَامَاتِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اِخْبَارِہٖ بِمَا یَکُوْنُ اور یہ بات منجملہ کرامات امام حسین علیہ السلام کی ہی کہ آپ نے آیندہ بات کی خبر دی اور پوری پوری واقع ہوئی وَلٰکِنْ فَرْقٌ بَیْنَ دُعَاءِ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی اُمَّتِہٖ وَبَیْنَ دُعَاءِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لیکن بہت بڑا فرق ہی بددعا مین حضرت نوح کے جو اپنی امت پر آپ نے کی تہی اور بددعا مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے فَاِنَّ نَبِیَّنَا نُوْحًا عَلَیْہِ السَّلَامُ دَعَا عَلٰی کُلِّ الْاُمَّۃِ فَقَالَ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا اسلیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تمامی امت پر بددعا کی تہی اور کہا تہا کہ پروردگارا سطح زمین پر کوئی چلنے والا باقی نہ رہجائے وَاَمَّا الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

فَقَدْ دَعَا عَلیٰ مَنْ بَایَعَ یَزِیْدَ مِنْ اُمَّۃِ جَدِّہٖ خَاصَّۃً اَوْتَابَعَہٗ فِیْ ذٰلِکَ
مگر جناب امام حسین علیہ السلام نے فقط اونہین لوگون پر بددعا کی جو امت مین آپکے نانا کی
تھی اور یزید کے پیرو ہوئے تھے یا وہ کفار جنہون نے اس لڑائی مین متابعت یزید کی کی تھی
فَاِنْ کَانَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَدْعُوْا عَلَیْہِمْ کَذٰلِکَ لَمْ یَبْقَ عَلیٰ وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَدٌ
مِنَ النَّاسِ پس اگر جناب امام حسین علیہ السلام بھی اوسیطرح سے بددعا کرتے جسطرح حضرت نوح نے
کی تھی کوئی شخص زمین پر زندہ باقی نرہجاتا اور ثبوت اسکا یہی ہو کہ جنکی نسبت آپنے بددعا کی
وہ سب ہلاک ہوئے اَمَّا ذِکْرُ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فَالْمُنَاسَبَۃُ بَیْنَ الذَّبِیْحَیْنِ ظَاھِرَۃٌ لیکن
ذکر کرنا آل براہیم کا پس مناسبت درمیان دونون ذبیح اللہ کے ظاہر ہے وَاَمَّا ذِکْرُ
اٰلِ عِمْرَانَ فَمِنْ وُجُوْہٍ لیکن ذکر کرنا آل عمران کا اوسکی کئی وجہین ہین مِنْھَا اَنَّ
عِیْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَیْضًا یُعَدُّ فِیْ اٰلِ عِمْرَانَ ازانجملہ یہ بھی ایک وجہ ہو کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام بھی آل عمران مین داخل ہین فَکَمَا اَنَّ عِیْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ زَعْمِ الْیَھُوْدِ
اَنَّھُمْ قَتَلُوْہُ وَصَلَبُوْہُ وَرَدَّ ذٰلِکَ سُبْحَانَہٗ تَعَالیٰ فَقَالَ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ
بَلْ رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ پس جسطرح عیسیٰ کی نسبت یہود کو یہ گمان ہو کہ اونہون نے جناب
عیسیٰ کو قتل کیا اور سولی دی اور حرمت حضرت کی ضایع کی اور خدا تعالیٰ نے اس گمان فاسد
کو یہودیون کے رد کرکے فرمایا نہ عیسیٰ کو یہودیون نے قتل کیا نہ سولی دی بلکہ خدا نے اونکو اپنی بارگاہ
عزت اور جلالت کی طرف اوٹھا لیا اور چوتھے آسمان پر پہونچے کَذٰلِکَ الْحُسَیْنُ یُرِیْدُ بِذٰلِکَ
اَنَّکُمْ وَاِنْ تَقْتُلُوْنِیْ وَاَوْلَادِیْ تُرِیْدُوْنَ بِذٰلِکَ ھَتْکَ حَرِیْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اسیطرح حضرت
امام حسین کی مراد اسوقت یہ ہو کہ تملوگ اگرچہ اسوقت مجکو اور میری اولاد کو قتل کرتے ہو اور ہتک حرمت
رسول اللہ کا تمہارا ارادہ ہو وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْنِیْ اَھْلَ الْبَیْتِ مِنَ الْمَنَاصِبِ الْعُظْمیٰ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلیٰ
وَالْحَیٰوۃِ الْاَبَدِیَّۃِ مگر خدا ہم اہل بیت کو اجر مین ان مصایب کے بڑے بڑے مرتبے اور درجات عالیہ اور
حیات جاودانی عطا کرتا ہو وَیَجْعَلُ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ مَنْ ھُوَ حَیٌّ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَھُوَ
الْمَھْدِیُّ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُصَلِّیْ خَلْفَہٗ عِیْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور ہماری اولاد مین وہ شخص کو
خدا پیدا کریگا جو قیامت تک زندہ رہینگے یعنی حضرت مہدی علیہ السلام جنکے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھینگے

باب پنجاہ وسوم جناب علی اکبر کا رجز پڑھنا اور زخمی ہو کر اپنے مجروح صورت جناب امام حسین علیہ السلام کو دکھلانی اور پانی طلب کرنا اور بیان فواید داخل کرنی زبان کو منہ مین اپنی باپ کے

ثُمَّ حَمَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْقَوْمِ وَهُوَ يَقُولُ ؎ اَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ٭ نَحْنُ وَبَيْتِ اللّٰهِ اَوْلٰى بِالنَّبِيِّ ٭ بعد رخصت ہونے کے جناب علی اکبر نے لشکر کفار پر حملہ کیا اور یہ اشعار رجز مین پڑھنے لگے مین علی بیٹا حسین ابن علی کا ہون ہملوگ برب کعبہ نہایت قریب رشتہ دار ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ؎ تَاللّٰهِ لَا يَحْكُمُ فِيْنَا ابْنُ الدَّعِيِّ ٭ اَطْعَنُكُمْ بِالرُّمْحِ حَتّٰى يَنْثَنِيْ ٭ قسم بخدا ہم اہل بیت پر ولدالزنا حاکم نہین ہو سکتا ایسا نیزہ مارونگا تمکو جو لچک سے دوہرا ہو جاتا ہی ؎ ضَرْبُكُمْ بِالسَّيْفِ اَحْمِيْ عَنْ اَبِيْ ٭ ضَرْبَ غُلَامٍ هَاشِمِيٍّ عَلَوِيٍّ ٭ تلوار سے لڑونگا تمسے اپنے والد بزرگوار کے حمایت کی نظر سے اور وہ پورا وار تلوار کا کرونگا جو لڑکا ہاشمی اور علوی کا وار مشہور ہی جس وار کو کوئی روک نہین سکتا فَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰى ضَجَّ النَّاسُ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ قَتَلَ مِنْهُمْ یہ رجز پڑھکر آپ نے لڑنا شروع کیا اور اتنے آدمیون کو قتل کیا کہ ان کشتون کو دیکھکر لشکریان یزید چلا اوٹھے وَرُوِيَ اَنَّهٗ قَتَلَ عَلٰى عَطَشِهٖ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا ایک روایت مین تو یہ ہی کہ اس پہلے حملہ مین باوجودیکہ پیاس سے وہ جناب جان بلب تھے ایکسو بیس آدمیون کو قتل کیا وَقَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ خَمْسَمِائَةِ فَارِسٍ ملا ابو اسحق نور العین مین کہتے ہین کہ پانسو سوارونکو قتل کیا اَبُوْ مِخْنَفٍ يَعُدُّهُمْ مِائَةً وَثَمَانِيْنَ اور ابو مخنف کہتے ہین کہ ایکسو اسی آدمی کو اس حملہ مین قتل کیا فَفَعَلَ ذٰلِكَ مِرَارًا اور اسی طرح کئی حملہ آپ نے کیے اور ہر ایک حملہ مین اسی قدر آدمیون کو قتل کیا وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ يَتَّقُوْنَ قَتْلَهٗ راوی کہتا ہے کہ کوفیان بیچا جناب علی اکبر کے مقتول ہو جانے کو بچاتے تھے قُلْتُ وَلَيْسَ هٰذَا الْكُوْنُ

شَبِیْہًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَلْ لِکَوْنِہٖ اِبْنَ الْاُخْتِ لِیَزِیْدَ
مین کہتا ہون کہ یہ بزرگداشت جناب علی اکبر کی اہل کوفہ اس راہ سے نہین کرتے تھے
کہ آپ ہمشکل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور اوسی خاندان مین
یہ داخل تھے بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ یزید کے پھوپھی زاد بہن کے آپ بیٹے تھے ثُمَّ رَجَعَ
اِلٰی اَبِیْہِ عَلٰی مَا رَوَاہُ اَکْثَرُ الرُّوَاۃِ حَتّٰی قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْاَسْفَرَائِیْنِیُّ ثُمَّ عَادَ اِلٰی
اَبِیْہِ کئی حملہ کرکے جناب علی اکبر اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین واپس آئے چنانچہ اکثر
راویون نے اسکو لکھا ہی یہان تک کہ ملا ابو اسحٰق نور العین مین لکھتے ہین کہ پھر اس
حملہ کرنے کے بعد جناب علی اکبر اپنے باپ کی خدمت مین واپس آئے وَقَدْ غَارَتْ عَیْنَاہُ
مِنَ الْعَطَشِ کیفیت یہ تھی کہ بسبب شدت پیاس کے دونون آنکھین اوس جناب کی
اندر گھس گئی تھین وَقَالَ یَا اَبَتِ قَدْ قَتَلَنِیَ الْعَطَشُ اور کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار پیاس
مجکو ہلاک کر رہی ہی وَزَادَ فِی الْبِحَارِ وَثِقْلُ الْحَدِیْدِ اَجْهَدَنِیْ اور بحار مین اتنی عبارت
اور زیادہ کی ہی کہ لوہے کی زرہ وغیرہ کے بوجھ نے اور زیادہ مجکو پریشان کر دیا ہی یعنی
دہوپ کی تمازت سے چونکہ گرم ہوگیا ہی اوسکی گرمی سے پیاس کی اور بہی شدت
ہوئی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ زرہ اور خود وغیرہ خود حضرت امام حسین
علیہ السلام نے پہنایا تہا آپ کے ادب سے اوسکو جناب علی اکبر اوتار نہین سکتے تھے
لہٰذا اجازت طلب کرتے ہین کہ اگر آپ حکم دین تو مین اسے اوتار ڈالون
فَهَلْ اِلٰی شَرْبَةِ مَاءٍ مِنْ سَبِیْلٍ اَتَقَوّٰی بِهَا عَلَی الْاَعْدَاءِ تہوڑا سا پانی
کسی طرح سے ملجاتا کہ اوسکو پیکر مجہمین طاقت دشمنون سے لڑنے کی آجاتے
قُلْتُ قَدْ یَظُنُّ بَعْضُ مَنْ لَا مَعْرِفَةَ لَهٗ اَنَّ رُجُوْعَهٗ عَنِ الْحَرْبِ لَا یَلِیْقُ
بِشَانِهٖ وَاِنَّمَا هِیَ کَرَّةٌ کبھی اوس شخص کو جسے معرفت اور علم نہین ہی ایسا گمان
فاسد ہوتا ہی کہ لڑائی سے پلٹ آنا لائق انکی شان کے نہین تہا اور یہ معاذ اللہ وہی
فعل ہی جسکو گریز کہتے ہین یعنی جہاد سے جان چہپائی وَاَیْضًا فَاِنَّ سُؤَالَهٗ وَطَلَبَهُ
الْمَاءَ عَنْ اَبِیْهِ لَا یَنْبَغِیْ لَهٗ وَهُوَ یَعْلَمُ مِنْ فَقْدِ الْمَاءِ مُنْذُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ

اور یہ بھی ایسے ہی نادان کہہ بیٹھتے ہین کہ پانی طلب کرنا انکو اپنے باپ سے کیونکر مناسب تہا حالانکہ جانتے تھے تین روز سے پانی بند ہے وَهٰذَا مِنَ التَّوَهُّمَاتِ الْفَاسِدَةِ وَالظُّنُوْنِ الْكَاذِبَةِ اور یہ دونون باتین گمان فاسد اور غلط خیالات مین داخل ہین فَاِنَّ الرُّجُوْعَ عَنِ الْحَرْبِ اِنَّمَا يَكُوْنُ فِرَارًا اِذَا كَانَ لِلْفِرَارِ وَالْكَرَّةِ مَجَالٌ اسلیے کہ معرکہ جنگ سے پلٹ آنا فرار اوسوقت کہلاتا ہی جب بہاگنے کی کسی طرف راہ بہی ہو وَمَنْ كَانَ مَحْصُوْرًا مِنَ الْجَوَانِبِ كُلِّهَا كَيْفَ يَكِرُّ وَاِلَى اَيْنَ يَفِرُّ جو شخص ہر طرف سے گہرا ہوا ہو کیونکر لڑائی سے منہہ موڑ سکتا ہی اور کدہر بہاگ کر جاسکتا ہی اَمَّا الْوُقُوْفُ عَنِ الْحَرْبِ وَالضَّرْبِ سَاعَةً فَلَيْسَ مِمَّا يُوْهِنُ فِي الْجَلَادَةِ لیکن دم لینا اور تہوڑی دیر لڑائی سے ٹہر جانا یہ بات کچہہ دلیری مین کمی نہین کرتی ہے اور نہ شجاعت مین اس سے فرق آتا ہی وَلَاسِيَّمَا لِمَنْ كَانَ جَائِعًا عَطْشَانًا مُنْذُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ خصوصًا اوس بہادر کا دم لینا جو تین دن سے بہوکہا پیاسا ہو وَاَيْضًا لَا يَبْعُدُ اَنْ يَكُوْنَ مَجِيْئُهٗ اِلٰى اَبِيْهِ عَنْ اِشَارَةٍ صَدَرَتْ اِلَيْهِ حِيْنَ الْبِرَازِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور یہ بہی کچہہ بعید نہین ہی کہ آنا علی اکبر کا خدمت مین اپنے باپ کے اسوجہ سے ہو کہ بروقت روانگی جہاد کے خود حضرت امام حسین علیہ السلام نے اون سے کہدیا ہو کہ تم ایک مرتبہ اور آجانا فَاِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ عَنْ يَرَى الْمَرْءُ اِبْنَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ وَقَدْ اَصَابَتْهُ جِرَاحَاتٌ وَغَارَتْ عَيْنَاهُ فِي اُمِّ رَاْسِهٖ اسلیے کہ بہت بڑی مصیبت یہ ہی اور سخت امتحان کی بات ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام اپنے ایسے بیٹے کو جسکے دیکھنے سے گویا زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوتی تہی اس حالت مین دیکھین کہ تمام بدن اونکا زخمون سے چور ہو رہا ہے اور دونون آنکھین گہسکر گویا سر مین چلی آئی ہین وَيَصْبِرُ وَلَا يَذْهَبُ حِلْمَهٗ الشَّيْطَانُ اس حالت سے اپنے پارۂ جگر کو دیکھین اور صبر کرین اور تحمل ون کا بجائے خود باقی رہے وَهٰذَا اَمَا نَقُوْلُهٗ لِلْمُكَابِرِ الْمُعَانِدِ یہ دو جواب تو اوسکی سمجہانے کے واسطے ہمنے دیے ہین

جو بیجا ہست کرتا ہو اور دشمن اہل بیت ہو وَ اَمّا ثانیاً یناسب فِي ذٰلِكَ اَنْ نَقُولَ لِلْاِخْوانِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَهُوَ اَنَّهُ لَا يُبْعَدُ اَنْ يَكُوْنَ فِي قَلْبِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هِمَّةٌ اَنْ يَعْتَنِقَهُ اَبُوْهُ ثَانِيًا وَيُقَبِّلَ جَبْهَتَهُ دوستان اہلبیت کے وگداز کرنے کے واسطے یہ جواب مناسب ہو کہ پلٹ آنا جناب علی اکبر کا کیا عجب ہے اِس غرض سے ہو کہ اونکے دل مین اِس بات کی آرزو تھی کہ ایک مرتبہ اور میرے باپ مجھسے لپٹ جائین اور پیشانی پر بوسہ دین اسی حسرت اور اشتیاق مین آئے تھے اِذْ كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحِبُّ اَبَاهُ حُبًّا شَدِيْدًا اِذْ هُوَ اٰخِرُ الْيَوْمِ لِوَدَاعِهِ اسلیے کہ جناب علی اکبرؑ کو اپنے والد بزرگوار سے بہت زیادہ محبت تھی اور یہ آخری دن تھا کہ وہ اپنے باپ سے رخصت ہوتے تھے اَوْ يُرِيْدُ اَنْ يَاْتِيَ بِهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمُوَاسَاةِ مَا يَبْقٰى اَثَرُهُ اِلٰى يَوْمِ الْحَشْرِ كَمَا يَاْتِيْ بَيَانُهُ یا غرض جناب علی اکبر علیہ السلام کی یہ تھی کہ اون کے ساتھ جناب امام حسین علیہ السلام ایسی محبت ظاہر کریں جسکا اثر قیامت تک باقی رہے چنانچہ اوسکا بیان آتا ہو اَوْ اَنَّهُ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى صَبْرِ اَبِيْهِ عَلٰى فِرَاقِهِ یا یہ غرض جناب علی اکبر کی تھی کہ زخموں سے چور ہو کر آئین اور دیکھین اور اونکے والد بزرگوار کیسا پورا صبر کرتے ہین اون کے فراق پر وَ اَنَّهُ كَيْفَ يَبْتَهِلُ وَيَحْتَسِبُ عِنْدَ اللّٰهِ اور یہ بھی دیکھین کہ ایسے وقت نازک مین کہ بشر کا کلیجہ منہ کو آجاتا ہو کس استقلال سے جناب امام حسین علیہ السلام خدا کی طرف رجوع فرماتے ہین اور اپنے اجر کی افزونی طلب کرتے ہین وَ اَمَّا الْجَوَابُ عَنْ سُؤَالِهِ الْمَاءَ وَاِظْهَارِ عَطَشِهِ فَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُشْتَاقًا اِلٰى مَا يُجِيْبُهُ اَبُوْهُ رہا اسکا جواب کہ اوسوقت پانی علی اکبر نے کیون طلب کیا اور اپنی پیاس کیون ظاہر کی پس یہ بات ہو کہ جناب علی اکبر مشتاق تھے کہ اسکا جواب والد بزرگوار کیا دیتے ہین وَيُظْهِرُ مِنْ عُلُوِّ شَانِهِ وَيَفْعَلُ بِهِ مَا لَمْ يَفْعَلْ بِاَحَدٍ مِنْ اَقْرِبَائِهِ لِكَوْنِهِ شَبِيْهًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ اور اسکے مشتاق تھے کہ انکے شان کی عظمت حضرت

امام حسین علیہ السلام ظاہر کریں اور اس طرح سے اونسے پیش آئیں اور وہ بات کریں
جو کسی نے نزدیک ان کے ساتھ نہیں کی ہو بسبب اسکے کہ وہ جناب شبیہ جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی کما روی فی البحار ان الحسین
علیہ السلام بکی وقال فی جوابہ یا بنی یعز علی محمد وعلی بن ابی طالب
وعلی ان تدعوھم فلا یجیبوک وتستغیث بہم فلا یغیثوک چنانچہ بحار
مین روایت کی ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے پانی طلب کرنے کی جواب مین
علی اکبر سے یہ فرمایا اے فرزند میرے بہت ناگوار ہے جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور علی ابن ابی طالب کو اور مجکو کہ تم مجھسے اور اون بزرگوارون سے پانی طلب کرتے ہو
یا انکو پکارتے ہو اور یہ لوگ تمہاری حاجت برا ری نہین کرتے ہین اور تم فریاد کرتے ہو
اور یہ فریادرسی نہین کرسکتے اور تو کچھہ اسوقت نہین ہوسکتا ہی مگر یا بنی ھات
لسانک فاخذ بلسانہ فمصہ اے فرزند اپنی زبان تم میرے منھ مین داخل کرو
بس جناب امام حسین علیہ السلام نے ہمشکل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اپنے
منھ مین لی اور اوسکو چوسنے لگے وفی بعض الروایات انہ لما ادخل لسانہ
فی فم ابیہ اخرجہ عاجلا وصرخ بالبکاء قائلا یا ابت ان لسانک وفمک
لایبس من لسانی اور بعض روایتون مین یہ وارد ہی کہ جسوقت جناب علی اکبر نے
زبان اپنی حضرت کے منہ مین داخل کی فور انکالکر چیخ مار کر رونے لگے اور کہتے تھے
کہ اے پدر بزرگوار آپ کی زبان اور منہ کی خشکی تو میری زبان کی خشکی سے بھی زیادہ ہے
وایضا فی سؤال الماء واظہار العطش من الفوائد ما لا احصیہا ایضا پانی
مانگنے مین اور پیاس کے ظاہر کرنے مین بہت سے فائدے تھے جنکا شمار مجھسے نہین
ہوسکتا ہی ولنذکر منہا ثلثا چاہیے کہ تین فائدے اور بھی ہم ذکر کرین الاولی
ان عطشہ وان کان معلوما متیقنا عند الحسین علیہ السلام لکنہ
لم یر العطش الذی قد اشتد بعد القتال والبراز پہلا امر یہ ہی کہ پیاس
علی اکبر علیہ السلام کی اگرچہ معلوم اور متیقن تھے لیکن جناب امام حسین علیہ السلام نے

وہ پیاس اوسکو نہیں دیکھی تھی جو بعد لڑائی کے بڑھ جاتی ہے فلما رآہ وصبر علیہ تضاعفت اجرہ جب اس پیاس میں بھی اپنے فرزند کو دیکھا اور صبر کیا اجر اور ثواب حضرت کا دو چند ہوگیا والثانیۃ انہ اراد ان یشہد علی صحابتہ فی ذلک العطش اباہ انہ یوم یلاقی ربہ دوسرا فایدہ یہ ہے کہ جناب علی اکبر کا ارادہ ہوا کہ اپنے اوس پیاس پر صبر کرنے میں اپنے والد بزرگوار اور امام کو گواہ قرار دین بروز ملاقات پروردگار وایضا یشہد اللہ علی ان اباہ قد کان محبوسا ممنوعا من الماء حتی انہ لم یقدر ان یسقی ابنہ شربۃ من الماء وقد کان قد جاھد فی اللہ حق جہادہ اور بھی خدا کو گواہ کرین اس بات پر کہ اونکے باپ اسقدر مجبور تھے اور پانی اونپر اسطرح سے بند کیا گیا تھا اون سے نہو سکا کہ تھوڑا سا پانی اپنے فرزند کو پلاتے اگرچہ اوس صاحب نے راہ خدا مین پورا جہاد کیا تھا والثالثۃ ان التفاحۃ التی قد جاء بہا جبرئیل علیہ السلام مع الفواکہ الاخر من الجنۃ اور تیسرا فایدہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمراہ اور میوہ ہاے جنت کے لاے تھے وفقد ذہب اثنتان منہا بذہاب اثنین من اصحاب الکساء اور دو سیب ان مین سے غایب ہوگئے تھے دو بزرگوارون کی رحلت کے وقت دنیا سے وبقیت التفاحۃ الی یوم عاشوراء لاختصاصہا بالحسین علیہ السلام اور یہ سیب باقی رہگیا تھا روز عاشورا تک اسلیے کہ اوسکو خصوصیت حضرت امام حسین علیہ السلام سے تھی وکان من خواصہا ان شمہا یسکن العطش اور اسکی خاصیت یہ تھی کہ اسکے سونگھنے سے پیاس کی شدت مین کمی ہو جاتی تھی وکان علی بن الحسین علیہ السلام عارفا بہا اور جناب علی اکبر کو اس سیب کی کیفیت معلوم تھی فلعلہ اراد ان یعطیہا ابوہ لیشمہا ویسکن لہیب العطش عنہ شاید علی اکبر علیہ السلام کو یہ خیال ہوا کہ مجھے والد بزرگوار اوس سیب کو دین وسکو سونگھون تاکہ بھڑک پیاس کی گھٹ جاے اور کم ہو جاے ولکنہا لما کانت من خصائص الحسین علیہ السلام لم یعطہا لیکن چونکہ وہ سیب خاص جناب

امام حسین علیہ السلام سے تھا انکو نہیں دیا بل اعطاہ خاتمہ لیمصّہا وقال خُذ یا بُنَیَّ فی فیک یا بن مزرالی الجہاد بلکہ اپنی انگوٹھی اوس صاحبزادہ کو آپ نے دی اور کہا کہ اے فرزند اسکو اپنے منہ میں رکھ لو اور جہاد کو روانہ ہو و آمّا قول الحسین علیہ السّلام یا بُنَیَّ ھَاتِ لِسانک فی فمی فلہ عندی وجوہ یہ فرمانا امام حسین علیہ السلام کا کہ اے فرزند تم اپنی زبان میرے منہ میں داخل کر دو اسکے میرے نزدیک چند اسباب ہیں آمّا اولاً فانّ الحسین علیہ السّلام اراد ان یظہر علی ابنہ ان عطشہ فی ریعانِ الشّباب وبعد الجرح والحرب والجَولان اشدّ یہلا سبب یہ تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو منظور تھا علی اکبر علیہ السلام پر یہ بات ثابت کر لی کہ اگرچہ تمہاری پیاس زیادہ ہو اسلیے کہ سن تمہارا نوجوانی کا ہو اور زخمی بھی ہو چکے ہو اور میدان بھی لڑ کر آئے ہو لکنّ العطش الّذی امتحن اللّٰہ بہ الحسین علیہ السّلام ھُوَ اعظمُ و اشدُّ من عطشہ بل من عطش الخلائق کلّہم لیکن جس پیاس سے آج خدا نے میرا امتحان کیا ہے باوجودیکہ سن پیری کا ہے اور ابھی ہم زخمی بھی نہیں ہوئے ہیں وہ پیاس تمہاری پیاس سے بہت زیادہ ہو بلکہ تمامی خلائق کی پیاس سے زیادہ ہو وقد ثبت ذلک بادخال اللّسان فی فمہ اور اسکا ثبوت اوسی وقت ہو گیا جب صاحبزادے نے اپنی زبان حضرت کے منہ میں داخل کی اور چلا کر روئے اور کہنے لگے کہ آپکی زبان میری زبان سے زیادہ خشک ہو والثّانی انّہ لمّا کان اشبہ خلقاً برسولِ اللّٰہ وکان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم یمصّ لسان الحسین علیہ السّلام کما یمصّ الرّجل السّکر اور دوسرا سبب یہ ہے کہ چونکہ جناب علی اکبر علیہ السلام ہم صورت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین علیہ السلام کی زبان کو اس طرح چوستے تھے جیسے آدمی شکر کو چوستا ہو وکان فی ایّامِ

الحسین علیہ السلام ذلک فی قلبہ ولا یرخصہ الشرع بنایہ امام حسین
علیہ السلام کے دل مین اس بات کی آرزو بہری ہوئی تہی کہ شبیہ رسول خدا سے
آپ کی زبان کو چوسین مگر شریعت ظاہری اسکی اجازت نہین دیتی تہی لان لعاب
الفم اذا خرج من موضعہ یحرم علی الانسان بلذۃ [illegible]
لعاب دہن جسوقت منہ سے نکلکر باہر آجاتا ہے تو آدمی کو اوسکا نگلنا [illegible]
وفی ذالک الیوم وذالک الوقت لما کان [illegible] العطش [illegible]
حتی روی ان لسان الحسین علیہ السلام کان کالاد [illegible]
اور اسوقت خاص مین چونکہ دونون بزرگوارون کے منہ خشک [illegible] یہان تک
کہ روایت مین وارد ہے کہ زبان امام حسین علیہ السلام کی ایسی تہی جیسے جلا ہوا چمڑا
ہوتا ہے فما کان مانعا من الشرع عن ذلک الفعل اب وہ مانع شرعی اوٹھ گیا تہا
جسکی بابت سے ایک آدمی دوسرے کی زبان اپنے منہ مین لے سکے وقد کان لہ تذکرۃ
لما کان یفعل جد الحسین علیہ السلام بہ اب اس تقدمہ کا پیار اور ایسی
محبت کی بات حضرت نے علی اکبر سے اس حالت کی آمین یاد آوری تہی اوس پیار اور
محبت کے جو نانا امام حسین علیہ السلام کے آپ کے ساتھ کیا کرتے تہے وفی ذالک
اظہار للمحبۃ کما لا یخفی ولذۃ للحسین علیہ السلام علی ما لا نہایۃ لہا
اور اس بات مین محبت کا اظہار اسقدر ہو کہ پوشیدہ نہین ہے اور لذت جناب امام حسین
علیہ السلام کو بہی اسقدر حاصل ہوئی ہوگی جسکی کچہ نہایت نہین ہے فان فعل علی بن
الحسین علیہ السلام الشبیہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد شابہ
فعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالحسین علیہ السلام اسلیئے کہ علی اکبر علیہ السلام کا
زبان داخل کرنا منہ مین جناب امام حسین علیہ السلام کے باین نظر کہ علی اکبر علیہ السلام
ہمشکل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہے نہایت مشابہ ہوا فعل جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے کرتے تہے ولذلک قال
الحسین ع یا بنی ہات لسانک فی فمی ولم یقل خذ لسانی فی فمک اسی واسطے

حضرت امام حسین نے علی اکبر سے فرمایا کہ اے فرزند ای شبیہ رسول اللہ تم اپنی زبان میرے منہ مین داخل کر دیہ نہین فرمایا کہ میری زبان تم اپنے منہ مین لو فتمت المشابہات التی ارادھا الحسین ع اب پوری مشابہت حاصل ہوگئی اوس فعل سے جسقدر اشتیاق امام حسین کو تہا اور محبت علی اکبر کی پوری پوری ظاہر ہوگئی فہذا الذی ذکرتہ ارجو من الحسین ع ومن ولدہ ان یشفعالی عند اللہ یوم الحشر اور یہ تاویل جو مین نے بیان کی ہے اسکا صلہ مین جناب امام حسین علیہ السلام اور اونکے صاحبزادے سے یہی چاہتا ہون کہ بروز قیامت میری شفاعت خدا سے کرینگے الثالثۃ ان علی بن الحسین علیہ السلام لما شکی الی ابیہ من کظہ العطش وقد کان شابا من الاحداث قوی البنیۃ نامی الاعضاء اور تیسرا سبب یہ ہی چونکہ جناب علی اکبر علیہ السلام نے شکایت ایذا دہی پیاس کی اپنی باپ سے کی تہی حالانکہ وہ نوجوان تھے جسم اونکا قوی تہا اعضای جسمانی مین ابہی نمو بالیدگی کا وقت تہا وابوہ فقد کان فی سن الانحطاط ضعف البنیۃ ذابل الاعضاء اور پدر بزرگوار اونکے سن انحطاط مین جسم ضعیف ہوگیا تہا اور اعضاے جسمانی مین روز بروز کمی ہوتی جاتی تہی والعطش قد کظہما مذ ثلثۃ ایام اور پیاس تین روز سے برابر دونون بزرگوارون کو تکلیف دے رکہی تہی فاراد ان یظہر عطشہ علی ولدہ من دون ان یشکو الیہ سلوۃ لہ پس منظور ہوا جناب امام حسین علیہ السلام کو کہ اپنے اس سن ضعیفی کی پیاس اپنے فرزند پر ظاہر کرین مگر زبان پر لفظ شکایت کی نہ آنے پائے اور پیاس کی شدت ظاہر ہوجائے تاکہ جناب علی اکبر علیہ السلام کو پوری پوری تسلی ہوجائے فلذا امر ابنہ بادخال لسانہ فی فمہ اسی واسطے علی اکبر کو حکم دیا کہ وہ اپنی زبان حضرت کے منہ مین داخل کرین فیکون لسان ولدہ حاسا ولسانہ محسوسا اب اسوقت زبان علی اکبر علیہ السلام کی حس کرنے والی ہوئی اور حضرت علیہ السلام کی زبان کی خشکی محسوس ہوگئی اور یہ غرض اسیطرح پر تمام ہوتی ہے کہ حس کرنے والی چیز محسوس پر وارد کیجائے اور ویسا ہی ہوا

کظاظہ

باب پنجاہ وچہارم جناب علی اکبر کا دوبارہ میدان جنگ میں جانا اور شہید ہونا اور انکی لاش پر جناب امام حسینؑ کا پہونچنا اور جناب زینب کا خیمہ سے نکل آنا اور جواب وحشت کا جو اس روایت میں ہوتا ہے

قَالَ الرَّاوِی لَمَّا بَکَی عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعْدَ اِدْخَالِ لِسَانِہٖ فِیْ فَمِ اَبِیْہِ قَائِلًا یَا اَبَتِ اِنَّ لِسَانَکَ لَا یَشْفٰی مِنْ لِسَانِیْ راوی کہتا ہے کہ جناب علی اکبر اپنی زبان منہ سے اپنے والد بزرگوار کے نکال کر رو دیئے اور کہتے تھے کہ ... آپ کی زبان میری زبان سے زیادہ خشک ہوگئی ہے فَدَفَعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَیْہِ خَاتَمَہٗ وَقَالَ خُذْ ھٰذَا الْخَاتَمَ وَاَمْسِکْہُ فِیْ فَمِکَ وَارْجِعْ اِلٰی قِتَالِ عَدُوِّکَ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی دیکر ارشاد کیا کہ اس کو لیکر اپنے منہ میں رکھو اور پلٹ جاکر اپنے دشمن سے لڑو فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنَّکَ لَا تُمْسِیْ حَتّٰی یَسْقِیَکَ جَدُّکَ بِکَاْسِہِ الْاَوْفٰی شَرْبَۃً لَا تَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا مجھکو امید ہے کہ شام ہونے سے پہلے بیٹے تمہارے نانا تمکو اپنے جام لبریز سے وہ پانی پلائیں گے کہ اوسکے بعد پینے کے پھر تم کبھی پیاسے نہ ہوگے وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ اِسْحٰقَ اَنَّہٗ قَالَ یَا بُنَیَّ قَاتِلْ فَمَا اَسْرَعَ الْمُلْتَقٰی بِجَدِّکَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَیَسْقِیْکَ بِکَاْسِہِ الْاَوْفٰی اور ابو اسحق کی روایت میں ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند جہاد کرو بہت جلد تم ملاقات کیا چاہتے ہو اپنے نانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ اپنے پورے جام سے تمکو سیراب کرینگے وَقَالَ السَّیِّدُ ... یَا بُنَیَّ قَاتِلْ قَلِیْلًا ... اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمۃ لہوف میں یہ لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا اے میرے فرزند تھوڑی دیر اور لڑلو قریب ہے کہ تمکو تمہارے نانا سیراب کریں فَاَخَذَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْخَاتَمَ فِیْ فَمِہٖ وَرَجَعَ اِلٰی ... وَقَاتَلَ اَعْظَمَ الْقِتَالِ جناب علی اکبر نے انگوٹھی اپنے منہ میں لیکر میدان جنگ کا ارادہ کیا اور ہو تکبیر پھر

معرکہ آرائے شروع کی اس لڑائی میں بڑا کشت و خون ہوا و ھو یقول ؎ الحرب قد
بانت لہا الحقائق ۔ وظہرت من بعدہا مصادق جناب علی اکبر رجز
پڑھنے لگے لڑائی کی حقیقتیں آج کھلگئیں اور خوب ظاہر ہوگیا کہ لڑائی کسکو کہتے ہیں
اور مصداق لڑنے والیکا کون ہی یعنی ہم سے بڑھکر کون دنیا میں لڑ سکتا ہی کہ تین دن کے
بھوکے اور پیاسے ہیں اور اسطرح سے لڑ رہے ہیں ؎ واللہ رب العرش لا نفارق
جموعکم او تغمد البوارق ۔ قسم ہی اوس خدا کی جو پروردگار عرش کا ہی ہم
تمہارے گروہ سے جدا نہونگے اور تمہارے انبوہ کثیر کو ... جبتک کہ تم لوگ اپنی تلواروں کو
نیام کے اندر نہ کرو ۔ فلم یزل یقاتل حتی قتل ... رجز پڑھتے پڑھتے
لڑتے تھے یہانتک کہ پورے دو سو آدمیوں کو قتل کیا ۔ ہی روایۃ الصدوق
وقال ابو اسحٰق حتی قتل جماعۃ الاعادی و تمام مائتین رجلا دو سو آدمیوں کی
مارنے کی روایت صدوق کی ہی اور ملا ابو اسحٰق نے ایک سو اسی آدمی کو قتل کرنا اس
حملہ میں لکھا ہی وعن شہاب الدین انہ قتل فی تلک الحملۃ الفا وخمسمأۃ
فارس وثمانین رجلا اور شہاب الدین نے یہ روایت کی ہی کہ اس حملہ میں
جناب علی اکبر نے پندرہ سو سوار و اسی پیادوں کو قتل کیا ثم رجع الی ابیہ
ثانیا وشکی العطش واجاب الحسین علیہ السلام بما اجاب اولا پھر دوبارہ
جناب علی اکبر خدمت میں اپنے والد بزرگوار کے واپس آئے اور پیاس کی شکایت کی
حضرت نے وہی جواب دیا جو پہلے مرتبہ دیا تھا ولکنی لم اظفر بتلک الروایۃ فی
کتب المقاتل مگر مجھے اس روایت کا پتہ اور کتب مقاتل میں نہیں ملا قال
ابو مخنف فکمن لہ ملعون فضربہ بعمود حدید علی ام راسہ
فانجدل صریعا الی الارض ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک ملعون کسی درخت یا ٹیلے
کی آڑ میں چھپ کر بیٹھا اوسی نے ایک گرز آہنی حضرت کے سر پر مارا کہ آپ زمین پر
قریب ہلاکت ہوکر گر پڑے وقال السید رح فرماہ منقذ بن مرۃ العبدی
لعنۃ اللہ بسہم فصرعہ اور جناب سید ابن طاوس فرماتے ہیں کہ منقذ بن مرہ عبدی

ملعون نے ایک تیر حضرت کو مارا اوسی کے بعد آپ جان بلب ہوکر گر پڑے وعن المفید
وابن نما رہ فقرب بہ ابن مرۃ العبدی فقال علیّ آثام العرب لان مرّ بی
ہذا الغلام وہو یفعل بالناس ما فعلہ لاثکلن اباہ جناب شیخ مفید اور ابن
نما فرماتے ہین کہ ابن مرہ عبدی قریب آکر کھڑا ہوا اوس راہ کے جدہر سے جناب علی اکبر
آتے جاتے تھے اور کہنے لگا کہ اگرچہ تمام عرب کے گناہ میرے سر پر رہین گے اگر ایکی مرتبہ
یہ لڑکا میرے پاس سے ہوکر گذرا اور اسی طرح کشت و خون کرتا رہا جس طرح یہ کرچکا ہے
ضرور اسکے ماتم مین اسکے باپ کو بٹھا دونگا یعنی اسکو قتل کرونگا فمرّ یشد علی الناس
کما شدّ علیہم فی الاول جناب علی اکبر اوسی طرح اپنے ہوئے حملہ کرتے ہوئے اوس
ملعون کے قریب ہوکر گذرے جسطرح پہلے حملہ کر رہے تھے فاعترضہ منقذ
لعنہ اللہ بسہم فصرعہ اسی درمیان مین منقذ ملعون نے حضرت علی اکبر کو تیر مارا
کہ آپ گر پڑے وفی روایۃ نقلت عن صاحب الامر علیہ السلام فضربہ
علی مفرق راسہ ضربۃ صرعتہ اور ایک روایت مین جو حضرت جناب
صاحب الامر علیہ السلام سے منقول ہوئی ہے وارد ہے کہ اوس ملعون نے سر پر آپ کے
ایسی ضرب لگائی جس سے آپ زمین پر گر پڑے وفی العوالم وضربہ الناس باسیافہم
ثم اعتنق فرسہ فاحتمل الفرس الی عسکر الاعداء فقطعوہ بسیوفہم
اور عوالم مین یہ روایت کی ہے کہ بہت سے آدمیون نے ملکر تلوارون سے آپ کو زخمی کیا
پھر اوسوقت گھوڑے کی گردن مین دونون ہاتھ ڈالکر لپٹ گئے اسپ عقاب حضرت کو
لشکر اعدا کی طرف لے بھاگا اوسوقت اون لوگون نے تلوارون سے حضرت کا بدن ٹکڑہ ٹکڑہ
کردیا واما ما اشتہر بین الناس انہ طعن علیّ بن الحسین علیہ السلام سنان
ابن انس فانکب علی وجہہ الارض فما رایت منہ اثرا فی الکتب الحاضرۃ
عندی اور یہ جو مشہور ہے کہ سنان ابن انس نے ایک نیزہ حضرت کو مارا کہ آپ زمین پر
گر پڑے اوسکا نشان اب تک مجھے کسی کتاب مین نہین ملا جسقدر کتابین اسوقت مجھے بہم
پہونچی ہین قال ابو اسحق فخرّ من ظہر جوادہ الی الارض ثم استوی جالسا

ملا ابو اسحق کہتے ہیں کہ گھوڑے کی پشت سے آپ جدا ہو کر زمین پر گرے پھر بعد اوسکے سید چلے ہو کر پہنچے
یقول یا ابت هذا جدی و هذا ابی و هذه امی فاطمة اور کہتے تھے اے پدر بزرگوار دیکھئے
میرے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور ... علی بن ابی طالب ہیں
دادی جناب فاطمہ ہیں ... وهذه جدتی خدیجة ... العجل العجل ...
اتنی لفظ اور زیادہ کی ہے کہ ... خدیجہ کبری ... ہیں ... سے کہتے ہیں کہ جلد
تشریف لائیے وهم مشتاقون الیک ... مشتاق ہیں آپ
آجائیے تاکہ ہم اوسوں کی لڑائی سے ... فلما بلغت الروح
التراقی قال رافعا صوته یا ابتاه هذا جدی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم قد سقانی
بکاسه الاوفی شربة لا اظمأ بعدها ابدا اور بحار میں یہ روایت ہے کہ جب روح اون جناب کی جبیں گردن تک
پہونچی یعنی گلے میں جان آگئی ... آواز بلند پکار کر کہا اے پدر بزرگوار دیکھئے میرے نانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے مجھکو اپنا جام پر آب پلا دیا اور ایسا پلایا ہے کہ اب مجھکو پیاس نہ لگے گی اسی روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ آب کوثر شہدائے کربلا کو قبل مرنے کے پلایا جاتا تھا وهو یقول العجل العجل فان لک کاسا مذخورة
حتی تشربها الساعة اور آپ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیام دیتے ہیں کہ جلدی سے جلدی آئیے
آپ کے واسطے بھی جام لبریز موجود ہیں جنکو آپ اسوقت پیئیں گے قلت و قد ذکرنا انها اخوان ان علی بن
الحسین علیه السلام لما کان قد تالم من کرب العطش ... الی ابیه ... [illegible]
کرنا چاہیے اے مومنین اس بات پر کہ جناب علی اکبر نے چونکہ ... [illegible]
جگر ... اپنا پیاسے آپ کو ... [illegible] ... ہوئے
وقد بان منه ان العطش الذی اصاب الحسین علیه السلام کان اشد
پیاس جناب امام حسین علیہ السلام کی بہت زیادہ تھی اور اوسکی ایذا بھی بہت شدید تھی قال السید ... ثم
شهق شهقة فمات سید ابن طاوس رح کہتے ہیں کہ پھر جناب علی اکبر نے ایک نعرہ مارا اور مر گئے وقال ابو مخنف ثم قضی نحبه
اور ابو مخنف رح کہتے ہیں کہ اپنے والد بزرگوار کے پکارنے کے بعد اپنے وعدہ کو اوس صاحبزادے نے پورا کیا قال فی البحار
فصاح الحسین علیه السلام وقال قتل الله قوما قتلوک یا بنی بحار میں روایت ہے کہ جناب امام حسین نے
چلا کر کہا کہ خدا قتل کرے اون ظالموں کو جنھوں نے اے فرزند تمکو قتل کیا ... [illegible]

[illegible] انتهاك حرمة الرسول کس قدر جرأت انکی خدا پر بڑھ گئی ہے اور رسول خدا پر اور کس قدر ہتک [illegible]

حرمت رسالت مآب ہو پر علی الدنیا بعدك العفا اب بعد تمہارے دنیا پر خاک ہے [illegible]

ما قتل علي بن الحسين صرخن النساء بالبكاء والنحيب و [illegible]

عورتوں کے چیخنے اور چلانے کی آواز بلند ہوئی اور گریہ اور بکا سے شور برپا ہوا [illegible]

النساء [illegible] وجعل يتنفس الصعدا جناب امام حسین چلا کر ٹھنڈی سانس [illegible]

[illegible] ثم دعا ببردة رسول الله فلبسها [illegible]

المباركة [illegible] الفاضل بعد اوسکے آپنے جامہ جناب رسول خدا کا طلب کیا [illegible]

[illegible] بہ زیر آراستہ کی وتعمم بعمامة السحاب وتقلد بسيفه [illegible]

سر پر رکھا اور ذوالفقار کمر سے لگائی واستوی علی ظهر جواده وحمل على القوم [illegible]

سوار ہوکر [illegible] کیا اور جماعت کو متفرق کر دیا اور [illegible] جناب علی اکبر [illegible] واخذ [illegible]

[illegible] في حجره وجعل يمسح الدم عن ثناياه الشريفة وجعل [illegible]

گود میں رکھ لیا خون انکی دانتوں سے پونچھنے لگے اور روئے گئے ويقول يا بني [illegible] الله قاتلك ما اجرأه

[illegible] بالله [illegible] اور کہنے لگے اے فرزند العنت ہے تمہارے

[illegible] اور دونوں آنکھوں [illegible]

[illegible]

[illegible] عمارہ ابن سلیمان سے روایت ہے [illegible]

[illegible] امرأة قد خرجت من فسطاط الحسين كانها

[illegible] واولداه واقتيلاه گویا میں دیکھ رہا ہوں ایک عورت خیمے سے جناب

[illegible] نکل پڑیں اور وہ آواز بلند سے پکار رہی تھیں ہائے فرزند [illegible]

[illegible] يا قتيلاه يا حسرتاه يا غربتاه واحمهجة قلباه افسوس [illegible] تمہاری کی [illegible] تم غریب

[illegible] افسوس میرے دل میرے ليتني كنت قبل هذا اليوم عمياء کاش آج کے دن سے پہلے

میں نابینا ہوگئی ہوتی وليتني وسدت الثرى کاش میں آج پیوند خاک ہوچکی ہوتی فوثب اليها

الحسين [illegible] وادخلها خدرها جناب امام حسین بنا بانہ دوڑ پڑے اور اونکو پھیر لیگئے

اور اونھین نے خیمہ مین اونکو داخل کر دیا فَسَئَلْتُ عَنْهَا فَقِيلَ لِي هٰذِهٖ بِنْتُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ع
مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون معظمہ تھین مجھسے کہا گیا کہ یہ دختر امیر المومنین ہین ثُمَّ بَكَى الْحُسَيْنُ ع
رَحْمَةً لَّهَا تھا اونکے خیمہ مین پہونچانیکے بعد حضرت امام حسین کا دل بھر آیا اور آپ بھی رونے لگے
فَقَالَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور پھر آپنے الافسدہ باپیر جاری کیا ثُمَّ اِنَّ الْحُسَيْنَ ع وَضَعَ
وَلَدَهٗ فِي حِجْرِهٖ وَقَالَ يَا وَلَدِي اَمَّا اَنْتَ فَقَدِ اسْتَرَحْتَ مِنْ هَمِّ الدُّنْيَا وَغَمِّهَا پھر اوسکے
جناب امام حسین نے سر اپنے فرزند کا اپنی گود مین لیا اور کہنے لگے کہ اے فرزند میرے تم تو اب دنیا کے رنج
وغم سے چھوٹ گئے اور آرام مین پہونچے وَبَقِيَ اَبُوْكَ وَمَا اَسْرَعَ لُحُوْقَهٗ بِكَ اور باپ تمہارا رنج
اوٹھانے کو باقی رہگیا اور بہت جلد تمہارا باپ بھی تجھسے ملا چاہتا ہی قُلْتُ هٰذَا جَوَابٌ لِمَا قَالَ
عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اَنَّ جَدِّي يَقُوْلُ لَكَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ مین کہتا ہون کہ جناب امام حسین ع کا
گویا جواب اوس بات کا ہی جو حضرت علی اکبر نے عرض کی تھی کہ آپ کو جد بزرگوار آپ کے جلد بلا رہے ہین
وَقَالَ السَّيِّدُ رح اَنَّهَا كَانَتْ زَيْنَبُ ع وَلٰكِنْ اَبُوْ مِخْنَفٍ رح لَمْ يُسَمِّهَا اِمَّا اِجْلَالًا لَهَا وَاِمَّا
لِاَنَّهٗ لَمْ يَصِلِ اِلَيْهِ الرِّوَايَةُ بِتَعْيِيْنِ الْاِسْمِ ١٢

تھین جناب زینب

نہین لیا بلکہ دختر امیر المومنین سے تعظیما یہ بات ابو مخنف نے یا اسو جہسے کی ہی کہ عظمت شان جناب
زینب ع کی اونکو نام لینے سے مانع ہوئی اور یا یہ وجہہ ہی کہ حمید ابن مسلم نے خود تصریح نام کی نہین کی اور
یہی لفظ حمید ابن مسلم نے کہی فَهٰذِهٖ رِوَايَتَانِ پس جناب زینب کے نکل آنے کی یہ دو روایتین ہوچکین
وَالثَّالِثُ مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ اَسْمَعُهٗ وَاِذَا خَرَجَتْ مِنْ خَيْمَةِ الْحُسَيْنِ اِلَى اَنْ
قَالَ فَقُلْتُ لِكُوْفِيٍّ مَنْ هٰذِهٖ اَتَعْرِفُهَا تیسری روایت عبد اللہ کی ہی وہ کہتا ہی مین سن رہا تھا
حسین ع کی یا علی اکبر کی کہ ناگاہ خیمہ سے جناب امام حسین کے ایک معظمہ نکل پڑین اور
وہی روایت کے بھی ہین جو حمید ابن مسلم کی روایت مین گذرے تا اینکہ یہی عبد اللہ کہتا ہی
مین نے ایک رہنے والے سے کہا یہ کون معظمہ ہین تو انکو پہچانتا ہے قَالَ نَعَمْ هٰذِهٖ زَيْنَبُ اُخْتُ
الْحُسَيْنِ ع اوس نے کہا ہان مجھے معلوم ہی یہ زینب خواہر امام حسین ع ہین اَقُوْلُ اَمَّا خُرُوْجُ زَيْنَبَ فِي
تِلْكَ الْحَالِ فَهُوَ مِنِ اضْطِرَارِهَا لِاَنَّهَا مَشْغُوْلَةٌ بِالْاِجَابَةِ عَلَيْهِ مین کہتا ہون اس حالت مین جناب زینب ع کا